مرکز احیاء الفکر الاسلامی کا دینی، دعوتی، علمی، ادبی، تحقیقی، فکری اور اصلاحی ترجمان

ماہنامہ نقوش اسلام

نقوش اسلام کی خاص اشاعت

دولت مند کیسے بنیں؟

VOL.No.7	اپریل/مئی ۲۰۱۲ء (April.May 2012) جمادی الاولی، جمادی الثانیہ ۱۴۳۳ھ	Issue.No.2,3

مجلس سرپرستان

مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
ولی مرتاض حضرت مولانا سید مکرم حسین سنسارپوری
عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبد القیوم رائے پوری
پیر طریقت حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی
ولئ کامل حضرت مولانا عبد الرحیم متالا

مجلس مشاورت

مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی — مولانا سید واضح رشید حسنی ندوی
مولانا سید عبد اللہ حسنی ندوی — مولانا محمد عامر صدیقی ندوی
الحاج موسیٰ اسماعیل درسوت — مولانا محمد احمد صالح جی
مولانا حافظ محمد ایوب — مولانا یحییٰ بام
مولانا محمد اختر قاسمی — مولانا محمد منذر ندوی

مجلس ادارت

مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی ❁ مولانا محمد عمر قاسمی مجاہد پوری ❁ مولانا حمید اللہ قاسمی کیرنگری

چیف ایڈیٹر: محمد مسعود عزیزی ندوی
مدیر انتظامی: حافظ عبد الستار عزیزی
مدیر معاون: ڈاکٹر مرغوب عالم عزیزی

شرح خریداری

ہندوستان کے لیے

یہ شمارہ..................۳۰/روپئے
عام شمارہ..................۱۲/روپئے
سالانہ..................۱۲۰/روپئے
خصوصی..................۳۰۰۰/روپئے

ایشیائی، یورپی افریقی وامریکی ممالک کے لیے ۲۰/ڈالر

ترسیل زر اور خط وکتابت کا پتہ

NUQOOSH-E- ISLAM
MUZAFFARABAD.SAHARANPUR.247129
(U.P)INDIA.Ph.0132.2775452.Cell.09719831058
E.mail : nuqooshe_islam@yahoo.co.in
masood _azizinadwi@yahoo.co.in
ماہنامہ "نقوش اسلام" مظفرآباد، سہارنپور 247129 (یوپی) انڈیا

رسالہ کے جملہ امور سے متعلق اس نمبر پر رابطہ کریں: 09719639955

منیجر توسیع واشاعت: قاری محمد صالحین
09675335910/ 09813806392

Markazu Ihyail Fikril Islami , A/C No. 30416183580,S.B.I
Monthly Nuqoosh-e-Islam, A/C No. 30557882360,S.B.I

PRINTER, PUBLISHER AND OWNER MOHD.MASOOD AZIZI NADVI
PRINTED BY UNION PRINTING PRESS DEOBAND SAHARANPUR. PUBLISHED AT
Vill&P.O.MUZAFFARABAD, DISTT.SAHARANPUR (U.P) **EDITOR**:MOHD.MASOOD AZIZI NADVI

Files\A017.TIF not found. Files\A025.TIF not found. Files\A017.TIF not found.

اس شمارے میں

مضامین		صفحہ نمبر
اداریہ	محمد مسعود عزیزی ندوی	3
تائید	مولانا محمد اسجد قاسمی ندوی	4
پیش گفتار	قمرالدین ایس، خان، ممبئی	5
حِصّہ اوّل ۔ مال و دولت کا تعارف		**6**
۱۔مال و دولت کیا ہے؟		//
۲۔ہم روپیہ کیوں کمائیں؟		7
۳۔ہمیں کس طرح مال و دولت کمانا چاہیے؟		10
۴۔ہماری تجارت کے اصول کیا ہونے چاہئیں؟		13
۵۔اپنی سوچ کو کس طرح بہتر بنایا جائے؟		22
۶۔کامیابی کی شروعات کیسے کریں؟		28
۷۔کامیابی کی شروعات ایسے کریں۔		31
حِصّہ دوّم ۔ بڑی کمپنی یا تنظیم کے اُصول		**34**
۸۔کامیاب کاروبار کے اصول۔		//
۹۔کمپنی کے کاروباری اصول کیا ہونے چاہئیں؟		35
۱۰۔اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کمپنی کے اصول کیا ہونے چاہئیں؟		37
۱۱۔ملازمین کیلئے اسلامی قانون		40
۱۲۔پیروی کرنے والوں کے کیا فرائض اور ذمہ داریاں ہیں؟		43
حِصّہ سوّم ورکر، معاون یا ماتحتی میں کام کرنے والوں سے کیسا برتاؤ کریں؟		**44**
۱۳۔فطرتِ انسانی کی بنیادی خامیاں		//
۱۴۔طرزِ رہنمائی کی ایک سنہری مثال۔		48
۱۵۔ماتحتوں کی کارگردگی کیسے بڑھائیں		51
۱۶۔کبھی ملامت مت کرو۔		53
۱۷۔تنقید کیسے کریں؟		54
۱۸۔ناراضگی کیسے ظاہر کریں؟		56
۱۹۔غلطیوں کی اصلاح کیلئے کسی کو کیسے آمادہ کریں؟		57
۲۰۔اچھے کام کو سراہو اور شکر گزار بنو۔		61
۲۱۔لوگوں کو ان کے صحیح ناموں سے پکارو		63
۲۲۔درمیانی راستہ اختیار کرو		64
۲۳۔السّلامُ علیکم کو رواج دو		66

مضامین	صفحہ نمبر
حِصّہ چھارم ۔اپنے کاروباری ہُنر کو کیسے سنواریں؟	**67**
۲۴۔بہترین اخلاق کی اہمیت۔	//
۲۵۔نرم مزاجی کی اہمیت۔	69
۲۶۔اپنی اصلاح کی کوشش کریں۔	70
۲۷۔سبقت کے جذبہ کا کامیابی پر اثر	72
۲۸۔مسکراہٹ کی اہمیت	74
۲۹۔نبی کریم ﷺ کے شب و روز کے کچھ خوش گوار لمحات	76
۳۰۔مسلسل جدوجہد یا مستقل مزاجی (Persistence)	79
۳۱۔صبر کی اہمیت	82
۳۲۔سنہرے موقعے مت گنوائیے۔	84
۳۳۔قوی مومن کمزور مومن سے بہتر ہے۔	85
۳۴۔صفائی اور پاکیزگی کی اہمیت	88
۳۵۔عبادت	91
۳۶۔صدقے کی اہمیت	98
۳۷۔اللہ تعالیٰ پر کب توکل کرنا چاہئے	102
۳۸۔مسلمان کی زندگی میں صبح کی کیا اہمیت ہے؟	104
۳۹۔ترقی کے لئے نیک لوگوں کی صحبت ضروری ہے۔	106
۴۰۔کچھ حیرت انگیز حقیقتیں	109
۴۱۔ایک ہی وقت میں متقی اور دولت مند بننا کیا ممکن ہے؟	113
حِصّہ پنجم ۔ اُمّتِ مسلمہ کیسے ترقی کرے؟	**115**
۴۲۔غریبی اور مفلسی کے اسباب۔	//
۴۳۔مسلمان غریب کیوں ہے؟	121
۴۴۔سائنس اور ٹیکنولوجی کا علم حاصل کرنے ہم ۶۰۰ء میں کہاں جاتے؟	126
۴۵۔قرض کے جال سے کیسے آزاد ہوں؟	128
۴۶۔دولت کے روحانی نقائص	134
۴۷۔اللہ تعالیٰ کیلئے بندے مال دولت سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں	139
۴۸۔اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے کیسے بنیں؟	142
۴۹۔چند قرآنی آیات جو آپ کی پریشانی دُور کرسکتی ہیں۔	145
۴۰۔زندگی میں کیسے خوش رہیں؟	148
۵۱۔اپنی روح کی بیٹری کیسے چارج کریں؟	152
۵۲۔تأثرات	156

پرنٹر پبلیشر: محمد مسعود عزیزی ندوی نے یونین آفسیٹ پریس دیوبند میں طبع کراکے دفتر ماہنامہ نقوش اسلام مظفرآباد سے شائع کیا۔

اداریہ

دولت مند کیسے بنیں؟

نقوش اسلام کی خاص اشاعت

محمد مسعود عزیزی ندوی

مال ودولت اللہ کی نعمت اور انسانی زندگی کی اہم ضرورت ہے، روزانہ کی زندگی کے لیے انسان کو مال ودولت اور روپے پیسے کی ضرورت پڑتی ہے، گویا کہ انسانی معیشت کا پورا دارومدار دولت پر ہے، جس کی ہر وقت اور ہر جگہ ضرورت پڑتی ہے، اس کے حصول کے لیے تو ہر انسان کوشش کرتا ہے اور کوشش کرنی بھی چاہیے، مگر انسانی محنت کے بعد بھی اللہ تعالی مال ودولت اپنے اختیار سے جس بندے کے لئے جتنی ضروری سمجھتا ہے اس کے مطابق اس کو دیتا ہے، گو کہ یہ ایک طرف اللہ کی رحمت بھی ہے اور قرآن کریم میں اس کے لیے ''خیر'' کا لفظ آیا ہے، جب یہ خیر اپنے معنی اور انجام کے اعتبار سے اعمال خیر کا ذریعہ بن جائے پھر یہ خدائی انعام بھی ہے، اور چونکہ قرآن ہی کی روشنی میں یہ دنیا کی زینت، اللہ تعالی کی آزمائش اور سزا دینے کا ذریعہ بھی ہے، اس لئے بقدر ضرورت مال مطلوب بھی ہے اور ضروری بھی اور اس کے فتنوں سے بچنا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے، البتہ اس کے حصول کے لئے جائز وسائل اختیار کرنے چاہئیں، اس لیے کہ کسب حلال، حلال طریقے سے کمانا اللہ کے فرائض کے بعد ضروری فریضہ ہے، پھر حلال طریقے سے کمائے ہوئے اس مال کو صحیح مصرف میں خرچ کرنا بھی ضروری ہے، غیر ضروری جگہوں پر خرچ کرنا یہ بھی پکڑ کا باعث ہوتا ہے، اللہ تعالی حفاظت فرمائے۔

نقوش اسلام کی اس خاص اشاعت میں ''دولت مند کیسے بنیں'' اس پہلو کو قرآن وحدیث کی روشنی میں اجاگر کرنے کی ایک کوشش کی گئی ہے، اس میں اس موضوع کو پانچ حصوں میں تقسیم کر کے سمیٹنے کی امکانی کوشش کی گئی ہے، پہلے حصہ میں مال ودولت کا تعارف، دوسرے حصے میں بڑی کمپنی یا تنظیم کے اصول، تیسرے حصے میں ورکر معاون یا ماتحتی میں کام کرنے والوں سے کیسا برتاؤ کریں؟ چوتھے حصے میں اپنے کاروباری ہنر کو کیسے سنواریں؟ اور پانچویں حصے میں امت مسلمہ کیسے ترقی کرے؟ جیسے اہم موضوعات سے بحث کی گئی ہے، یہ ایک اچھی کوشش ہے، جو قارئین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے، صحیح فیصلہ تو قارئین پڑھ کر خود ہی فرمائیں گے کہ ان کو ایک ہی جگہ اس وسیع موضوع پر اتنا اسلامی مواد مل گیا، قابل مبارک باد ہیں ہمارے دوست جناب الحاج قمر الدین ایس خانصاحب کہ انہوں نے بہت محنت اور جدوجہد سے اردو داں حضرات کے لیے ایسے وسیع موضوع کا انتخاب کیا اور اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی، اللہ تعالی قبول فرمائے، قارئین سے گزارش کی جاتی ہے کہ وہ اس کے مطالعہ کے بعد اپنی آراء اور نقد وتبصرہ سے ضرور مطلع فرمائیں، تا کہ ان آراء کی روشنی میں اپنا یہ سفر جاری رکھا جاسکے، اللہ تعالی قبول فرمائے۔ والسلام

تائید

دولت مند کیسے بنیں - ایک نظر

مولانا محمد اسجد قاسمی ندوی مہتمم جامعہ عربیہ امدادیہ مراد آباد

اقتصادی خوش حالی اور معاشی فارغ البالی، خداوند قدوس کی نعمتوں میں انتہائی عظیم نعمت ہے، احادیث مبارکہ میں معاشی خوش حالی کے دور کو غنیمت سمجھنے، اس کی قدر کرنے اور صحیح مصرف میں دولت استعمال کرنے کی تاکید اور تلقین جا بجا مختلف پیرایوں میں کی گئی ہے۔

موجودہ عالمی منظر نامہ یہ ہے کہ اُمت مسلمہ تعلیمی، فکری، سیاسی محاذوں کی طرح معاشی اور اقتصادی محاذ پر بھی انتہائی پسماندگی اور خستہ حالی کا شکار ہے، اس صورتِ حال نے امت کی زبوں حالی اور پستی میں اضافہ کیا ہے، اس لئے دیگر محاذوں کی طرح اس محاذ پر بھی خاص توجہ کی ضرورت ہے۔

اس کا لائحہ عمل کیا ہو؟ اور اس کے خدوخال کیا ہوں؟ امت اقتصادی خوش حالی کے راستہ پر کیسے آئے؟ شریعت اس سلسلہ میں کیا ہدایات دیتی ہے؟ ان تمام موضوعات پر خاص توجہ کے ساتھ زیر نظر کتاب ''دولت مند کیسے بنیں؟'' میں بحث کی گئی ہے۔

کتاب کے مؤلف جناب الحاج قمرالدین خان صاحب دردمند دل، ارجمند فکر، وسیع مطالعہ، گہری نظر اور مؤثر قلم رکھتے ہیں، مختلف اہم اور علمی موضوعات پر ان کے قلم سے قابل قدر اور وقیع کاوشیں منظر عام پر آکر دادِ تحسین حاصل کر چکی ہیں، موصوف نے ازراہِ کرم فرمائی اس حقیر سے اپنی اس تازہ تصنیف پر نگاہ ڈالنے کی فرمائش کی، تعمیل حکم میں میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا، اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ موصوف نے انتہائی دقت نظر کے ساتھ موضوع کے تمام گوشوں کا احاطہ کرنے کی مبارک کوشش کی ہے، اور بہت مفید اور جامع چیز امت کے سامنے پیش کی ہے۔

میں مؤلف موصوف کو مبارک باد پیش کرنے کے ساتھ ساتھ دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہوں کہ رب کریم اس دردمندانہ کوشش کو حسن قبول عطا فرمائے، اور اسے مؤثر تبدیلی کا ذریعہ بنائے، آمین۔

پیش لفظ

پیش گفتار

قمرالدین ایس، خان ممبئی
Email:hydelect@vsnl.com

اس کتاب کو لکھنے کا مقصد ہے کہ دنیا کا ہر مسلمان مالی طور پر خوشحال ہو، اُس کو اپنی زندگی کی ضروریات پوری کرنے کے لئے نہ ایمان بیچنا پڑے اور نہ ہی دوسری قوموں کی ماتحتی میں زندگی گزارنی پڑے۔

اِن مقاصد کو پورا کرنے کے لئے اچھی مقدار میں دولت کا کمانا ضروری ہے، اس لئے ہم مال و دولت کے بارے میں تفصیل سے معلومات حاصل کریں گے، تاکہ دولت کمانے اور اسے گنوانے کے ہر پہلو سے ہم واقف ہوں اور ہمارا ہر قدم جائز طریقے سے دولت کمانے کی طرف اُٹھے نہ کہ گنوانے اور بربادی کی طرف، اس لئے آئیے ہم دولت کمانے اور اسے بچائے رکھنے کے لئے اس کا تفصیل سے مطالعہ کرتے ہیں۔

اس کتاب میں اللہ تعالی کے احکامات اور حدیث شریف کا ذخیرہ ہے، جسے راقم نے کئی اردو کتابوں سے تلاش کر کے آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے، میرے دل میں ایک تڑپ تھی کہ وہ عزت دار قوم جو سچر کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق نچلے طبقے سے بھی گئی گزری زندگی گزار رہی ہے، پھر سے اپنی کھوئی ہوئی عزت اور عظمت حاصل کرلے، اس لئے اللہ تعالی کی توفیق سے یہ کتاب اس درخواست کے ساتھ آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ آپ سب اپنی دعاؤں میں مجھے ضرور یاد رکھیں گے اور دعاء کریں کہ اللہ تعالی مجھے اور آپ کو بھی ان سب باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، اور میرا خاتمہ ایمان کامل پر ہو۔

اللہ تعالی مجھے اور دنیا کے تمام مسلمانوں کو دنیا اور آخرت میں اپنے فضل و کرم سے کامیاب فرمائے، اللہ تعالی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل اولاد اور صحابہ کرامؓ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اُمت پر اپنی رحمت اور برکت عطا فرمائے آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین

حصہ اول: مال و دولت کا تعارف

(۱) مال و دولت کیا ہے؟

مال و دولت کیا ہے؟ آیئے ہم اس سوال کا جواب قرآن شریف میں تلاش کرتے ہیں، قرآن شریف کے مطالعے سے ہمیں دولت کے بارے میں مندرجہ ذیل معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

۱۔ دولت اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دولت کو 'خیر' سے منسوب کیا ہے 'خیر' ایک عربی لفظ ہے جس کے معنی ہیں بھلائی، نیکی، عمدگی، عزت، شرف، کرم مختصراً یہ خدا کی ایک رحمت ہے، چند آیاتِ قرآنی جن میں مال و دولت کو 'خیر' کہا گیا ہے مندرجہ ذیل ہیں: وَمَا تُنفِقُواْ مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّهَ بِهِ عَلِيمٌ اور جو کچھ بھی تم خیر (مال) میں سے خرچ کرو تو اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے۔ (سورہ بقرہ، آیت ۲۷۳)

- یَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلْ مَا أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا تَفْعَلُواْ مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّهَ بِهِ عَلِيمٌ

"اے محمد! لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ خدا کی راہ میں کس طرح کا مال خرچ کریں، کہہ دو کہ جو چاہو خرچ کرو؛ لیکن جو مال خرچ کرنا چاہو وہ درجہ بدرجہ اہل استحقاق یعنی ماں باپ کو اور قریب کے رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو سب کو دو اور جو بھلائی تم کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے"۔ (سورۃ بقرہ، آیت ۲۱۵)

اسی ضمن میں قرآن میں مزید آیات درج ذیل ہیں: سورۃ الاعراف ۱۸۸، سورۃ ہود ۸۴، سورۃ بقرہ ۲، ۲۷۲، ۱۸۰۔

۲۔ مال و دولت صرف اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے۔

مندرجہ ذیل قرآن کی آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ دولت پر صرف اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے اور وہی اسے تقسیم کرتا ہے۔

- "اور یہ وہی (اللہ تعالیٰ) دولت مند بناتا ہے اور مفلس کرتا ہے"۔ (سورۃ نجم، آیت ۴۸)
- "اور جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے رزق میں فراخی کر دیتا ہے تو وہ زمین میں فساد کرنے لگتے ہیں، اس لئے وہ جس قدر چاہتا ہے اندازے کے ساتھ نازل کرتا ہے، بیشک وہ اپنے بندوں کو جانتا ہے اور دیکھتا ہے"۔ (سورۃ شوریٰ آیت ۲۷)
- "اور اگر اللہ تعالیٰ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے، تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر تم سے بھلائی کرنی چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فائدہ پہنچاتا ہے"۔ (سورۃ یونس آیت ۱۰۷)
- "کیا جس چیز کی انسان آرزو کرتا ہے وہ اسے ضرور ہی ملتی ہے؟"۔ (سورۃ نجم آیت ۲۴) نہیں، اللہ تعالیٰ جتنا چاہتا ہے اتنا ہی ملتا ہے۔
- "جو شخص آخرت کا طالب ہو اس کے لئے ہم اس کی آخرت کی کھیتی میں افزائش کریں گے اور جو دنیا کی کھیتی کا خواستگار ہو اس میں اُسے (صرف اس کی تقدیر کے مطابق) دیں گے اور اس کا آخرت میں کچھ حصہ نہ ہوگا"۔ (سورۃ شوریٰ آیت ۲۰)

۳۔ دولت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیک اعمال کا انعام ہے۔

مندرجہ ذیل آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک اعمال کے بدلے میں رزق میں برکت عطا فرماتا ہے: "اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور (اللہ کا) ڈر رکھتے تو ہم ان کی برائیاں ان سے دور کر دیتے اور انہیں نعمت بھری جنتوں میں پہنچا دیتے اور اگر وہ تورات اور انجیل کو اور جو اور کتابیں ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئیں، ان کو قائم رکھتے تو (اُن پر رزق مینہ کی طرح برستا کہ) اپنے اُوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے کھاتے"۔ (سورۃ مائدہ آیت ۶۶-۶۵)

- "اگر ان بستیوں کے لوگ ایمان لے آتے اور پرہیزگار ہو جاتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکات کے دروازے کھول دیتے مگر انہوں نے تو تکذیب کی سو ان کے اعمال کی سزا میں ہم نے ان کو پکڑ لیا"۔ (سورۃ اعراف آیت ۹۶)

۴۔ دولت اللہ تعالیٰ کے امتحان لینے کا ایک آلہ ہے۔

- "اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے پاس نیکیوں کا بڑا ثواب ہے"۔ (سورۃ انفال آیت ۲۸)
- "تمہارا مال اور تمہاری اولاد تو آزمائش ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں (نیک اعمال کا) بڑا اجر ہے"۔ (سورۃ تغابن آیت ۱۵)
- "اور کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میوؤں کے نقصان سے ہم تمہاری آزمائش کریں گے، تو صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی (انعام) کی بشارت سنا دو"۔ (سورۃ بقرہ آیت ۱۵۵)

۵۔ دولت اللہ تعالیٰ کے عذاب دینے کا ایک آلہ بھی ہے۔

- "تم ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کرنا، اللہ تعالیٰ بھی چاہتا ہے کہ ان چیزوں سے دنیا کی زندگی میں ان کو عذاب دے اور جب ان کی جان نکلے تو اس وقت بھی وہ کافر ہی ہوں"۔ (سورۃ توبہ آیت ۵۵)

خلاصہ:

مندرجہ بالا آیاتِ قرآنی سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ: دولت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، وہ اپنے بندوں کو اپنی مرضی کے مطابق دیتا ہے۔

- دولت اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔
- دولت نیک اعمال کا خدائی انعام ہے۔
- مال و دولت اللہ تعالیٰ کے آزمائش اور سزا دینے کا ایک آلہ بھی ہے۔

(۲) ہم روپیہ کیوں کمائیں؟

۱۔ رزق حلال کمانا ہر شخص پر فرض ہے:

● حضرت عبداللہ بن مسعودؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کے فرض احکامات (یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج) ادا کرنے کے بعد جائز طریقہ سے روپیہ کمانا ہر شخص کے لئے لازم ہے''۔ (طبرانی کبیر ۱۵۷۹، بیہقی، بہ حوالہ معارف الحدیث جلد ۷ صفحہ ۶۵)

اس لئے ہر شخص کو اپنی اور اپنے خاندان کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کے لئے روپیہ کمانا فرض ہے۔

● اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: ''پھر جب نماز ہو چکے تو اپنی راہ لو اور خدا کا فضل (یعنی اپنی روزی روٹی) تلاش کرو اور خدا کو بہت یاد کرتے رہو تا کہ نجات پاؤ''۔ (سورۃ الجمعہ آیت ۱۰)

یعنی عبادت تو فرض ہے ہی، مگر عبادت کے بعد اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور اس کا نظام بھی ہے کہ بندہ اپنی روزی روٹی کے لئے جدوجہد کرتا رہے۔

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بیٹھنے سے بڑھ کر اور کیا خوش قسمتی ہوسکتی ہے، پھر بھی چند اصحابِ کو چھوڑ کر سارے صحابہ کرامؓ کاشت کاری یا تجارت وغیرہ کرتے تھے اور اکثر صحابہؓ عام دِنوں میں اپنے وقت کا آدھا حصہ تجارت کو اور آدھا حصہ مسجدِ نبوی کے لئے وقف کرتے تھے (جہاد یہ مشکل وقت میں ان کے تن من دھن سب کچھ اسلام کے لئے وقف تھا) اس لئے ہر مسلمان کے لئے اپنی اور اپنے گھر والوں کی ضروریات پوری کرنے کیلئے جدوجہد کرنا لازم ہے۔

۲۔ موجودہ زمانہ میں مال ودولت کی کیا اهمیت ہے؟:

● ایک تابعی حضرت ابوبکر بن ابی مریمؒ کہتے ہیں ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت مقدام بن معدی کعبؓ کے پاس کئی جانور تھے اُن کی کنیز ان جانوروں کا دودھ دوہتی تھی اور اسے بازار میں فروخت کرتی تھی اور حضرت مقدامؓ وہ روپیہ وصول کرتے تھے۔ بہت سے لوگوں نے اسے برا سمجھا اور ان کے روپیہ پر حیرت ظاہر کی (انہیں امید تھی کہ حضرت مقدامؓ کو چاہیے کہ وہ دودھ بطور ہدیہ رشتہ داروں کو دے دیں یا وہ آمدنی کنیز کو دے دیں) حضرت مقدامؓ نے اپنے روپیہ کمانے کی وکالت کی اور فرمایا ''میرے لئے اپنا مال بیچ کر روپیہ کمانے میں کوئی برائی (غلطی) نہیں ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا 'ایک زمانہ آئے گا جس میں صرف مال (روپیہ) سے آپ کا مقصد پورا ہوگا''۔ (مسند احمد، معارف الحدیث جلد ۷ صفحہ ۶۶)

مندرجہ بالا حدیث کو حضرت صفیان ثوریؒ کے بیان سے زیادہ بہتر طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔

● حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا: ''اب سے پہلے، دورِ نبوت اور دورِ خلافت میں مال ایک ناپسندیدہ چیزوں میں شمار ہوتا تھا، لیکن ہمارے زمانے میں مال مومن کی ڈھال ہے'' فرمایا: ''اگر یہ درہم و دینار آج ہمارے پاس نہ ہوتے، تو بادشاہ اور امراء ہم کو اپنا رومال بنا لیتے، آج جس شخص کے پاس درہم و دینار ہوں اس کو کسی کام میں لگائے (تا کہ نفع ہو، مال بڑھے) کیوں کہ یہ ایسا دور ہے کہ اگر آدمی محتاج ہو جائے، تو سب سے پہلے وہ اپنا دین بیچ دے گا، حلال کمائی خرچ کرنا فضول خرچی نہیں ہے۔ (زادِراہ صفحہ ۸۹)

● حضرت ابوقلبہؒ نے فرمایا، ''تجارت پوری ایمانداری اور محنت سے کرو، کیونکہ اگر تم ایسا کرو گے تو صراطِ مستقیم پر پوری ایمانداری اور بالکل صحیح طریقہ سے چلو گے۔ اس طرح مال تمہیں صراطِ مستقیم سے نہیں ہٹائے گا''۔ (زادِراہ صفحہ ۸۹)

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ سے ڈرنے والے لوگوں کے لئے مالدار ہونے میں کوئی خطرہ نہیں ہے اور تندرستی اللہ سے ڈرنے والے لوگوں کے لئے مالداری سے بہتر چیز ہے اور قلب کی خوشی اور انبساط اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ (مشکوٰۃ، بحوالہ زادِراہ صفحہ ۱۷۹)

● حضرت عمرو بن عاصؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی متقی آدمی کے لئے ایمانداری سے کمایا ہوا مال (مالِ حلال) ایک عمدہ چیز (قابلِ قدر نعمتِ الٰہی) ہے''۔ (مسند احمد، بحوالہ معارف الحدیث جلد ۷ صفحہ ۷)

۳۔ جائز مقصد کے لئے دولت کمانا عبادت ہے۔

● حضرت کعب بن عجرہؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک آدمی گزرا، صحابہ کرامؓ نے دیکھا کہ وہ رزق کے حصول میں بہت متحرک ہے اور پوری دلچسپی اس کام میں لے رہا ہے تو صحابہ کرامؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ''اے اللہ کے رسولؐ اگر اس کی دوڑ دھوپ اور دلچسپی اللہ کی راہ میں ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا'' اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر وہ اپنے

چھوٹے بچوں کی پرورش کے لئے دوڑ دھوپ کر رہا ہے تو اس کی یہ جدو جہد اللہ کی راہ ہی میں شمار ہوگی اور اگر بوڑھے والدین کی پرورش کے لئے کوشش کر رہا ہے تو یہ بھی فی سبیل اللہ ہی شمار ہوگی اور اگر اپنی ذات کے لئے کوشش کر رہا ہے اور مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بچا رہے تو یہ کوشش بھی فی سبیل اللہ شمار ہوگی، البتہ اگر اس کی یہ محنت زیادہ مال حاصل کر کے لوگوں پر برتری جتانے اور لوگوں کو دکھانے کے لئے ہے تو اس کی یہ ساری محنت شیطان کی راہ میں شمار ہوگی''۔(ترغیب بحوالہ طبرانی اور زادِ راہ حدیث ۸۸)

۴-اسلام میں بھیک مانگنے کی سخت ممانعت ھے:

● حضرت انسؓ نے فرمایا''ایک مرتبہ مدینہ کے ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھیک مانگی، آپؐ نے اُس سے پوچھا''کیا تمہارے گھر میں کوئی چیز ہے؟''اُس نے کہا''میرے پاس دو چیزیں ہیں، پہلا گلاس جس سے میں پانی پیتا ہوں اور دوسرا کمبل جس پر میں سوتا ہوں''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ وہ دونوں چیزیں لے آؤ، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن دو چیزوں کو ۲/ درہم میں نیلام کیا، ایک درہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس غریب آدمی کو دیا تاکہ وہ اپنے خاندان کے لئے کھانے کا سامان خریدے اور دوسرا درہم کلہاڑی خریدنے کے لئے دیا۔

جب وہ شخص کلہاڑی لے آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس میں دستہ(ہینڈل) لگایا اور اس کو دے کر فرمایا کہ جنگل میں جائے اور لکڑیاں کاٹ کر بازار میں لاکر بیچے تاکہ اسے رزق ملے اور اسے ہدایت فرمائی کہ ۱۵/دن بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے، اس غریب آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر عمل کیا، ۱۵/دن بعد حضور کو صلی اللہ علیہ وسلم خبر دی کہ اس نے دس درہم بچائے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر بیحد خوش ہوئے اور فرمایا''سخت محنت کر کے روپیہ کمانا تمہارے لئے بھیک مانگنے سے بدرجہا بہتر ہے، تاکہ حشر کے دن تمہاری پیشانی پر بھکاری نہ لکھا ہو۔(ابن ماجہ ۲۲۷۵)

● اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:''اے اہل کتاب! اپنے دین کی بات میں حد سے نہ بڑھو''۔(سورہ نساء آیت ۱۷۱)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی بھی کتاب میں رہبانیت کی تعلیم نہیں دی ہے اور عیسائی جو رہبانیت اختیار کرتے ہیں یہ دین میں حد سے بڑھنا ہے، اسی طرح اسلام میں بھی کوئی شخص شادی بیاہ اور کاروبار سے کنارہ کش ہو کر''بابا''بن جائے تو یہ بھی دین میں حد سے بڑھنا ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔

● حضرتِ ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھ سے وعدہ کرلے کہ وہ لوگوں سے سوال نہیں کرے گا تو میں ایسے شخص کے لئے جنت کا ضامن ہونے کو تیار ہوں۔(نسائی، احمد، ابن ماجہ، بحوالہ جنت کی کنجی صفحہ ۹۵)

● حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو کبھی فاقہ پیش آیا اور اس نے لوگوں سے سوال کرنا شروع کر دیا تو اس کا فاقہ کبھی دور نہ ہوگا اور جس نے خدا سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو جلدی یا تاخیر کے ساتھ ضرور رزق عنایت کرے گا۔(ابوداؤد، بحوالہ جنت کی کنجی صفحہ ۹۶)

● اسلام میں یہ کسی کو اجازت نہیں ہے وہ روپیہ کمانا بند کر کے مکمل طور پر صرف اللہ کی عبادت کرے اور اپنا گذارہ لوگوں کے صدقات پر کرے۔(طبرانی، بیہقی)

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''صدقہ لینا نہ کسی صحتمند اور جسمانی طور پر چاق و چوبند شخص کے لئے جائز ہے اور نہ ہی کسی مالدار شخص کے لئے''۔(ترمذی)

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''جو لوگ اپنا مال بڑھانے کے بھیک مانگتے ہیں وہ اپنا چہرہ زخمی(داغدار) کر لیتے ہیں(اور بطور سزا) وہ دوزخ میں گرم پتھر کھائیں گے''۔(ترمذی)

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''جنہیں بھیک مانگنے کی عادت ہے وہ روز حشر اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح آئیں گے کہ اُن کے چہروں پر کھال نہیں ہوگی، گوشت پوست نہیں ہوگا۔صرف چہرے کی ہڈیاں نظر آئیں گی۔(مسلم، بخاری)

● حضرت ابو کبشہ انماریؓ سے روایت ہے کہ کریمؐ نے فرمایا میں قسم کھا کر تین چیزیں بیان کرتا ہوں۔

(۱) کسی بندے کا مال صدقہ کرنے سے کم نہیں ہوتا۔

(۲) جس شخص پر ظلم کیا جائے اور وہ صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسی صبر کی وجہ سے اس کی عزّت بڑھاتے ہیں۔

(۳) جو شخص لوگوں سے مانگنے کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔(ترمذی، ابن ماجہ بحوالہ منتخب احادیث صفحہ ۵۸۷)

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام تھے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کہ''اے اللہ کے رسول(میں آپ کا غلام ہوں اس لئے) کیا میں بھی آپ کے گھر والوں میں گِنا جاؤں گا، آپ نے فرمایا''ہاں مگر ایک شرط پر کہ تم کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤ، پھر انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد بھی کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلایا۔

● علامہ اقبال کا شعر ہے: ؎

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

تو ایک مومن بندے کو خودّار ہونا چاہیے، خاندان، سماج یہ حکومت کے مالی امداد پر منحصر نہیں ہونا چاہیے۔

۵-ایمانداری سے رزق کمانے کی برکت:

● ہمارا احکامِ اِلٰہی اور فرمانِ رسولؐ پر عمل کرنا اور اس کے مطابق تجارت کرنا

نماز، روزہ اور حج وغیرہ کے برابر ہے (یعنی یہ بھی عبادت ہے) کیونکہ احکامِ الٰہی پر پابندی سے عمل کرنا ہی عبادت ہے، اگر ہم اپنی زندگی اور اپنی تجارت (کاروبار، روزی) میں احکامِ الٰہی کی پابندی کرتے ہیں تب ہماری زندگی اور تجارت کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں بطور عبادت درج کیا جائے گا۔ (معارف الحدیث جلد ۷ صفحہ ۶۴)

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ایماندار تاجر یوم الحشر انبیاء، صالحین اور شہدائے کرام کی جماعت میں ہوگا''۔ (بخاری، مسلم)

● حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر کوئی بندہ بھیک مانگنے سے بچنے کے لئے روزی حاصل کرتا ہے، اپنے خاندان کی کفالت کے لئے کماتا ہے، اپنے پڑوسی کی مدد کے لئے روپیہ جمع کرتا ہے، تو حشر کے دن اس کا چہرہ چودھویں کی چاند کی طرح روشن ہوگا''۔ (مظہر الحق، بحوالہ آسان رزق صفحہ ۱۲)

۶-کیا ہوگا اگر ہم ایمانداری سے نہ کمائیں؟:

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ عظیم اور پاک (یعنی ہر کمزوری سے پاک، ہر کوتاہی سے دور اور ہر مادی ضرورت سے آزاد) ہے اس لئے وہ کوئی ایسی چیز قبول نہیں فرماتا جو پاک نہ ہو'' (پاک اس معنی میں کہ نیک اعمال صرف اس کی خوشنودی کے لئے کئے جائیں نہ کہ نمائش کے لئے) اور صدقہ کیا جانے والا مال بھی جائز طریقہ سے کمایا ہوا ہو (اس کا مطلب یہ ہے کہ مالِ حلال ہو، مالِ حرام نہ ہو) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے بندوں کو وہی احکام دئے جو تمام پیغمبروں کو دیے گئے، اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو احکام عطا فرمائے ہیں کہ: ''اے پیغمبر! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور عمل نیک کرو۔ جو عمل تم کرتے ہو میں ان سے واقف ہوں''۔ (سورۃ المومنون آیت ۵۱)

''لوگو! جو چیزیں زمین میں حلال اور پاکیزہ ہیں وہ کھاؤ''۔ (سورۃ البقرہ آیت ۱۶۸)

پاک چیزیں یعنی حلال اور جائز غذا

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا ایک ایسے آدمی کا جو طویل سفر کر رہا ہے اور ایسی حالت میں ہے کہ اس کے بال پراگندہ ہیں اور جسم اور کپڑوں پر گرد و غبار ہے، اور وہ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر دعا کرتا ہے ''اے میرے رب! اے میرے پروردگار!'' (مگر اس کی کوئی دعا قبول نہیں ہوتی کیوں کہ) اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے، اس کا لباس حرام ہے، اور حرام غذا سے اس کی نشو نما ہوئی ہو، تو اس آدمی کی دعا کیسے قبول ہوگی؟۔ (مسند احمد، بحوالہ معارف الحدیث صفحہ ۷۶)

اس طرح مندرجہ بالا حدیث شریف کے مطابق اگر غذا حلال مال سے نہیں خریدی گئی تو مصیبت کے وقت ہم کتنی ہی عاجزی سے دعا کریں، اللہ تعالیٰ ہماری دعا قبول نہیں کرے گا، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مدد کے لئے ہمیں ایمانداری سے جائز روزی کمانی ضروری ہے۔

● حضرت انسؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ وہ ان کے لئے (یعنی آپؐ حضرت انسؓ کے لئے) دعا کریں تاکہ وہ ''مستجاب الدعوات'' ہو جائیں، مستجاب الدعوات کے معنی ہیں وہ بندہ جس کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب عنایت کیا: ''یا انسؓ حلال مال کماؤ اور حلال غذا کھاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں مستجاب الدعوات بنا دے گا، حرام سے خود کو دور رکھو، کیونکہ حرام کا ایک نوالہ، بندے کی دعا کو ۴۰ر دن تک ناقابل قبول بنا دیتا ہے''۔ (الترغیب)

تشریح: حرام غذا سے کئی روحانی اور جسمانی نقائص پیدا ہوتے ہیں، حرام غذا ایمان کا چراغ بجھا دیتی ہے اور دل تاریک ہو جاتا ہے، اس غذا سے بندہ سست، کاہل اور بے عمل ہو جاتا ہے، حرام غذا کی وجہ سے بندہ حرام اعمال میں مبتلا ہو جاتا ہے اور ناجائز خیالات اور بداعمالی کا شکار ہو جاتا ہے، اس سے ضمیر مردہ ہو جاتا ہے، بندہ اور نیکی کے درمیان دیوار کھڑی ہو جاتی ہے، مختصر یہ کہ حرام مال بندہ اور دین کے درمیان دوری پیدا کر دیتا ہے، اس کی عاقبت برباد ہو جاتی ہے، اس پر نیکی کا دروازہ بند ہو جاتا ہے، اور ترغیباتِ گناہ (گناہوں کی ہوس) کا دروازہ اس کے لئے پوری طرح کھل جاتا ہے۔

آج کے سماج میں حرام پر عمل کئی طرح سے ہو رہا ہے اور اکثریت کو تو اس کا علم بھی نہیں، رشوت، تجارتی معاملوں میں فریب، جھوٹ، اپنی ذمہ داری سے منھ موڑ لینا، سود کا کاروبار، غیروں کے حق پر ڈاکہ، چوری اور لوٹ اور دیگر حرام کاموں پر کھلے بندوں عمل ہو رہا ہے، ہمارے دینی علم میں کوئی کمی نہیں (یعنی ہم حرام اور حلال کو سمجھتے ہیں) لیکن عمل ندارد ہے، اس کا خاص سبب یہ ہے کہ ہماری کمائی میں ایمانداری نہیں، ہماری غذا اور مشروب حلال نہیں، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم نیک اعمال سے دور ہو گئے ہیں اور صراطِ مستقیم سے بھٹک گئے ہیں۔

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کے مطابق حشر کے دن کچھ بندے ایسے ہوں گے جن کے نیک اعمال بلندی میں ''کوہِ تہامہ'' کے برابر ہوں، اس کا مفہوم یہ ہے کہ انہوں نے کثرت سے نیک اعمال کئے ہوں گے؛ لیکن جب وہ اللہ جلّ شانہٗ کے سامنے حاضر ہوں گے اس وقت ان کے نیک اعمال کی اہمیت نہیں ہوگی (یعنی نیک اعمال ضائع ہو جائیں گے اور انہیں جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا) صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ''ایسا کیوں ہوگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ انہوں نے نماز، روزہ، زکوٰۃ ادا کی اور حج بھی کیا لیکن خود کو حرام (مال) سے کبھی نہیں بچایا جس کی وجہ سے ان کی تمام نیکیاں برباد ہو گئیں۔ (کتاب الکبائر)

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

(۳) ہمیں کس طرح مال و دولت کمانا چاہیے؟

ہم مال و دولت کمانے کے لئے کون سا پیشہ اختیار کریں؟:

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ایماندار تاجر، حشر کے دن انبیاء، متقیوں اور شہیدوں کے زمرے میں شامل ہوگا''۔ (مسلم و بخاری)

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعودی عرب اور شام کے درمیان تجارت (درآمد، برآمد) کی۔

● حضرت آدمؑ کاشتکاری کرتے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ اور خیبر میں کچھ کھیتیاں تھیں جس میں کاشتکاری ہوتی تھی۔

● حضرت زکریاؑ اور حضرت داؤدؑ نے مصنوعات سازی (manufacturing) کا کاروبار کیا، حضرت زکریاؑ بڑھئی تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بکتر بناتے تھے۔ (مسلم، بخاری)

● حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس مسلمان سے محبت کرتا ہے جو محنت کر کے روزی کماتا ہے''۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی، زادِراہ: ۸۶)

● ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابیؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا، آپؐ نے محسوس کیا کہ صحابیؓ کی ہتھیلی سخت ہے، اس لئے آپؐ نے صحابیؓ سے دریافت فرمایا کہ ایسا کیوں؟ صحابیؓ نے جواب دیا کہ اپنے خاندان کی پرورش کے لئے ہاتھ سے سخت محنت کر کے روزی حاصل کرتا ہوں، اس لئے ہاتھ سخت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابیؓ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور ان کی تعریف کی۔ (ابوداؤد)

● حضرت موسیٰ نے مصر سے جلاوطنی کے بعد حضرت شعیبؑ کے یہاں ملازمت کی، اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے تجارت، کاشتکاری، مصنوعات سازی (Manufacturing) اور ملازمت یہ تمام پیشے اختیار کئے ہیں، اس لئے ان میں سے کوئی بھی پیشہ حقیر نہیں، سارے پیشے باعزت ہیں اور اللہ تعالیٰ چونکہ سخت محنت کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اس لئے ہم جو بھی کام کریں اسے پوری محنت اور ایمانداری سے کریں۔

تجارت سب سے زیادہ پسندیدہ پیشہ:

● حضرت ابن عباسؓ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے برکت کے بیس حصے کئے ہیں۔ اس میں سے برکت کے انیس ۱۹/ حصے تجارت میں رکھا ہے اور ایک حصہ چرواہوں کے لئے (ملازمت میں)''۔ (کنزالایمان ۱۶/۴، رقم الحدیث ۹۳۵۴)

● مہاجرین جو مکّہ سے مدینہ ہجرت کر گئے تھے ان کا تمام مال اور جائداد ضائع ہو گیا یا لُٹ گیا تھا۔ لیکن مختصر عرصہ میں وہ مدینہ کے شہریوں سے زیادہ مالدار ہو گئے، مہاجرین کی اس عظیم ترقی کا راز ان کی تجارت اور دور دراز ملکوں سے درآمد کا کاروبار تھا، جبکہ مدینہ کے شہریوں یعنی انصار کی کم ترقی، مالی خوشحالی میں کمی اور کاروبار میں مندی کی وجہ کاشتکاری اور مقامی تجارت تھی۔

● حضرت سمیّہ بن عمیرؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا ''کون سی روزی بہترین روزی ہے؟'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وہ روزی جو تم اپنے ہاتھوں سے کماتے ہو اور وہ تجارت جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں ہوتی''۔ (مسند احمد، بحوالہ زادِراہ حدیث ۸۷)

اس لئے اپنی روزی روٹی کمانے کے لئے تجارت اور کاروبار کا پیشہ ہی اپنانا چاہئے۔

زمین کے پوشیدہ خزانوں سے روزی کمائیں:

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''زمین کے پوشیدہ مال (خزانوں) میں اپنی روزی تلاش کرو''۔ (کنزالعمال، جلد ۲ صفحہ ۱۹۷)

زمین کا پوشیدہ مال کیا ہے؟:

زمین کے پوشیدہ مال (یا خزانوں) کی ایک طویل فہرست ہے، اگر ہم ان سے روزی کمائیں تو یقیناً ہم خوشحال ہوں گے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کبھی غلط نہیں ہو سکتی، زمین کے پوشیدہ مال سے روزی کمانے کا مطلب ہے کہ ایسی چیزوں کا کاروبار کرنا جن کا تعلق زمین سے ہو، مثال کے طور پر کان کنی، معدنیات، کیمیائی اشیاء کا کاروبار، معدنیات سے متعلق کاروبار میں دھاتوں کی صفائی، دھاتیں ڈھالنا، معدنی تیل نکالنا، پیٹرول کی مصنوعات بنانا، زراعت بھی کاروبار کی طرح کرنا جیسے عطر بنانا، خوردنی اشیاء جیسے میٹھا تیل اور مصالحے وغیرہ بنانا، اگر آپ روزمرہ کی زندگی کا مشاہدہ کریں تو پتہ چلے گا کہ جو تاجر زمین کے پوشیدہ مال کی تجارت کرتے ہیں وہ لکھ پتی یا کروڑ پتی ہیں، اس لئے اگر ممکن ہو تو

آپ بھی اسی لائن میں کاروبار کریں۔

تجارت میں دوڑ دھوپ اور تجارتی سفر کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ''تم میں بعض بیمار بھی ہوتے ہیں اور بعض خدا کے فضل یعنی معاش کی تلاش میں ملک میں سفر کرتے ہیں اور بعض خدا کی راہ میں لڑتے ہیں، تو جتنا آسانی سے ہو سکے اتنا قرآن پڑھ لیا کرو اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور خدا کو نیک اور خلوص نیت سے قرض دیتے رہو اور جو نیک عمل تم اپنے لئے آگے بھیجو گے اس کو خدا کے ہاں بہتر اور صلے میں بزرگ تر پاؤ گے، اور خدا سے بخشش مانگتے رہو بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے''۔ (سورۃ مزمّل آیت ۲۰)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جہاد کے ساتھ تجارتی سفر کا ذکر کیا ہے، اس سے ہم تجارتی سفر کی اہمیت کو سمجھ سکتے ہیں۔

- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ''پھر جب نماز ہو چکے تو اپنی راہ لو اور خدا کا فضل تلاش کرو اور خدا کو بہت یاد کرتے رہو تاکہ نجات پاؤ''۔ (سورۃ جمعہ آیت ۱۰)

اس آیت میں نماز کے بعد زمین میں چل پھر کر (دوڑ دھوپ کر کے) اپنی روزی روٹی تلاش کرنے کا حکم ہے۔

- ''اس کا تمہیں کچھ گناہ نہیں کہ حج کے دنوں میں بذریعہ تجارت اپنے پروردگار سے روزی طلب کرو اور جب عرفات سے واپس ہونے لگو تو مشعر حرام یعنی مزدلفہ میں خدا کا ذکر کرو، اس طرح جس طرح اس نے تم کو سکھایا اور اس سے پیشتر تم لوگ ان طریقوں سے ناواقف تھے''۔ (سورۃ بقرہ آیت ۱۹۸)

اس آیت میں حج جیسے مقدس سفر میں بھی تجارت کرنے کی اجازت دی گئی ہے ''حالانکہ تجارت کو خدا نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام''۔ (سورۃ بقرہ آیت ۲۷۵)

- ''مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو اور اس سے مالی فائدہ حاصل ہو جائے تو وہ جائز ہے اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو، کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے''۔ (سورۃ نساء آیت ۲۹)

ان آیات میں جائداد پر ناجائز طریقے سے قبضہ کرنے اور دوسروں کا مال ناجائز طریقے سے ہڑپنے اور سودی کاروبار کی ممانعت کی گئی ہے اور آپسی کاروبار کے ذریعے نفع کمانے کی اجازت دی گئی ہے۔

- ''اور تم دریا میں کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ پانی کو پھاڑتی چلی آتی ہیں تاکہ تم اللہ تعالیٰ کے فضل سے معاش تلاش کرو اور تاکہ شکر کرو''۔ (سورۃ فاطر آیت ۱۲)

اس آیت میں دور دراز علاقوں کی طرف تجارتی سفر کرنے کا اشارہ ہے:

- ''جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں تو ان سے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے، وہ کہتے ہیں کہ ہم ملک میں عاجز و ناتواں تھے، فرشتے کہتے ہیں کیا خدا کا ملک فراخ نہیں تھا کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے، ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے''۔ (سورۃ النساء آیت ۹۷)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اچھی طرح جدوجہد کرنے کے بعد اگر تم کو اپنے مذہب پر چلنے کی آزادی نہیں ہے اور نہ ہی روزی حاصل کرنے کا موقع ہے، اس حالت میں کسی محفوظ علاقے یا ملک میں ہجرت کرنا ضروری ہے۔

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۴؍سال کی عمر میں اپنے چچا حضرت ابوطالب کے ساتھ تجارت کے لئے شام کا سفر کیا۔
- ۲۵؍سال کی عمر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ کے مشارک (ورکنگ پاٹنر) بن گئے اور تجارتی کاروبار کے لئے شام کا سفر کیا اور ۴۰؍سال کی عمر تک اس کاروبار کو انجام دیا، اس وقت آپ مکہ کے مالدار ترین شخص تھے، آپ کے پاس ۲۵؍ہزار دینار کی جمع پونجی تھی، جو کہ آج کے دور میں ۵۵؍کلو سونے کے برابر ہے۔
- حضرت انسؓ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''اَعْقِلْ وَ تَوَکَّلْ'' یعنی پہلے اُونٹ کے گلے میں گھنٹی باندھو اور پھر اللہ پر بھروسہ کرو''۔ (مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایک محاورہ کہا ہے، ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُونٹوں کے گلے میں گھنٹی باندھنے کی ممانعت فرمائی ہے، پہلے زمانے میں سفر کے دوران اونٹوں کے گلے میں گھنٹی باندھنے کا رواج تھا اس لئے اس کہاوت کا مفہوم یہ ہے کہ پہلے تجارتی سفر کرو اور پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو کہ وہ اپنے فضل سے تمہارے کاروبار میں برکت دے گا اور بہت مالدار بنائے گا۔

لمبے سفر کی مشقت اُٹھائے بغیر اور سخت محنت کئے بغیر اگر کسی کو بھروسہ ہے کہ اللہ اس پر دولت کی بارش کرے گا تو ایسا شخص بیوقوف ہے۔

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو لوگ شہر کے باہر سے شہر میں مال بیچنے لاتے ہیں ان کے مال میں بہت برکت ہوگی اور جو لوگ زیادہ قیمت کے لئے مال روکتے ہیں ان پر لعنت ہے''۔ (ابن ماجہ: ۲۲۲۹)

اس حدیث میں بھی درآمد اور سفر میں برکت کی طرف اشارہ ہے:

- حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر تم اللہ تعالیٰ کی خاطر جہاد کرو تو تمہیں مالِ غنیمت ملے گا، اگر تم روزے رکھو تو تمہاری صحت بہتر ہوگی اور سفر کرو تا کہ تمہیں دوسروں کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے''۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی اور زاد راہ)

اس حدیث میں فقر و فاقہ سے بچنے کے لئے تجارتی سفر کرنے کی تلقین کی گئی ہے:

● ''شہاب بن عباد کہتے ہیں، قبیلۂ عبدالقیس کا جو وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ (اسلام لانے کے مقصد سے ۹ ؍ھ میں) گیا تھا، اس کے بعض ارکان نے بیان کیا کہ جب ہم لوگ مدینہ پہنچے تو مسلمان بہت خوش ہوئے، انہوں نے ہمیں اچھی جگہ دی، خوب خاطر کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیں خوش آمدید کہا، ہمارے لئے دُعا فرمائی اور شفقت بھرے لہجے میں گفتگو کی اوران کے علاقے کے ایک ایک گاؤں کا نام لے کر حال پوچھا، مثلاً صفا، مشقّر اور دوسری بستیاں، منذر ابن عائذؓ نے کہا ''میرے ماں باپ آپؐ پر قربان اے اللہ کے رسولؐ، آپ تو ہمارے علاقے سے ہم سے زیادہ واقف ہیں''۔

آپؐ نے فرمایا: ''ہاں! میں تمہارے ملک میں بسلسلۂ تجارت گیا ہوں، وہاں کے لوگوں نے میری بڑی خاطر کی''۔ (ترغیب وترہیب، بحوالہ مسند احمد زادِراہ حدیث ۴۰۰)

اس حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تجارت کے غرض سے بہت زیادہ سفر کیا ہے۔

● اوپر بیان کی گئی قرآنی آیات اور احادیث شریفہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی خوشحالی کے لئے تجارتی سفر کرنا بے حد ضروری ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تجارتی سفر کئے ہیں، کاروباری نقطۂ نظر سے آپؐ ایک کامیاب ترین بزنس مین اور امیر ترین انسان تھے، اس لئے ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اُسوۂ سے سبق سیکھنا چاہئے۔

● اس لئے جو شخص خوب مال کمانا چاہتا ہے اسے مندرجہ بالا قرآنی آیات اور احادیث شریفہ پر غور کرنا چاہیے، اپنے پیدائشی مقام پر مستقل رہنا، کاشتکاری کرنا یا مقامی پیداوار کی تجارت کرنا یا مستقل مقامی ملازمت اختیار کرنا آپ کو عمر بھر محدود کمائی پر رکھے گا یعنی آپ غریب ہی رہ سکتے ہیں، اس لئے رکاوٹوں کو توڑ دیجئے، متحرک ہوکر دور دراز کا سفر کریں تاکہ اچھا کاروبار کرسکیں اور خوب نفع حاصل کرسکیں۔

● موجودہ دَور میں انٹرنیٹ، تجارتی ڈائریکٹریز اور تجارتی رسالوں وغیرہ میں اشتہارات کے ذریعے بھی دور دراز علاقوں سے تجارت کی جاسکتی ہے یا اگر آپ انٹرنیٹ پر دور دراز علاقوں کے لوگوں سے تجارتی رابطہ قائم کرتے ہو تو یہ بھی دور دراز علاقوں میں سفر کرنے جیسا ہی ہے اور انشاء اللہ اس سے منافع ہوگا اس لئے ہمیں اس سمت میں بھی مثبت طریقے سے سوچنا چاہئے۔

تجارت کے لئے جدید اور بہترین طریقے اپنائیے:

● جنگ خندق کے وقت حضرت سلمان فارسیؓ نے مشورہ دیا کہ شہر کے اطراف خندق کھدوائی جائے تاکہ حملہ وروں کو روکا جاسکے، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا مشورہ اور نیا نظریہ قبول فرمایا، خندق کھودنے کا حکم دیا اور اس نئے طریقہ کی تکنیک کی وجہ سے صرف ۳۰۰۰ ؍مسلم فوجیوں نے ۲۵۰۰۰ ؍ ہزار حملہ آوروں کا کامیابی سے مقابلہ کیا اور اپنے شہر کا دفاع کیا، اس طرح نئی تکنیک کے استعمال سے انہوں نے بہت فائدہ اُٹھایا۔

● حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''علم اور عقل (حکمت یا دانائی) مومن کی گمشدہ میراث ہے، اس لئے اسے یہ جہاں ملے، اس پر اس کا زیادہ حق ہے''۔ (ترمذی، ابن ماجہ، حکیم، مسلم، بحوالہ منتخب احادیث حدیث ۲۰۵)

● حضرت عمرو بن عاصؓ نے ۸ ؍ہجری میں جنگِ ذات السلاسل میں لخول وجزم کے خلاف بلیک آؤٹ کا طریقہ اختیار کیا۔ آپ نے اپنے فوجیوں کو حکم دیا کہ تین راتوں تک میدان جنگ میں کوئی روشنی نہ کی جائے نہ آگ جلائی جائے، آپ نے اپنے فوجیوں کی تعداد خفیہ رکھنے کے لئے ایسا کیا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نئی تکنیک کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعریف کی۔ (جامع الفوائد جلد ۲ صفحہ ۲۷)

● حضرت سداد بن اوسؓ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے بندوں پر ہر کام بہترین طریقے سے انجام دینا لازمی قرار دیا ہے''۔ (مسلم بحوالہ زادِراہ صفحہ ۳۴۰)

مندرجہ بالا روایات اور احادیث سے ہم اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ Modernisation یعنی نئی تکنیک یا سائنس کھوجنا اور ان پر عمل کرنا ایک اسلامی طریقہ ہے اور Best quality یعنی بہترین کوالیٹی یا کام ایک اسلامی اصول ہے، جو بھی اس پر عمل کرے گا ضرور کامیاب ہوگا۔ اگر ہمیں کامیاب ہونا ہے تو ان دونوں پر ضرور عمل کرنا ہوگا۔

خلاصہ:

مندرجہ بالا عبادتوں سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ:

۱۔ ہمیں مال و دولت کمانے کے لئے سخت محنت کرنی چاہئے، یہ محنت جسمانی یا دماغی ہوسکتی ہے، کیونکہ جسمانی محنت، قرض مانگنے یا غیروں سے مدد مانگنے سے بہتر ہے۔

۲۔ اپنی روزی کے لئے ہمیں تجارت کو ترجیح دینی چاہئے۔

۳۔ اگر ممکن ہو تو وہ تجارت کریں جس کا تعلق زمین سے ہو۔

۴۔ ہمیں اپنی تجارت کو پھیلانے کے لئے (دور دراز مقامات تک) یا تو خود سفر کرنا چاہئے یا انٹرنیٹ اور اشتہار بازی وغیرہ کی مدد لینی چاہئے۔

۵۔ ہمیں جدید تکنیک اختیار کرنا چاہئے۔

۶۔ جو بھی کام ہم کریں وہ کامل (بامہارت) یا best quality کا ہو یا perfect ہو۔

(۴) ہماری تجارت کے اصول کیا ہونے چاہئیں؟

ہزار میل کا سفر پہلے قدم سے شروع ہوتا ہے؛ لیکن اگر پہلا قدم ہی غلط سمت میں اُٹھے تو کیا ہوگا؟ اس وقت دو ہزار میل کا سفر بھی آپ کو منزل مقصود تک نہیں پہنچائے گا، منزلِ مقصود کا جاننا ہی اہم نہیں ہے بلکہ صحیح راستے کا جاننا بھی ضروری ہے، تاکہ اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے آپ اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکیں، اسی طرح انسان کوئی عظیم سلطنت یا عظیم تجارتی ادارہ نہیں بنا سکتا جب تک کہ وہ صحیح اصولوں یا صحیح انتظامی پالیسی کو نہ اپنائے۔

کیا صحیح اور کیا غلط ہے اس کی تعلیم ہمیں کون دے سکتا ہے؟:

● اس کائنات کا خالق و مالک یعنی اللہ تعالیٰ جس نے یہ کائنات بنائی اور انسانی سماج بنایا ہے صرف وہی بتا سکتا ہے کہ انسانی سماج کے لئے کیا صحیح اور کیا غلط ہے، اس لئے ہمیں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر ہی توجہ دینی چاہئے۔

ہمیں اللہ کے احکامات کا علم کیسے ہو سکتا ہے؟

● اللہ تعالیٰ کی تعلیمات اور احکامات کا علم ہمیں خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے حاصل ہوتا ہے، اس لئے ہمیں قرآن شریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا مطالعہ کرنا چاہئے تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ ہمارے تجارتی اصول کیا ہونے چاہئیں اور اپنی زندگی میں اپنانا چاہئے تاکہ ہم یقینی طور سے کامیاب ہو سکیں، تجارت کے کچھ اسلامی اصول مندرجہ ذیل ہیں:

عطیۂ اِلٰھی کی قدر کرو:

● حضرت زبیر بن عبیدہ نافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''میں تجارت کے لئے مصر اور شام کا سفر کیا کرتا تھا (اس سفر کے ذریعہ میں اچھی خاصی کمائی کر لیتا تھا) ایک مرتبہ آپ نے پرانی تجارت بند کرنے کا فیصلہ کیا اور عراق جا کر نئی تجارت کرنے کا فیصلہ کیا، جب آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس منصوبہ کا ذکر کیا تو اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا نے ایسا کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا ''اپنی پرانی تجارت جاری رکھو اور مصر اور شام میں اپنا کاروبار کرتے رہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ تمہیں ایک پیشے سے دولت دیتا ہے تو اسے مت چھوڑو، تاوقتیکہ وہ ذریعۂ روزی نہ بدل جائے یا اس میں خرابی ہونے لگے''۔ (ابن ماجہ: کنزالایمان، ۹۲۶۶)

تشریح: ہم اس کتاب میں پڑھیں گے کہ دور دراز علاقوں کا سفر تجارت کی ترقی کے لئے بہت ضروری ہے، اس لئے عراق کا سفر غلط نہیں ہے، بلکہ غلط یہ ہے کہ ایک منافع بخش کاروبار بند کیا جائے، یعنی مصر و شام سے مقررہ آمدنی کو بلاوجہ بند کیا جائے اور کوئی نئی تجارت قائم کرنے کی کوشش کی جائے، پرانا کاروبار جاری رکھتے ہوئے نیا کاروبار اور نیا بازار تلاش کرنا ترقی کے لئے بہت ضروری ہے، اس لئے مالی ترقی کے لئے اگر ہم کچھ نیا کاروبار کرنا چاہتے ہیں تو یہ بہت اچھی چاہ ہے، مگر پُرانی تجارت یا کاروبار یا ملازمت کو چھوڑے بغیر نیا کاروبار شروع کریں، ہاں جب نیا کاروبار چل پڑے اور پُرانے کاروبار میں منافع نہ ہو یا کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو اسے بند کریں ورنہ دونوں ساتھ چلائیں۔

● حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جسے کوئی شئے حاصل ہو وہ اسے لازم پکڑے''۔ (ابن ماجہ ۲۲۲۳)

شئے سے مراد ذریعۂ آمدنی، جائداد یا مال و دولت ہے، اس لئے اگر کسی بندے کی ملکیت میں کوئی شئے ہو یا اسے وِراثت میں ملے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے نہ گنوائے نہ برباد کرے۔

● حضرت حارث رضی اللہ عنہ سے سے روایت ہے کہ ہم میں ایک صاحب تھے جو گھوڑی پالتے تھے، جب گھوڑی نیا بچہ دیتی تو اس کو ذبح کر ڈالتے اور کہتے کہ میں کیا اتنا زندہ رہوں گا کہ (یہ گھوڑی بڑی ہو جائے اور) میں اس پر سواری کروں؟ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم نامہ (خط) ملا کہ جو اللہ نے تم کو دیا ہے اس کو ٹھیک سے کام میں لگاؤ؛ کیونکہ حکمِ ربّانی میں بہت وسعت ہے۔ (الادب المفرد اردو، جلد اول، صفحہ: ۳۲۰)

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اس بندہ کو طویل عمرہ عطا دے یا اگر وہ بچّہ جیتا اور بالغ ہو جاتا تو وہ اس بندے کی آئندہ نسل کے کام آتا (اس ہدایت سے پتہ چلتا ہے کہ ہمیں ہمیشہ پر اُمید رہنا چاہئے اور اپنا ذریعۂ آمدنی ضائع نہیں کرنا چاہئے اور اسے ترقی دینا چاہئے۔

تجارت کے عمومی اصول

غنڈا گردی منع ھے:

● اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا: ''مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ، ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو اور اس سے مالی

فائدہ حاصل ہو جائے تو وہ جائز ہے اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو، کچھ شک نہیں کہ خدا تم پر مہربان ہے۔اور جو تعدی اور ظلم سے ایسا کرے گا ہم اس کو عنقریب جہنم میں داخل کریں گے اور یہ خدا کے لئے آسان ہے، اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے بچتے رہے تو ہم تمہارے چھوٹے چھوٹے گناہ معاف کر دیں گے اور تمہیں عزت کے مکانوں میں داخل کریں گے۔(سورۃ نساء، آیات ۳۱۔۲۹)

اسلامی تعلیم اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ آپ زبردستی کسی کا مال چھین لیں یا خرید لیں یا اپنا سامان کسی کو خریدنے پر مجبور کریں، یا کسی کو زبردستی ملازمت پر رکھیں یا کسی کو مجبور کریں کہ وہ آپ کی مرضی کے مطابق اپنا پیشہ اپنائے۔

اسلام ہر انسان کو اپنی مرضی سے خرید وفرخت کی اجازت دیتا ہے، اسلام انسان کو اپنی پسند کا پیشہ اپنانے اور اپنے سکونت کا مقام اختیار کرنے کی آزادی دیتا ہے۔

جنسی معاملات میں جڑے سارے کاروبار حرام ہیں:

- اور زنا کے پاس بھی نہ جانا کہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔(سورۂ بنی اسرائیل آیت۳۲)

اسلامی تعلیم کے مطابق آپ کاروبار کسی طرح بھی جنسی معاملات سے جڑا نہ ہو فلم اور اس سے جڑے سارے کاروبار کسی نہ کسی طرح جنسی معاملات سے جڑے ہوتے ہیں، اس لئے حرام ہیں۔

مکرو فریب کی ممانعت:

- حضرت ابن عمرؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بیع نجش'' کی اجازت نہیں ''بیع نجش'' ایک عربی اصطلاح ہے جس کے معنی فریب دہی کے ہیں، یعنی گھٹیا سامان یا ناقص تجارتی اشیاء فروخت کرنا اسلام میں ممنوع ہے۔(ابن ماجہ ۲۲۵۰)

- ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بازار سے گزرے، آپؐ نے خشک اور عمدہ اناج کا ایک ڈھیر دیکھا، آپؐ نے اپنی انگشت مبارک اُس ڈھیر میں ڈالی اور اندر اناج کو گیلا محسوس کیا، آپؐ نے دوکاندار سے دریافت فرمایا کہ ایسا کیوں؟ اس نے عرض کیا ''کل کی بارش سے اناج بھیگ گیا''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت لہجہ میں اس سے فرمایا ''تم نے گیلا اناج، خشک اناج کے نیچے چھپا کر فریب کیا اور فریب دینے والا مسلم نہیں ہو سکتا۔''(ابن ماجہ ۲۳۰۳)

- امام اعظم حضرت ابو حنیفہؒ (فقہ حنفی کی بنیاد رکھنے والے) ایک مالدار تاجر تھے اور شہر میں ان کی کئی دکانیں تھیں، ایک مرتبہ اپنی ایک دوکان کا معائنہ کرتے ہوئے آپ نے دیکھا کہ الماری میں ایک ناقص کپڑا تھا، آپ اپنے کاروباری شریک حافظ بن غیاث کو حکم دیا کہ جب تم یہ کپڑا بیچنا تو گاہک کو یہ نقص دکھا دینا۔

''دوسرے دن آپ نے اسی دکان کا معائنہ کیا اور حافظ بن غیاث سے دریافت کیا کہ ناقص کپڑے کو کیسے بیچا؟ اس نے جواب دیا ''افسوس میں وہ نقص دکھانا بھول گیا'' امام ابو حنیفہؒ حافظ بن غیاث کی اس فریب دینے والی بھول سے بہت غم زدہ ہوئے اور انہوں نے اس روز کی ساری کمائی غریبوں میں تقسیم کر دیا اور حافظ بن غیاث کو کاروبار سے الگ کر دیا۔

- حضرت سعید بن ابی السائبؓ نے کسی موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ''ہم اور آپؐ جاہلیت کے زمانہ میں شرکت میں کاروبار کرتے تھے، لیکن آپؐ نے نہ تو کبھی دھوکہ بازی کی اور نہ جھگڑا کیا، جیسا کہ کاروبار میں شریک لوگ کرتے ہیں''۔(ابوداؤد، بحوالہ زادِراہ حدیث ۳۴۸)

- حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب تک کسی کاروبار کے دو شریک باہم خیانت اور بے ایمانی نہ کریں میں ان کے ساتھ رہتا ہوں (کاروبار میں برکت اور ترقی ہوتی ہے) لیکن جب ان میں سے ایک شریک اپنے ساتھی سے خیانت کرتا ہے، تو میں ان سے علیحدہ ہو جاتا ہوں اور شیطان آجاتا ہے (میں اپنی رحمت اور مدد کا ہاتھ کھینچ لیتا ہوں اور شیطان آکر ان کے کاروبار کو تباہی کی راہ پر ڈال دیتا ہے)۔(ابوداؤد، بحوالہ سفینۂ نجات حدیث ۲۱۲)

مندرجہ بالا احادیث سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ فریب دہی دھوکہ بازی اسلام میں سختی سے منع ہے۔اور جو بھی انھیں اپنائے گا اسلام سے خارج ہوگا اور برباد ہوگا۔

فریب مت کھاؤ:

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مومن (سانپ کے بل سے) ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا''۔(بخاری، مسلم، بحوالہ منتخب الابواب)

اس کا مطلب یہ کہ ایک سچا مومن ایک ادارہ یا ایک بندے سے دوبارہ فریب نہیں کھاتا، پہلی بار کسی شخص یا ادارے سے فریب کھانے کے بعد اسے سبق مل جاتا ہے اور وہ کبھی دوبارہ ایسے فریبی سے سودا نہیں کرتا، اس لئے جب ہمیں پتہ چل جائے کہ کوئی شخص یا ادارہ فریبی ہے تو ان سے دوبارہ کوئی کاروبار نہ کرنا چاہئے۔

جھوٹ پر پابندی:

- ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابیوںؓ کے ساتھ کہیں جا رہے تھے، راستے میں آپؐ نے اونٹ فروخت کرنے والے تاجروں کو دیکھ کر فرمایا ''اے تاجرو! حشر کے دن تاجر گنہگار اور خطاکار کی طرح اُٹھائے جائیں گے سوائے ان کے جنہوں نے خوفِ خدا کیا، سچ کہا اور نیک اعمال کیا''۔(ابن ماجہ ۲۲۲۲)

- حضرت ابو قطابہؓ راوی ہیں ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تجارت میں قسم کھانے سے منع فرمایا ہے؛ کیونکہ قسم کھانے سے مال بک جاتا ہے لیکن اللہ کی برکت ختم ہو جاتی ہے''۔(ابن ماجہ ۲۲۸۶)

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''حشر کے دن اللہ تعالیٰ اس بندے سے نہ بات کرے گا اور نہ ہی اس کی طرف رحم کی نظر سے دیکھے گا جو دھوکہ دینے کے لئے قسم کھا کر اپنا مال بیچتا ہے، اس بندے کا نہ گناہ معاف کیا جائے گا نہ ہی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم)

● حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی چار نشانیاں ہیں:

۱۔ وہ ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے۔

۲۔ وہ اپنا وعدہ کبھی پورا نہیں کرتا۔

۳۔ جب اس پر بھروسہ کر کے کسی چیز کی حفاظت کی ذمہ داری دی جائے، تو وہ دھوکہ دیتا ہے۔

۴۔ جب وہ جھگڑا کرتا ہے، تو گالی گلوچ کرتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

نوٹ: منافق، بے دین سے بدتر ہوتا ہے، حشر کے دن انہیں دوسروں سے زیادہ تکلیف دہ عذاب دیا جائے گا۔ اس لئے اپنی تجارت میں ان چار خصلتوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

وعدے کے پابند رہو:

● ایک تجارتی سودے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک یہودی عبداللہ ابن ابی الہامہ نے وعدہ کیا کہ ایک جگہ ملیں گے، مقررہ وقت پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ پہنچ گئے، لیکن یہودی اس ملاقات کے وعدے کو بھول گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین دن تک اس جگہ پر وعدہ کے مطابق تشریف لے جاتے رہے۔ تیسرے دن یہودی کو اپنی ملاقات کا وعدہ یاد آیا اور وہ اس جگہ دوڑتا ہوا پہنچا اور دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ پر یہودی کا انتظار فرما رہے ہیں، اس نے اپنی غلطی کی معافی مانگی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے بس اتنا فرمایا ''تم نے مجھے بہت تکلیف پہنچائی کیونکہ پچھلے تین دنوں سے میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں''۔ (شفا، صفحہ: ۵۶)

● اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے ''عہد کو پورا کرو، کہ عہد کے بارے میں ضرور پرسش ہوگی''۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۴)

● اور خدا سے عہد واثق کرو، تو اس کو پورا کرو اور جب پکی قسمیں کھاؤ، تو ان کو مت توڑو کہ تم خدا کو اپنا ضامن مقرر کر چکے ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اُسکو جانتا ہے۔ (سورۃ النحل آیت ۹۱)

● اے ایمان والوں! اپنے اقرار کو پورا کرو۔ (سورۃ المائدہ آیت ۱)

● حضرت زید بن ارقمؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر کوئی بندہ اپنے بھائی سے کوئی وعدہ کرتا ہے اور اس کی نیت ہے کہ وعدہ پورا کرے، لیکن ناگزیر حالات کی وجہ سے اگر وہ اپنا وعدہ پورا نہ کر سکا اور وعدہ کے وقت کے مطابق نہ آسکا، تو اسے خطاکار نہیں کہیں گے''۔ (ابوداؤد، ترمذی)

نیک خدمات پر اجرت نہ لیں:

● حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بندے کو قرآن پڑھایا اس کے معاوضہ میں اس نے مجھے ایک کمان دی۔ جب حضرت ابی بن کعبؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی تو آپؐ نے فرمایا ''اگر تم یہ کمان قبول کرو گے تو حشر کے دن تمہیں ایک آگ کی کمان دی جائے گی'' حضرت ابی بن کعبؓ نے فوراً وہ کمان اس کے مالک کو لوٹا دی۔ (ابن ماجہ: ۲۲۳۵)

جائز قیمت لیا کرو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ تجارت سے جائز منافع (معتدل منافع) کماؤ اور ''غبن خواہش'' پر پابندی لگائی، اس کا مطلب یہ ہے کہ بہت زیادہ منافع نہ کماؤ (اور اپنا مال معتدل قیمت پر بیچو) تا کہ تمہارے مال یا خدمات سے گاہک کو مالی نقصان نہ ہو۔

کبھی دوسروں کو نقصان نہ پہنچاؤ:

● حضرت ابن عمرؓ راوی ہیں کہ ''اگر تاجر اور خریدار کوئی سودا کر رہے ہیں تب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''ان کے سودے میں دخل اندازی نہ کرو اور اسی مال کے لئے پہلے گراہک سے زیادہ قیمت کی پیشکش نہ کرو''۔ (ابن ماجہ: ۲۲۴۸)

کیونکہ ایسا کرنے سے مال کی قیمت نیلامی کی طرح بڑھنے لگتی ہے، اس کی وجہ سے تاجر کو زیادہ قیمت ملتی ہے اور خریدار کو نقصان ہوتا ہے، اگر تاجر اور پہلے خریدار کا سودا ٹوٹ جائے تو بعد میں کوئی بھی گاہک وہی مال کسی بھی قیمت پر خرید سکتا ہے، اپنے گاہک کو اس کی توقع سے زیادہ مطمئن کرو۔

● حضرت جابر بن عبداللہؓ راوی ہیں کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہدایت فرمائی کہ جب مال تولیں یا ناپیں تو اصل وزن یا ناپ سے تھوڑا سا زیادہ دیں''۔ (ابن ماجہ: ۲۳۰۰)

یہ ایک عام اور بنیادی قانون ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنا مال بیچتے وقت یا اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے اپنے مال یا خدمات کی صحیح اور واضح قیمت بتانی چاہئے؛ لیکن قیمت وصول کرنے کے بعد یا اجرت ملنے کے بعد آپ نے اپنی بتائی ہوئی (وعدہ کی ہوئی) مقدار اور خصوصیت کے مطابق نہیں بلکہ اپنے وعدے سے کچھ زیادہ مال یا خدمت دینا چاہئے۔

ایک ممکنہ تشریح: فرض کیجئے آپ کو ایک مشین بنانے کا آرڈر ملا، مشین

بناتے ہوئے آپ نے انتہائی کوشش کرکے عمدہ خام مال مشین بنانے کے لئے خریدا لیکن خام مال کوالیٹی کے لئے آپ کا دارومدار خام مال کے تاجر پر ہے، اس تاجر نے آپ کو دوسرے درجے کا مال، اول درجے کا کہہ کر دیا، آپ نے انتہائی کوشش سے بہترین کوالیٹی والی مشین بنائی؛ لیکن خام مال میں خرابی کی وجہ سے (جو آپ نہیں جانتے) آپ نے کم کوالیٹی والی مشین گاہک کے حوالے کردی۔

حضرت امام غزالیؒ کی تصنیف 'کیمیائے سعادت' کے مطابق حشر کے دن اللہ تعالیٰ آپ کے تمام دنیاوی سودوں کی جانچ کرے گا، اگر یہ پایا گیا کہ ایک بار آپ نے ایک ناقص مشین گراہک کو دی تھی اور اگر اس وقت آپ نے یہ کہا کہ آپ نہیں جانتے تھے کہ وہ ناقص مال یا دوسرے درجے کے کوالیٹی کے مال سے بنی ہے تو آپ سے کہا جائے گا کہ اپنی معصومیت کا ثبوت پیش کریں اور اپنے مال کی کوالیٹی جانچنے یا پرکھنے کا طریقہ بتائیں، اگر آپ کا طریقہ ناقص نکلا، تو آپ کو لاپرواہی کے لئے سزا ملے گی اور یہ جانچ ہر قسم کے سودے پر لاگو ہوگی اس لئے اس سزا سے بچنے کے لئے ہمیشہ وعدے سے کچھ زیادہ دیں، تاکہ اگر آپ نے انجانے میں کوئی ناقص مال یا ناقص خدمات دی ہیں تو زیادہ دینے سے انکا ازالہ ہوجائے اور آپ سزا سے بچ جائیں اور حشر میں آپ کو شرمندگی نہ ہوگی۔

استحصال پر پابندی:

- حضرت جبیرؓ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر کے دلالوں کو دیہاتیوں کا مال بیچنے سے منع فرمایا ہے، آپؐ چاہتے تھے کہ دیہاتی اپنا مال شہروں میں آزادانہ طور پر بیچیں اور کوئی رکاوٹ نہ ہو، آپؐ نے فرمایا کہ باہمی رضامندی سے اللہ تعالیٰ ہر بندے کو روزی عطا کرتا ہے۔ (ابن ماجہ ۲۲۵۳)

تشریح: دیہاتی اور گاؤں کے پھیری والے معصوم اور سادہ دل ہوتے ہیں انہیں اپنے مال کی صحیح قیمت معلوم نہیں ہوتی۔ شہری دلال چالاک، ہوشیار اور کبھی فریبی بھی ہوتے ہیں، وہ دیہاتیوں کا مال انتہائی کم قیمت پر خرید کر بہت زیادہ قیمت پر شہر میں مال بیچتے ہیں، اس طرح دیہاتوں کو جو ان کی سخت محنت کا جائز حق ہے، وہ نہیں ملتا اور دلال بغیر محنت کے بہت زیادہ منافع کماتے ہیں، چونکہ یہ معصوم دیہاتوں کا استحصال ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کے کاروبار پر پابندی لگائی ہے۔

- حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ سوکھنے سے پہلے دے دو''۔ (ابن ماجہ ،بحوالہ سفینۂ نجات)

تشریح: مزدور کا کوئی بینک بیلنس نہیں ہوتا، جو کچھ وہ دن بھر کماتے ہیں اس رات انہی پیسوں سے ان کے بیوی بچوں کا پیٹ بھرتا ہے، اگر کسی نے کسی مزدور کی ایک دن کی مزدوری روک لی تو اس رات اس مزدور کے بیوی بچے بھوکے سو سکتے ہیں، اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مزدور کی مزدوری دینے میں ذرا بھی دیر نہ کی جائے۔

ذخیرہ اندوزی پر پابندی:

- حضرت عمرؓ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو لوگ شہر کے باہر سے مال بیچنے کے لئے لاتے ہیں ان کی دولت میں برکت ہوگی اور جو ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں وہ ملعون ہیں (ان پر لعنت ہے) آپ نے مزید فرمایا: ''اور جو ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں کو تکلیف ہو تو اللہ تعالیٰ کی ان پر لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں جزام کی بیماری اور غریبی میں مبتلا کرے گا''۔ (ابن ماجہ: ۲۲۲۹)

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو لوگ قیمتیں بڑھانے کے لئے ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں وہ خطاکار ہیں'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا ''وہ لوگ کتنے برے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ مہنگائی میں کمی کرتا ہے تو وہ غم زدہ ہوجاتے ہیں اور جب مہنگائی بڑھتی ہے تو خوش ہوجاتے ہیں''۔ (مشکوٰۃ)

کاروبار میں کوئی سودی لین دین نہ کریں:

- خدا سود کو نابود (یعنی بے برکت) کرتا ہے۔ (سورۃ البقرہ آیت ۲۷۶)

یعنی کسی بھی طرح کے سودی لین سے کاروبار برباد ہی ہوگا۔

- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ''اگر سود کی کمائی سے بیحد مال و دولت جمع کر بھی لی جائے لیکن آخر کار وہ مالی خسارے اور مالی بحران میں مبتلا کرے گی''۔ (ترغیب و ترہیب، ابن ماجہ و حکیم)

سود کی کمائی کے بعد مالی بحران میں مبتلا ہونے والوں کی چند مثالیں:

۱۔ ۲۰۰۳ء سے ۲۰۰۹ء کے درمیان، ۱۵۰۰ء سے زیادہ کسانوں نے مہاراشٹر میں ہر سال قرض پر بڑھتے ہوئے سود کی وجہ سے خودکشی کی؛ کیونکہ قرض کی رقم ہر سال سود جمع ہونے سے بڑھ رہی تھی اور وہ قرض چکانے کے قابل نہ تھے۔ (بشکریہ: ٹائمز آف انڈیا، بمورخہ ۱۳/اپریل ۲۰۰۶ء)

۲- ۲۰۰۸ء میں انگلینڈ میں کریڈٹ کارڈ (Cradit Card) پر قرض کی رقم ایک کھرب پونڈ ہوگئی، اس کے معنی یہ ہیں کہ انگلینڈ کا ہر شہری اوسطاً ۲۴۰۰۰ / پونڈ کا مقروض ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ سودی قرض کی رقم لوٹا نہیں پاتے اور ایک قرض چکانے کے لئے دوسرا قرض لیتے ہیں۔ (بشکریہ: ٹائمز آف انڈیا بمورخہ ۲۴/جنوری ۲۰۰۶ء)

۳۔ ۲۰۰۸ء میں امریکہ بدترین کساد بازی (Recession) کا شکار ہوا اور اس

کی وجہ عوام کو دیا ہوا قرض (Home Loan) تھا، لوگ سودی قرض کی رقم چکا نہ پائے اس لئے بینکوں کا دیوالیہ نکل گیا، جب بینکیں بند ہوئیں تو ملک کا سارا مالی نظام درہم برہم ہوگیا (سودی قرض کی وجہ سے) آج تک دنیا کے تمام ملکوں میں امریکہ پرسب سے زیادہ قرض ہے۔

سود لینا اور دینا دونوں حرام ہیں اس لئے سود لینے اور دینے والے دونوں برباد ہوتے ہیں اوپر بیان کی گئیں مثالیں سود دینے والوں کی ہیں، سود لینے کی مثالیں ہم اگلے کسی مضمون میں بیان کریں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام لوگوں پر لعنت بھیجی ہے جو سودی کاروبار کرتے ہیں، مثلاً:

۱۔ جو سود لیتے ہیں۔

۲۔ جو سود دیتے ہیں۔

۳۔ جو دلال سود پر قرض کا انتظام کرتے ہیں۔

۴۔ جو بندہ سودی قرض کا حساب لکھتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ۲۴۴)

اس لئے ہمیں اپنے کاروبار میں کوئی سودی لین دین نہیں رکھنا چاہئے، اسی طرح ہمیں بینک، سود پر چلنے والے مالی اداروں اور انشورنش کمپنی کی ملازمت سے بچنا چاہئے۔

قانونی دستاویز کی اھمیت:

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

۱۔ جب تم کسی مقررہ مدت کے لئے قرض لو تو اسے لکھوالو۔ (دستاویز بنالو۔)

۲۔ روپیوں کے لین دین میں دستاویز ہر طرح مکمل ہو اور فریقین (دونوں پارٹیوں) کو اس کا علم ہونا چاہئے۔

۳۔ اپنی دستاویز کے دو گواہ بنالو۔

۴۔ قرض کم ہو یا زیادہ اسے حساب میں کم مت سمجھو اور نہ دستاویز بنانے میں دیر کرو یا ڈھیل دو، تحریری دستاویز کی صورت میں تمہارے لئے شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔

۵۔ اگر تمہارا سودا ایک جگہ پر ہی ہوجاتا ہے یا ہاتھوں ہاتھ ہوتا ہے، ایسی صورت میں تم دستاویز تیار نہ کرو تو کچھ گناہ نہیں۔

۶۔ تجارتی سودوں میں بھی دستاویز بنانا ضروری ہے اور گواہ بھی رکھنا چاہئے اور کبھی دوسرے کو نقصان نہیں پہنچانا چاہئے۔ (سورۃ بقرہ آیت ۲۸۲ کا خلاصہ)

- عدّا ابن خالد اعوضؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے ایک دستاویز تحریر کروائی جس میں درج تھا کہ عدّا ابن خالد اعوضؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک غلام خریدا جسے کوئی بیماری نہیں اور نہ ہی اس میں کوئی برائی ہے، یہ سودا ایک مسلم سے دوسرے کے درمیان ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک سیدھا سادہ کاروبار ہے جس میں کوئی دھوکہ بازی نہیں۔ (ترمذی)

اس حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو تعلیم دوسروں کو دے رہے تھے، آپ خود بھی اس پر عمل کرتے تھے۔ اور آپؐ اپنی تجارتی دستاویز خود تحریر کرواتے تھے۔

- موجودہ دَور میں، ڈیلیوری چالان، رقم وصولی اور ادائیگی کی رسید، کیش میمو، انوائس، کوٹیشن، ادائیگی بذریعۂ چیک، تحریری آرڈر قبول کرنا، میٹنگ کی کاروائی لکھنا میمورنڈم آف انڈر اسٹینڈنگ، شراکت کے کاروبار کی دستاویز، مال بیچنے کی دستاویز کرایہ کی دستاویز، اور اسی طرح کی کئی دستاویزات بنائی جاتی ہیں تا کہ کسی غلط فہمی اور دھوکہ بازی کا خدشہ نہ ہو اور کاروبار اور سودے بازی صاف ستھرے رہیں، یہ عام تجارتی اصول اور کاروائیاں ہیں؛ لیکن ان کا استعمال سختی اور پابندی سے کرنا چاہئے، ہر انسان کو اپنا کاروبار پوری ایمانداری اور کامل طریقہ سے کرنا چاہئے اور یہ وہی سبق ہے جو ہمارا دین اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا۔

ممنوع طرز تجارت:

حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''بیع ملامسہ'' اور ''بیع منابذہ'' سے منع فرمایا ہے''۔ (یہ دونوں قدیم طرز تجارت ہیں)

''بیع ملامسہ'' طرز تجارت میں دو تاجر، مال تجارت کا معائنہ کئے بغیر تمام مال کا مبادلہ (exchange) کرلیتے تھے، چونکہ مال کا معائنہ نہیں ہوتا تھا اس لئے کسی ایک تاجر کو نقصان اٹھانے کا خطرہ ہمیشہ رہتا تھا۔

''بیع منبزہ'' میں خریدار جس چیز کو چھولے، وہ اسے خریدنی ہی پڑتی تھی۔ خریدار اس سودے کو رد نہیں کرسکتا تھا (دونوں حالتوں میں خریدار کو فریب دیا جاسکتا تھا اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی تجارت پر پابندی لگادی)۔ (ابن ماجہ ۲۲۴۶)

''بیع الحصاۃ'' طرز تجارت پر بھی پابندی لگائی گئی ہے، اس طرزِ تجارت میں دکاندار اپنی زیادہ اور کم قیمت کا مال (یعنی دونوں طرح کا مال) اوسط قیمت پر خریدار کو پیش کرتا ہے اور اسے موقع دیتا ہے کہ چھوٹے پتھر سے مال پر نشانہ لگائے، جس مال کو پتھر لگے اسے خریدار کو خریدنا لازم ہوگا، اگر خریدار نے کسی کم قیمت مال کو پتھر مارا تو اسے زیادہ قیمت دے کر کم قیمتی مال خریدنا ہوگا جس سے اسے کچھ مالی نقصان ہوگا؛ لیکن اگر اس نے زیادہ قیمت والے مال کو پتھر مارا، تو دوکاندار کو اوسط قیمت سے بیچنے پر مالی نقصان ہوگا، اس طرح ہر سودے میں دوکاندار یا خریدار کو کچھ نہ کچھ مالی نقصان ہوتا ہی ہے، اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی تجارت پر

پابندی لگائی ہے۔(ابن ماجہ)

- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:''اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پاسے (یہ سب) ناپاک کام اعمال شیطان سے ہیں سو ان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ''۔(سورۃ مائدہ آیت ۹۰)

یعنی مندرجہ بالا تمام اشیاء کی تجارت حرام ہے

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاجروں کو ہدایت فرمائی ''او، تاجرو! تم پر دو ذمہ داریاں ہیں (پہلی ذمہ داری مال وصول کرتے ہوئے صحیح ناپ تولنا اور دوسری ذمہ داری مال دیتے ہوئے صحیح تولنا)۔صحیح ناپ تول میں غیر ذمہ داری برتنے سے پچھلی قومیں ہلاک ہوئی ہیں''۔(ابن ماجہ ۲۳۱۰)

- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:''ناپ اور تول میں کمی کرنے والوں کے لئے خرابی ہے۔جو لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو کم دیں، کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اُٹھائے بھی جائیں گے یعنی ایک بڑے سخت دن میں۔(سورۃ مطففین آیت ا۔۵)

تشریح: تجارت میں اگر آپ اچھی خدمات اور بہترین مال دینے کے عوض روپیہ لیتے ہیں۔لیکن خدمات یا مال دینے میں بہترین خدمت یا مال نہیں دیتے ہیں (جس کا روپیہ لیتے وقت وعدہ کیا گیا تھا) تب یہ دھوکہ دہی اور گناہ ہے۔

اس قسم کی غیر ذمہ داری، دھوکہ دہی اور گناہ کو ''تطفیف'' کہا جاتا ہے،سعودی عرب اور شام کے درمیان واقع مدائن کے باشندوں کو اسی گناہ کے سبب آگ کی بارش سے سزا دی گئی تھی'تطفیف' کے بارے میں مزید معلومات کے لئے جناب کیو.ایس.خان کی تصنیف ''قانونِ ترقی'' کے باب نمبر ۲۹ کا مطالعہ فرمائیں۔

فصل آنے سے پہلے پھل بیچنا ممنوع ہے:

- حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''ایسی کسی چیز کے بیچنے پر پابندی ہے جو (مادی طور پر)ہماری ملکیت میں نہیں ہے''۔(ابن ماجہ)

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''تم کوئی ایسی چیز بیچ کر نفع نہیں کما سکتے جس کی تم ضمانت (guarantee) نہیں لے سکتے''۔(ابن ماجہ:۲۲۶۵)

اس لئے کم کوالیٹی کی اشیاء اور چین اور ایسے ممالک اور کمپنیوں کے سامان جن کی کوئی گیارنٹی نہیں ہوتی، مسلمانوں کو نہیں بیچنا چاہئے۔

- حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ''بیع غرر'' کی تجارت سے منع فرمایا ہے ''بیع غرر'' میں دوکاندار وہ چیز بیچتا ہے جس کو دینے یا پہنچانے (Delivery) کی کوئی ضمانت نہیں، مثال کے طور پر کوئی تاجر کسی تالاب کی ایک ٹن مچھلی فروخت کرتا ہے،اس حالت میں اس تالاب سے ایک ٹن مچھلی شاید ملے یا نہ ملے،اس لئے تاجر کو اتنی مچھلی فروخت نہیں کرنی چاہئے جس کی وہ ضمانت نہیں دے سکتا''۔(ابن ماجہ)

- حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کچے پھل (فارم کے) بیچنے سے منع فرمایا تاوقتیکہ وہ پک جائیں،اس کا مطلب یہ کہ جب باغ کے پھلوں کی کوالیٹی اور کوانٹٹی صاف نظر آئے اس کے بعد ہی انہیں بیچا جائے۔(ابن ماجہ:۲۲۹۴)

- **ممکنہ تشریح**:آپ نے اوسط فصل کے لئے رقم وصول کی؛لیکن کسی وجہ سے درختوں سے عمدہ پھل نہیں ملے،اس طرح آپ نے جس قیمت پر مال بیچا وہ آپ کی فصل کی قیمت سے زیادہ تھی اس طرح خریدار کا نقصان ہوا،اگر اس کے اُلٹ ہوا تو آپ کا نقصان ہوا اور خریدار کا فائدہ ہوا، ہر سودے میں تاجر اور خریدار دونوں کا فائدہ ہونا چاہئے اور کسی کا نقصان نہیں ہونا چاہئے،چونکہ فصل کی پیشگی فروخت میں یہ شرائط پوری نہیں ہوتیں اس لئے ایسی تجارت پر پابندی ہے۔

تجارت میں جوا نہ کھیلو:

- حضرت جابر بن عبداللہؓ راوی ہیں''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی ہے کہ غلّہ اُس وقت نہ بیچیں جب تک تاجر اور گاہک اسے صحیح نہ تول لیں''۔(ابن ماجہ:۲۳۰۶)

اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے سودے پر پابندی لگائی ہے جہاں انصاف نہ ہو، یا ساری معلومات یا چیزیں واضح نہ ہوں اور کسی کے نقصان کا خطرہ ہو،مثلاً اگر کوئی کسان گاڑی بھر اناج بیچنے کے لئے شہر لاتا ہے،تو گاہک یا دوکاندار نے صرف اندازے سے پوری گاڑی بھر اناج کا سودا نہیں کرنا چاہئے بلکہ کسان اور گاہک دونوں نے اسے تولنا چاہیے اور پھر سودا کرنا چاہئے، کیونکہ اناج کا وزن اگر اندازے سے کم ہوا تو اناج خریدنے والے کا نقصان ہوگا اور اگر وزن اندازے سے زیادہ ہوا تو کسان کو نقصان ہوگا،کاروبار میں کسی کو بھی نقصان نہیں ہونا چاہئے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے سودے پر پابندی لگائی ہے۔

- حضرت ابوایوبؓ نے کہا کہ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی ہے کہ بیچتے وقت اناج کا وزن کرلیں،مزید فرمایا کہ اس کاروباری اصول اور اس طرز سے ہمیں برکت ہوگی''۔(ان ماجہ:۲۳۱۰)

- حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ راوی ہیں کہ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی کاروباری سودے میں کچھ تنازعہ ہوجائے اور اگر اس سودے کا کوئی گواہ نہ ہو،تو تاجر کی طلب (demand) کو پورا کیا جائے یا سودا منسوخ کردیا جائے''۔(ابن

ماجہ:۲۲۶۳)

مقررہ قیمت کا طریقہ زیادہ بہتر ہے بھاؤ تاؤ والی قیمت نہ رکھو:

● حضرت قولہ امّ بنی انمارؓ نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں خرید و فروخت کیا کرتی ہوں، جب مجھے کوئی شئے خریدنی ہوتی ہے تو میں کم قیمت لگاتی ہوں پھر تھوڑی تھوڑی زیادتی کرتی ہوں، حتیٰ کہ جتنے میں میرا لینے کا ارادہ ہوتا ہے اس قیمت تک پہنچ جاتی ہوں اور جب کوئی شئے بیچتی ہوں تو زیادہ قیمت بتاتی ہوں پھر تھوڑی تھوڑی کم کر کے صحیح قیمت پر پہنچتی ہوں، آپؐ نے فرمایا، ایسا نہ کیا کرو بلکہ جب کوئی شئے خریدو تو اس کی ایک قیمت بتادو پھر اس کی مرضی ہے چاہے دے یا نہ دے، اسی طرح جب کوئی شئے بیچو تو اس کی ایک قیمت بتادو پھر اس کی مرضی ہے چاہے خریدار خریدے یا نہ خریدے۔(ابن ماجہ حدیث ۲۲۸۱)

ایک ممکنہ تشریح: سودا کرتے ہوئے صرف ایک ماہر گاہک ہی مال واجبی قیمت پر خرید سکتا ہے، ورنہ جو سودا کرنے میں ماہر نہیں ہے وہ زیادہ دام دے کر مال خریدے گا اور اس طرح نقصان اُٹھائے گا، تجارتی سودے میں تاجر اور خریدار دونوں کو فائدہ ہونا چاہئے، اس لئے مقررہ قیمت (Fix rate) پر کاروبار کرنے سے تاجر اور خریدار دونوں فائدہ میں رہتے ہیں۔

کسی کی مجبوری کا فائدہ نہ اُٹھائیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ نے کہا کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''بیع عربان'' پر پابندی لگائی ہے''۔(ابن ماجہ:۲۲۶۹)

''بیع عربان'' کے معنی ہیں ''خریدار'' دوکاندار کو ایک پیشگی رقم (token amount) ادا کرتا ہے اور کہتا ہے ''اگر میں نے مقررہ مدت میں تمہیں پوری رقم کی ادائیگی نہیں کی، تو تم میری پیشگی رقم ضبط کر سکتے ہو''۔

خریدار کسی جائز وجہ سے اپنا وعدہ پورا نہ کر سکے یا ناگزیر حالات سے مجبور ہو جائے اور رقم کا انتظام نہ کر سکے تو ایسے شخص کو اس کے ناکردہ جرم کی سزا نہ دی جائے اس لئے پیشگی رقم ضبط نہ کی جائے۔

کوئی کمیونسٹ قانون نہیں:

● حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مہنگائی Inflation کی وجہ سے غذائی اجناس، اور سبزیاں وغیرہ بہت مہنگے ہوگئی تھیں، لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے غذائی اجناس وغیرہ کی قیمتیں مقرر فرمانے کی درخواست کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا اور فرمایا ''اللہ تعالیٰ ہی قیمت مقرر کرتا ہے، وہی خوشحالی عطا کرتا ہے اور غریبی کی سزا دیتا ہے اور وہی ہے جو ہر ایک کو کھانا کھلاتا ہے، میں چاہتا ہوں کہ جب میں اللہ تعالیٰ سے ملوں تو اس وقت کوئی مجھ پر اس کی جان اور مال برباد کرنے کا الزام نہ لگائے''۔(ابن ماجہ:۲۲۷۶)

تجارت میں غرق مت ہو جائو:

● حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''دولت اس طرح نہ کماؤ کہ اس میں تم پوری طرح غرق ہو جاؤ''۔(ترمذی، بحوالہ ترجمانِ حدیث جلد ۶ صفحہ ۵۵)

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ کہتا ہے میرا مال اتنا ہے ایسا ہے حالانکہ وہ اپنے مال سے صرف تین فائدے حاصل کرتا ہے:

(۱) اسے کھا کر ختم کر دیا۔

(۲) پہن کر پرانا کر دیا۔

(۳) اللہ کی راہ میں دے کر آگے بھیج دیا۔ اس کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ (مرنے کے بعد) اسے لوگوں کے لئے چھوڑ کر چلا جائے گا۔(مسلم، بحوالہ ترجمان الحدیث صفحہ ۶۵)

انسان اپنی عاقبت خراب کر کے بہت زیادہ دولت کما لیتا ہے اور عام طور پر وہ اس کا پورا استعمال نہیں کرتا اور اپنے پیچھے اس دولت کا بڑا حصہ اپنے ورثاء کے لئے چھوڑ جاتا ہے جو اس کی قدر کبھی کرتے ہیں یا کبھی نہیں کرتے ہیں، اس لئے دولت کمانے کے لئے ہمیں صراطِ مستقیم پر چلنا چاہئے، روپیہ کماتے ہوئے ہمیں اعتدال اور توازن کی کوشش کرنی چاہئے اور کبھی روحانی اور مذہبی زندگی کو بھولنا یا نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔

دولت کے پیچھے پاگل کی طرح مت دوڑو:

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو لوگ مادّی خوشحالی کے لئے جدوجہد کرتے ہیں انہیں درمیانی راستہ اختیار کرنا چاہئے؛ کیونکہ جس مقصد کے لئے بندے کی تخلیق کی گئی ہے وہ مقصد حاصل کرنا اللہ تعالیٰ اس کے لئے آسان کر دیتے ہیں''۔(ابن ماجہ:۲۲۱۸)

مندرجہ بالا حدیث شریف کی ممکنہ تشریح درج ذیل مثال سے کی جا سکتی ہے:

● اگر اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو پروفیسر بننے کے لئے پیدا کیا ہے تا کہ وہ دیگر بندوں کو تعلیم دے، اگر وہ بندہ اپنی صلاحیتوں کو پہچانے بغیر فلم یا صنعت کی طرف راغب ہو اور فلم اسٹار یا کروڑ پتی بننے کے لئے انتہائی جدوجہد کرے پھر بھی وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوگا، کیونکہ قدرتی طور پر اس میں وہ صلاحیتیں موجود نہیں ہیں، مگر اس جدوجہد میں اس کا قیمتی وقت اور قوت ضائع ہوگی اور دوسروں کو بھی نقصان ہوگا، اس کے بجائے اگر وہ اپنی شخصیت اور اہلیت کو صحیح طور پر جانچے اور کسی

موزوں پیشے میں لگائے تو جس مقصد کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے اسے حاصل کرنا اس کے لئے آسان ہو جائے گا، یا وہ اپنے پیشے میں زیادہ جدوجہد کے بغیر بڑی کامیابی حاصل کرے گا۔

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور دولت حاصل کرنے کا درمیانی راستہ اختیار کرو، کیونکہ کوئی بندہ اپنے مقرر رزق (غذا) کو استعمال کئے بغیر نہیں مرے گا (اللہ تعالیٰ نے ہر بندے کی عمر بھر کی رزق کی مقدار لکھ دی ہے) ہاں اس کے ملنے میں تاخیر ہو سکتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مال و دولت جائز طریقہ سے کماؤ، حلال قبول کرو اور حرام سے پرہیز کرو۔ (ابن ماجہ: زادراہ حدیث ۸۶)

ممنوع تجارت اور پیشے

اِن پیشوں پر پابندی ھے:

۱۔ حضرت عتبہ بن عمرؓ راوی ہیں ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نائی کا پیشہ اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے''۔ (ابن ماجہ: ۲۲۴۲)

● حضرت عائشہؓ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں کسی کی نقل اتارنا پسند نہیں کرتا چاہے اس کے عوض مجھے ڈھیروں دولت ملے۔ (ترمذی، بحوالہ سفینۂ نجات حدیث ۲۳۷)

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناچ گانے اور ایسی تفریح جس سے جنسی لذت حاصل ہو اور اداکاری وغیرہ کے پیشوں سے منع فرمایا ہے اور ان تمام پیشہ وروں پر بھی پابندی لگائی ہے، جو اُن تمام ممنوع پیشوں کی مدد کرتے ہیں اور نہیں قائم رکھتے ہیں، ان کی تشہیر کرتے ہیں اور انہیں عوام میں پھیلاتے ہیں، اس لئے ہمیں ایسے کاروبار سے دور رہنا چاہئے جن کا تعلق رقص، موسیقی، اداکاری اور جنسی لذت والی تفریح سے ہے۔ (متفق علیہ)

۳۔ مندرجہ بالا حدیث کے مطابق ہمیں تھیٹر، میخانہ (پب اور بار) فلموں سے متعلق کاروبار، ٹی وی، گانے، ناچ اور جنسی لذت سے آلودہ کاروبار سے دور رہنا چاہئے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: ''اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے یہ سب ناپاک کام اعمال شیطان سے ہیں، سو، ان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ۔ (قرآن کریم: ۷:۹۰)

۵۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر کوئی کسان عوام کو انگور نہیں بیچتا تاکہ وہ شراب کشید کرنے والوں کو فروخت کرے تو اس نے جانتے ہوئے جہنم کی آگ اپنے لئے جمع کی''۔ (طبرانی)

یعنی اگر آپ خود حرام کام نہ کریں مگر حرام کام میں صرف مدد کریں تب بھی آپ حرام کرنے والوں کی طرح ہی ہوں گے اور انہیں کی طرح سزا ملے گی۔

۶۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتّے اور بلّی کی فروخت پر، طوائفوں کی کمائی کھانے پر، نجومیوں کے پیشے پر، جانوروں کے ذریعہ (husbandry) کی کمائی پر، گانے والیوں کے کاروبار اور ان کی کمائی کھانے پر پابندی لگائی ہے۔ (ابن ماجہ: ۲۲۳۶۔۲۲۳۷۔۲۲۳۸۔۲۲۴۵)

۷۔ حضرت جبیرؓ نے روایت کیا کہ فتح مکّہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ شراب، سود، مردہ گوشت اور بتوں کے ذریعہ کمائی حرام ہے، حتیٰ کہ مردہ جانور کی چربی کی تجارت پر بھی پابندی ہے۔ (ابن ماجہ: ۲۲۴۵)

۸۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جوہری اور رنگارے (کپڑے رنگنے والے) دوسروں کے مقابلے میں زیادہ جھوٹ بولتے ہیں، اس لئے ایسے پیشوں سے دور رہنا چاہئے''۔ (ابن ماجہ: ۲۲۲۸)

● اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''روزِ حشر مصوروں کو سزا دی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے بنایا ہے (تصویر) اس میں روح بھرو''۔ (ابن ماجہ: ۲۲۲۷)

تجارت میں تقویٰ:

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر تم ناجائز کاموں سے دور رہو گے تو بڑے عابد بن جاؤ گے''۔ (ترمذی: ۲۳۰۵)

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر سرمایا کاری تقویٰ کے ساتھ کی جائے، تو اس کی اجازت ہے''۔ (ابن ماجہ، ابواب التجارت: ۲۲۱۷)

تقویٰ کے معنی ہیں کہ گناہ سے بچنے میں انتہائی احتیاط کی جائے اور غلط کام نہ کیا جائے۔

● نبی کریم صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا ''جو بندے رزق حلال پر گزارہ کرتے ہیں اور میری طرزِ زندگی کی پیروی کرتے ہیں اور دوسروں کو تکلیف نہیں پہنچاتے، وہ جنت کے حقدار ہیں'' صحابہ کرامؓ کو تعجب ہوا؛ کیونکہ یہ جنت میں جانے کا بہت آسان راستہ تھا اور انہوں نے کہا ''یا رسول اللہ! اس زمانے میں ایسے لوگ بڑی تعداد میں ہیں'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میرے بعد بھی اس طرح کے بندے ہوں گے''۔ (ترمذی)

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ اس بندے کو برکت عطا فرمائے گا جس کے اخلاق عمدہ ہوں گے اور وہ مال خریدتے یا فروخت کرتے وقت اور اپنا قرض طلب کرتے وقت نرم زبان ہو''۔ (بخاری)

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے تاجرو! جھوٹی قسم اور غلط بات تجارتی

سودے میں شامل ہوجاتی ہے، اسے خیرات دے کر صاف کرو‘‘۔(ابن ماجہ:۲۲۲۱)

● اگر کوئی تجارت مشکوک ہے، تو اس سے دور رہنا ضروری ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا’’ایک بندہ متقی نہیں ہوسکتا تاوقتیکہ وہ ان چیزوں سے پرہیز نہ کرے جو صرف مشکوک ہیں اور جن پر کھلے طور پر پابندی نہیں۔(ترمذی)

اس لئے جب آپ کو کسی تجارت یا کاروبار کے بارے میں یقین نہ ہو کہ وہ جائز ہے یا ناجائز تو اس سے دُور رہنا بہتر ہے۔

● اگر ایک بندہ دس درہم میں کوئی کپڑا خریدتا ہے اور دس درہم میں اگر وہ ایک درہم بھی مالِ حرام ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت قبول نہیں فرمائے گا جب تک وہ یہ کپڑا پہنتا رہے گا۔(مسند احمد)

● حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حشر کے دن ہر بندے کو چار سوالوں کے جواب دینا ہے:

۱۔ اپنی عمر(زندگی) کیسے بسر کی؟۔

۲۔ تمہارے اعمال کیسے تھے؟۔

۳۔ تم نے روپیہ کس طرح کمایا اور کیسے خرچ کیا؟۔

۴۔ تم نے اپنے جسم اور جان کا استعمال کیسے کیا؟۔(ترمذی، زادِ سفر حدیث ۳۷۸، بحوالہ معارف الحدیث جلد۲ حدیث ۹۲)

ہر بندہ ان سوالوں کا جواب دینے کے لئے تیار رہے اس لئے ہمیں اپنی کمائی کے انتخاب میں انتہائی احتیاط کرنا چاہئے۔

● حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام لوگوں کو بددعا فرمائی ہے جو رشوت دیتے ہیں اور رشوت لیتے ہیں۔(ابوداوٗد، بحوالہ ترجمانِ حدیث ۲۹۹)

خوشحالی کے بعد یا درکھنے والی حقیقت:

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا’’بندہ اپنے ایمان اور نیک اعمال کے تعلق سے جو طرزِ زندگی اختیار کرے گا، وہ اسی حالت اور حیثیت میں دنیا سے اٹھایا جائے گا‘‘۔(مسلم)

تشریح : اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی بندہ ایک ماڈرن اور غیر اسلامی زندگی بسر کرتے ہوئے یہ سوچتا ہے کہ وہ بڑھاپے میں خالص مذہبی زندگی اپنالے گا تو اس کی یہ سوچ غلط ہے؛ کیونکہ بڑھاپے میں اپنی قوت ارادی سے، اپنی موت سے پہلے کوئی سچا مسلمان نہیں بن سکتا، وہ بندہ اسی حالت میں مرے گا جس پر اس نے جان بوجھ کر زندگی گزاری ہے۔

● اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:’’اور تم جس حال میں ہوتے ہو، یا قرآن کریم میں کچھ پڑھتے ہو یا تم لوگ کوئی اور کام کرتے ہو جب اس میں مصروف ہوتے ہو ہم تمہارے سامنے ہوتے ہیں اور تمہارے پروردگار سے ذرہ برابر بھی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے نہ زمین میں نہ آسمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی ہے یا بڑی مگر کتاب روشن میں لکھی ہوئی ہے‘‘۔(سورۃ یونس آیت ۶۱)

● ’’وہی تو ہے جو تم کو جنگل اور دریا میں چلنے پھرنے اور سیر کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں(سوار) ہوتے اور کشتیاں پاکیزہ ہوا(کے نرم نرم جھونکوں) سے سواروں کو لے کر چلنے لگتی ہیں اور وہ ان سے خوش ہوتے ہیں تو ناگہاں زناٹے کی ہوا چل پڑتی ہے اور لہریں ہر طرف سے ان پر(جوش مارتی ہوئی) آنے لگتی ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ(اب تو) لہروں میں گھر گئے تو اس وقت خالص خدا ہی کی عبادت کرکے اس سے دعا مانگنے لگتے ہیں کہ(اے خدا) اگر تو ہم کو اس سے نجات بخشے تو ہم(تیرے) بہت ہی شکر گزار ہوں؛ لیکن جب وہ ان کو نجات دے دیتا ہے تو ملک میں ناحق شرارت کرنے لگتے ہیں، لوگو! تمہاری شرارت کا وبال تمہاری ہی جانوں پر ہوگا تم دنیا کی زندگی کے فائدے اُٹھالو، پھر تم کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے، اس وقت ہم تم کو بتائیں گے جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔(سورۃ یونس آیت ۲۲۔۲۳)

● اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشہ ہے اور ہمیشہ کی زندگی کا مقام تو آخرت کا گھر ہے، کاش یہ لوگ سمجھتے۔(سورۃ العنکبوت ۶۴)

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے‘‘۔(ترمذی، بحوالہ ترجمان الحدیث جلد ا صفحہ ۲۰)

مندرجہ بالا آیات قرآنی اور ایک حدیث شریف ضرور یاد رکھیں:

ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوتے ہیں، اگر ہم کشتی(جہاز) والوں کی طرح ناشکرے بندے بنیں گے، تو یاد رہے کہ ہماری زندگی بڑی مختصر ہے، آخرکار ہمیں اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش ہونا ہے، تب ممکن ہے ہمیں اپنی ناشکری اور لاپرواہی کی سزا ملے، اس لئے ہمیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار رہنا چاہئے اور اس کی قانونی حدود کو پار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ہم خدائی قیدی ہیں، ہمیں اصلی آزادی اور مسرت صرف جنّت میں حاصل ہوگی۔

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

(۵) اپنی سوچ کو کس طرح بہتر بنایا جائے؟

انسان کی جیسی سوچ ہوگی ویسے اس کے عمل، کوشش اور جدوجہد ہوگی، انسان کی جیسی کوشش ہوگی، نتیجے بھی ویسے نکلیں گے۔

اگر انسان کی سوچ اور نظریات غلط ہے تو وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا، اس لئے خوشحالی کے بارے میں صحیح نظریات کیا ہونے چاہئے اس کا علم ضروری ہے۔

آیئے قرآن اور حدیث کی روشنی میں ہم اپنی سوچ نظریات اور خیالات کو صحیح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

- اپنی سوچ کو بہتر بنانے کے لئے آپ کا مندرجہ ذیل ایمان اور یقین بالکل واضح اور صاف ہونا چاہئے۔

۱- امیری اور غریبی کا دینا صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

خوشحالی اور غریبی کا عطا کرنا صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، ہم اللہ تعالیٰ کی برکت اور عنایت سے ہی خوشحال ہوتے ہیں نہ کہ اپنی کوشش سے یا کسی اور کی مدد سے۔

۲- ہر بندے کی ایک تقدیر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر بندے کو ایک خاص مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اور اس کا واضح مقدر بنایا ہے، زندگی میں ہر چیز تقدیر کے مطابق ہوتی ہے۔

۳- مثبت سوچ رکھنا چاہئے۔

ہمارے خیالات کا ہماری کامیابی اور ناکامی پر گہرا اثر ہوتا ہے، اس لئے ہمیں اپنی سوچ ہمیشہ مثبت رکھنی چاہئے۔

۴- خوشحالی، دولت اور رحمت کا مجموعہ ہے۔

خوشحالی صرف بہت ساری دولت کا نام نہیں ہے، بلکہ خوشحالی دولت اور رحمت کا مجموعہ (اتحاد) ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت خوشحالی کی روح ہے، بغیر رحمت کے کبھی کبھی دولت سزا (عذاب) کا ذریعہ بن جاتی ہے، اس لئے روپیہ کماتے ہوئے ہمیں اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کرنے کی زیادہ جدوجہد کرنا چاہئے۔

مندرجہ بالا ایمان و یقین کی تشریح:

اب ہم پڑھیں گے کہ مندرجہ بالا ایمان و یقینکے مطابق سوچنا خوشحالی کے لئے کیوں ضروری ہے۔

پہلا نظریہ:

﴿امیری اور غریبی کا دینا صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے﴾

- اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں کہتا ہے،"اور یہ کہ وہی دولتمند بناتا ہے اور مفلس کرتا ہے"۔ (سورہ نجم آیت ۴۸)
- مزید ایک جگہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے"اور اللہ جب اپنے بندوں کے لئے رزق میں فراخی کردیتا ہے تو وہ زمین میں فساد کرنے لگتے ہیں، اس لئے وہ جس قدر چاہتا ہے (رزق) اندازے کے ساتھ نازل کرتا ہے، بیشک وہ اپنے بندوں کو جانتا ہے اور دیکھتا ہے"۔ (سورہ شوریٰ آیت ۲۷)

مندرجہ بالا دونوں آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہماری خوشحالی کا فیصلہ کرتا ہے، خوشحالی کے لئے رحمت کی اہمیت سمجھنے کے لئے مندرجہ ذیل مثال پر غور کریں:

ریگستان میں ایک مچھلی کی مثال:

ریگستان میں ایک گڈھا کھودیں، اس میں ایک بالٹی پانی انڈیلیں اور ایک مچھلی ڈال دیں، آپ جتنا بھی پانی اس میں انڈیلیں گے وہ ریت میں سارا جذب ہوجائے گا اور مچھلی پانی کے چند قطروں کے لئے ہمیشہ ترستی رہے گی۔

اب فرض کریں زمین کھودنے سے پانی کی سطح اوپر کی طرف بڑھنے لگتی ہے، اگر وہ تہہ سے ایک انچ اُوپر اُٹھتی ہے تو مچھلی کو آرام محسوس ہوگا، انڈیلا ہوا پانی بھی زیادہ دیر تک جمع رہے گا اور گڈھے کی دیوار میں دیر میں جذب ہوگا، زیر زمین پانی کی سطح جیسے جیسے بڑھے گی تو اسی کے مطابق مچھلی کے آرام میں اضافہ ہوگا اور پانی بھی دیر میں جذب ہوگا۔

اگر پانی کی سطح گڑھے کے دہانے تک اونچی ہوتی ہے تو بعد میں پانی انڈیلنے کی ضرورت بھی نہیں رہے گی اور اگر گڑھے کی تہہ سے چشمہ پھوٹ پڑے تو مچھلی کے ساتھ دیگر مخلوق کو بھی فائدہ ہوگا۔

انسان اس مچھلی کی طرح ہے، انڈیلا ہوا پانی ہماری آمدنی جیسا ہے اور خشک ریت ہمارے اخراجات کی طرح ہے، ہماری آمدنی کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو ہمارے اخراجات آمدنی سے ہمیشہ زیادہ ہوتے ہیں اور ہم تنگ دست ہی رہتے

ہیں، زیر زمین پانی کی سطح اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرح ہے، جب یہ رحمت ہماری زندگی میں آتی ہے تو ہم تھوڑی راحت محسوس کرتے ہیں۔

جیسے جیسے اللہ کی رحمت ہم پر زیادہ سے زیادہ ہوتی ہے ہماری زندگی میں خوشحالی بڑھتی جاتی ہے، ہمارے غیر ضروری اخراجات کم ہوجاتے ہیں، ہماری دولت یا بینک بیلینس میں اضافہ ہوتا ہے، اس لئے ذہنی سکون، زندگی کے اطمینان، اپنی خواہشوں کی تکمیل، خوشحالی اور سماج میں عزت کا دارومدار اللہ تعالیٰ کی رحمت پر ہی ہوتا ہے نہ کہ ہماری آمدنی پر۔

اس کائنات کے کارخانے کو اللہ تعالیٰ ہی چلاتے ہیں، اس کارخانے میں اس نے ہر انسان کو ایک کام پر لگا رکھا ہے، اس کارخانے میں اگر آپ کو اونچا عہدہ چاہئے یعنی امیر بن کر دوسروں سے خدمت لینا ہے تو آپ کے اخلاق اور سوچ ایسی ہونی چاہئے کہ دوسروں کو آپ کی ذات سے تکلیف نہ ہو، کوئی بھی بندہ اپنی مرضی کے مطابق حد سے زیادہ دولت حاصل نہیں کرسکتا جب تک اس میں اللہ کی رضا شامل نہ ہو، اگر ایسا نہ ہو تو انسانی سماج کا پورا نظام درہم برہم ہوجائے گا۔

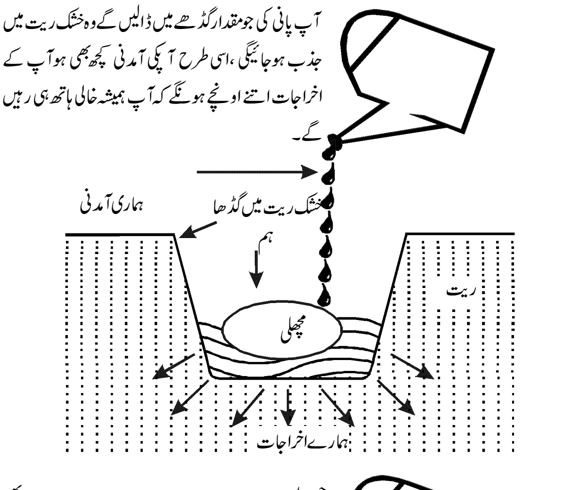

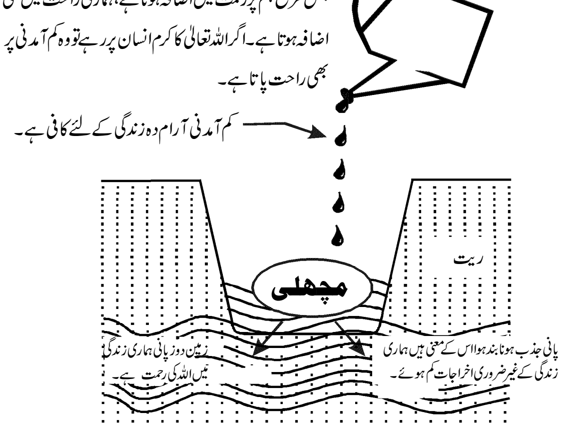

اولیاء اللہ چشمے کی طرح ہیں، ان پر اللہ تعالیٰ کی بارش برکت ہوتی ہے اور وہ سیکڑوں بندوں کا پیٹ بھرتے ہیں جبکہ بظاہر ان کی آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہوتا۔

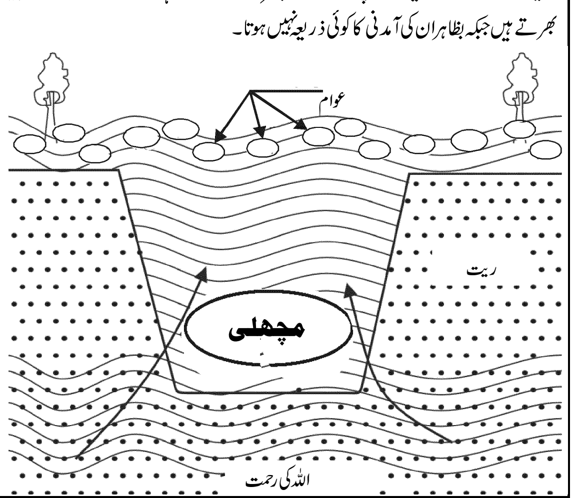

دوسرا نظریہ:

﴿تقدیر برحق ہے﴾

● حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جو چیز پیدا فرمائی وہ قلم ہے، پھر اس کو حکم دیا کہ لکھ! قلم نے عرض کیا: کیا لکھوں؟ ارشاد فرمایا: تقدیر لکھ، چنانچہ قلم نے ہر وہ چیز لکھ دی جو (اب تک) واقع ہوئی اور جو (آئندہ) ابد تک واقع ہونے والی ہے“۔

(ترمذی، بحوالہ منتخب ابواب جلد اول: ۸۸)

● حضرت ابو خزامہؓ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے والد نے نبی کریمؐ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! وہ جھاڑ پھونک جو ہم کراتے ہیں، وہ دوا جس کے ذریعہ ہم علاج کرتے ہیں اور وہ حفاظتی چیز (یعنی ڈھال، تلوار اور زرہ وغیرہ) جس کے ذریعہ ہم اپنا بچاؤ کرتے ہیں، مجھے بتائیے کہ کیا یہ چیزیں تقدیر الٰہی کو بدل دیتی ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”یہ چیزیں بھی تقدیر الٰہی میں شامل ہیں“۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ، بحوالہ منتخب ابواب جلد اول: ۹۱)

اس کے معنی یہ ہوئے کہ اگر ہماری تقدیر میں صحتمند رہنا لکھا ہے تو صرف اسی حال میں ہم اپنا علاج کرتے ہیں، اگر ہماری تقدیر میں محفوظ رہنا لکھا ہے تو صرف اسی حال ہم اپنی حفاظت کے لئے ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔

اور اگر اپنی تقدیر کے مطابق آپ کو بیمار رہنا ہے تو اس وقت آپ اپنا علاج نہیں کریں گے اور تقدیر کے مطابق اگر آپ کو تکلیف (ضرر) پہنچنا لکھا ہے پھر آپ خود کی حفاظت ہتھیاروں سے نہیں کریں گے۔

● حضرت ابو درداء فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اللہ عزوجل اپنی مخلوق میں سے ہر بندہ کے متعلق پانچ باتوں سے فارغ ہو چکا

ہے (یعنی طئے کر چکا ہے) وہ (پانچ باتیں) یہ ہیں:

(۱) اس کی موت کا وقت (۲) اس کا عمل (یعنی وہ نیک ہوگا یا بد) (۳) اس کا ٹھکانا (یعنی اُسے موت کہاں آئے گی؟) (۴) اس کی جولان گاہ (یعنی زمین کے کس حصے پر وہ زندگی گذارے گا؟) (۵) اور اس کا رزق''۔ (احمد، بحوالہ منتخب ابواب جلد احدیث ۱۰۶)

● حضرت اُم سلمہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے (ایک دن) کہا: یارسول اللہ! ہر سال آپ کو کوئی نہ کوئی تکلیف پہنچتی رہتی ہے اس زہر آلود بکری کی وجہ سے جو (غزوۂ خیبر کے موقع پر) آپ نے کھالی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو بھی تکلیف مجھ کو پہنچتی ہے، وہ اسی وقت میری تقدیر میں لکھی جا چکی تھی، جب آدمؑ اپنی مٹی کے اندر تھے''۔ (ابن ماجہ، بحوالہ منتخب ابواب جلد احدیث ۱۱۷)

● حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ چار باتوں پر ایمان نہ لائے (۱) اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، اور مجھ کو اللہ نے حق (یعنی دین اسلام) کے ساتھ بھیجا ہے (۲) مرنے پر ایمان لائے (۳) اس بات پر ایمان لائے کہ مرنے کے بعد پھر جی اُٹھنا ہے۔ (۴) اور تقدیر پر ایمان لائے''۔ (ترمذی، ابن ماجہ، بحوالہ منتخب ابواب جلد احدیث ۹۷)

● حضرت مطر بن عکامسؓ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کی موت کسی زمین میں مقدر کر دیتا ہے تو اس زمین کی طرف اس کی حاجت کو بھی پیدا کر دیتا ہے''۔ (احمد، ترمذی، بحوالہ منتخب ابواب جلد احدیث ۱۰۳)

اس کا مطلب یہ کہ تقدیر کے مطابق اگر کسی بندے کی موت کسی دور دراز علاقہ میں ہونا ہے تو وہاں وہ کسی ضرورت سے ضرور پہنچے گا اور وہاں اسے موت آئے گی۔

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو بندے مادّی خوشحالی کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں انہیں چاہئے کہ درمیانی راستہ اختیار کریں، کیونکہ بندہ جس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے وہ مقصد حاصل کرنا اس بندے کے لئے دنیا میں اس کے لئے آسان ہوجائے گا''۔ (ابن ماجہ، ۲۲۱۸)

● ''اگر کسی بندے کو تمام دنیا متحد ہو کر نقصان پہنچانا چاہے تو اسے صرف اتنا ہی نقصان پہنچے گا جتنا اس کی تقدیر میں لکھا ہوا ہے''۔ (جامع ترمذی، حدیث ۲۵۱۶)

● ''پیدائش، موت، صحت، بیماری، غریبی، خوشحالی، حادثات، دولت وغیرہ کا دارومدار صرف تقدیر پر ہے، اچھائی کے لئے جدوجہد کرو؛ لیکن امید کے خلاف نتیجے سے کبھی مایوس نہ ہوجاؤ کیونکہ تمہارا تقدیر پر کوئی اختیار نہیں ہے'' اور تقدیر صرف نیکیوں سے اور اللہ تعالیٰ کو خوش کر کے ہی بدلی جاسکتی ہے۔

تیسرا نظریہ:

مثبت سوچ کے بغیر کامیابی ناممکن ہے۔

● ریسرچ اسکالرز (محققین) نے بیس سال سے زیادہ عرصہ تک تحقیقات کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ ہماری کامیابی اور ناکامی پر ہمارے خیالات کا گہرا اثر ہوتا ہے، اکثر ہم اپنے منفی خیالات کی وجہ سے ناکام ہوتے ہیں۔

● اسکالرز اور سائنسدانوں کے مطابق انسان کا تحت شعوری ذہن (Sub-conscious Mind) اس کی کامیابی میں بہت اہم رول ادا کرتا ہے۔

● تحت شعوری ذہن ہمارے شعور کا ایک حصہ ہے جہاں تمام معلومات جمع ہو جاتی ہیں؛ لیکن اعداد و شمار Data جمع کرنے کے ساتھ وہ انٹرنیٹ سے جُڑے کمپیوٹر کی طرح کام بھی کرتا ہے، جب ایک شخص پورے یقین اور جذبہ کے ساتھ کچھ سوچتا ہے تب اس کا تحت شعور ذہن حرکت میں آتا ہے اور اس سوچ کو حقیقت میں بدلنے کی کوشش کرتا ہے، اس مقصد کے لئے پہلے وہ ان معلومات کی مدد لیتا ہے جو اس کے حافظہ میں موجود ہیں اور اگر اسے حل نہ ملے تو اللہ تعالیٰ کے اس نظام کا سہارا لیتا ہے جو اللہ نے بندوں سے رابطے کے لئے قائم کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے نظام سے وہ ضروری معلومات حاصل کرتا ہے اور اسے خیالات (Ideas) کی شکل میں شعوری ذہن کو معلومات دیتا ہے تاکہ انسان اپنی منزل مقصود تک پہنچے۔

● اسکالرز اور سائنسداں کہتے ہیں کہ ہمیشہ مثبت سوچ رکھو، ہمیشہ خواب دیکھو کہ تم صد فیصد کامیاب ہو کر اپنی منزل مقصود کو پاؤ گے، اس طرح تحت الشعوری ذہن پر دباؤ پڑے گا کہ وہ ایسی معلومات مہیا کرے جو صد فیصد کامیابی کی ضامن ہو۔

اس کے برخلاف اگر کسی کی منفی سوچ ہو تو تحت الشعور بھی ایسی غلط معلومات اور (Ideas) دے گا جس کی وجہ سے ناکامی یقینی ہوگی۔

● اپنی بات کو اور اچھی طرح سے سمجھانے کے لئے میں مشہور مصنف نیپولین ہل کے بیان کا حوالہ دوں گا جو کہ اس طرح ہے:

''ذہن پر مسلط خیالات، مقناطیس کی طرح کام کرتے ہیں، وہ اسی طرح کے خیالات نظریات اور حالات اپنی طرف کھینچتے ہیں اور انہیں حقیقت میں ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے ہماری سوچ ہمیشہ مثبت ہونی چاہئے''۔

(بحوالہ Think and grow rich)

● اسکالرز نے مثبت اور منفی خیالات اور جذبات کی فہرست بنائی ہے اور ان کا بیان ہے کہ صرف ایک منفی سوچ تمام مثبت خیالات کو فنا کر دیتی ہے اس لئے ہمارے ذہن میں کبھی کوئی منفی خیال نہیں ہونا چاہئے۔

مثبت خیالات یا جذبات:

الف۔ کسی چیز کی شدید چاہ
ب۔ امید اور عقیدہ کا جذبہ
ج۔ پیار محبت کا جذبہ
د۔ جوش، ولولہ اور ہمت کا جذبہ

منفی خیالات یا جذبات:

الف۔ ناامیدی کا جذبہ
ب۔ غریبی کا ڈر، تنقید، بیماری اور موت کا خوف
ج۔ اپنے پیاروں سے جدائی کے ڈر کا جذبہ
د۔ انتقام کا جذبہ
ذ۔ حسد کا جذبہ
ر۔ غصہ، نفرت اور لالچ کا جذبہ
ز۔ توہم، جیوتش، علم الاعداد، دست شناسی، پیشنگوئی پر یقین وغیرہ کے جذبات (منفی پیشنگوئی، ذہن میں یقین کی طرح بس جاتی ہے۔)

اب ہمیں مطالعہ کرنا ہے کہ مثبت اور منفی جذبات و خیالات کا فلسفہ اسلامی نقطۂ نظر سے کہاں تک درست ہے۔

اسلام میں خیالات اور نظریات کی اہمیت:

- ''جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ کا ہی ہے، تم اپنے دلوں کی بات کو ظاہر کرو یا نہ کرو، خدا تم سے اس کا حساب لے گا، پھر وہ جسے چاہے مغفرت کرے اور جسے چاہے عذاب دے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ (سورۃ بقرہ آیت ۲۸۴)

- ''اے اہل ایمان بہت گمان کرنے سے بچو کیوں کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے بھید جاننے کی کوشش نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے۔ تو غیبت نہ کرو اور خدا کا ڈر رکھو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (سورۃ حجرات آیت ۱۲)

- حشر کے دن ہمارے اعمال کا حساب لیا جائیگا، اسی طرح ہمارے خیالات کا بھی حساب لیا جائے گا۔

- کچھ لوگ کہتے ہیں کہ غلط سوچ گناہ نہیں ہے جس کی دلیل وہ مندرجہ ذیل مثال سے دیتے ہیں، اگر آپ ایک روپیہ خیرات کرنے کا سوچتے ہیں تو ایک روپیہ خیرات کا ثواب آپ کے حساب میں لکھا جائے گا (حالانکہ ابھی آپ نے وہ خیرات نہیں دی)۔

اگر آپ نے واقعی وہ روپیہ خیرات کر دیا تو ۱۰ر روپیہ کا ثواب آپ کے حساب میں لکھا جائے گا، اگر آپ ایک روپیہ چرانے کی سوچیں تو کوئی گناہ آپ کے حساب میں نہیں لکھا جائے گا، اگر آپ ایک روپیہ چرانے کا خیال ترک کر دیتے ہیں تو ایک ثواب آپ کے نامۂ عمال میں لکھا جائے گا، اگر آپ واقعی ایک روپیہ چراتے ہیں تو صرف ایک روپیہ چرانے کا گناہ آپ کے حساب میں لکھا جائے گا۔

اس لئے گناہ کے بارے میں سوچنا گناہ نہیں ہے، یہ تشریح عقیدہ اور خیال سوفیصد صحیح ہے۔

اب آپ دوسری مثال پر غور کریں:

غیر متوقع بارش کے متعلق اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ بارش ایک خاص برج Zodiac کے ایک خاص ستارے کے بلند ہونے سے ہوئی ہے تو آپ کا اس ''خیال'' کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اگر وہ شخص اس بارش کے بارے میں اپنے عقیدے کے مطابق کچھ اظہارِ خیال نہ بھی کرے تو کیا آپ سمجھتے ہیں وہ عذاب سے بچ جائیگا؟ ''نہیں۔

اگر وہ اپنے خیال اور عقیدے کے بارے میں کچھ نہیں کہتا، تب بھی یہ خیال گناہ سمجھا جائے گا اور اگر وہ اس ''خیال'' سے توبہ نہ کرے تو اسے جہنم میں 'شرک' کا عذاب دیا جائے گا (کیونکہ اس نے ستاروں کو خدا کا درجہ دیا)۔ (الادب المفرد، ارشادِ نبوی کی روشنی میں، نظامِ معاشرت ۹۰۷، جلد دوم، صفحہ ۲۲۹)

- اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: ''اور جو (بھید) دلوں میں ہیں وہ ظاہر کر دیے جائیں گے''۔ (سورۃ عادیات آیت ۱۰)

یعنی جو غلط ایمان یا خیالات آپ کے دل میں ہیں وہ قیامت کے دن ظاہر کر دیے جائیں گے اور اس کا حساب ہوگا اس لئے خیالات بھی اعمال کی طرح اہم ہیں اور آخرت کی زندگی کا دار و مدار آپ کے ایمان، عقیدے اور خیالات پر ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں کا ذمہ دار قرار نہیں دیتا جن پر ہمارا قابو نہیں ہے، البتہ خیالات پر ہمارا قابو ہوتا ہے اس لئے اگر ہم انہیں ظاہر نہ بھی کریں تو حشر کے دن اللہ ہم سے ان کا حساب لے گا۔

- ''میری کتاب جس کا عنوان ہے ''قانونِ ترقی''ہے، اس میں نے دس قسم کے خیالات کا ذکر کیا ہے اور منفی خیالات سے بچنے کے طریقے بیان کیے گئے ہیں، مزید تفصیلات کے لئے براہِ کرم اس کتاب کا مطالعہ کریں۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہمیں کس قسم کے خیالات اپنے دماغ میں بسانے کی ہدایت کی گئی ہے، اسلام نے مثبت خیالات پر ہی زور دیا ہے۔

مثبت سوچ (Optimism):

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''آپ اللہ تعالیٰ سے اس یقین کے

ساتھ دعا کرو کہ وہ آپ کی دعا ضرور قبول کرے گا''۔ (بخاری: ۶۹۹۵، ترمذی: ۳۴۷۹)

یقین ایک مثبت جذبہ ہے، ناامیدی یا بے اعتمادی ایک منفی جذبہ ہے، مثبت جذبے کے ساتھ دعا اگر پورے اعتماد کے ساتھ کی جائے، تو مثبت نتیجہ نکلتا ہے۔

- حضرت ابو ہریرہؓ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''خیر کی امید رکھنا بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شامل ہے''۔ (ترمذی، حاکم)

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر تم کو یقین ہو کہ قیامت ابھی آنے والی ہے لیکن اگر تمہارے پاس اتنا وقت ہے کہ ایک پودا لگا سکو تو ضرور لگاؤ''۔ (ارشاداتِ نبویؐ کی روشنی میں نظام معاشرت حدیث ۴۷۹، الادب المفرد)

اس حدیث سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں ہمیشہ مکمل مثبت خیالات ہی رکھنے چاہئیں۔

- قرآن کریم کی ایک آیت کا مفہوم ہے کہ اللہ کی رحمت سے صرف بے ایمان لوگ ناامید ہوا کرتے ہیں۔ (سورۂ یوسف آیت ۸۷)

اس آیت قرآنی کے مطابق ناامید ہونا اتنا ہی بڑا جرم ہے جتنا اللہ تعالیٰ کے وجود سے انکار کرنے کا جرم ہے۔

- امام بخاریؒ اپنی کتاب ''الادب المفرد'' صفحہ ۴۰۳/۴۰۴ میں لکھتے ہیں کہ ''ایک ناامید (مایوس) بندے کو اس کے اعمال کا حساب لیے بغیر جہنم میں ڈال دیا جائے گا''۔

(اس لئے مثبت سوچ اسلام کی اہم تعلیمات میں سے ایک اہم تعلیم ہے)

اسلام میں کامیابی کے یقین کی بہت اہمیت ہے:

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''میں میرے بندے کے گمان کی طرح ہوں''۔ (بخاری، مسلم، بحوالہ حدیث نبوی کی روشنی میں حدیث ۵۶۳)

اس حدیث شریف کے مطابق اگر بندہ مثبت سوچ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے اور اس کی مدد سے وہ کامیاب ہو جائے گا تو قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد کریگا اور وہ کامیاب ہوگا، سورہ طلاق آیت ۲/۳ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس پر بھروسہ رکھنے والوں کی اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے۔

اس کے برخلاف اگر بندہ سوچے کہ وہ ناکام رہے گا، اور اللہ تعالیٰ اس بندے کے گمان کے مطابق اگر اسے اپنی رحمت سے محروم کردے تو یقیناً وہ بندہ ناکام رہے گا۔

- ''اگر تم مومن ہو، تو تم ہی غالب رہو گے''۔ (سورۂ آلِ عمران آیت ۱۳۹)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ خالص ایمان اور اعمال کی بنیاد پر کامیابی کا یقین دلاتے ہیں۔

- ''اگر اللہ تم کو کوئی سختی پہنچائے تو اس کے سوا، اس کو کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر نعمت و راحت عطا کرے تو کوئی اس کو روکنے والا نہیں وہ ہر چیز پر قادر ہے''۔ (سورۃ انعام آیت ۱۷، سورہ یونس آیت ۱۰۷)

یہ آیت قرآنی ہمیں یقین دلاتی ہے کہ حاسد دشمن ہمارا ذریعۂ معاش تباہ نہیں کر سکتا ہے، ہمارا مقدر اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، اگر وہ ہمیں خوشحالی کی نعمت سے نوازتا ہے، تو کوئی اسے روک نہیں سکتا ہے۔

- قرآن کریم میں ارشاد ہے: ''اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لئے رنج ومحن سے مخلصی کی صورت پیدا کردے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اسے وہم وگمان بھی نہ ہو''۔ (سورۂ طلاق آیات ۲/۳)

یہ آیت قرآنی ہمیں یقین دلاتی ہیں کہ اگر ہم کسی مشکل میں گھر جائیں اور اگر ہم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اور اس پر یقین رکھتے ہیں تو وہ ضرور ہماری مدد کرے گا اور ہمیں مصیبت سے نجات دلائے گا۔

اس طرح قرآن وحدیث ہمیں اچھے اخلاق اور اعمال کے ساتھ مثبت اور پُر یقین سوچ کی تعلیم بھی دیتے ہیں، جو کہ کامیابی کے لئے بہت ضروری ہیں۔

اسلام میں منفی خیالات پر پابندی ہے:

- اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ ''اور جس چیز میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اس کی ہوس مت کرو''۔ (سورۂ نساء آیت ۳۲)

یعنی اللہ تعالیٰ نے سماج میں کسی کو امیر اور کسی کو غریب، کسی کو تندرست اور کسی کو معذور بنایا ہے، تو جو کم تر درجہ پر ہے اسے اپنے سے اچھے درجے والے کو دیکھ کر حسد کا جذبہ نہیں رکھنا چاہئے۔ (یعنی حسد اور ہوس منع ہے)

- ''تم ان کی طرف (مشرک امیروں کی طرف) رغبت سے آنکھ اٹھا کر نہ دیکھنا اور نہ انکے حال پر تاسف کرنا اور مومنوں سے خاطر اور تواضع سے پیش آنا''۔ (سورۂ حجر آیت ۸۸)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ دولت اور جائداد کی ہوس سے منع کر رہا ہے۔

- ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''حسد مت کرو، کیونکہ حسد کا جذبہ، خدا سے حاصل کی ہوئی برکت (بذریعہ نیک اعمال) کو جلا ڈالتا ہے بالکل اسی طرح جیسے آگ سوکھی ہوئی لکڑی کو جلا ڈالتی ہے''۔ (ابوداؤد، ۴۹۰۳)

- اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: ''اور بہت سے نبی ہوئے ہیں جن کے ساتھ ہو کر اکثر اہل اللہ (خدا کے دشمنوں سے) لڑے ہیں، تو جو مصیبتیں ان پر راہ خدا میں واقع ہوئیں ان کے سبب انہوں نے نہ تو ہمت ہاری اور نہ بزدلی کی نہ کافروں سے دبے اور اللہ استقلال رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے''۔ (آلِ عمران آیت ۱۴۶)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمت ہارنے بزدلی کرنے اور کافروں سے دبنے کو ناپسند فرمایا ہے اور ہمت واستقلال رکھنے والوں کو پسند فرمایا ہے۔

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جومصیبت میں بال منڈوائے، واویلہ کرے یا کپڑے پھاڑے وہ ہم میں سے نہیں''۔ (جوامع الکلام، از: ڈاکٹر ظہور احمد اظہر)

یعنی صبر و ہمت مومن کی شان ہے، جس میں صبر و ہمت نہیں وہ مومن نہیں۔

- حضرت انسؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ''اے میرے پیارے بیٹے! تمہارے لئے یہ ممکن ہو کہ ایسی زندگی گزارو جس میں کسی کے لئے تمہارے دل میں کوئی غلط جذبہ نہ ہو، تو ضرور ایسی زندگی گزارو اور یہ میرا طریقۂ زندگی ہے (اسوۂ حسنیٰ) جو میرے اسوۂ حسنیٰ کی پیروی کرتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں اور جو مجھ سے محبت کرتے ہیں وہ میرے ساتھ جنت الفردوس میں رہیں گے''۔ (مسلم)

اس حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی طرح کے منفی اور غلط خیالات اور جذبات کو ذہن میں رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

- اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: ''(اور دیکھنا) شیطان (کا کہنا نہ ماننا وہ) تمہیں تنگدستی کا خوف دلاتا ہے اور بے حیائی کے کام کرنے کو کہتا ہے اور خدا تم سے اپنی بخشش اور رحمت کا وعدہ کرتا ہے۔ اور اللہ بڑی کشایش والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے''۔ (سورۂ بقرہ آیت ۲۶۸)

اس زمین پر جنّاتوں میں شیطان سب سے زیادہ معمّر اور سب سے زیادہ تجربہ کار ہے۔ وہ اپنی توانائی کسی فضول کام میں ضائع نہیں کرے گا۔ اگر وہ اپنا وقت اور توانائی تنگدستی کا خوف دلانے میں خرچ کرتا ہے تو یقیناً اس کا اثر انسان پر بہت نقصان پہنچانے والا ہوگا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ منفی خیالات، انسان کے لئے بہت نقصان دہ ہیں۔ اور اسلام کبھی بھی منفی سوچ کی تعلیم نہیں دیتا ہے۔

چوتھا نظریہ:

﴿خوشحالی کا واضح تصور﴾

- ''جو شخص نیک اعمال کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن بھی ہوگا، تو ہم اسکو دنیا میں پاک اور آرام کی زندگی سے زندہ رکھیں گے اور آخرت میں ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے''۔ (سورۂ نحل آیت ۹۷)

- ''اور وہ جو (اللہ کے نیک بندے) اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے دل کا چین اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگار کا امام بنا''۔ (سورۂ فرقان آیت ۷۴)

اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنی بیوی اور بچے بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہیں جنہیں دیکھ کر دل کو سکون اور آنکھوں کو ٹھنڈک محسوس ہو۔

- اے میرے بندے تو اپنے آپ کو میری عبادت کے لئے فارغ کرلے، تو میں تیرے دِل کو غنیٰ (سخاوت) سے بھر دوں گا اور تجھے آسان اور پاکیزہ زندگی دوں گا اور اگر تو نے میری عبادت سے لاپرواہی کی تو نہ میں تیرے ہاتھ کبھی مصروفیت سے خالی کروں گا اور نہ کبھی میں مفلسی اور محتاجی دور کروں گا۔ (ابن ماجہ: ۴۱۰)

مندرجہ بالا حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دل کا غنی ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام اور دولتمندی ہے۔

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''دولت کسی متقی (پرہیزگار) کو نقصان نہیں پہنچائے گی اگر وہ مالدار ہو جائے؛ لیکن عمدہ صحت، دولت سے بہتر ہے ایک پرہیزگار بندے کے لئے جو خدا سے ڈرے۔ اور ذہنی و روحانی سکون اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے''۔ (مشکوٰۃ)

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دنیا کے اسباب اور سامان زیست کی کثرت کا نام دولت مندی نہیں ہے اصل دولت مندی تو دل کی بے نیازی اور غنا ہے''۔ (بخاری، مسلم، بحوالہ ترجمان الحدیث جلد۔ اوّل، صفحہ نمبر ۵۲)

مندرجہ بالا قرانی آیات اور احادیث سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ خوشحالی صرف بہت ساری دولت اور جائداد کا نام نہیں ہے بلکہ مندرجہ ذیل حالات یا چیزیں دراصل خوشحالی ہیں:

۱۔ پاکیزہ اور آرام دہ زندگی۔
۲۔ ایسی بیوی اور بچے جنہیں دیکھ کر ہم خوش ہوتے ہیں۔
۳۔ عمدہ صحت۔
۴۔ ذہنی اور روحانی سکون۔
۵۔ دماغ اور دل کی وہ حالت جو سخاوت سے پُر ہو۔

- اگر کوئی بندہ بیمار ہے اور وہ اپنے بچوں کو دیکھ کر مایوس ہو جاتا ہے، اپنی بیوی اور دیگر افرادِ خاندان سے امید نہیں رکھتا ہے، اسے ذہنی اور روحانی سکون حاصل نہیں ہے اور نہ اسے اپنا مال راہ خدا میں خرچ کرنے کی توفیق ہے تو ایسا بندہ خوشحال نہیں ہوتا، چاہے وہ کروڑ پتی ہی کیوں نہ ہو۔

- اس لئے مال دولت کے سلسلے میں ہمارا رویہ اور نظریہ یہ ہونا چاہئے کہ خوشحالی صرف دولت اور جائداد کا نام نہیں ہے بلکہ اس سے بڑھ کر اوپر بیان کی گئی چیزیں ہیں۔

(۶) کامیابی کی شروعات کیسے کریں؟

اس کتاب کو پڑھنے کے بعد کچھ لوگ اس طرح سوال کرتے ہیں،اس کتاب کوشروع سے آخرتک پڑھنے کے بعدمیں نے دولت کی اہمیت سمجھ لی، میں نے یہ بھی جانا کہ اسے کس طرح حاصل کیا جائے، میں نے وہ حقائق بھی یادرکھے جو دولت کو بڑھاتے اور گھٹاتے ہیں،خوشحالی کم اور زیادہ کرتے ہیں، مجھے وہ دعائیں بھی یاد ہیں جن سے میں قرض کے جال میں سے نکل سکتا ہوں؛لیکن سوال یہ ہے کہ میں کب،کہاں اور کیسے بے حساب دولت کمانا شروع کروں،دولت اکٹھا کرنے کی ہمت اور جوش دِلانے والی کتابوں سے میرا حوصلہ بڑھتا ہے،مگر دوسرے ہی دن میں یا تو اپنے روزمرّہ کے معاملات میں الجھ جاتا ہوں یا میری حالت اعتدال پرآجاتی ہےیعنی میں کاہل،سہل پسند،عیش کا دلدادہ اور مایوس ہوجاتا ہوں،میں اس جمود سے کیسے باہرآؤں؟

مندرجہ بالا حالات نارمل ہیں اور ہرانسان کواس سے واسطہ پڑتا ہے؛لیکن ذراسی کوشش اور مسلسل جدوجہد سے اس حالت کوسدھارا جاسکتا ہے۔

مغربی فلسفہ:

- ناکامی اور مایوسی سے بچنے کے لئے پہلے ہم ایک عظیم مصنف نپولین ہل کا فلسفہ پڑھیں گےاوراس کے بعدعظیم کامیابی کا بہترین اسلامی طریقہ سیکھیں گے۔
- نپولین ہل ایک امریکی مصنف ہےجس کی پہلی تصنیف ’’کامیابی کا قانون (Law of Success)ہے،یہ کتاب بیحد مقبول ہوئی تھی؛لیکن یہ بہت ضخیم تھی اس لئے مصنف نے اس کتاب کا خلاصہ ایک مختصر کتاب ’’سوچو اور دولت مند بنو(Think and grow rich)کے نام سے شائع کیا،اس کتاب کا ہندی سمیت ۲۴رزبانوں میں ترجمہ ہوچکا ہے،کچھ اردو اخبارات نے بھی اسے مضامین کی شکل میں شائع کیا ہے۔
- نپولین ہل نے تجارت میں کامیابی کے خفیہ راز جاننے کے لئے ۲۰ربرس تک تحقیق کی اور پھر اپنا فلسفہ پیش کیا۔اس کے فلسفہ کے کچھ اصول یہ ہیں:

۱۔ جوکچھ انسانی ذہن تصور کرسکتا ہےاوراسے پانے یا بنانے کا یقین رکھتا ہےتو وہ اسے پاسکتا ہےاور بناسکتا ہے۔

مصنف نے اپنے اس فلسفے کو ثابت کرنے کے لئے کوکا کولا، میک ڈونالڈ کے دنیا بھر میں پھیلے ۳۵۰۰رہوٹل، فیڈا یکس کوریئر(FedexCourier) زیراکس مشین اور ایڈیسن کے ایجاد کردہ روشنی کے بلب اور دیگر کئی ایجادوں کا حوالہ دیا ہے،ایک زمانے تک مندرجہ بالا چیزوں کا لوگ تصور بھی نہیں کرسکتے تھے۔مگر کچھ لوگوں نے ان کا تصور کیا۔انہیں اپنی کامیابی کا یقین تھا،وہ مسلسل کوشش کرتے رہےاور بالآخر کامیاب ہوئے،آج ان کی کامیابی تاریخ میں سنہرے لفظوں میں لکھی جاتی ہے،اس لئے ہرانسان اگرکوئی نئی چیزیا کاروبار کا تصور کرسکتا ہےاوراسے اپنی کامیابی کا پورا یقین ہواور وہ مسلسل کوشش بھی کرتا رہےتو ضرور کامیاب ہوگا۔

۲۔ ذہن میں بسا ہوا سب سے قوی خیال،مقناطیس کی طرح کام کرتا ہے،وہ ایسے ہی یکساں خیالات وتصورات یا حالات کواپنی طرف کھینچتا ہے اور انہیں حقیقت میں تبدیل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

۳۔ دِل میں بسی شدید خواہش تحت الشعور(Sub-conscious Mind)کو متحرک کرتی ہے۔

تحت الشعوری ذہن باشعور ذہن سے ۹رگنا بڑا ہوتا ہے،تحت الشعور ایک انٹرنیٹ والے کمپیوٹر کی طرح کام کرتا ہے،وہ حقائق محفوظ رکھتا ہےاوراعدادوشمار کا تجزیہ کرتا ہے،اگرضرورت ہو،تو نظام الٰہی سے معلومات حاصل کرتا ہےاورشدید خواہش کوحقیقت میں تبدیل کرنے میں مددکرتا ہے۔

ایک مشہور سائنس داں کیکولے Benzen کا Molecular Structure جاننے کی کوشش کررہا تھا،مگر کامیابی نہیں مل پارہی تھی،ایک رات اس نے خواب دیکھا کہ ایک سانپ اپنی دُم کومنہ میں پکڑے ہوئے دائرے کی شکل بنارکھی ہےاور ایسے بہت سارے سانپوں نے مل کرایک بڑے دائرے کی شکل بنارکھی ہے(جیسے زنجیر کا دائرہ)اوراسی طرح کا بینزین کا مولیکیولراسٹرکچر ہے،تو جوناممکن اورمشکل معلومات اس مشہور سائنسداں کوخواب کے ذریعے حاصل ہوئی وہ اللہ تعالیٰ کاانسانوں کی مددکرنے کاایک نظام ہے،جوتحت الشعور ذہن(Sub-consciousMind)

کے ذریعے یا دل کے ذریعے بندوں تک پہنچتا ہے، ورنہ ایسی معلومات کسی وحی کے بغیر معلوم ہونا ناممکن ہے، اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کسی بندے کے دِل میں کوئی جائز اور شدید خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ اسے غیبی طور سے ضرور مدد کرتے ہیں، مگر شرط یہ ہے کہ بندے کو جو کچھ چاہئے وہ جائز ہو، واضح ہو اور وہ اسے دِل سے چاہے۔

۴۔ شدید خواہش (Burning Desire) کامیابی کی اصل کنجی ہے۔

۲۔ شدید خواہش کیا ھے:

- شدید خواہش کی تشریح کے لئے نپولین ہل نے طارق بن زیاد کی مثال دی۔
- ۵۰۷ء میں طارق بن زیاد، خلیفہ ولید ابن عبدالملک کی مغربی فوج کے سپہ سالار تھے، طارق بن زیاد کو شمالی افریقہ اور یورپ کے جنوبی ممالک فتح کرنے کا حکم دیا گیا جیسے اسپین اور سمندر پار کے ملک، طارق بن زیاد نے شمالی افریقہ فتح کر لیا، لیکن اسپین فتح کرنا آسان نہیں تھا، طارق بن زیاد نے تہیّہ کر لیا تھا کہ اسپین فتح کر کے رہیں گے، اس لئے انہوں نے اپنے ۱۲/ ہزار سپاہیوں کو کشتیوں میں سوار کیا اسپین کے ساحل تک بحری سفر کیا، ساحل پر لنگر انداز ہو کر اپنی تمام کشتیاں جلا دیا۔

جب کشتیاں سمندر میں جل کر ڈوبنے لگیں تو طارق بن زیاد نے اپنے فوجیوں سے کہا ''ان کشتیوں کو دیکھو، جیسے ہی وہ کشتیاں غرق ہوں گی تمہارے فرار کے سارے راستے بند ہو جائیں گے، تم اس ساحل سے زندہ نہیں لوٹ سکتے جب تک کہ تم فتحیاب نہ ہو جاؤ، تمہارے پاس کوئی اور راستہ نہیں، یا تو فتح پاؤ یا فنا ہو جاؤ'' اور وہ فتح یاب ہو گئے!

جس چٹان پر وہ اسپین کے ایک لاکھ فوجیوں سے سات دن تک لڑے اور فتح حاصل کی اُس کا نام آج بھی طارق بن زیاد کے نام پر ''جبل الطارق'' یا ''جبرالٹر'' ہے۔

جس خواہش سے طارق بن زیاد مغلوب تھے اسے 'شدید خواہش (Burning Desire) کہتے ہیں۔

شدید خواہش رکھنے والا اپنے مقصد کو پانے کے لئے اپنی ہر چیز داؤ پر لگا دیتا ہے۔

شدید خواہش کا دل میں ہونا کامیابی کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے، اس لئے جسے بھی کامیاب ہونا ہوگا اس کے دِل میں شدید خواہش ضرور ہونی چاہئے۔

- ہمیں کیا کرنا چاہئے جب ذہن تو شدید خواہش چاہتا ہے، مگر دِل میں شدید خواہش کی آگ جلتی ہی نہیں؟ جواب ہے (آٹو سجیشن) Auto Suggestion۔

۳۔ Auto Suggestion (آٹو سجیشن):

- اسے ہم ''اپنے آپ کو یقین دلانا'' بھی کہہ سکتے ہیں، یہ ایک ایسا طریقہ ہے جس میں ہم کچھ خیالات اور حقائق بار بار دوہراتے ہیں اور ذہن نشین کرتے ہیں، تاکہ انہیں ہمارا دل اور دماغ بطور حقیقت قبول کرلے کیونکہ خیالات اور جذبات ہماری کارکردگی کو بیحد متاثر کرتے ہیں اور کامیابی میں اہم رول ادا کرتے ہیں، اس لئے اگر صحیح خیالات اور جذبات ہمارے ذہن میں بیٹھ جائیں تو ہماری زندگی بدل سکتی ہے۔
- Auto-Suggestion میں سات عمل ہیں یا اپنے آپ کو یقین دلانے کے سات درجے ہیں جو ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں:

۱۔ اپنا مقصد اور منزل بالکل واضح اور پُر یقین ہو۔

۲۔ اپنی جدوجہد اور منصوبہ بھی واضح اور صاف رکھیں۔ یعنی اپنا مقصد پورا کرنے کے لئے آپ کیا اقدام کریں گے یہ بھی بالکل واضح ہو، یعنی اپنے مقصد اور منزل کو پانے کے لئے آپ کیا قربانی دیں گے یہ بھی ذہن میں واضح ہو۔

۳۔ دونوں چیزوں کو ایک کاغذ پر تحریر کرلیں، یعنی اپنے مقصد، جدوجہد اور منصوبے کو کاغذ پر تحریر کرلیں۔

۴۔ روزانہ صبح و شام اس کاغذ کی تحریر کو با آوازِ بلند پڑھیں۔

۵۔ کامیاب ہونے کے پہلے یہ یقین کرنے کی کوشش کریں کہ آپ کامیاب ہو رہے ہیں۔

۶۔ اپنے منصوبہ پر عمل شروع کردیں۔

۷۔ اپنے مقصد، عمل اور مشکلات کا تجزیہ کریں۔ طریقۂ کار میں اصلاح کریں اور اپنا کام جاری رکھیں۔

اپنے آپ کو یقین دلانے کا یہ طریقہ نہ صرف تجارت میں استعمال ہوتا ہے بلکہ کثرت سے اور کئی جگہ استعمال ہوتا ہے، جیسے کھیل کود، فوجی تربیت، Company managment وغیرہ میں۔

Auto Suggestion (آٹو سجیشن) کی بنیاد:

- Auto Suggestion مندرجہ ذیل دو نفسیاتی اصولوں پر کام کرتا ہے:

پہلا اصول: جب لوگ جرم سے پہلی بار واقف ہوتے ہیں، تو وہ اسے پسند نہیں کرتے اور انہیں دکھ ہوتا ہے، اگر وہ کچھ عرصہ تک جرم سے قریب رہیں تو وہ اس کے عادی ہو جاتے ہیں اور اسے برداشت کرنے لگتے ہیں اور اگر وہ طویل مدت تک اس کے قریب رہیں تو آخر کار وہ اسے زندگی کا ایک حصہ سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں، یہ انسانی فطرت ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر کوئی خیال بار بار دوہرایا جائے

تو ذہن اسے قبول کر لیتا ہے، یا اگر کوئی غلط خیال بھی بار بار دوہرایا جائے تو آخر کار ذہن اسے صحیح سمجھ کر قبول کر لیتا ہے یا اس پر یقین کر لیتا ہے۔

دوسرا اصول: پاولاف Pavlov (روسی ماہر نفسیات) نے اپنے کتّے پر ایک تجربہ کیا، وہ پہلے گھنٹی بجاتا اور بعد میں کتّے کو کھانا دیتا، کچھ عرصہ بعد کتّے نے گھنٹی کو کھانے سے ملا دیا، یعنی گھنٹی کی آواز کو کھانے کا اشارہ سمجھ لیا اور گھنٹی کی آواز سنتے ہی اس کے منہ سے لعاب نکلنے لگتا چاہے کھانا ہو یا نہ ہو، یہ تجربہ دنیا بھر میں مشہور ہے، اور اسے ''مشروط ردِّعمل یا تاثر'' Conditional Response کہتے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہمارے ذہن کو باہر سے کوئی اشارہ ملے اور اس اشارے کے مطابق ہمارے دل و دماغ اور جسم کو اس اشارے سے نپٹنے کے لئے تبدیلی کرنا پڑے اور اصل میں وہ کچھ دنوں تک اس اشارے سے نپٹتا بھی رہے تو کچھ دنوں بعد صرف اشارے سے ہی ہمارے دل و دماغ اور جسم میں اس اشارے سے نپٹنے کے لئے تبدیلی پیدا ہو جائیگی، چاہے اس وقت جسم کو کوئی کام نہ کرنا ہو، مثال کے طور پر انجکشن لگانے کے پہلے جلد کو اسپرٹ (Spirit) سے صاف کیا جاتا ہے، اگر کسی بچّے کو ہر روز اسپرٹ (Spirit) سے جلد صاف کر کے انجکشن دیا جائے اور وہ بچہ انجکشن سے ڈرتا بھی ہو تو کچھ دنوں بعد اگر اس بچہ کی صرف جلد اسپرٹ سے صاف کی جائے تو بغیر انجکشن لگائے بھی اس بچے کے ذہن میں خوف پیدا ہو جائے گا، چاہے انجکشن کی سوئی وہاں موجود ہو یا نہ ہو۔

۳۔ کتّے اور بچّے کی مثال کی طرح ہر انسان کا دل و دماغ ایک طرح سے پہلے ہی سے Trained ہوتا ہے، جیسے جب ہم مایوس ہو جاتے ہیں تو ہمارا سر جھک جاتا ہے، کندھے بیٹھ جاتے ہیں، ہم کاہل ہو جاتے ہیں، ہماری خود اعتمادی اور عزت نفس گھٹ جاتی ہے، عزم اور حوصلہ کم ہو جاتا ہے اور ہم بیمار پڑ جاتے ہیں، یہ ساری چیزیں خود بخود ہوتی ہیں، انہیں ہمیں کرنا نہیں ہوتا ہے، اسی طرح جب ہمیں بڑی کامیابی کا یقین ہوتا ہے اور دولت ملنے کی امید ہوتی ہے تو ہمارا رویہ مندرجہ بالا حالات کے خلاف ہو جاتا ہے، یعنی ہم پر اعتماد ہو جاتے ہیں، ہمارا سینہ پھول جاتا ہے، چہرے پر خوشی کے آثار نظر آتے ہیں، ہمت بڑھ جاتی ہے، کام کرنے میں دل لگتا ہے، ہم محنت سے دل نہیں چراتے اور ضرورت سے زیادہ کام کرنے لگتے ہیں وغیرہ وغیرہ اور یہ ساری خصوصیات کامیابی کے لئے بہت ضروری بھی ہیں، اس لئے نفسیاتی ڈاکٹر ان نفسیاتی اصولوں کی بنیاد پر ان لوگوں میں اصل کامیابی سے پہلے کامیابی کی امید یا یقین پیدا کرانے کی کوشش کرتے ہیں جنہیں کامیاب ہونے کا شوق ہوتا ہے۔

Auto Suggestion میں ہم صبح شام اپنے مقصد اور اپنی محنت کو اس یقین کے ساتھ بار بار یاد کرتے ہیں کہ نہ صرف ہم کامیاب ہوں گے بلکہ کامیابی کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔

اس اپنے آپ کو یقین دلانے والے عمل کے بار بار اور مسلسل دہرانے کے بعد نفسیات کے پہلے اصول کے مطابق ہمارا ذہن اس بات کو قبول کر لیتا ہے کہ ہم ضرور کامیاب ہوں گے اور جیسے ہی ہمارا ذہن اسے قبول اور یقین کرتا ہے تو نفسیات کے دوسرے اصول کے مطابق ہم میں وہ ساری خوبیاں نمودار ہونے لگتی ہیں جو کامیابی کے لئے ضروری ہیں، جیسے پُر اعتماد ہونا، ہمت کا بڑھنا، محنت میں جی لگنا، ضرورت سے زیادہ کام کرنا وغیرہ وغیرہ۔

اس لئے اگر ہم کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو ہمیں ان اصولوں کو سنجیدگی سے سمجھنا چاہئے اور ان کا استعمال کرنا چاہئے یا Auto Suggestion سے ہی ہم اپنی کامیابی کی شروعات کریں۔

اگلے سبق میں ہم پڑھیں گے کہ کس طرح اسلامی زندگی گذارنے سے ہم خود بخود Auto Suggestion کے عمل کو دہرا کر کامیابی کی منزل پر چلنے لگتے ہیں۔

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

عبادت سے غافل نہ ہوں

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے میرے بندے! تو اپنے آپ کو میری عبادت کے لئے فارغ کر لے، اگر تو ایسا کرے گا تو میں تجھے آسان اور پاکیزہ زندگی دوں گا اور تیرے سینے کو غنا سے بھر دوں گا اور اگر تو نے روگردانی کی تو نہ میں تیرے (مصروفیت) سے ہاتھ خالی کروں گا اور نہ تیری مفلسی اور محتاجی دور کروں گا''۔ (ابن ماجہ)

(۲) اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے ''پھر تباہی ہے ان نماز پڑھنے والوں کے لئے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں جو ریا کاری کرتے ہیں''۔ (قرآن کریم، سورۂ ماعون، آیات ۴ تا ۵)

(۳) حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''کوئی شک نہیں ہے کہ گناہوں کی وجہ سے خدا انسان سے اس کی روزی چھین لیتا ہے''۔ (ابن ماجہ، مسند احمد ۲۱۸۸۱ منتخب ابواب ۹۳۳)

(۴) ''اور اگر خدا تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر تم سے بھلائی کرنی چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فائدہ پہنچاتا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے''۔ (سورہ یونس، آیت: ۱۰۷)

مفلسی کی ایک اہم وجہ نمازوں سے غفلت ہے اگر آپ مالی پریشانیوں میں مبتلا ہیں تو پہلے اپنی اصلاح کریں تب ہی آپ کی پریشانی دور ہوگی۔

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

(۷) کامیابی کی شروعات ایسے کریں

Auto Suggestion پر لاکھوں لوگ عمل کرتے ہیں اور ان کو نتائج بھی اچھے ملے ہیں، اگر ہماری زندگی پوری طرح سنتوں کے مطابق ہو تو خود بخود ہم سے Auto Suggestion پر عمل ہو جاتا ہے، یہ کس طرح ہوتا ہے اس بات کو ہم اس مضمون میں سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

پہلا قدم:

۱۔ Auto Suggestion کا پہلا اصول ہے کہ آپ کا مقصد اور آپ کی منزل بالکل واضح اور یقینی ہو۔

۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم لوگ جب دعا کرو تو یہ نہ کہو کہ ''اے اللہ اگر تو چاہے (تو میری ضرورت پوری کرے) بلکہ سوال پر اپنے پختہ عزم کا اظہار کرو اور اپنی شدید خواہش کا اظہار کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی بات دشوار نہیں ہے''۔ (بخاری اردو: ۲۰۲۳، الادب المفرد اردو حدیث ۶۰۷)

۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا '' آپ اللہ تعالیٰ سے اس یقین کے ساتھ دعا کرو کہ وہ آپ کی دعا ضرور قبول کرے گا''۔ (بخاری ۶۹۹۵ ترمذی ۳۴۷۹)

- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: ''اور جب (کسی کام کا) پکا ارادہ کرلو تو اللہ پر بھروسہ رکھو، بے شک اللہ اس پر بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے''۔ (سورۃ آل عمران آیت ۱۵۹)

اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند فرماتا ہے جو پکّے ارادے کے ساتھ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے پختہ عزم اور شدید خواہش کے ساتھ دعا مانگو، آپؐ نے غیر یقینی دعا مانگنے سے منع فرمایا ہے، یہ دونوں روایتیں اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ اسلام واضح مقصد، واضح منزل، پکّے یقین اور اپنے جائز مقصد کو حاصل کرنے کے لئے شدید خواہش کی تعلیم دیتا ہے، اس لئے ایک سچے مسلمان کا کامیابی حاصل کرنے کا ارادہ پکا ہو، منزل اور مقصد واضح ہو اور جائز کامیابی کی شدید چاہ کے ساتھ دن رات اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔

دوسرا قدم:

۲۔ Auto Suggestion کا دوسرا قدم ہے کہ مقصد کے واضح ہونے کے ساتھ ساتھ آپ اس کو حاصل کرنے کے لئے جو جدوجہد کروگے وہ بھی طے شدہ، واضح اور یقینی ہو۔

- حضرت انسؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''اَعْقِلْ وَ تَوَکَّلْ'' یعنی پہلے اُونٹ کے گلے میں گھنٹی باندھو اور پھر اللہ پر بھروسہ کرو''۔ (مسلم)

اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے کوشش کرو (سفر کرو یا تجارت کرو) اور پھر خدا پر بھروسہ کرو کہ وہ تمہیں دولت سے نوازے گا (اس حدیث کی تشریح ہم مضمون نمبر ۳ ''ہمیں مال و دولت کس طرح کمانا چاہئے؟'' میں کر چکے ہیں۔

- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر تمہاری خواہش ہے کہ تم کسی غیر کے آگے ہاتھ نہ پھیلاؤ تو تجارتی سفر کیا کرو''۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

- حضرت عوف بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار دو مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی تنازعے کا فیصلہ کرنے کے لئے آئے، آپؐ نے ایک فریق کے حق میں فیصلہ سُنا دیا، دوسرے شخص نے اس فیصلے سے غمگین ہوکر یہ تسبیح پڑھا: ''حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْل'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سُنا تو اسے نصیحت کی کہ جو بندہ اپنے معاملات کا خیال نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ اسے ملامت کرتے ہیں۔ پہلے اپنے معاملات کا پورا خیال رکھو اور پوری کوشش کے بعد بھی اگر شکست ہو تب پڑھو کہ '' حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْل ''۔ (ابوداؤد، منتخب ابواب)

یعنی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہو اور اگر کوئی نقصان ہو جائے تو کہو کہ اللہ کو یہی منظور تھا یہ صحیح نہیں ہے، بلکہ اپنے معاملات کو سنوارنے کی پوری کوشش کرنا چاہئے اور اس کے بعد اگر نقصان ہو تب صبر کرنا چاہئے اور اللہ پر آئندہ کامیابی کا بھروسہ رکھنا چاہئے، اس طرح اپنی روزی روٹی کمانے کی پوری کوشش کرنی چاہئے اور اس کے بعد دولت ہاتھ نہ آئے تو صبر کرنا چاہئے، مگر کوشش کرنا تو ضروری ہی ہے۔

اس مضمون کی کئی احادیث ہیں جن میں دولت حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کا مشورہ دیا گیا ہے، مذہبی کتابوں میں کہیں لکھا ہوا نہیں ہے کہ صرف عبادت کرو اور تمہاری تقدیر کا پیسہ اپنے آپ تمہارے پاس آجائے گا۔

اس لئے اسلام ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لئے آپ کو جدوجہد کرنا ہی ہے، راہبانہ زندگی اسلامی تعلیم نہیں ہے۔

تیسرا اور چوتھا قدم:

۳۔ Auto Suggestion کے مطابق ہمیں اپنا مقصد اور اپنی کوشش صاف طور پر لکھ لینی چاہئے۔

۴۔ Auto Suggestion کے مطابق اپنی تحریری دستاویز کو صبح وشام دوہرانا چاہئے۔

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''دعا عبادت کا مغز ہے''۔(ترمذی، بحوالہ منتخب ابواب حدیث ۳۸۲)
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''سب سے نکما اور عاجز وہ ہے جو اپنی لیے خدا سے دعا نہ مانگے''۔(ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی، بیہقی، بحوالہ زادِ راہ حدیث ۱۲۹)
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے ہر شخص کو اپنی تمام حاجتیں اپنے پروردگار سے مانگنی چاہئیں، یہاں تک کہ اگر اس کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اسے بھی خدا سے مانگے''۔(ترمذی، بحوالہ منتخب ابواب حدیث ۴۰۰)

مندرجہ بالا احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہنا چاہئے (ہر عبادت کے بعد) اپنی ہر ضرورت کے لئے جس میں تجارتی کامیابی بھی شامل ہے، پانچوں نمازوں کے بعد دعائیں مانگنا چاہئے۔

اس طرح اپنا عملی منصوبہ صرف صبح وشام دوہرانے (جیسا کہ Auto Suggestion سے ظاہر ہے) کی بجائے ایک مسلم اس منصوبہ کو دن میں پانچ بار اپنی دعاؤں کی شکل میں دہرا سکتا ہے۔

پانچواں قدم:

۵۔ Auto Suggestion کا پانچواں قدم یہ ہے کہ آپ یہ سوچیں اور نظروں کے سامنے رکھیں کہ آپ نے اپنا مقصد حاصل کرنا شروع کر دیا ہے یعنی کامیاب ہونے کے پہلے ہی آپ یہ تصور کریں کہ آپ کامیاب ہو رہے ہیں۔

- حضرت جبیرؓ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یاد رکھو کہ تمہیں خدا سے مثبت توقع رکھے بغیر موت نہیں آنی چاہئے''۔(مسلم، اردو ترجمہ جلد ۶ صفحہ ۴۱۴)

اس کا مطلب یہ ہے کہ موت سے پہلے تمہارے دل میں پکا عقیدہ ہونا چاہئے کہ خدا تم سے خوش ہوگا، وہ تمہیں معاف کر دے گا اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے''۔(بخاری، مسلم، بحوالہ حدیث نبویؐ حدیث ۵۶۳ صفحہ ۲۱۴)

یعنی میں اپنے بندے سے وہی سلوک کرتا ہوں جس کی وہ مجھ سے امید رکھتا ہے۔

- قرآن شریف میں کہا گیا ہے: ''اللہ کی رحمت سے کافر نا اُمید ہوا کرتے ہیں''۔(سورۂ یوسف آیت ۸۷)
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے مثبت امید رکھنا بھی عبادت ہے''۔(جوامع الکلام)

مندرجہ بالا احادیث اور قرآنی آیت ہمیں سکھاتی ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے کرم سے اپنے مقصد میں سو فی صد کامیاب ہوں گے اس دنیا میں بھی اور موت کے بعد بھی، اس طرح کی امید اور یقین رکھنا اسلامی عقیدے کا ایک حصہ ہے۔

چھٹا اور ساتواں قدم:

- چھٹا اور ساتواں قدم ہمیں سکھاتا ہے کہ اپنے منصوبے پر عمل کریں اور اگر ضرورت پڑے تو اسے تبدیل کریں، لیکن اسے ہر صورت جاری رکھیں۔
- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ''پھر جب نماز ہو چکے تو اپنی راہ لو اور خدا کا فضل تلاش کرو اور خدا کو بہت یاد کرتے رہو تا کہ نجات پاؤ''۔(سورۂ جمعہ آیت ۱۰)
- نبی کریمؐ نے فرمایا ''مَنْ جَدَّ وَ جَدَ'' یعنی جس نے کوشش کی وہ کامیاب ہوا''۔(جوامع الکلم)
- حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا: ''بہترین کمائی مزدور کی کمائی ہے بشرطیکہ اپنے مالک کا کام خیر خواہی اور خلوص سے انجام دے''۔(مسند احمد، بحوالہ زادِ راہ حدیث ۸۵)
- ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابیؓ سے مصافحہ کیا تو پتہ چلا کہ انکی ہاتھ کی کھال سخت ہے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے تو صحابیؓ نے جواب دیا ''اس کی وجہ اپنے ہاتھ سے سخت محنت کرنا ہے''۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ چوما اور ان کی تعریف کی یعنی ان کا کام پسند فرمایا۔(ابوداؤد)
- حضرت عمرؓ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو لوگ شہر کے باہر سے مال بیچنے کے لئے لاتے ہیں ان کی دولت میں برکت ہوگی اور جو ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں وہ ملعون ہیں (ان پر لعنت ہے) آپ نے مزید فرمایا: ''اور جو ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں تا کہ مسلمانوں کو تکلیف ہو تو اللہ تعالیٰ کی ان پر لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں جزام کی بیماری اور غریبی میں مبتلا کرے گا''۔(ابن ماجہ: ۲۲۲۹)
- حضرت کعب بن عجرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک آدمی گزرا، صحابہؓ نے دیکھا کہ وہ رزق کے حصول میں بہت متحرک ہے اور

پوری دلچسپی لے رہا ہے تو صحابہ کرامؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، ''اے اللہ کے رسولؐ! اگر اس کی دوڑ دھوپ اور دلچسپی اللہ کی راہ میں ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا'' اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر وہ اپنے چھوٹے بچوں کی پرورش کے لئے دوڑ دھوپ کر رہا ہے تو یہ اللہ کی راہ میں شمار ہوگی اور اگر بوڑھے والدین کی پرورش کے لئے کوشش کر رہا ہے تو یہ بھی فی سبیل اللہ ہی شمار ہوگی اور اگر اپنی ذات کے لئے کوشش کر رہا اور مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بچا رہے تو یہ کوشش بھی فی سبیل اللہ شمار ہوگی، البتہ اگر اس کی یہ محنت زیادہ مال حاصل کر کے لوگوں پر برتری جتانے اور لوگوں کو دکھانے کے لئے ہے تو ساری محنت شیطان کی راہ میں شمار ہوگی۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی، زادِ راہ حدیث ۸۸)

- اس طرح کئی احادیث اور مذہبی تعلیمات سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ سخت محنت ومشقت اور کامیابی کی جدوجہد اسلامی تعلیم کا ایک حصہ ہے۔

﴿اگر ہم Auto Suggestion کا مختصراعادہ کریں تو وہ اس طرح ہے﴾

۱۔ آپ کا مقصد بالکل واضح ہو۔

۲۔ مقصد کو حاصل کرنے کے لئے آپ کی طرف سے کی جانے والی کوششیں بالکل واضح ہوں۔

۳۔ آپ اپنے مقصد اور عمل (کوشش) کو کاغذ پر تحریر کریں اور صبح وشام با آوازِ بلند پڑھا کریں۔

۴۔ اپنا عمل اور کوشش شروع کریں اس یقین کے ساتھ کہ آپ کی کامیابیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔

۵۔ اپنے مقصد، عمل اور مشکلات کا جائزہ لیں اور ضرورت ہو تو لائحہ عمل کو کچھ تبدیل کریں۔

۶۔ مسلسل کوشش کرتے رہیں۔

﴿اگر ہم اسلامی تعلیمات کا مختصراعادہ کریں تو وہ اس طرح ہے﴾

۱۔ اسلام واضح الفاظ میں اور شدید خواہش کے ساتھ دعا کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

۲۔ اسلام میں راہبانہ زندگی کو ناپسند کیا گیا ہے اور سخت محنت اور مشقت کو پسند کیا گیا ہے۔

۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنی ہر ضرورت کے لئے زیادہ سے زیادہ دعا مانگنے کی نصیحت کی ہے۔

۴۔ اسلام میں ناامیدی کو کفر کہا گیا ہے اور ہمیشہ پُر یقین اور مثبت سوچ رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

۵۔ اسلام شکست تسلیم کرنے کو ناپسند کرتا ہے اور مسلسل جدوجہد کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

اس لئے اگر کوئی قرآن اور حدیث کا علم حاصل کرے اور اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گذارنے کی کوشش کرے تو Auto Suggestion خود بخود اس کی زندگی کا حصہ بن جاتی ہے اور ایسا انسان بالضرور دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوتا ہے۔ (انشاءاللہ)

﴿اگر ہم ناکامی سے بچنے کے لئے تمام فلسفوں اور تعلیمات کا خلاصہ بیان کریں تو وہ مندرجہ ذیل ہو سکتا ہے﴾

۱۔ اپنے ذہن میں واضح کر لیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔

۲۔ عملی منصوبہ بنائیں۔

۳۔ اپنی کامیابی کے لئے خدا پر پورا بھروسہ رکھیں۔

۴۔ اپنے منصوبہ پر عمل کریں۔

۵۔ ہر نماز کے بعد دل کی گہرائی سے اپنی کامیابی کے لئے دعا کریں اور سو فی صد یقین رکھیں کہ آپ کامیاب ہوں گے۔

۶۔ اگر آپ کو منصوبہ مکمل کرنے میں کچھ مشکلیں آئیں تو ان کا تجزیہ کریں۔ اپنے منصوبے کی اصلاح کے لئے ماہرین سے مشورہ کریں اور پھر اس کو مکمل کرنا جاری رکھیں، تب انشاءاللہ آپ سو فیصد کامیاب رہیں گے۔

- کیا آپ اس بات سے مایوس ہیں کہ کئی پیچیدہ فلسفوں پر غور کرنے کے بعد ہم نے بڑے سادہ سے اصول وضع کر دئے؟

لیکن آپ مایوس نہ ہوں اور نہ ہی ان سادہ اصولوں کو کم قیمت سمجھیں کیونکہ یہ ہر کامیابی کے مجرب نسخے ہیں اور سچائی کبھی پیچیدہ نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ سادہ اور صاف ہوتی ہے۔

تنگ دستی کا علاج

ایک دفعہ عباسی خلیفہ مامون رشید نے حضرت ہدبہ بن خالدؒ کو اپنے ہاں مدعو کیا، کھانے کے آخر میں جو دانے وغیرہ گر گئے تھے وہ آپ چن چن کر تناول فرمانے لگے، مامون رشید نے حیران ہو کر پوچھا، اے شیخ کیا آپ کا ابھی تک پیٹ نہیں بھرا؟

آپ نے فرمایا، کیوں نہیں، دراصل بات یہ ہے کہ مجھ سے حضرت حماد بن سلمہؒ نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے کہ ''جو شخص دسترخوان پر گرے ہوئے ٹکڑوں کو چن کر کھائے گا وہ تنگ دستی سے بے خوف ہو جائے گا، میں اسی حدیث نبویؐ پر عمل کر رہا ہوں'' یہ سن کر مامون بے حد متاثر ہوا اور اپنے ایک خادم کی طرف اشارہ کیا، وہ ایک ہزار دینار رومال میں باندھ کر لایا، مامون رشید نے اسے ہدبہ بن خالدؒ کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کر دیا، حضرت ہدبہ نے فرمایا ''الحمدللہ، حدیث پر عمل کی برکت ہاتھوں ہاتھ ظاہر ہوگئی''۔ (ثمرات الاوراق)

حصہ دوم بڑی کمپنی یا تنظیم کے اصول

(۸) کامیاب کاروبار کے اصول

فرد واحد کا دائرہ کار محدود ہوتا ہے، ایک بڑی تنظیم یا ادارہ، یا ایک بڑی مستحکم اور نفع بخش تجارتی کمپنی کوئی ایک انسان اکیلے نہیں چلا سکتا، اس کے لئے Team work کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے اگر کوئی شخص بہت زیادہ دولت کمانا چاہتا ہے تو اسے یہ جاننا ضروری ہے کہ کیسے ایک ٹیم بنائی جائے اور کیسے اس کی قیادت کی جائے؟۔

● بہت سارے اعلیٰ تعلیم یافتہ، بہت زیادہ ذہین اور قابل افراد محض اپنی انتظامی صلاحیتوں کے فقدان کی وجہ سے بزنس میں کامیاب نہیں ہو پاتے، وہ اکیلے ہی پوری زندگی جدوجہد کرتے رہتے ہیں اور بہت کم روپیہ کما پاتے ہیں، جب کہ اپنے یہاں لوگوں کو ملازمت دے کر اور ان سے کام لے کر یہی کام وہ بڑے پیمانے پر کر کے بہت زیادہ روپیہ کما سکتے تھے۔

● بڑے پیمانے پر دولت کمانے کے ذرائع میں سے تجارت یا بزنس ایک بہترین متبادل ہے، کوئی شخص نوکری یا ملازمت سے بھی اچھی خاصی آمدنی حاصل کر سکتا ہے لیکن اس میں آمدنی اور آمدنی آنے کا وقفہ بھی محدود ہوتا ہے، جب کہ تجارت یا بزنس میں آمدنی اور ترقی لامحدود ہوتی ہے اور اس کا سلسلہ بھی ریٹائرمینٹ پر ختم نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی کی موت سے بزنس بند ہو جاتا ہے۔

● تجارت میں بھی کوئی شخص اپنی محنت کے میٹھے پھل اسی وقت کھا سکتا ہے جب تجارت یا بزنس بہت منظّم، علم، توجہ، احتیاط، تجارت کے اصولوں، اعلیٰ انتظامی مہارت اور مذہبی اصولوں کے مطابق کیا جائے، ورنہ نہ تجربہ کاری کے سبب کوئی شخص اپنے والدین کے ذریعے جمے ہوئے بزنس کو بھی گنوا سکتا ہے اور اگر کوئی اپنے بزنس کے تناؤ اور ٹینشن کو جھیل نہ پایا تو جوانی میں ہی بیمار ہو سکتا ہے یا اس کی موت ہو سکتی ہے۔

● کامیاب کاروبار کے اصول کا علم بزنس ایڈمنسٹریشن یا تجارتی نظم و ضبط ایک وسیع علم ہے، اسے سمجھنے کے لئے ایک تین سالہ کورس درکار ہوتا ہے جیسے MBA وغیرہ، اسے چند صفحات میں بیان کرنا مشکل ہے، اس کے باوجود ہم اس کے چند بنیادی اور اہم پہلوؤں کو اجاگر کریں گے۔

● آسانی کے لئے ہم اس موضوع کو تین حصوں میں تقسیم کریں گے۔

۱۔ پہلے حصے میں ہم اصولِ تنظیم سمجھنے کی کوشش کریں گے، یعنی ایک کمپنی کی حیثیت سے اس کے کیا اصول ہونے چاہئیں؟۔

۲۔ دوسرے حصے میں ہم ان انتظامی تکنیکوں کو سمجھنے کی کوشش کریں گے جنہیں ایک مالک یا مینیجر کو اپنے ماتحتوں سے معاملات کرتے وقت اختیار کرنا لازمی ہے۔

۳۔ اس موضوع کے تیسرے حصے میں ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ ایک لیڈر یا ایک قابل ایڈمنسٹر بننے کے لئے کیا کیا خوبیاں ہمیں اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں؟

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

کیا آپ پر بھی آگ حرام ہے؟

● حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''کیا میں تم (لوگوں) کو ایسے شخص کے بارے میں نہ بتلاؤں جو جہنم (کی آگ) پر حرام کر دیا جائے گا یا جس پر جہنم (کی آگ) حرام ہے، ہر مانوس (جسے ہر کوئی اپنا سمجھے) بے آزار (جو کسی کو نقصان نہ پہنچاتا ہو) نرم خو (جو نرم لہجے میں بات کرے) نرم رو (جس کے اخلاق میں نرمی ہو)۔ (ترمذی، بحوالہ حدیث نبوی حدیث ۳۶۸)

آخرت میں آپ کس کے ساتھ ہوں گے؟

● حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا کہ قیامت کب ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا ''تمہارا بھلا ہو تم نے اس کیلئے کچھ تیاری کی ہے؟ اس نے کہا میں نے اس کیلئے کچھ زیادہ تیاری تو نہیں کی البتہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہوں، نبیؐ نے فرمایا کہ آدمی کو انہی لوگوں کی رفاقت نصیب ہوگی جن سے وہ محبت کرتا ہے، حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اسلام لانے کے بعد لوگوں کو کبھی اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر لوگوں کو خوشی ہوئی''۔ (مسلم، بخاری، سفینۂ نجات حدیث ۴۰۵)

یا اللہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کرنے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین)

(۹) کمپنی کے کاروباری اصول کیا ہونے چاہئیں؟

کسی شخص کے لئے کاروبار میں بہت زیادہ کامیاب ہونے کے لئے ایک واضح مقصد کا ہونا بہت ضروری ہے، تو یہ بات جس طرح انفرادی سطح پر ضروری ہے، اسی طرح انتظامِ ادارہ کے لئے بھی ضروری ہے، کوئی ادارہ (کمپنی) جو بھی مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے، اس کا بیان مخصوص اور واضح ہونا چاہئے تاکہ ادارہ کا ہر ممبر اسے جان لے، اس کے بعد ہی ایک پُرخلوص اور اجتماعی کوشش اس مقصد کو حاصل کرنے میں کی جاسکتی ہے، تاکہ غیر ضروری کام اور مقصد میں وقت اور مال ضائع نہ ہو۔

واضح مقصد کی بڑی اہمیت ہوتی ہے؛ لیکن یہ سوال مشکل ہے کہ کوئی کمپنی کسی مقصد کا انتخاب کرے گی، اس سوال کا صاف اور واضح جواب دینے کی بجائے ہم یہ دیکھیں گے کہ کسی بڑے ادارے نے کس اصول اور مقصد کو اپنایا ہے، جس کی وجہ سے وہ اپنے میدان میں لیڈر بن گیا، ہم IBM کمپنی کا نمونہ سامنے رکھیں گے اور یہ تحقیق کریں گے کہ یہ کمپنی کمپیوٹر اور سافٹ ویئر کی سب سے بڑی کمپنی کیسے بن گئی۔

IBM کمپنی کا طریقہ کار:

تھامس ، جے ، واٹسن سینئر نے ۱۹۱۴ء میں IBM کمپنی قائم کی، ابتداء میں انہوں نے 'ترازو' اور 'ٹائم کلاک' بنائی اور ان کا نام اس وقت کمپیوٹنگ، ٹیبولیٹنگ اور ریکارڈنگ کمپنی تھا، اس وقت ان کے پاس دو تین سو ملازم تھے، آج ان کے پاس چار لاکھ ملازمین ہیں، ان کا کاروبار ۴۰۰/ارب ڈالر کا ہے اور ان کے کاروبار کی شاخیں اور دفاتر دنیا کے ہر ملک میں ہیں۔

ان کے کاروبار کی بے مثال کامیابی کا راز ان کے انوکھے اصولوں میں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

- کمپنی کے ہر فرد کو عزّت دینی چاہئے۔
- ہر گاہک کو بہترین سروس (خدمت) دینی چاہئے۔
- بہترین اور اعلیٰ کارکردگی اور کوالیٹی کی کوشش جاری رکھنی چاہئے۔

پہلا اصول:

ملازمین ہر کمپنی کا بہترین اثاثہ ہوتے ہیں، ملازمین اپنے باس سے جو گالیاں یا ڈانٹ کھاتے ہیں اس کا بدلہ روپیوں سے نہیں دیا جاسکتا ہے، اس لئے اچھے ملازمین کو باقی رکھنے یا پروان چڑھانے کے لئے کمپنی کے اصول اور پالیسی، انسانیت اور عزت واحترام پر مبنی ہونے چاہئے۔

IBM کالجوں اور یونیورسٹیوں سے بہترین طلباء کا انتخاب کرتی ہے، اس کے بعد اپنی کمپنی میں انہیں اپنے کاروبار کے مطابق ضروری Technical Training دیتی ہے اور اس ٹیکنیکل ٹریننگ کے ساتھ وہ انہیں اپنے بہترین پالیسی اور اصول بھی سکھاتی ہے IBM کمپنی اپنے اصول صرف کلاس روم ہی میں نہیں سکھاتی بلکہ کمپنی کے ہر فرد کو اس کی عملی مشق بھی کروائی جاتی ہے، مثال کے طور پر ان کے یہاں آفسروں (Executives) کے لئے خصوصی ڈائننگ ٹیبل، علیحدہ بیت الخلاء اور کار پارکنگ کے لیے مخصوص جگہ نہیں ہوتی بلکہ ہر فرد کے لئے یکساں سلوک اور احترام ہوتا ہے۔

دوسرا اصول:

IBM کمپنی کی کامیابی کا دوسرا راز ان کی بہترین سروس پالیسی ہے، اس پالیسی نے IBM کو عظیم کامیابیوں سے ہم کنار کیا ہے، روزمرہ کی زندگی میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کمپنیاں جو درمیانی معیار کے پروڈکٹس بناتی ہیں لیکن بہتر سروس دیتی ہیں وہ ان کمپنیوں کے مقابلہ میں زیادہ بہتر بزنس کرتی ہیں جو بہتر معیار کا سامان تیار کرتی ہیں لیکن بعد میں گاہکوں کو بہتر سروس نہیں دے پاتی۔

مثال کے طور پر ہندوستان میں تقریباً ۱۲/آٹو موبائل کمپنیاں ہیں، ان میں بہت سی کمپنیاں اپنے مشہور برانڈ کے ساتھ ساتھ غیر ممالک کی کمپنیوں سے اشتراک کے ساتھ بھی بزنس کرتی ہیں؛ لیکن ۲۰۰۷ء میں گیارہ کمپنیاں مل کر بھی ایک بارہویں کمپنی کے ۴۰٪ بزنس کی برابری بھی نہیں کرسکیں اور یہ بارہویں کمپنی ہے ماروتی اُدیوگ اور اس عظیم کامیابی کی ایک وجہ ہندوستان بھر میں پھیلا ہوا ان کی خدمات (Service Stations) کا وسیع نیٹ ورک ہے۔

ان دنوں موبائل ایک عام استعمال کی چیز ہے؛ بلکہ حالت تو یہ ہے کہ ایک عام ہاتھ گاڑی کھینچنے والا اور ایک رکشا ڈرائیور بھی اپنے پاس موبائل فون رکھتا ہے، بہت

سے لوگ نوکیا (Nokia) کا ہینڈ سیٹ استعمال کرتے ہیں، اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ Nokia کے ہینڈ سیٹ Samsang، Siemens، Panasonic اور Sony Ericson وغیرہ سے زیادہ معیاری ہوتے ہیں؛ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ نوکیا کے اسپئیر پارٹس آسانی سے ہر سڑک کے کارنر پر دستیاب ہوجاتے ہیں۔

اس لئے کسی بزنس کی کامیابی کے رازوں میں سے ایک ''بہتر سروس پالیسی'' کا راز ہے۔

تیسرا اصول:

انگریزی کی ایک کہاوت ہے ''Only fittest will servive'' یعنی جنگل میں صرف وہی جئے گا جو سب سے تندرست اور طاقتور ہوگا؛ لیکن یہ کہاوت صرف جانوروں کی زندگی پر ہی صادق نہیں آتی بلکہ concrete jungle (انسانی سماج) پر بھی صادق آتی ہیں، گذرتے وقت کے ساتھ صرف وہی کمپنیاں ہی زندہ رہ پاتی اور ترقی کرتی ہیں جو مسلسل عمدہ معیار کے لئے کوشش کرتی رہتی ہیں، عمدگی معیار میں، عمدگی کم قیمت سامان (Product) تیار کرنے اور ٹیکنالوجی میں، عمدگی خدمات (Service) میں، عمدگی بہتر فروخت کی تکنیکوں میں وغیرہ وغیرہ، اور عمدگی کے ان معیارات کو پانے کا آغاز ملازمین کی بھرتی سے ہوتا ہے، ان ملازمین کی تربیت اس طرح کی جاتی ہے کہ وہ بہترین کوالیٹی کے معیار کو اپنا مقصد بنالیں اور کمپنی کے ماحول اور کلچر کو اس طرح ڈیزائن کیا جاتا ہے کہ کمپنی کا ہر فرد جاننے لگے کہ Nobody owns the job یعنی کسی کی نوکری پکی نہیں ہے، یا کمپنی میں عہدے اور مالی فائدے صرف سینئریٹی کے بل پر حاصل نہیں کئے جاسکتے بلکہ صرف سخت اور صحیح محنت کے ذریعے ہی اپنی نوکری بچائی جاسکتی ہے اور عہدوں میں ترقی کی جاسکتی ہے۔

IBM اور دیگر سینکڑوں کمپنیاں، کمپنی کے ہر فرد کا احترام اور گاہکوں کو بہترین خدمات کی فراہمی اور عمدگی کے لئے مسلسل جدوجہد کے ان اصولوں پر عمل کرکے عظیم کامیابیاں حاصل کرچکی ہیں، یہی اصول آپ کو بھی ترقی کے بامِ عروج پر پہنچا سکتے ہیں۔

مزید تفصیلات کے لئے پڑھئے Buck Rodgers کی لکھی انگریزی کتاب ''The IBM way'' جو کہ USB پبلشرز سے شائع ہوئی ہے۔

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

not found.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۱-مومن اپنے بھائی کے لئے آئینہ ہے۔
۲-اندھا پن آنکھوں کا اندھا ہونا نہیں بلکہ دل کا اندھا ہونا یا بصیرت سے محروم ہونا ہے۔
۳-بے شک بیان (تقریر یا خطیات) میں جادو ہے۔
۴-شیطان اکیلے انسان کے ساتھ ہوتا ہے اور دو سے وہ دور رہتا ہے۔
۵-جنت تکلیفوں سے گھری ہوئی ہے اور دوزخ کے گرد خواہشات نفسانی ہیں۔
۶-مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔
۷-ہدیہ بغض وعنا کو دور کردیتا ہے۔
۸-ہجرت کرنے والا وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔
۹-دانائی مومن کی گمشدہ چیز ہے وہ جہاں اُسے پائے وہیں اُسے لینے کا زیادہ حقدار ہے۔
۱۰-اللہ جس سے بھلائی کرنا چاہتا ہے، اس کو دین کی سمجھ عطا کردیتا ہے۔
۱۱-لوگ اپنے حاکموں کی طرز زندگی پر ہوتے ہیں۔
۱۲-دلوں میں اس شخص کی محبت ڈال دی گئی جو ان پر احسان کرے اور اس شخص کے خلاف بغض وعناء ڈال دیا گیا ہے جو ان سے برا سلوک کرے۔
۱۳-تم اس بات سے بچو جس سے عذر خواہی کرنی پڑے، یعنی معافی مانگنی پڑے۔
۱۴-آدمی اپنے دوست کے دین پر چلتا ہے، لہٰذا تمہیں یہ دیکھنا چاہیے کہ تم کسے اپنا دوست بناتے ہو۔
۱۵-جو کچھ کسی کے لئے پیدا کیا گیا ہے وہ اسی کو مل کر رہے گا۔
۱۶-تم پیٹ بھر کر کھانے سے بچو۔ کیونکہ خوب پیٹ بھر کر کھانا آدمی کو بیمار کردیتا ہے۔ تم بھوک سے بھی بچو کیونکہ یہ بڑھاپا لاتی ہے۔
۱۷-اللہ تعالیٰ نے جو بیماری پیدا کی ہے اس کے ساتھ اس کی دوا بھی پیدا کی ہے۔
۱۸-پرہیز بہترین علاج ہے۔
۱۹-معدہ بیماری کا گھر ہے۔
۲۰-اپنے بیماری کا علاج صدقہ کے ذریعے کرو۔
۲۱-ثبوت دینا اس کے ذمہ ہے جو دعوا کرے اور قسم وہ کھائے جو الزام سے انکار کرے۔
۲۲-تم دنیا سے بے رغبتی اختیار کرو، اللہ تمہیں درست رکھے گا۔
۲۳-جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے رغبتی اختیار کرلو، لوگ تم سے پیار کرنے لگیں گے۔
۲۴-دانائی کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے۔
۲۵-بھلائی اور نیکی تو بہت ہے مگر اس کے کرنے والے کم ہیں۔
۲۶-تم میں بہتر وہ ہے جو بلند مرتبہ ہوتے ہوئے تواضع سے پیش آئے، جو دولت مند ہوتے ہوئے دولت سے بے دغبت رہے، جو طاقت کے باوجود دوسروں سے انصاف برتے اور جو انتقام پر قادر ہونے کے باوجود در گزر کرے۔
۲۸-چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔
۲۹-تم حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو بھسم کردیتی ہے۔ (از محمد نصر اللہ خان خازن مجددی، روزنامہ انقلاب ۲۰۰۲ء/۹/۲)

(۱۰)اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کمپنی کے اصول کیا ہونے چاہئیں؟

ہم نے پچھلے مضمون میں پڑھا کہ کس طرح IBM کمپنی نے تین اصولوں پر عمل کر کے بہت زیادہ ترقی حاصل کی اور اپنے میدانِ کار (Field) میں مارکیٹ لیڈر بن گئی، تو کیا یہ تین اصول کوئی عجوبہ یا نئی چیز ہیں؟ نہیں، بلکہ یہ تو اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہیں، البتہ لوگوں نے ہی اسے بھلا دیا ہے، آیئے ہم اسے پھر تازہ کرتے ہیں۔

پہلا اصول:

﴿اپنے ماتحتوں کے ساتھ باعزت برتاؤ﴾

ا۔حضرت کعب بن مالکؓ کہتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفات سے پانچ دن پہلے یہ فرماتے سنا: ''اپنے غلاموں کے سلسلہ میں اللہ سے ڈرتے رہنا، اللہ سے ڈرتے رہنا، ان کو پیٹ بھر کھانا دینا، پہننے کے لئے کپڑے دینا اور ان سے نرمی سے بات کرنا''۔(ترغیب وترہیب بحوالۂ طبرانی، زادِراہ صفحہ ۱۱۱)

- حضرت ابوبکر صدیقؓ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا''وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جو اپنے اقتدار واختیار کو غلط طریقہ سے استعمال کرتا ہو''(نوکروں اور غلاموں پر سختی کرتا ہو) لوگوں نے کہا''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپؐ نے ہمیں نہیں بتایا تھا کہ دوسری اُمتوں کے مقابلے میں اس امت میں یتیم اور غلام زیادہ ہوں گے'' آپؐ نے فرمایا''ہاں، میں نے تمہیں یہ بات بتائی ہے پھر بھی تم لوگ اُن (یتیموں اور غلاموں) کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرو جیسا اپنی اولاد کے ساتھ کرتے ہو، ان کو وہ کھانا کھلاؤ جو تم کھاتے ہو'' آپؐ نے مزید فرمایا''تمہارا غلام تمہاری جگہ کام کرتا ہے اس سے اچھا سلوک کرو اور اگر وہ نماز پڑھتا ہو (مسلمان ہو) تو وہ تمہارے اچھے برتاؤ کا زیادہ مستحق ہے''۔(ترغیب وترہیب، احمد وابن ماجہ وترمذی، بحوالہ زادراہ حدیث ۴۷ صفحہ ۶۰)

اس حدیث میں غلاموں کا ذکر ہے، موجودہ زمانے میں غلام نہیں رہے اس لئے اب غلاموں کی جگہ جو لوگ بطور ملازم کام کرتے ہیں، یہ حکم ان کے لئے بھی ہوگا۔

- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''تمہارے غلاموں کا تم پر یہ حق ہے کہ انہیں کھانا پانی دو اور کپڑے پہناؤ، اور ان پر کام کا اتنا ہی بوجھ ڈالو جتنا وہ اُٹھا سکتے ہوں، اور اگر بھاری کام ان سے کراؤ، تو تم اُن کی مدد کرو، اور اے اللہ کے بندو! اُن لوگوں کو جو تمہاری طرح اللہ کی مخلوق اور تمہاری طرح انسان ہیں عذاب اور تکلیف میں مت مبتلا کرو''۔(ابن ماجہ، بحوالہ زادِراہ حدیث ۴۷ صفحہ ۶۰)

- حضرت عمر بن حریثؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''تم اپنے ملازموں سے جتنی ہلکی خدمت لوگے اتنا ہی اجر وثواب تمہارے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا''۔(ترغیب وترہیب بحوالہ ابویعلیٰ، بحوالہ زادراہ حدیث ۷۶ صفحہ ۶۱)

- حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن العاص کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''عدل (انصاف) کرنے والے نور کے ممبر پر ہونگے، وہ جو اپنی حکومت میں، اپنے گھروں میں، اور جو کام ان کے سپرد ہوا ہو اس میں عدل کریں''۔(مسلم، بحوالہ زادِ سفر صفحہ ۳۴۹)

عدل کرنے کا مطلب ہے کہ بندہ اپنے لوگوں (اپنے ماتحتوں) سے انصاف کرے، اپنے خاندان سے نیک سلوک کرے اور اپنی ذمہ داری کو پورا کرے، اسی طرح مالک اپنے ملازمین کا ذمہ دار ہوتا ہے، اسے بھی اپنے ملازمین سے انصاف کرنا چاہئے۔

ماتحتوں سے نرمی کا برتائو کرو:

- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:''جو آسودگی اور تنگی میں (اپنا مال خدا کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور غصے کو روکتے اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں اور خدا (ایسے) نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے''۔(سورۃ آل عمران آیت ۱۳۴)

- ''اور جو لوگ تم میں صاحبِ فضل (اور صاحب) وسعت ہیں، وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں اور محتاجوں اور وطن چھوڑ جانے والوں کو کچھ خرچ پات نہیں دیں گے۔ ان کو چاہئے کہ معاف کردیں اور درگزر کریں، کیا تم پسند نہیں کرتے کہ خدا تم کو بخش دے؟ اور خدا تو بخشنے والا مہربان ہے''۔(سورۂ نور آیت ۲۲)

- حضرت جابرؓ کہتے ہیں''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں قافلے کے پیچھے رہتے، کمزوروں کو چلاتے اور انہیں اپنی سواری پر پیچھے بٹھالیتے اور ان کے لئے دعا فرماتے''۔(ابوداؤ، بحوالہ زادراہ حدیث ۳۴۰)

● حضرت عائشہؓ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ نرم دل (رحم دل) ہے اور وہ ہر معاملہ میں نرمی پسند فرماتا ہے''۔ (مسلم، بخاری جلد۷ حدیث ۲۳۹)

اپنے ماتحتوں اور کارکنوں سے محبت کرو:

● حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ جب کسی حاکم کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو اچھا وزیر دیتا ہے کہ اگر وہ بھول جائے تو اس کو یاد دلائے اور اگر یاد ہو تو اس کی مدد کرے اور جب کسی حاکم کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کو برا وزیر دیتا ہے کہ اگر وہ بھول جائے تو یاد نہ دلائے، اگر یاد ہو تو اُس کی مدد نہ کرے''۔ (ابوداؤد، زادِ سفر صفحہ ۳۵۶)

● حضرت عوف بن مالکؓ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تمہارے درمیان بہترین رہنما (امیر) وہ ہیں جو تم سے محبت کرتے ہیں اور تم بھی ان سے محبت کرتے ہو، وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہیں اور تم بھی ان کیلئے دعا کرتے ہو اور تمہارے درمیان بدترین رہنما وہ ہیں جو اپنے ماتحتوں کو برا بھلا کہتے ہیں اور ماتحت بھی ان کو برا بھلا کہتے ہیں، رہنما اپنے ماتحتوں کی برائی چاہتے ہیں اور ماتحت رہنما کی برائی چاہتے ہیں''۔ (مسلم، بحوالہ زادِ سفر حدیث ۱۷۵، صفحہ ۳۵۰)

''اگر آپ لوگوں کو ملازم رکھیں تو اپنی صلاحیت ان کے رویہ سے پتہ چلائیں، اگر وہ آپ سے محبت کرتے ہیں تو آپ اچھے رہنما ہیں، اگر وہ آپ سے نفرت کرتے ہیں تو آپ اچھے رہنما نہیں ہیں اور آپ کو ایک بہتر رہنما بننا چاہئے''۔

● حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں فرماتا''۔ (بخاری مسلم، بحوالہ زادِ سفر صفحہ ۱۵۱)

تو ملازمین اور ماتحتوں (Staff or subordinate) سے عزت، محبت اور نرمی سے پیش آنا اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے۔

دوسرا اصول:

﴿ گاہک کو بہترین خدمت دو ﴾

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم ایسا مال بیچ کر منافع نہیں کما سکتے جس مال کی تم ضمانت (Guarantee) نہیں دے سکتے''۔ (ابن ماجہ: ۲۲۶۵)

اس لئے ہم بغیر گارنٹی کے ناقص مال نہیں بیچ سکتے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ''چونکہ ہم چین (China) سے گارنٹی نہیں لے سکتے اور یہاں کے سپلائر سے بھی گارنٹی نہیں ملتی اس لئے ہم آپ کو اس مال کی گارنٹی نہیں دے سکتے'' یہ غلط بات ہے۔

ہمیں صرف گارنٹی والا مال ہی بیچنا چاہئے اور بہترین خدمت (Service) دینی چاہئے اور یہی تجارت کا اسلامی طریقہ ہے۔

● رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''گاہک کو دھوکہ دینے کے لئے اگر ایک تاجر اپنے جانور کا کچھ دن دودھ نہ دھوئے اور پھر اسے بیچے اور بعد میں گاہک کو پتہ چلے کہ جانور پہلے جیسا دودھ نہیں دیتا تو تین دن میں وہ گاہک اس جانور کو واپس دینے کا حق رکھتا ہے اور تاجر کا فرض ہے کہ وہ اس جانور کو واپس لے؛ لیکن گاہک کو بھی چاہئے کہ وہ استعمال کئے ہوئے دودھ کی قیمت ادا کرے''۔ (مسلم، ابن ماجہ، جلد۲ صفحہ ۲۱)

● حضرت عائشہؓ نے فرمایا ''ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور اس سے کام لیا لیکن اسے پتہ چلا کہ اس غلام میں کوئی عیب ہے اور اسے اس کے مالک کو لوٹا دیا، مالک نے اس معاملے کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی (یعنی خرید نے اور کام لینے کے بعد وہ گاہک اس غلام کو کیسے لوٹا سکتا ہے) رسول اکرم صلی اللہ وسلم نے فرمایا ''تمہیں حق ہے کہ غلام نے وہاں جو کام کیا ہے اس کے پیسے وصول کرو لیکن اگر گاہک نے تین دن کے اندر اسے لوٹا دیا تو تمہیں اسے واپس لینا ہی ہوگا؛ کیونکہ وہ غلام تمہارے وعدے کے مطابق نہیں ہے''۔ (ابن ماجہ، جلد۲ صفحہ ۲۲/۲۳)

● حضرت جابر بن عبداللہؓ راوی ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہدایت فرمائی کہ جب مال تولیں یا ناپیں تو اصل وزن یا ناپ سے تھوڑا سا زیادہ دیں''۔ (ابن ماجہ حدیث ۲۳۰۰)

● حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تجارت میں دھوکہ دینے سے منع فرمایا ہے اور نقلی، ناقص اور خراب مال بیچنے سے بھی منع فرمایا ہے''۔ (ابن ماجہ: ۲۲۵۰)

● گاہک کو وعدے سے کم مال دینا تطفیف کہلاتا ہے، یہ ایسا گناہِ عظیم ہے کہ مدائن کے علاقہ پر آگ کی بارش ہوئی جہاں تطفیف کا جرم ہوتا تھا''۔ (تطفیف کی تفصیلات جاننے کے لئے آپ کتاب ''قانونِ ترقی'' کے باب نمبر ۲۹ کا مطالعہ کریں۔)

● مندرجہ بالا حدیثوں سے ظاہر ہے کہ ہم جو مال بیچیں اس کی گارنٹی لیں، ہمارا مال اور ہماری خدمت اپنے وعدے سے زیادہ ہونی چاہئے اور اگر گاہک مطمئن نہیں ہے تو ہمیں وہ مال مقررہ مدت میں واپس لے لینا چاہئے، پہلے یہ وقت تین دن تک ہوتا تھا لیکن آج کل مال بیچتے ہوئے گارنٹی کی مدت ایک سال یا زیادہ دی جاتی ہے، اس دور میں یہ ہمارا مذہبی فریضہ ہے کہ گاہک پوری طرح مطمئن رہے ورنہ ہمیں اپنا مال اور خدمت واپس لینی چاہئے اور گاہک کو اس کی رقم واپس کرنی چاہئے۔

تیسرا اصول:

بہترین معیار (Quality) کے لئے کوشش کرنا:

- حضرت شداد بن اَوسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے ہر کام کو اچھے طریقے پر کرنے کا حکم دیا ہے''۔ (مسلم، بحوالہ زادِ سفر صفحہ ۳۴۰، حدیثِ نبوی، حدیث نمبر ۳۶۵)

اس حدیث اور فرمانِ الٰہی کے مطابق ہمیں ہر کام بہترین طریقے سے کرنے کی کوشش کرنا چاہئے اور یہ کوشش تجارت، کام، عبادت اور زندگی کے ہر شعبے میں ہونی چاہئے، وضاحت کے لئے اس حدیث میں مزید فرمایا گیا ہے کہ اگر تم کسی کو (عدالت میں مقدمہ کے بعد) سزا دو تو صحیح طریقے اور سہولت سے دو، یعنی مجرم کو سزا دو مگر انسانیت سے اور بغیر اذیت کے، حدیث شریف میں مزید کہا گیا ہے کہ جانور کو ذبح کرتے وقت اپنا چاقو تیز کر لو تا کہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔

جب جانور کو ذبح کرتے ہوئے بھی ہمیں اچھی کارگردگی کا مظاہرہ کرنے کے لئے کہا گیا ہے تو پھر ہم روزمرّہ کے کاموں میں، تجارت میں اور اپنی آمدنی میں غفلت کیسے برت سکتے ہیں۔

- اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: ''اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ''۔ (سورہ بقرہ، آیت ۲۰۸)

جو ایمان لاتا ہے وہ تو اسلام میں داخل ہو ہی جاتا ہے، پھر پوری طرح اسلام میں داخل ہونے کا کیا مطلب ہے؟

اس کا مطلب ہے کہ آدھے ادھورے مسلمان مت بنو بلکہ پرفیکٹ مسلمان بنو۔

- حضرت انس بن مالک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''اگر قیامت آجائے اور کسی کے پاس درخت کا قلم ہو اور اس کے پاس اتنا وقت ہو کہ اس کو زمین میں گاڑ سکتا ہے تو گاڑ دے''۔ (بیہقی، ارشاداتِ نبوی کی روشنی میں آداب معاشرت (الادب المفرد) حدیث نمبر ۴۷۹)

- ''اِعْمَلْ لِدُنْیَاكَ، كَاَنَّكَ تَعِیْشُ اَبَدًا، وَ اَعْمَلْ لِاٰ خِرَتِكَ كَاَنَّكَ تَمُوْتُ غَدًا''۔ (ابن قتیبہ، غریب الحدیث)

اپنی دُنیا کے حصول کے لئے اس طرح عمل کیجئے کہ جیسے آپ نے ہمیشہ زندہ رہنا ہے اور اپنی آخرت کے حصول کے لئے اس طرح عمل کیجئے کہ جیسے آپ کو کل فوت ہو جانا ہے۔

- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''یہ دین مضبوط ہے اس میں ترقی اختیار کر، اور اپنے رب کی عبادت کو بُرا نہ سمجھو، بے شک وہ انسان جو تھک کر سفر سے انکار کر دیتا ہے نہ اس نے سفر کو پورا کیا اور نہ ہی اپنی سواری کا خیال کیا، پس اس انسان جیسا عمل کر جو خیال کرتا ہے کہ وہ کبھی فوت نہیں ہوگا اور اس انسان کی مانند احتیاط کر جو کل فوت ہو جائے گا''۔

(بیہقی، سنن ۵۴، ضعیف حدیث)

راویوں کی وجہ سے اوپر بیان کی گئی دونوں حدیثوں کو علماء نے ضعیف قرار دیا ہے، مگر سورہ بقرہ، آیت ۲۰۸ اور اوپر بیان کی گئی قیامت کے آنے کے یقین کے باوجود پودا لگانے والی حدیث سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ چاہے دنیاوی معاملات ہوں یا مذہبی، ہر جگہ ہمیں پرفیکٹ ہونا چاہئے۔

اس لئے ہر مسلم کا یہ مذہبی فریضہ ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں جو بھی کام کرے بہترین طریقے سے کرے۔

مندرجہ بالا روایات سے ہمیں پتہ چلا کہ IBM کمپنی کی عظیم کامیابی کا راز اسلامی اصولوں پر عمل کرنا ہے اور جو شخص بھی ان اصولوں پر عمل کرے گا انشاءاللہ وہ بھی اسی طرح کامیابی حاصل کرے گا۔

جو چپ رہا وہ نجات پا گیا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایسی باتیں زیادہ نہ کرو جن میں خدا کا ذکر نہ ہو؛ کیونکہ خدا کے ذکر کے بغیر زیادہ باتیں کرنے سے دل سخت ہو جاتے ہیں اور وہ بندہ خدا سے سب سے زیادہ دور ہوتا ہے جس کے دل جتنے سخت ہوتے ہیں۔ (ترمذی)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ ایک بات اپنی زبان سے نکالتا ہے جو اللہ کی خوشنودی ہوتی ہے، بندہ اس کا خیال نہیں کرتا (یعنی اس کو اہمیت نہیں دیتا) لیکن اللہ اس بات کی بدولت اس کے درجات بلند کرتا ہے۔ اسی طرح آدمی اللہ کو ناراض کرنے والی بات زبان سے لاپروائی کے ساتھ نکالتا ہے جو اُسے جہنم میں گرا دیتی ہے''۔

حضرتِ انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: ''میں تمہیں ایسی دو خصلتیں بتلا دوں جو پیٹھ پر بہت ہلکی ہیں (یعنی اُن کے اختیار کرنے میں آدمی پیٹھ پر کچھ زیادہ بوجھ نہیں پڑتا) اور اللہ کی میزان میں وہ بہت بھاری ہوں گی؟ حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں، میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! وہ دونوں خصلتیں ضرور بتا دیجیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زیادہ خاموش رہنے کی عادت اور حسن اخلاق، قسم ہے اُس ذاتِ پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، مخلوق کے اعمال میں یہ دونوں چیزیں بے مثل ہیں'' ایک اور مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو چُپ رہا وہ نجات پا گیا''۔ (ترمذی منتخب احادیث صفحہ ۲۸/۷)

(۱۱) ملازمین کے لیے اسلامی قانون

محنت اور ملازمت کی اہمیت:

● اسلام میں ہاتھ سے کام کرنے میں کوئی ذلت (کی نشانی) نہیں ہے؛ بلکہ اس کی بھی اتنی ہی عزت ہے جتنی کسی اور پیشہ کی، مندرجہ ذیل حقائق سے اس نظریہ کی تصدیق ہوتی ہے۔

● حضرت موسیٰؑ نے حضرت شعیبؑ کے یہاں آٹھ سال تک جانوروں کی دیکھ بھال کرنے کی ملازمت کی تھی۔ (مسند احمد، حضرت عتبہ بن حنزہ راوی ہیں)

● حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ رزق حلال حاصل کرنے کیلئے جدوجہد کرنا کسی نیک بادشاہ کی قیادت میں ایک برس تک جہاد فی سبیل اللہ کرنے سے بہتر ہے۔ (ابن عساکر)

● حضرت کعبؓ بن عقرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ''اپنے بچوں، اپنے والدین اور خود کے رزق کیلئے جدوجہد کرنا اتنا ہی مقدس ہے جتنا فی سبیل اللہ جہاد''۔ (طبرانی)

● حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں اور میں بھی مکہ کے شہریوں کی بکریوں کی دیکھ بھال چند قیرات کے عوض کرتا تھا۔ (بخاری، ابن ماجہ)

● حضرت حکیم بن حزم روایتؓ کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہترین رزق حلال وہ ہے جس کے لئے آپ چلتے ہیں اور اپنے ہاتھ سے کام کرتے ہیں اور ایسا کرتے ہوئے آپ پسینہ بہاتے ہیں''۔ (ویلمی)

اس لئے مزدور ہونے میں اور ہاتھ سے کام کرنے میں کوئی ذلت نہیں ہے بلکہ یہ رزق حاصل کرنے کا سب سے زیادہ باعزت ذریعہ ہے۔

ملازم کی بنیادی خصوصیات:

● قرآن شریف کی ایک آیت کا مفہوم ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی دختر نے کہا ''ابا! آپ انہیں ملازم رکھ لیجے کیونکہ بہتر نوکر جو آپ رکھیں وہ ہے (جو) توانا اور امانتدار ہو''۔ (سورۃ القصص ۲۸ آیت ۲۶)

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملازم کو توانا اور ایماندار ہونا چاہیے تاکہ وہ اپنا فرض صحیح طرح ادا کرے اور مالک کی جائداد کی اچھی طرح دیکھ بھال کرے۔

مالک (آجر) کی اہمیت:

(۱) حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آٹھ سال تک مالک (آجر) تھے۔ (یعنی مالک ہونا بھی پیغمبر کی سنت ہے)

(۲) حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان اللہ محیب العبد المومن المحرف'' اللہ تعالیٰ اُس بندے سے محبت کرتا ہے جو تجارت کرنا جانتا ہے اور ہنرمند ہے اور ان خوبیوں (ہنر) پر عمل کرتا ہے۔ (طبرانی)

● اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے ''کیا یہ لوگ تمہارے پروردگار کی رحمت کو بانٹتے ہیں؟ (نہیں) بلکہ ہم نے ان میں ان کی معیشت کو دنیا کی زندگی میں تقسیم کر دیا اور ایک دوسرے پر درجے بلند کیے تاکہ ایک دوسرے سے خدمت لے'' (یعنی اسی دنیا میں جو مالک ہے یا جو ملازم ہے یہ دونوں کیفیت اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہے کوئی شخص خود اپنے سے مالک یا ملازم نہیں ہوتا ہے۔ (سورۃ الزخرف آیت ۳۱ اور ۳۲)

اس لئے مالک (آجر) کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ اللہ ہے جس نے اسے مالک بنایا ہے اور اسے ہدایت الٰہی کے تحت برتاؤ کرنا چاہیے۔

مالک (آجر) کی ذمہ داریاں:

● حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا ''اور میں تم پر تکلیف ڈالنا نہیں چاہتا، تم مجھے انشاء اللہ نیک لوگوں میں پاؤ گے''۔ (سورۃ القصص آیت ۲۷)

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے مالدار طبقہ سے جن کے پاس غلام تھے مخاطب ہو کر فرمایا تھا ''یہ غلام تمہارے بھائی ہیں، جنہیں اللہ نے تمہارا ماتحت بنایا ہے، اللہ نے ایک بھائی کو اگر دوسرے کا ماتحت بنایا ہے تو مالک کو اپنے بھائی (ملازم یا غلام) سے بہترین سلوک کرنا چاہیے، انہیں بھی وہی کھانا دینا چاہیے جو وہ خود کھاتا

ہے،انہیں بھی اسی قسم کے کپڑے دینے چاہیے جو وہ خود پہنتا ہے،ان پر وہ کام نا لادے جوان کیلئے مشکل ہو اور اگر وہ ایسا سخت کام کریں،تو اسے ان کی مدد کرنی چاہیئے''۔(بخاری،مسلمؒ،ابوداؤد،ترمذی)

- حضرت معرورؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ نے اس قانون پر پورا عمل کیا،تاریخ اس کی گواہ ہے۔

مثال کے طور پر حضرت ابوذر غفاریؓ نے اپنے غلاموں کا وہی معیار زندگی برقرار رکھا جو خود ان کا تھا۔(بخاری)

- حضرت انسؓ کے والدین نے بچپن ہی میں حضرت انسؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لگا دیا،اس لئے ۱۰ برس تک وہ رسول اکرمؐ کی خدمت میں مصروف رہے،اس مدت میں حضرت انسؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کی طرح رہے،آپؐ نے کبھی حضرت انسؓ پر نہ ہاتھ اُٹھایا،نہ ڈانٹ ڈپٹ کی نہ ہی کبھی سرزنش کی۔

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسی کی بیوی اور غلام کو رجھانے سے منع کیا ہے۔(ابوداؤد)

اس حدیث کی روشنی میں آپ کسی جان پہچان والے یا پڑوسی کاروباری کمپنی کے کاریگر کو زیادہ تنخواہ کا لالچ دے کر اپنے ہاں ملازم نہیں رکھ سکتے۔

مالک اور مزدور کے درمیان مالی معاہدہ:

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنخواہ طے کیے بغیر کسی کو ملازم رکھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔
- حضرت انسؓ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اچھی تنخواہ عطا کرتے تھے،آپؐ نے روپیہ بچانے کیلئے کسی بندے کا کبھی استحصال نہیں کیا۔(بخاری)
- حضرت ابو ہریرہؓ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''حشر کے دن میں تین بندوں سے لڑوں گا،ان میں ایک وہ ہوگا جو ایک ملازم رکھتا ہے،اس سے پورا کام لیتا ہے اور پھر اس کی اجرت نہیں دیتا ہے''۔(بخاری)
- علمائے کرام کے مطابق اجرت ادا کرنے کے تین قسم کے معاہدہ ہو سکتے ہیں:

(۱) مالک مزدور سے کام لینے سے پہلے پیشگی اجرت ادا کردے۔

(۲) مزدور اپنی خدمت پیش کرنے سے پہلے پوری اجرت کا مطالبہ کرے اور حاصل کرے۔

(۳) مزدور کو کام پورا ہونے پر اجرت دے دی جائے۔(الفتاوی ہندیہ صفحہ ۵۰۶/جلد ۳)

انیسوی صدی تک زمیندار اور ٹھیکیدار،غریب مزدوروں سے زبردستی کام لیتے تھے،اور یا تو انہیں بہت کم اجرت دیتے یا اجرت ہی نہ دیتے تھے،اس لئے پیشگی ادائیگی کیلئے دو قانون بنائے گئے،اس قانون کے ذریعہ مزدوروں کو اپنی خدمت پیش کرنے سے پہلے اجرت لینے کا حق دیا گیا،اس لئے یہ قانون مزدوروں کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ سوکھنے سے پہلے دے دو''۔

اس لئے اگر مزدور خود سے مزدوری کے پہلے اپنی مزدوری کا پیسہ نہ مانگے تو مالک کو خود اسے کام پورا ہونے پر فوراً مزدوری دے دینی چاہئے۔

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''اپنے غلام (باورچی) کو کم از کم کچھ نوالے ضرور دو جو تمہارا کھانا پکاتا ہے''۔(بخاری،ابوداؤد،ترمذی)

تشریح:- اگر باورچی تمہارا غلام ہے،تو اسے تین وقت کھانا کھلانا مالک کا فرض ہے،لیکن اگر تم کسی مہمان کیلئے کوئی خاص چیز پکاؤ تو تمہارے غلام کو اسے کھانے کا حق نہیں،ایسی حالت میں ہدایت ہے کہ اسے اس میں سے کچھ کھلاؤ کیونکہ وہ اسے پکانے میں بہت تکلیف اٹھاتا ہے،اسی طرح اگر آپ کسی کو ملازمت پر رکھتے ہیں تو اس کی تنخواہ دینا آپ کے لئے ضروری ہے ہی؛لیکن اگر وہ ملازم بہت محنت سے کام کرتا ہے اور آپ کو بہت اچھا نفع ہو تو اس زائد نفع پر ملازم کا حق نہ ہوتے ہوئے بھی اسے کچھ زائد رقم انعام کے طور دے دینی چاہئے،آج کل تقریباً سبھی کمپنیاں اسے بونس (Bonus) کے نام سے دیتی ہیں۔

- قاضی ابوالحسن ماوردی کی اسلامی قانون کی تشریح کے مطابق (جو احکام السلطانیہ للماوردی کے باب:۲۰،صفحہ ۳۹۹/پر تحریر ہیں،اگر ایک مالک مزدور سے زیادہ کام لیتا ہے اور کم اجرت دیتا ہے یا مزدور کم کام کرتا ہے اور زیادہ اجرت کا مطالبہ کرتا ہے،تب حاکم یا گورنر کو اس میں مداخلت کرنی چاہیے اور انہیں صحیح طریقہ اختیار کرانے کی کوشش کرنی چاہیے اور اگر وہ اس کی بات نہ مانیں تو حاکم کو خود فیصلہ لینے کا اختیار ہے۔(ان کا مسئلہ حل کرنے کیلئے سرکاری فیصلہ کیا جا سکتا ہے)
- اگر ایک شخص کہتا ہے کہ''میں اپنا مکان،کرایہ کی بنیاد پر دیتا ہوں ایک برس کیلئے اور سالانہ کرایہ ایک درہم ہوگا اور اگر کرایہ دار اُسے قبول کرے اور مکان میں رہنے لگے تب کسی وجہ کے بغیر نہ ہی مالک مکان ایک برس سے پہلے مکان خالی کروا سکتا ہے نہ ہی کرایہ دار بغیر کسی جائز وجہ کے معاہدہ منسوخ کر سکتا ہے''۔(فتاویٰ عالمگیری صفحہ ۳۰۵/جلد ۳)

یعنی باہمی رضامندی سے ایک بار جو معاہدہ ہو جائے پھر اُسے معاہدہ کی مدّت پوری ہونے تک اسلامی اصول کے مطابق نہیں توڑنا چاہئے۔

- اسی طرح اجرت کی رقم اور ریٹائرمینٹ کی عمر کیلئے دونوں پارٹی (مالک اور مزدور) میں متفقہ فیصلہ کرنا چاہیے، دونوں کو اپنا معاہدہ پورا کرنا چاہیے، اگر کوئی اس سے انحراف کرے تو غلط ہے۔

مزدور سے کتنا کام لینا چاہیے:

- حضرت یحیٰؒ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''غلاموں سے ان کی طاقت سے زیادہ کام مت لو''۔ (مؤطا امام مالک)

یہ ایک قانون ہے اسے اس طرح نافذ کریں:

(۱) کام کی قسم: یعنی ملازمین سے وہی کام لو جو وہ کرسکتا (خطرناک اور بہت مشکل کام نہ لو)۔

(۲) کام کی مقدار: یعنی انسان جتنا کام آسانی سے کرسکتا ہے بس اُتنا ہی کام لو۔

(۳) کام کے اوقات: انسانی خون نہ چوسو، کام کے اوقات بھی سہولت والے ہوں، ملازم پر وہ بوجھ نہ ہو۔

مثال کے طور پر بھاری کام جو ایک انسان ایک دن میں صرف چھ گھنٹے تک کر سکتا ہے، تب اگر ایک مزدور کو ایسا کام دیا جائے تو صرف چھ گھنٹے تک اس سے یہ کام لینا چاہیے اور اسے پوری اجرت دینی چاہیے، آج کل لوگ چھوٹے بچوں سے مزدوری کراتے ہیں اور ان سے ۱۲/ گھنٹے کام لیتے ہیں، یہ ایک غیر قانونی کام ہے اور مذہباً گناہ ہے۔

اسی طرح ہر انسان کو ہفتہ میں ایک دن آرام کی ضرورت ہے، مستقل مزدور کو ہر ہفتہ ایک دن آرام کرنے کیلئے چھٹی دینی چاہیے تاکہ وہ اپنی ذاتی ضروریات پوری کرسکے۔

مقام اور پیشہ منتخب کرنے کی آزادی:

قرآن کریم کی سورۃ النساء، آیت نمبر ۹۷ سے ۱۰۰ کا مفہوم ہے کہ دنیا اور آخرت کی کامیابی کے لئے اگر کوئی مقام ناموزوں ہوتا ہو تو دوسری کسی موزوں جگہ ہجرت کرنی چاہئے، یا ایسا بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہر شخص کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی من پسند جگہ پر سکونت اختیار کرے اور اپنی زندگی گذارے یا رزق حاصل کرے۔

- ہر شخص کو اپنا پیشہ اختیار کرنے کی آزادی ہے اور اپنا ذریعۂ آمدنی طے کرنے کا اختیار ہے نہ ہی حکومت اور نہ ہی کوئی شخص کسی کو مجبور کرسکتا ہے کہ وہ اس کیلئے کوئی کام کرے، اس طرح شادی کیلئے اور خرید فروخت کیلئے، دونوں پارٹیوں کی رضامندی مذہباً لازمی ہے۔ (فتاوی ہندیہ صفحہ ۵۰۴/ جلد ۳/ کتاب الاجارہ)

اقوال زریں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت مختصر بات کرتے تھے، مگر ان کا مفہوم بہت گہرا اور وسیع ہوتا تھا، آپ کے کچھ ایسے ہی مختصر جملہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱-اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْاَنْبِیَاءِ	دعا انبیاء کا ہتھیار ہے۔
۲-اَعْقِلْ وَ تَوَکَّلْ	پہلے اونٹ کا گھنٹا باندھو پھر اللہ پر توکل کرو۔
۳-زُرْغِبًّا تَزْدَادُ حِبًّا	تم کبھی کبھار ملنے جاؤ، محبت میں اضافہ ہوگا۔
۴-لَاضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ	نہ کسی کو نقصان پہنچانا روا ہے نہ کسی کو انتقام کی خاطر تکلیف دینا روا ہے۔ (ابن ماجہ)
۵-رِفْقًا بِالْقَوَدِیْر	آبگینوں کو ٹھیس مت پہنچاؤ (یعنی عورتوں سے محبت اور شفقت کے ساتھ پیش آؤ)
۶-اَلنَّصْرُ مَعَ الصَّبْرُ	کامیابی صبر کے ساتھ وابستہ ہے۔
۷-اَلْمَرْءُ بِالْقَرِیْن	انسان دوستوں سے پہچانا جاتا ہے۔
۸-مَنْ جَدَّ وَجَدَ	جس نے کوشش کی وہ کامیاب ہوا۔
۹-مَنْ ضَحِکَ ضُحِکَ	جو دوسروں پر ہنستا ہے دنیا اس پر ہنسے گی۔
۱۰-اَلْحَیَآءُ مِنْ الْاِیْمَانَ	حیا ایمان میں سے ہے۔
۱۱-اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَج	صبر، راحت وفراخی کی کلید ہے۔

۱۲-قَتل الموذی قَبْلَ اِیذا موذی کو ایذا پہنچانے کے پہلے قتل کردو۔

۱۳-اَلْمَجَالَسُ بِالْاَمَانَۃِ	مجلسیں امانت (رازداری) سے قائم ہیں۔
۱۴-حُسْنُ الْخُلُقِ حُسْنُ الْعِبَادَۃِ	اچھا اخلاق بہترین عبادت ہے۔
۱۵-الطِّیَرَۃُ شِرْکُ	شگون لینا شرک ہے۔

۱۶-اَلصُّمْتُ اَرْفَعُ الْعِبَادَۃِ خاموشی سب سے اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔

۱۷-اَمنکَ مَنْ عَتبَکَ	جس نے تم پر عتاب کیا تم اس کے شر سے (کینہ سے) محفوظ ہو گئے۔
۱۸-اِمْلکْ یَدَکُ	اپنے ہاتھ کو قابو میں رکھو۔ یعنی تمہارا ہاتھ کسی پر ظلم وزیادتی نہ کرے۔
۱۹-مَنْ صَمَتَ نَجا	جو چپ رہا نجات پا گیا۔ (ترمذی)

ماخوذ از: مضمون ''رسول اکرم ﷺ کے کلام کی فصاحت وبلاغت'' از: محمد نصر اللہ خان خازن مجددی، شائع شدہ: روزنامہ انقلاب ۷/فروری ۲۰۰۴ء)

(۱۲) پیروی کرنیوالوں کے کیا فرائض اور ذمہ داریاں ہیں؟

کامیابی ٹیم ورک سے حاصل ہوتی ہے، اس کے باوجود اگر ماتحت کارکن یا پیروی کرنے والے یا ملازمین اپنا تعاون نہ دیں تو بااثر رہنما یا لیڈر اکیلے کامیابی اور خوشحالی یقینی طور سے حاصل نہیں کرسکتا، کامیابی اور خوشحالی کے لئے ماتحت کارکنوں یا ملازمین یا پیروی کرنے والوں کا تعاون بھی ضروری ہے اور انہیں مندرجہ ذیل اصولوں پر پابندی سے عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

ملازمین یا ماتحت کارکن یا پیروی کرنے والی عوام کے لئے پیروی کے اصول:

- اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: ''مومنو! خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں ان کی بھی''۔ (سورۂ نساء آیت ۵۹)

- مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں، تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرادیا کرو۔ (سورۂ حجرات آیت ۱۰)

- حضرت عرباضؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میں تم لوگوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور (اہل اسلام کے حاکم وامیر کی) اطاعت وفرماں برداری کرتے رہنا اگرچہ وہ (حاکم وامیر) حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، بلاشبہ تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ جلدی ہی (مسلمانوں میں پیدا ہونے والے) بہت اختلاف دیکھے گا پس (اس وقت کے لئے خاص طور سے تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ) میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طور وطریق کو لازم پکڑنا، اسی پر بھروسہ کرنا اور اس کو دانتوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑے رہنا، نیز دین میں نئی نئی باتوں سے بچنا؛ کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے''۔ (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، ترمذی، بحوالہ منتخب ابواب جلد احدیث ۱۵۸)

- حضرت حارث اشعریؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں تمہیں پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں، جماعت کا، سننے کا، اطاعت کا، ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ کا''۔ (مشکوۃ، مسند احمد، ترمذی، بحوالہ زادِ راہ حدیث ۱۸۸ صفحہ ۱۳۸)

اس حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو مندرجہ ذیل پانچ چیزوں کا حکم دیا ہے:

(۱) جماعت بنو، جماعتی زندگی گزارو۔

(۲) تمہارے اجتماعی معاملات کا جو ذمہ دار ہو اس کی بات غور سے سنو۔

(۳) اس کی اطاعت کرو۔

(۴) اگر حالات سازگار نہ ہوں تو اس جگہ کی طرف ہجرت کرو جہاں دین اور دنیا کی خوشحالی حاصل کی جاسکتی ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ کے احکام دنیا میں پھیلانے کی جدوجہد کرو۔

- حضرت زید بن حارثؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ ''تین باتیں ایسی ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان کے دل میں نفاق نہیں پیدا ہوسکتا'': ایک یہ کہ جو بھی عمل کرے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کرے، دوسری یہ کہ جو لوگ اجتماعی معاملے کے ذمہ دار ہوں ان کے ساتھ خیرخواہانہ معاملہ کرے، تیسری چیز یہ کہ جماعت سے چمٹا رہے، جماعت کے افراد کی دعائیں اس کی حفاظت کریں گی۔ (ترغیب وترہیب، بحوالہ ابن حبان وبیہقی، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، بحوالہ زادِ راہ حدیث ۱۹۰)

- حضرت عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی (معاہدہ کیا) کہ: ہر حالت میں اللہ ورسولؐ اور ان لوگوں کی جن کو امیر مقرر کیا گیا ہو بات سُنیں گے اور اطاعت کریں گے، خواہ تنگی کی حالت ہو یا فراخی کی، اور خوشی کی حالت میں بھی اور ناپسندگی کی حالت میں بھی اور اس حالت میں ہم امیر کی بات مانیں گے جب کہ دوسروں کو ہمارے مقابلے میں ترجیح دی جاتی ہو اور اس بات پر ہم نے آپؐ سے معاہدہ کیا کہ جو لوگ ذمہ دار ہوں گے ان سے اقتدار اور عہدہ چھیننے کی کوشش نہیں کریں گے، البتہ اس صورت میں جب کہ امیر سے کھلا ہوا کفر سرزد ہو، اس وقت ہمارے پاس اس بات کی دلیل ہوگی کہ ہم اس کی بات نہ مانیں (اور حالات سازگار ہوں تو عہدے سے ہٹادیں) اور اس بات پر بھی ہم نے آپؐ سے معاہدہ کیا کہ جہاں کہیں بھی ہوں گے حق بات کہیں گے، اللہ کے سلسلے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے''۔ (ترغیب وترہیب، بحوالہ طبرانی وترمذی، بحوالہ زادِ راہ حدیث ۱۹۲ صفحہ ۱۴۱)

مندرجہ بالا آیات قرآنی اور حدیث شریف سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اگر ہم ملازم، یا ماتحت کارکن یا عام عوام ہیں اور اگر ہمارا کوئی رہنما یا مالک Boss ہے تو جب تک وہ ہمیں ہمارے مذہب کے خلاف کوئی حکم نہیں دیتا، ہماری فرض ہے کہ اس کی پیروی کریں یا کم از کم اس کی مخالفت نہ کریں یا اس کے لئے مسائل پیدا نہ کریں۔

حصہ سوم ورکر، معاون یا ماتحتی میں کام کرنیوالوں سے کیسا برتاؤ کریں؟

(۱۳) فطرت انسانی کی بنیادی خامیاں

اللہ تعالیٰ نے انسان کو کچھ بنیادی خامیوں کے ساتھ پیدا کیا ہے، اگر ہم ان خامیوں سے واقف رہیں تو ہم کبھی ان کے سخت اور غیر متوقع ردِ عمل سے مایوس نہیں ہوں گے؛ بلکہ اس قسم کے ردِ عمل کے لئے ہم زیادہ تیار رہیں گے، اس لئے ہمیں اپنے آپ کو بہتر طریقے سے تیار کرنے کے لئے ان خامیوں کا مطالعہ کرنا چاہئے، جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اپنے آپ کو سب سے زیادہ اہمیت دینا: (Self Importance)

● ایک انسان سب سے زیادہ اہمیت خود کو دیتا ہے، اپنے سر میں ہونے والے معمولی درد کی اہمیت اس کے نزدیک کسی علاقے میں ہزار لوگوں کے مرنے کی خبر سے زیادہ اہم ہے، جب ایک ٹیلیفون کمپنی نے فون پر گفتگو کا تجزیہ کیا تو پتہ چلا کہ سب سے زیادہ استعمال ہونے والے الفاظ تھے: **"میں، میرا، ہم"** یعنی ہر مرد وعورت سب سے زیادہ اپنے بارے میں گفتگو کرنا چاہتا ہے۔

۲۔ انا: (Ego)

● قرآن کریم میں ارشاد ہے ''کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو نطفے سے پیدا کیا، پھر وہ تڑاق پڑاق جھگڑنے لگا اور ہمارے بارے میں مثالیں بیان کرنے لگا اور اپنی پیدائش کو بھول گیا''۔ (سورہ یٰسین آیات ۷۷تا۷۸)

''اسی نے انسان کو نطفے سے بنایا مگر وہ اس (خالق) کے بارے میں علانیہ جھگڑنے لگا''۔ (سورہ نحل آیت ۴)

انسان کی پیدائش اس عمل کے بعد ہوتی ہے کہ اگر وہ غیر قانونی طریقہ سے ہو تو عمل کرنے والے کو سزا ہو جائے، قطرۂ منی جس سے انسان ماں کے پیٹ میں اپنا سفرِ زندگی شروع کرتا ہے وہ اتنا گندا ہوتا ہے کہ اگر وہ کپڑوں یا جسم پر لگ جائے تو اسے صاف کیے بغیر کوئی عبادت گاہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔

موت کے بعد انسان کا جسم اتنی بُری بدبو کے ساتھ سڑتا ہے کہ کوئی اس کے دور سے بھی نہ گذرے اور اس کی لاش کو گندے کیڑے مکوڑے بھی کھا لیتے ہیں، تو جس کی ابتدا اتنی غلیظ ہے اور جس کا انجام اتنا بھیانک ہے اس پر بھی وہ انانیت رکھتا ہے، وہ خود اپنے وجود کو بھول جاتا ہے اور خدا کے وجود (جو کہ تمام دنیا کا خالقِ حق اور تمام عیوب سے پاک ہے) کے بارے میں بحث کرتا ہے، شیطان کی طرح انسان بھی عام طور سے بے حد گھمنڈی ہے۔

۳۔ برتری:

دنیا کا ہر انسان (مرد و عورت) خود کو دوسروں سے برتر سمجھتا ہے، یوروپین سمجھتے ہیں کہ وہ کالوں اور بھوروں پر حکومت کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، جاپانی خود کو یوروپین سے برتر سمجھتے ہیں، وہ اپنا تمام تکنیکی ادب جاپانی زبان میں لکھتے ہیں اور اگر جاپانی لڑکی کسی یوروپین کے ساتھ ناچے تو انہیں غصہ آتا ہے۔

افغان سمجھتے ہیں کہ وہ اصلی خان ہیں اور ہندوستان کے سارے خان نقلی ہیں، عیسائی سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم، بائبل سے مرتب کیا گیا ہے، اس لئے ان کا عقیدہ اصلی ہے، عرب، غیر عرب کو 'عجمی' کہتے ہیں یعنی گونگا، ہندو تمام غیر ہندوں کو 'ملیچھ' کہتے ہیں یعنی 'گندے لوگ'، برہمن خود کو دوسروں سے برتر سمجھتے ہیں اور مذہبی علم اور تعلیم کو صرف اپنا اجارہ سمجھتے ہیں، اس طرح ہر انسان دنیا میں خود کو دوسروں سے برتر اور پاکیزہ سمجھتا ہے، یہ انسانی فطرت ہے، ہمیں اسے یاد رکھنا چاہئے اور جب کوئی اکڑ دکھائے تو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ وہ اس خامی کے ساتھ پیدا ہوا ہے۔

برتر کون ہے؟

● ''لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تا کہ ایک دوسرے کو شناخت کرو اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے، بیشک خدا سب کچھ جاننے والا (اور) سب سے خبردار ہے''۔ (سورہ حجرات آیت ۱۳)

● رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا ''رنگ، مقام ولادت، مادری زبان اور ملک (وطن) کی بنیاد پر کوئی دوسروں سے برتر نہیں ہوجاتا۔ سب برابر ہیں''۔ (بخاری، خطبۂ وداع)

۴۔ شناخت کی خواہش:

یہ بھی ایک انسانی کمزوری ہے کہ اسے ہمیشہ اپنی شناخت کی خواہش ہوتی

ہے،وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کی عزت کریں،اسے تعلیم یافتہ سمجھیں، اسے بہادر،سخی،خوشحال،متقی وغیرہ وغیرہ سمجھیں۔

● حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''قیامت کے دن سب سے پہلے اس شخص کے خلاف فیصلہ کیا جائے گا جس کو شہید کردیا گیا تھا۔ جب اس شخص کو پیش کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو(دنیا میں عطا کردہ) اپنی نعمتیں یاد دلائے گا،اور وہ شخص ان نعمتوں کا اعتراف کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے سوال کرے گا،(بتا) ان نعمتوں کے شکرانے میں تو نے (میری رضا و خوشنودی کی خاطر) کون سے (اچھے) کام کئے؟ وہ شخص کہے گا،میں تیری راہ میں لڑا،یہاں تک کہ شہید کردیا گیا،اللہ تعالیٰ فرمائے گا،تو نے جھوٹ کہا،دراصل تو اس لئے لڑا تھا کہ تجھے(لوگوں کے درمیان) جرأت و بہادری کی شہرت و ناموری ملے اور جرأت و ناموری تجھے حاصل ہوچکی (اب تو مجھ سے کس چیز کی طلب و آرزو رکھتا ہے؟) چنانچہ اس شخص کے بارے میں حکم کیا جائے گا،اور اس کو اس کے منہ کے بل گھسیٹ کر لے جایا جائے گا، یہاں تک کہ(دوزخ کی) آگ میں پھینک دیا جائے گا''۔

ایک اور شخص کے خلاف فیصلہ کیا جائے گا جس نے دین کا علم حاصل کیا تھا، دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دی تھی اور قرآن پاک پڑھا تھا چنانچہ جب اس شخص کو پیش کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو(دنیا میں عطا کردہ) اپنی نعمتیں یاد دلائے گا اور وہ شخص ان نعمتوں کا اعتراف کرے گا، پھر اللہ تعالیٰ اس سے سوال کرے گا (بتا) ان نعمتوں کے شکرانے میں تو نے (میری رضا و خوشنودی کی خاطر) کون سے (اچھے) کام کئے؟ وہ شخص کہے گا میں نے دین کا علم حاصل کیا، دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دی اور تیری خوشنودی کے لئے قرآن پاک پڑھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو نے جھوٹ کہا، دراصل تو نے علم اس غرض سے حاصل کیا تھا کہ لوگ یہ کہیں تو بڑا عالم ہے، اور قرآن تو نے اس غرض سے پڑھا کہ لوگ یوں کہا کریں یہ شخص اچھا قاری ہے، اور تو مشہور و نامور ہو چکا (اب تو کس جزاء و انعام کی طلب و آرزو لے کر میرے پاس آیا ہے؟) چنانچہ اس شخص کے بارے میں حکم کیا جائے گا اور اس کو منہ کے بل گھسیٹ کر لے جایا جائے گا، یہاں تک کہ (دوزخ کی) آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

ایک اور شخص کے خلاف فیصلہ کیا جائے گا، جس پر اللہ تعالیٰ نے اس کی روزی کشادہ کردی تھی، اور ہر طرح کے مال و اسباب سے اس کو نوازا تھا، چنانچہ جب اس شخص کو پیش کیا جائے گا تو اللہ اس کو (دنیا میں عطا کردہ) اپنی نعمتیں یاد دلائے گا، اور وہ شخص ان نعمتوں کا اعتراف کرے گا، پھر اللہ تعالیٰ اس سے سوال کرے گا (بتا) ان نعمتوں کے شکرانے میں تو نے (میری رضا و خوشنودی کی خاطر) کون سے (اچھے) کام کئے؟ وہ شخص کہے گا، میں نے ہر اس اچھے مصرف میں تیری خوشنودی کی خاطر مال خرچ کیا، جس میں مال کا خرچ کیا جانا تجھے پسند اور مطلوب تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا، دراصل تو نے اس غرض سے خرچ کیا تھا کہ (لوگ تیری بارے میں ایک دوسرے سے) یوں کہاں کریں کہ یہ شخص بڑا سخی ہے۔ پس (جب لوگوں کے ذریعے تیری اصل غرض پوری ہوگئی کہ ایک سخی کی حیثیت سے) تو مشہور و نامور ہوا (تو اب کس جزاء و انعام کی طلب و آرزو لے کر میرے پاس آیا ہے؟) چنانچہ اس شخص کے بارے میں حکم کیا جائے گا اور اس کو منہ کے بل گھسیٹ کر لے جایا جائے گا یہاں تک کہ (دوزخ کی) آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ (مسلم، بحوالہ منتخب ابواب جلد ا حدیث ۱۹۵)

اس طرح جس قسم کے لوگ سب سے پہلے دوزخ میں داخل ہونگے وہ شہید، علماء اور دولتمند لوگ ہونگے اور اس کی وجہ شہرت اور شناخت کی شدید خواہش ہے۔

انسان میں شہرت کی خواہش اتنی شدید ہوتی ہے کہ اکثر علماء اور دولتمند بھی اپنے آپ کو اس سے محفوظ نہیں رکھ پاتے ہیں، اس کمزوری کا علاج یہ ہے کہ کثرت سے موت کو یاد کیا جائے اور آخرت کی زندگی کو پیش رکھا جائے۔

۵۔ناشکری:

● کیا آپ جانتے ہیں کہ ایک عظیم خالق اپنی بنائی ہوئی چیز (Product) کے بارے میں کیا کہتا ہے:

''انسان اپنے پروردگار کا احسان ناشناس (اور ناشکرا) ہے''۔(سورۃ عادیات آیت ۶)

انسانی فطرت کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ کون جانتا ہے۔؟

ایک بار حضرت عیسیٰؑ نے ۱۰/(دس) کوڑھیوں کا علاج کیا۔ جیسے ہی انہیں شفا ہوئی وہ خوشی سے اچھلے اور بھاگ گئے، کچھ عرصہ بعد ان دس میں سے ایک واپس آیا اور حضرت عیسیٰؑ کا شکریہ ادا کیا، بقیہ نو نے کبھی ان کا شکریہ بھی ادا نہیں کیا۔

نہ ہی ہم حضرت عیسیٰؑ ہیں نہ ہی ہمارا احسان اور مدد کسی کو کوڑھ سے شفاء دلانے جیسی بڑی ہوگی، اس لئے ۱۰/ میں سے ایک بھی ہمارا شکریہ ادا کرنے نہیں آئے گا۔

یہ انسانی فطرت ہے، اس لئے ہمیں دوسرے لوگوں سے شکرگزاری اور تعریف کی توقع نہیں رکھنی چاہئے۔

۶۔بھول چوک انسان کی فطرت ہے:

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا''جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا، پس ان کی پشت سے وہ تمام جانیں باہر نکل آئیں جن کو اللہ تعالیٰ اُن (آدم) کی نسل سے قیامت تک پیدا کرنے والا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ہر انسان کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نورانی چمک رکھی، اس کے بعد ان تمام جانوں کو آدمؑ کے سامنے پیش کر دیا حضرت آدمؑ نے پوچھا: میرے پروردگار! یہ سب کون ہیں؟ پروردگار نے ارشاد فرمایا: یہ سب تمہاری اولاد ہیں (جن کو پشت بہ پشت قیامت تک پیدا ہونا ہے) حضرت آدمؑ نے ان کو دیکھا تو ایک چہرے کی دونوں آنکھوں کے درمیان کی چمک ان کو بہت بھلی لگی۔ انہوں نے پوچھا: اے میرے پروردگار! یہ کون ہے؟ پروردگار نے ارشاد فرمایا: یہ داؤدؑ ہیں حضرت آدمؑ نے پوچھا: میرے پروردگار! تو نے اس کی عمر کتنی مقرر کی ہے؟ پروردگار نے ارشاد فرمایا: ساٹھ برس! حضرت آدمؑ نے عرض کیا: میرے پروردگار! میری عمر میں سے چالیس سال لے کر اس کی عمر میں اضافہ کر دیجئے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب حضرت آدمؑ کا عرصۂ حیات پورا ہونے میں چالیس باقی رہ گئے تو موت کا فرشتہ ان کے پاس آپہنچا، حضرت آدمؑ (اس کو دیکھ کر) بولے: میرا عرصۂ حیات پورا ہونے میں کیا ابھی چالیس سال باقی نہیں ہیں؟ موت کے فرشتے نے کہا: کیا آپؑ نے اپنی عمر کے چالیس سال اپنے بیٹے داؤد علیہ السلام کو نہیں دے دیئے تھے؟ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:) حضرت آدمؑ نے اس بات سے انکار کیا اور اسی لئے ان کی اولاد بھی انکار کرتی ہے اور حضرت آدمؑ (خدا کا حکم) بھول گئے تھے جس کے نتیجہ میں انہوں نے ممنوع درخت میں سے کھا لیا تھا اور اسی لئے ان کی اولاد بھی بھولتی ہے۔ اور آدمؑ سے خطا سرزد ہو گئی تھی اسی لئے ان کی اولاد بھی خطا میں مبتلا ہوتی ہے''۔

(ترمذی، بحوالہ منتخب ابواب جلد احدیث ۱۱۱)

انسانی حافظہ کمزور ہوتا ہے، اس لئے اپنے ہر کاروباری معاملے کو دو گواہوں کی موجودگی میں کاغذ پر لکھ لینا چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ کبھی کبھی انسان انجانے میں غلطی کرتا ہے، جب کہ اس کی ایسی نیت نہیں ہوتی بلکہ یہ اس کی بنیادی کمزوری ہے۔

عورت، دولت اور سواری کی شدید چاہت:

- قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
- ''لوگوں کو ان کی خواہشوں کی چیزیں یعنی عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر اور نشان لگے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی بڑی زینت دار معلوم ہوتی ہیں (مگر) یہ سب دنیا ہی کی زندگی کے سامان ہیں اور خدا کے پاس بہت اچھا ٹھکانا ہے''۔ (سورۃ آل عمران آیت ۱۴)

- یہ مرد کی فطرت ہے کہ وہ عورت سے گہری محبت اور دولت اور عمدہ سواری کی حرص رکھتا ہے۔ اس لئے اس کی اس کمزوری سے واقف رہو کیونکہ بعض اوقات ان چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے وہ اپنے تمام اصول قربان کر سکتا ہے۔

۸-باغی فطرت:

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا: ''اور اگر خدا اپنے بندوں کے لئے رزق میں فراخی کر دیتا تو زمین میں فساد کرنے لگتے، اس لئے وہ جو چیز چاہتا ہے اندازے کے ساتھ نازل کرتا ہے، بیشک وہ اپنے بندوں کو جانتا اور دیکھتا ہے''۔ (سورۃ شوریٰ آیت ۲۷)

اگر آپ کسی ایسے شخص کو اپنا پارٹنر بناتے ہیں جو تجارت میں اکیلا کامیاب نہیں ہو سکتا تو وہ آپ کی تمام شرائط مان لے گا اور آپ کا بہترین دوست اور آپ کے کاروبار کا ایک جزو بن کر رہے گا؛ لیکن جیسے ہی اس کی وہ حیثیت بن جائے گی جہاں وہ اکیلا قائم رہ سکتا ہے اور خوشحال بن سکتا ہے تو خود بخود ڈرامائی طور پر اس کا رویہ بدل جائے گا، وہ آپ سے باغی ہو کر، کاروبار سے علیحدہ ہو سکتا ہے اور اپنا کاروبار الگ شروع کر سکتا ہے، یہی بات آپ کا بیٹا بھی کر سکتا ہے، یہ انسان کی فطری کمزوری ہے، اس لئے آپ چوکنا رہیں اور قانونی طور پر اپنے مفاد اور حقوق کا تحفظ کریں۔

۹-فطری جلد بازی:

- ''اور انسان جس طرح (جلدی سے) بھلائی مانگتا ہے اسی طرح برائی مانگتا ہے۔ اور انسان جلد باز (پیدا ہوا) ہے''۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۱)

انسانی فطرت میں جلد بازی ہے۔ اس وجہ سے وہ چاہتا ہے کہ راتوں رات لکھ پتی بن جائے، اس لئے وہ سونے کا انڈا دینے والی مرغی کو پہلے ہی دن ذبح کر دیتا ہے تاکہ ایک ہی وقت میں سونے کے سارے انڈے مل جائیں اگر آپ بھی سونے کے انڈے دینے والی مرغی ہیں تو اپنی حفاظت کریں۔

۱۰-جلدی همت هارتاهے:

- ''کچھ شک نہیں کہ انسان کم حوصلہ پیدا ہوا ہے''۔ (سورۃ معارج آیت ۱۹)
- ''اور جب ہم انسان کو نعمت بخشتے ہیں تو روگرداں ہو جاتا اور پہلو پھیر لیتا ہے اور جب اسے سختی پہنچتی ہے، تو ناامید ہو جاتا ہے''۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۸۳)

سماج میں کچھ ہی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو مستقل مزاج اور بہادر ہوتے ہیں اور وہ ناکامی کی صورت میں بھی مستقل جدوجہد میں لگے رہتے ہیں، بقیہ لوگ پہلی ناکامی سے ہی ہمت ہار جاتے ہیں کیوں کہ یہ عام انسانی فطرت ہے، اس لئے خود بھی مستقل مزاج رہیں اور کسی مستقل مزاج شخص کو اپنا کاروباری شریک بنائیں یا

اکیلے ہی کاروبار چلانے کی جرأت کریں۔

جلد ہمت ہارنے والی انسانی کمزوری کو یاد رکھیں۔اور اسے اپنے اندر کم کرنے کی کوشش کریں۔

۱۱۔**بخیل**:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''کہہ دو کہ اگر میرے پروردگار کی رحمت کے خزانے تمہارے ہاتھ میں ہوتے تو تم خرچ ہو جانے کے خوف سے ان کو بند کر رکھتے، اور انسان دل کا بہت تنگ ہے''۔(سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۰۰)

انسان فطری طور سے کنجوس ہوتا ہے، جب کہ جو دولت وہ کماتا ہے اس پر بہت سارے لوگوں کا حق ہوتا ہے، اگر کنجوس فطرت کی وجہ سے ہم نے دولت اس جگہ خرچ نہ کیا جہاں ہمارا فرض تھا تو آخر میں ہمیں ہی ندامت ہوگی اور نقصان ہوگا۔

۱۲۔**نفسِ امّارہ**:

● حضرت یوسفؑ نے کہا: ''اور میں اپنے تئیں پاک صاف نہیں کہتا کیونکہ نفس امارہ انسان کو برائی ہی سکھاتا رہتا ہے۔مگر یہ کہ میرا پروردگار رحم کرے۔ بیشک میرا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے''۔(سورۃ یوسف آیت ۵۳)

نفس امارہ (انسان کی جبلّی فطرت) اتنی خطرناک ہے کہ پیغمبرانِ کرامؑ تک اس سے خائف رہتے تھے، دولت اس نفس کو قوی بناتی ہے، اگر اسلامی اصولوں پر عمل کرکے اس نفسِ امارہ کو کمزور نہ کیا گیا تو انسان مذہب سے دور ہو کر گناہوں کے دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے۔

نفس امارہ انسان کو عیش پسند اور مسرت کا متلاشی بناتی ہے، عام طور پر یہ مسرت ناجائز کاموں سے حاصل ہوتی ہے، نفس امارہ، غیر مذہبی لوگوں کو دھوکہ دے کر روپیہ اینٹھنے کے لئے اکساتی ہے اور ہمت افزائی کرتی ہے، اس لئے اپنے کاروبار کے لئے عذاب الٰہی سے ڈرنے والے، شریف کاروباری پارٹنر یا گاہک یا سپلایر کا انتخاب کریں، کیوں کہ ہندوستانی قانون سست رفتار اور نقائص سے بھرا ہے، فریبی یہ حقیقت جانتے ہیں اور کاروبار میں ہمیشہ دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں، اگر پیسہ پھنس جائے تو قانونی چارہ جوئی سے اسے حاصل کرنا بے حد مشکل ہے۔

۱۳۔**فطری کمزوریوں اور خامیوں پر کس طرح قابو پائیں؟**

مندرجہ بالا خامیاں (نقائص) اور اخلاقی کمزوریاں ہر انسان میں موجود ہوتی ہیں؛ لیکن ان پر وہ لوگ قابو پا سکتے ہیں جو قرآن کریم کی مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کریں:

(۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان اور عذابِ الٰہی کا خوف۔

(۲) آخرت، یوم الحشر پر ایمان۔

(۳) صلوٰۃ (نماز) کی باقاعدہ پابندی۔

(۴) ان بندوں کو صدقہ وخیرات کرنا جو مانگتے ہیں اور ان غریب بندوں کو بھی دینا چاہئے جو اپنی غیرت کی وجہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے گریز کرتے ہیں۔

(۵) اپنا وعدہ پورا کرنا۔

(۶) زنا سے دور رہنا۔(سورۃ معارج کی آیات ۲۲ سے ۳۴ کا خلاصہ)

خلاصہ: (**نتیجہ**)

سرکس کا رنگ ماسٹر درندوں (شیر اور ریچھ وغیرہ) کو تربیت کرکے ان پر کنٹرول رکھتا ہے، مگر ذرا سی احمقانہ غلطی سے وہ اپنی جان بھی گنوا سکتا ہے، اس لئے وہ خونخوار درندوں کی فطرت سے ہمیشہ چوکنا اور آگاہ رہتا ہے، انسان، خونخوار درندوں سے زیادہ خطرناک ہے، اس میں بہت سی خامیاں ہیں، اس لئے اس سے معاملہ کرتے ہوئے یہ تمام خصوصیات یاد رکھیں ورنہ کسی معمولی سی غلطی سے آپ اپنی دولت گنوا دیں گے۔

▼▼▼▼▼▼▼

کامیابی کا راز

● اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: ''وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ'' تم ہی کامیاب رہوگے اگر تم مؤمن ہو۔(سورہ آلِ عمران، آیت ۱۳۹)

(تو کامیابی کا اصل راز مؤمن بننے میں ہے)

ہر تنظیم یا کمپنی کا سب سے اہم اصول

''اے موسیٰ اشعریؓ: مضبوطی عمل کی یہ ہے کہ آج کا کام کل پر نہ اٹھا رکھو، ایسا کروگے تو تمہارے پاس بہت سے کام جمع ہو جائیں گے پھر پریشان ہو جاؤ گے کہ کس کو کریں اور کس کو چھوڑ دیں اس طرح کچھ بھی نہ ہو سکے گا''۔(حضرت عمرؓ)

یہ نصیحت تو حضرت عمرؓ نے اپنے گورنر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو کی تھی مگر یہ نصیحت ساری اُمت کے لئے بھی اتنی ہی اہم ہے جتنی کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے لئے تھی۔

▼▼▼▼▼▼▼

(۱۴)طرز رہنمائی کی ایک سنہری مثال

کسی جہاد میں ایک فاتح فوج جو مالِ غنیمت حاصل کرتی ہے اس کا ۸۰/ فیصد حصہ فوجیوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے اور ۲۰/فیصد حصہ خدا اور اس کے رسول ؐ کا ہوتا ہے اور خدا کا رسول یا حکومت کا سربراہ فیصلہ کرتا ہے کہ اس رقم کو کہاں خرچ کیا جائے۔ وہ قوم اور عوام کی بھلائی کے لئے اسے کہیں بھی خرچ کرنے کا مختار ہے، جنگ حنین کے بعد جو مالِ غنیمت ہاتھ آیا تھا اس کا ۸۰/فیصد حصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوجیوں میں تقسیم کر دیا اور بقیہ ۲۰/فیصد مال میں سے ۴/کلو چاندی اور سو اُونٹ مختلف قبائل کے گیارہ سرداروں میں تقسیم کئے۔

- یہ فیاضانہ عطیہ مکہ کے مختلف قبیلوں کے اسلام پر جمے رہنے اور ان سے دوستی مضبوط کرنے کے لئے دیا گیا تھا۔

- تاریخ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل صحیح فیصلہ فرمایا،لیکن کچھ انصاری نوجوان (مدینہ کے باشندے) اس فیصلہ سے مطمئن نہ تھے ان کا خیال تھا کہ پچھلے آٹھ سال سے چونکہ ہر مشکل وقت میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں اس لئے تمام فیاضانہ سلوک کے صرف وہی مستحق ہیں نہ کہ وہ لوگ جو اسلام میں نئے نئے داخل ہوئے تھے، کچھ نے کہا کہ مصیبت کے وقت ہمیں یاد کیا جاتا ہے، ہماری تلواروں سے ابھی تک اہلِ قریش کا خون ٹپک رہا ہے جو دشمن اسلام ہیں اور تحفوں کی تقسیم کے وقت مکہ والوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔

- جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ناراضگی کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاریوں کو ایک بڑے خیمے میں طلب فرمایا، سوائے انصارِ مدینہ کے اور کسی دوسرے شہری کو اس جلسہ میں شریک ہونے کی اجازت نہیں تھی، جب سب جمع ہوگئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا ''اے گروہِ انصار! یہ کیا بات ہے جو مجھے تمہاری طرف سے پہنچی ہے؟''۔

ان کے بزرگ اور ذی عقل افراد نے عرض کیا یا رسول اللہ ؐ ہم نے تو کچھ نہیں کہا البتہ چند نوجوانوں کے یہ احساسات ہیں۔

ارشاد ہوا: اے گروہِ انصار! کیا تم گمراہ نہیں تھے اور اللہ نے میرے ذریعے تمہیں راہِ ہدایت نہیں دکھائی؟ کہا: بے شک یہ اللہ اور اس کے رسول ؐ کا احسان ہے۔

فرمایا: کیا تم آپس میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے نہ تھے؟ اور اللہ نے میرے سبب تمہارے دلوں میں الفت پیدا نہیں کر دی؟

عرض کیا: یہ اللہ اور اس کے رسول ؐ ہی کا احسان ہے۔

فرمایا: کیا تم مفلس اور نادار نہ تھے؟ اللہ نے میرے وجہ سے تمہیں غنی اور مالدار نہیں بنا دیا؟

سب ایک ساتھ گویا ہوئے: بے شک یہ اللہ اور اس کے رسول ؐ ہی کا احسان ہے۔

فرمایا: تم اس کا جواب کیوں نہیں دیتے؟

عرض کیا: ہم اس کا کیا جواب دیں، اللہ اور اس کے رسول ؐ کا احسان ہی اس کا جواب ہے۔

اے انصار کے لوگو! تم چاہو تو کہہ سکتے ہو کہ تو ہمارے پاس ایسی حالت میں آیا کہ تیرے لوگوں نے تجھے جھٹلایا تھا، ہم نے تیری تصدیق کی، تم چاہو تو کہہ سکتے ہو کہ لوگوں نے تجھے بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا، ہم نے تیرا ہاتھ پکڑا اور مدد دی، تم کہہ سکتے ہو کہ تو مفلس تھا، ہم نے تجھے مال دیا، آسودگی دی، اگر تم یہ کہو تو تمہاری بات سچ ہے اور تمہارے سچ کو مانا جائے گا، اس کی تصدیق کی جائے گی۔

اے انصار کے لوگو! کیا تم متاعِ دنیا کے لئے رنجیدہ و ناخوش ہو، میں نے نو مسلموں کو اسلام پر جمانے کے لئے ان کی دِلداری کی، تمہارا اسلام تو ایمان کے حصار میں ہے، قریش نے ابھی ابھی جاہلیت کو چھوڑا ہے، ایک بڑی مصیبت سے نجات پائی ہے، میں نے چاہا کہ ان کی دلجوئی اور فریاد رسی کروں، کیا تم اس سے خوش نہیں کہ لوگ اونٹ بکریاں اور چوپائے سمیٹ کر لے جائیں اور تم اپنے ساتھ اللہ کے رسول ؐ کو لے جاؤ، خدا کی قسم! تم جو لے کر اپنے گھر جاؤ گے وہ اس سے بہتر ہے جو وہ لے کر گھر جائیں گے۔

اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے اگر ہجرت کا رتبہ بڑا نہ ہوتا تو میں انصار ہی کا ایک فرد ہوتا، اگر سب لوگ ایک میدان کی راہ لیں اور انصار ایک گھاٹی کو اختیار کریں تو میں انصار کے ساتھ چلنا پسند کروں گا،

اے انصار! تم میرا شعار (استر: کپڑے کی بدن سے ملی ہوئی تہہ) اور دوسرے دثار (ابری: کپڑے کا بیرونی حصہ) ہیں، تم میرے بعد اپنے مقابلہ میں دوسروں کی ترجیح کو دیکھوتو صبر کرنا تا آنکہ حوضِ کوثر پر مجھ سے ملاقات ہو۔

مدارج النبوت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر یہ بھی فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک وثیقہ تحریر کردوں کہ میرے بعد بحرین تمہاری ملک ہوگی جو بہترین مملکت ہے اور جس کی فتح اللہ تعالیٰ نے میرے لئے مخصوص و محفوظ رکھی ہے، پھر آپؐ نے دستِ دعا بلند کرکے فرمایا: اے اللہ! انصار پر رحم فرما، ان کے بیٹوں پر رحم فرما، ان کے بچوں کے بچوں پر رحم فرما۔

حضرت ابوسعیدؓ خدری کہتے ہیں کہ کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو بھر نہ آئی ہو، کوئی داڑھی ایسی نہ تھی جو آنسوؤں سے تر نہ ہوئی ہو، کوئی دامن ایسا نہ تھا جو اشکِ ندامت سے نہ بھیگا ہو، گریہ بڑھا تو گریہ پیہم بن گیا، اشک رواں ہوئی تو ابر گہر بار بن گئے، ہچکیاں بڑھیں تو گلے رندھ گئے، ہر زبان پر یہی تھا ہمیں کچھ نہیں چاہئے، ہمیں کچھ نہیں چاہئے، نہ مال و دولت دنیا، نہ رشتہ و پیوند، ہمارا حصہ رسدی، سید مکی و مدنی ؐ۔ (سیرتِ احمد مجتبیٰؐ، جلد ۳ صفحہ ۲۷۳، از شاہ مصباح الدین شکیل)

تجزیہ:

اس واقع سے ہمیں رہنمائی کے کئی سنہری اصول حاصل ہوتے ہیں:

۱۔ کسی کی تذلیل نہ کریں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو ایک بڑے خیمہ میں جمع ہونے کا حکم دیا اور سوائے انصار کے اور کسی کو اس جلسہ میں شریک ہونے کی اجازت نہیں تھی، خلوت (Privacy) کا خیال رکھا گیا اور سارے مجمع کے سامنے بے عزت نہیں کیا گیا، اس طرح اگر خلوت (Privacy) میں کسی کی کوئی غلطی کی طرف نشاندہی کی گئی تو وہ اسے سدھارنے کی کوشش کرے گا اور غیروں کے سامنے شرمندگی سے بچ جائے گا۔

﴿رہنما کسی کو ذلیل نہیں کرتا﴾

۲-غلط فہمی کی اصلاح کرنا:

کچھ نوجوان انصار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نوازشیں بھول گئے تھے، انہوں نے صرف اپنی مدد اور احسان یاد رکھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی غلط فہمی کی اصلاح فرمائی اور اپنی نوازشوں کی فہرست انہیں سنائی تا کہ انہیں یاد رہے کہ حقیقت کیا ہے؟ (رہنما حقیقت سے پوری طرح واقف ہوتا ہے)۔

۳- رہنما ہمیشہ ایماندار اور پُر انکسار رہتا ھے:

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے فرستادہ رسولؐ تھے، آپ کسی بندے کا احسان لینے سے انکار کرسکتے تھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی بندوں پر احسان کرتا ہے، کوئی بندہ کسی دوسرے بندے کو فائدہ یا نقصان نہیں پہنچا سکتا بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکسار کو اپنایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فراخدلی سے قبول فرمایا کہ ان کے لوگوں نے (شہر مکّہ کے باشندوں نے) آپؐ کی تعلیم کو قبول نہیں کیا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کرنے پر مجبور کیا اور اللہ تعالیٰ نے انصار کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائی اور یہ انصار ہی تھے جنہوں نے کشادہ دلی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات قبول کیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی۔

انکساری ایک تعمیری ماحول پیدا کرتی ہے، جب انسان انکساری اختیار کرتا ہے تو سُننے والا کہنے والے کے خلوص اور خیر خواہی کو محسوس کرتا ہے اور دل سے حقیقت کو قبول کرتا ہے، صحابہ کرامؓ تو آپؐ کے جاں نثار ہیں، ان کی جگہ اگر مشرکینِ مکہ ہوتے تو وہ بھی آپؐ کے احسانات سے انکار نہیں کرسکتے تھے۔

۴-رہنما فرمان جاری کرنے سے گریز کرتا ھے:

● مالِ غنیمت کی فوجیوں کے درمیان ۸۰٪ فیصد تقسیم کے بعد بقیہ ۲۰٪ فیصد کے استعمال کے لئے کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے کا اہل نہیں تھا؛ کیونکہ ۲۰٪ فیصد ریاست کے سربراہ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں تھا، وہ یہ اعلان فرما سکتے تھے کہ سب لوگ اپنے کام سے کام رکھیں، آپ کو اپنا حصہ وصول کرنے کے بعد کوئی بات کہنے کا حق نہیں اور میں اسے کہیں بھی صرف کرنے کے لئے آزاد ہوں جہاں میں محسوس کروں کہ اس سے اُمّت کو فائدہ ہوگا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نرم رویہ اختیار فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو توجہ دلائی کہ ان کے درمیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی ان تحفوں سے زیادہ قیمتی ہے جو دوسرے لوگ لے گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حوصلہ دلایا اور اس طرف توجہ دلائی کہ حقیقت میں وہ جیتے ہیں اور انہیں دوسروں کے مقابلے میں زیادہ فائدہ ہوا ہے۔

۵-رہنما دوستی، محبت اور ایمانداری کا احساس پیدا کرتا ھے:

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقت میں انصارؓ سے بے حد محبت تھی، آپؐ نے جب اسے ظاہر فرمایا تو انصار صحابہؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔

جس طرح پانی آگ بجھاتا ہے اسی طرح محبت، دوستی اور پیار کا اظہار افرادِ خاندان کے درمیان کی نااتفاقیوں کو دور کردیتے ہیں، رشتہ داروں میں رنجش دور کرنے کا یہ بڑا نیک طریقہ ہے لیکن اس پر صرف عقلمند اور ذہین لوگ عمل کرتے ہیں لاپرواہ اور احمق لوگ بلوط کے درخت کی طرح سیدھے اکڑ کر کھڑے رہتے ہیں، نہ

وہ غلطی تسلیم کرتے ہیں نہ جھکتے ہیں اس لئے ٹوٹ جاتے ہیں۔

۶۔رہنما ہر ایک کو فائدہ پہنچاتا ہے:

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰۰۰؍اُونٹ اور ۴۰؍کلو چاندی مسلم قبائل میں تقسیم کردی کیونکہ اس کی ان کو ضرورت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو دعائیں دیں اور ان کے ساتھ رہنے کا وعدہ فرمایا، یہ انصار پر آپؐ کا کرم تھا، (حالانکہ آپؐ اپنے مکّہ کے مکان میں رہ سکتے تھے، لیکن آپؐ نے مدینہ اور انصار کو مکّہ پر ترجیح دی) آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے لئے دعا فرمائی کیونکہ پیغمبرؐ کی دعا مقدر بھی بدل سکتی ہے، انصار کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ان کے لئے عظیم ترین خزانہ تھی۔ اس طرح ہر ایک کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فائدہ ہوا، ایک کامیاب رہنما کی یہ بڑی خوبی ہے۔

اس واقعہ کی مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں:

۱۔آپؐ نے خلوت (Privacy) کا پورا خیال رکھا، سب کو ایک بڑے خیمہ میں جمع کرکے آپؐ نے معاملات کو اپنے اور انصار صحابہؓ کے درمیان ہی رکھا، عام لوگوں کے سامنے بیان کرکے انصار کو شرمندہ نہیں کیا۔

۲۔آپؐ نے سب سے پہلے حقیقت کو سب پر واضح کردیا اور غلط فہمی کو دور کردیا۔ اس سے احسان مند اور محسن کون ہے یہ سب پر واضح ہوگیا۔

۳۔آپؐ نے انکساری کو اختیار کیا، آپؐ اللہ کے رسول تھے اور اس وقت اس علاقے کے فاتح بادشاہ تھے، مگر آپؐ کی گفتگو ایک شفیق والد کی طرح تھی نہ کہ ایک فاتح بادشاہ کی طرح۔

۴۔آپؐ نے انصار نوجوانوں کی غلط فہمی کو دور کی اور اس بات کا احساس دلایا کہ وہ نقصان میں نہیں بلکہ فائدہ میں ہیں۔

۵۔آپؐ نے لوگوں کو وہ چیزیں دیں جو ان کی ضرورت تھی، نومسلموں کو مال و دولت اور سچے پکے مسلمانوں کو اپنے قرب کی سعادت، یعنی آپؐ نے ہر ایک کا فائدہ کیا۔

خلوت (Privacy) کا خیال رکھنا، حقیقت کی بنیاد پر بحث کرنا، انکساری اختیار کرنا، غلط فہمی کو دور کرکے منفی خیال کو لوگوں کے ذہن سے نکالنا اور سب کا فائدہ کرنا یا رہنمائی (Leadership) کے سنہرے اصول ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاتی طور سے عمل کرکے اس کا ہم سب کو سبق دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھنے کی عقل دے اور خلوص سے ان کی پیروی کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔۔۔!

مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کی

اہم تصانیف

۱- مختصر تجوید القرآن (بروایت حفص اردو) ۱۰؍روپئے

۲- بچوں کی تمرین التجوید (تجوید کے قواعد، مشق اور طریقہ تدریس اردو) ۱۰؍روپئے

۳- جیب کی تجوید (تجوید کے ضروری قواعد کا پاکٹ سائز مجموعہ) ۳؍روپئے

۴- ریاض البیان فی تجوید القرآن (بروایت حفص عربی) ۲۰؍روپئے

۵- رہنمائے طریقت (شریعت وطریقت، تصوف وسلوک، اخلاق حمیدہ ورذیلہ) ۱۰؍روپئے

۶- مراجع الفقہ الحنفی ومیزاتہا (فقہ حنفی کے مراجع اور ان کی خصوصیات، عربی) ۵؍روپئے

۷- الامامۃ فی الصلاۃ مسائلہا واحکامہا (امامت کے مسائل واحکام، عربی) ۳۰؍روپئے

۸- التدخین بین الشرع والطب (تمباکو ونشہ آور چیزیں وغیرہ، عربی) ۲۰؍روپئے۔

۹- حیات عبدالرشید (حضرت رائے پوری کے خلیفہ حضرت حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوریؒ کی سوانح حیات) ۵۰؍روپئے

۱۰- سیرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ (حضرت شیخ مولانا محمد زکریا صاحب کے والد ماجد کی سوانح حیات) ۵۰؍روپئے

۱۱- تذکرہ مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ (مولانا محمد میاں شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی وناظم اعلی جمعیۃ علماء ہند کے حالات زندگی اور کارنامے) ۵۰؍روپئے

۱۲- تذکرہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ (مولانا اشرف علی تھانوی کے مختصر حالات زندگی) ۸؍روپئے

۱۳- تذکرہ علامہ سید سلیمان ندویؒ (علامہ ندویؒ کے مختصر حالات زندگی) ۸؍روپئے

۱۴- تذکرہ حضرت مدنی (حضرت سید حسین احمد مدنی کے مختصر واہم حالات) ۸؍روپئے

۱۵- چند مایہ ناز اسلاف قدیم وجدید (انیس بزرگوں کے حالات) ۱۵۰؍روپئے

۱۶- مقالات ومشاہدات (مختلف موضوعات پر ۲۷؍مضامین کا مجموعہ) ۳۰؍روپئے

۱۷- مکتوبات اکابر (۲۰؍بزرگوں کے خطوط کا مجموعہ) ۳۰؍روپئے

۱۸- چندہ دینے، دلوانے اور لینے کے آداب واصول ۱۰؍روپئے

۱۹- افکار دل (۳۰؍تقریروں کا مجموعہ) ۱۰۰؍روپئے

۲۰- تذکرہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری ۲۰۰؍روپئے

۲۱- مدارس کا نظام تحلیل وتجزیہ ۲۰؍روپئے

ملنے کا پتہ

مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد، سہارنپور (یوپی)

(۱۵) ماتحتوں کی کارکردگی کیسے بڑھائیں!

اگر آپ کے ملازمین اور ماتحت آپ کی تعریف کرتے ہیں، آپ سے محبت کرتے ہیں پھر بھی وہ آپ کا حکم نہیں مانتے یا آپ کے فیصلہ کو قبول نہیں کرتے ہیں، تو آپ ان لوگوں کو کس طرح کنٹرول کریں گے اور کس طرح ان سے اپنی پیروی کرائیں گے؟ ملازمین اور ماتحتوں کو کنٹرول کرنے یا ان کی مؤثر رہنمائی کے لئے کچھ ترکیبیں مندرجہ ذیل ہیں:

شدید خواہش (Burning Desire) پیدا کریں:

آپ نے اپنے کالج میں بہت محنت سے پڑھائی کیوں کی؟ یا آپ اپنے دفتر یا کارخانے میں بہت زیادہ محنت سے کام کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے پڑھائی میں سخت محنت کی کیونکہ آپ کو بڑی کامیابی کی خواہش تھی اور آپ کسی پیشہ ورانہ کورس میں داخلہ چاہتے تھے، آپ اپنے دفتر یا کارخانہ میں اتنی محنت سے کام کرتے ہیں کیونکہ آپ مقابلہ میں دوسروں سے آگے رہنا چاہتے ہیں۔

آپ کی ایک خواہش تھی اس لئے آپ نے سخت محنت کی، جس چیز نے آپ کو سخت محنت پر مجبور کیا وہ "خواہش" تھی اور یہی ملازمین سے بغیر طاقت کے استعمال کے زیادہ کام لینے کا خفیہ راز ہے۔

اگر آپ کسی ملازم یا ماتحت میں کچھ حاصل کرنے کی شدید خواہش جگا دیں تو وہ آپ کی امید اور Expectation سے زیادہ محنت سے کام کرے گا، مثال کے طور پر اگر آپ اپنے ملازمین سے کہیں کہ اگر آپ کے کمپنی کی پیداوار آپ کے ہی لائن کی دوسری کمپنیوں سے زیادہ ہوجائے تو آپ کی کمپنی مارکیٹ لینڈر (Market Lender) کے نام سے مشہور ہوجائے گی، اس طرح کمپنی کے ساتھ ملازمین کو بھی شہرت اور عزت حاصل ہوگی اور تنخواہ بھی بڑھے گی، اگر ملازمین میں شہرت اور پیسہ کمانے کی خواہش جاگ گئی تو وہ دل لگا کر محنت کریں گے۔

مقابلہ کا ماحول پیدا کریں:

اگر آپ کے ملازمین سُست ہیں، کم کام کرتے ہیں یا ان میں کچھ اچھا کرنے کی چاہ نہیں ہے، تو ملازمین کے درمیان مقابلہ کا ماحول بنائیں۔

اس بات کو آپ مندرجہ مثال سے سمجھ سکتے ہیں۔

ایک لوہے کی پلیٹ بنانے والی کمپنی میں کئی بھٹّیاں تھیں، ہر بھٹّی پر چار یا پانچ ملازمین کام کرتے تھے، ہر بھٹّی سے ہر دن ملازمین کا ایک گروہ کبھی چار کبھی پانچ پلیٹس بناتا تھا۔

مالک نے ہر بھٹی کے قریب ایک سیاہ بورڈ لگوا دیا اور ایک دن جس بھٹّی سے سب سے زیادہ مال بنا تھا اس کی مقدار لکھ دی، دوسرے دن ہر بھٹّی پر کام کرنے والے گروہ نے یہ کوشش کی کہ وہ بازی مار لے جائے اور بورڈ پر لکھی ہوئی مقدار سے زیادہ مال بنا کر دکھائے، دوسرے دن قریب قریب سبھی نے لکھے ہوئے مقدار سے کچھ زیادہ یا کچھ کم مال تیار کیا، مگر یہ روز کی پیداوار کی مقدار سے ۲۰٪ سے ۲۵٪ زیادہ تھا، لوگوں میں جب مقابلے کا ماحول بنا تو ہر ایک کو کام کرنے کا مقصد اور حوصلہ ملا، اس سے کمپنی کا ماحول بھی خوشگوار رہتا ہے اور پیداوار (Production) بھی زیادہ ہوتا ہے۔

مندرجہ ذیل حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ بھی مقابلے کا ماحول پیدا کرتے تھے تا کہ ان کی فوجی اور جسمانی صلاحیت میں اضافہ ہو اس کے ساتھ ان کی زندگی صحتمند اور پُرمسرّت ہو۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ "مجھ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار دوڑ میں مقابلہ کیا تو ایک بار میں آپؐ سے بڑھ گئی، دوسری بار آپؐ مقابلہ جیت گئے"۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، بحوالہ حدیث نبوی حدیث ۲۳۶ صفحہ ۱۲۹)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ مسجد نبویؐ کے صحن میں حبشی نیزہ بازی کی مشق کر رہے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے آڑ فرما لیا، اور میں دیکھتی رہی اور برابر دیکھتی رہی اور آپؐ اس وقت تک آڑ کئے رہے جب تک کہ میں خود اُکتا نہیں گئی۔ (بخاری، بحوالہ حدیث بنوی حدیث ۲۳۴، صفحہ ۱۲۹)

حضرت سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسلم کے ایک قبیلہ میں تشریف لائے اور وہ لوگ اس وقت بازار میں آپس میں تیر اندازی (کی مشق) کر رہے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس حالت میں دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا: اے بنی اسمٰعیل! (یعنی اے عربو!) تیر اندازی کرو، کیونکہ تمہارے باپ (حضرت اسمٰعیلؑ) تیر انداز تھے، اور

میں فلاں قبیلے کے ساتھ ہوں (یعنی اس وقت بنی اسلم کے جو دو فریق آپس میں تیر اندازی کی مشق میں کر رہے تھے، آپ نے ان میں سے ایک فریق کا نام لے کر ارشاد فرمایا کہ اس مشق میں میں اس فریق کی طرف ہوں) لیکن دوسرے فریق نے اپنے ہاتھ روک لیے (یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک فریق کی طرف ہو گئے تو مقابل فریق نے تیراندازی سے اپنے ہاتھ کھینچ لیے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہیں کیا ہوا؟ (یعنی تم نے تیر پھینکنے کیوں بند کر دیئے؟) انہوں نے کہا: ''ہم اس صورت میں کیسے تیراندازی کر سکتے ہیں جب کہ آپ فلاں (فریق) کے ساتھ ہیں'' (یعنی ہمیں یہ گوارا نہیں ہے کہ ہم آپ کی طرف تیر پھینکیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' (اچھا) تم تیراندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں''۔ (بخاری، بحوالہ منتخب ابواب جلد احدیث ۵۰۹)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھوڑوں کے درمیان مسابقت (گھوڑ دوڑ) کرائی جو اضمار (Train) کیے گئے تھے اور یہ مسابقت حفیاء سے شروع ہوئی اور ثنیۃ الوداع پر ختم ہوئی، اور ان دونوں مقامات (یعنی حفیاء اور ثنیۃ الوداع) کے درمیان چھ میل کا فاصلہ تھا، اور جن گھوڑوں کو اضمار نہیں کیا گیا تھا ان کے درمیان ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک مسابقت کرائی گئی اور ان دونوں مقامات (یعنی ثنیۃ الوداع اور مسجد بنی زریق) کا درمیانی فاصلہ ایک میل تھا۔ (بخاری ومسلم، بحوالہ منتخب ابواب جلد احدیث ۵۱۵)

حضرت بلال بن سعد تابعی کہتے ہیں کہ میں نے صحابہؓ کو اس حال میں پایا کہ وہ (دن میں تیراندازی کی مشق کے وقت) تیر کے نشانوں کے درمیان دوڑا کرتے تھے، اور ایک دوسرے سے ہنسی مذاق کیا کرتے تھے، مگر جب رات ہوتی تو وہ اللہ سے بہت ڈرنے والے، بہت بڑے عبادت گذار ہو جاتے۔ (شرح السنۃ، بحوالہ منتخب ابواب جلد احدیث ۸۲۸)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اونٹنی تھی، جس کا نام عضباء تھا اور وہ کبھی پیچھے نہیں رہتی تھی (یعنی اس کا جس اونٹ یا اونٹنی سے بھی دوڑ میں مقابلہ ہوتا اس کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل جاتی تھی) لیکن (ایک دن) ایک دیہاتی اپنے اونٹ پر آیا اور (جب اس نے عضباء کے ساتھ اپنا اونٹ دوڑایا تو) اس کا اونٹ آگے نکل گیا، یہ بات مسلمانوں پر سخت گزری تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''حق تعالیٰ کا یہ ایک ثابت شدہ فیصلہ ہے کہ دنیا کی جو بھی چیز سر بلند ہوتی ہے خدا اس کو پست کر دیتا ہے''۔ (بخاری، بحوالہ منتخب ابواب جلد اول، حدیث ۵۱۶)

اسی طرح صحابہ کرامؓ اچھائی اور نیکی میں بھی ایک دوسرے سے بڑھنے کا جذبہ رکھتے تھے اور اس سمت میں کوشش بھی کرتے تھے، مثال کے طور پر کچھ غریب صحابہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! امیر صحابہ بھی ہماری طرح خوب عبادت کرتے ہیں، مگر وہ صدقہ وخیرات بھی کرتے ہیں۔ تو صدقہ و خیرات کی وجہ سے ہم ان سے نیکیوں میں پچھڑ جاتے ہیں، ہم ان سے برابری کس طرح کریں؟۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہر فرض نماز کے بعد ۳۳/ بار سبحان اللہ، ۳۳/ بار الحمدللہ اور ۳۴/ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو، تم ان کے برابر ہو جاؤ گے، غریب صحابہؓ نے پابندی سے اسے پڑھنا شروع کیا، مگر جب امیر صحابہؓ کو یہ راز پتہ چلا تو وہ بھی پڑھنے لگے۔

غریب صحابہؓ نے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اب تو امیر صحابہ رضی اللہ عنہ بھی یہ تسبیح پڑھ کر ثواب کمانے میں ہمارے برابر ہو گئے، اب ہم صدقہ وخیرات کے ثواب کی برابری کیسے کریں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مال اللہ کا کرم ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے''۔ (یعنی امیروں کی ثواب میں صدقہ کی وجہ سے برتری اللہ کے کرم سے ہے اور وہ جس پر چاہتا ہے کرم کرتا ہے۔ آپ لوگ اس کے کرم سے ہی برابری کر سکتے ہو)۔

حضرت عمرؓ نے غزوہ تبوک کے موقع پر اپنی استطاعت اور اپنی قربانی کے مطابق اپنی ساری پراپرٹی کا آدھا مال صدقہ کر دیا تھا اور صدقہ کرنے کے بعد دل میں یہ چاہ کی کہ میں آج حضرت ابوبکرؓ سے نیکی میں آگے بڑھ جاؤں، مگر جب حضرت ابوبکرؓ کی عظیم قربانی کا علم ہوا تو یہ تسلیم کر لیا کہ حضرت ابوبکرؓ سے نیکیوں میں آگے بڑھنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی اشاعت کے لئے چنا تھا، عبادت کرنا اور اسلام کو پھیلانا ہی ان کی زندگی کا مقصد تھا، مگر اس مذہبی زندگی میں وہ راہبوں کی طرح نہیں تھے؛ بلکہ زندہ دل، بہادر اور زندگی کو ہر طرح سے اور پوری طرح سے جی کر کامیاب ہونے والے تھے۔

اگر ہم بڑی کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو کسی بڑے مقصد کی خواہش کریں اور مقابلے والے ماحول کی طرح اپنی کارکردگی کو بہتر بنا کر آگے بڑھیں۔ اور اپنی ملازمین میں بھی ترقی کی خواہش پیدا کریں اور ان کے درمیان بھی مقابلے والی فضاء پیدا کریں تاکہ وہ آپس کے مقابلے میں جو کام کریں یا جب آگے بڑھیں تو فائدہ کمپنی اور ملازمین دونوں کا ہو۔ ❁❁❁

not found.

(۱۶) کبھی ملامت مت کرو

علم نفسیات کے مطابق انسان کی بنیادی فطرت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ خود کو کسی دوسرے یا تمام انسانوں کے مقابلے میں عظیم، بہتر، صحیح، عزت دار، ہنرمند اور برتر وغیرہ وغیرہ سمجھتا ہے، اس لئے جب ہم کسی انسان کو ملامت کرتے ہیں، یا شکست دیتے ہیں یا اس کی بے عزتی کرتے ہیں یا اسے طعنہ دیتے ہیں یا جھڑکتے ہیں تو دراصل ہم اس کی برتری، اس کی عظمت، اس کے صحیح ہونے کو اس کی عزت نفس کو اور اس کی ہنرمندی کو للکارتے ہیں۔

ایسی صورت میں اگر وہ شخص غلط بھی ہو تو اس کی عزت نفس اور انا مجروح ہوتی ہے اور اپنی غلطی قبول کرنے کی بجائے وہ بغاوت کرتا ہے یا ضد کرتا ہے یا اپنا دفاع کرتا ہے اور اپنی غلطی درست کرنے کی بجائے اس کی وکالت کرتا ہے اور ڈھیٹ بن کر دوبارہ وہی غلطی کرتا ہے، اس لئے نفسیات کے مطابق کسی کو ذلیل نہیں کرنا چاہئے نہ جھڑکنا چاہئے، نہ ملامت کرنا چاہئے، نہ ہی بحث میں کسی کو ہرانا چاہئے، نہ ہی عوام کے سامنے، نہ دوسروں کے سامنے، تنہائی میں اگر اس کی غلطی کو اچھے طریقے سے سمجھایا جائے، تعمیری رویہ اپنایا جائے اور اسے اصلاح کے لئے آمادہ کیا جائے تو نتائج بہت امید افزا ہوں گے۔

مندرجہ ذیل قرآن کریم اور حدیث کے حوالے سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ ملامت کرنا اچھا نہیں ہے۔

- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے، ''جو اپنے غصے کو روکتے اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔ (سورۃ آلِ عمران آیت ۱۳۴)

- مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو، ایمان لانے کے بعد برا نام (رکھنا) گناہ ہے اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔ (سورہ حجرات آیت ۱۱)

- ''حضرت انسؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی لیکن اس عرصے میں آپؐ نے بے زاری اور نفرت کا کوئی کلمہ کبھی نہیں کہا اور اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی تو آپؐ نے یہ نہیں پوچھا کہ تم نے یہ غلطی کیوں کی اور جو کام مجھے کرنا چاہیے تھا میں نے نہیں کیا تو آپؐ نے کبھی نہیں کہا کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا''۔ (بخاری، مسلم بحوالہ زادِراہ حدیث ۳۱۴)

- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جو اللہ کا بندہ کسی اللہ کے بندے کی ستر پوشی کرے گا اللہ اس کی قیامت میں پردہ پوشی کرے گا۔ (مسلم، بحوالہ زادِسفر جلد ا حدیث ۲۲۴)

- حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس ایک دن اس حال میں پہنچے کہ وہ اپنے کچھ غلاموں پر لعن طعن کر رہے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ''صدیق ہو کر لعن طعن؟'' (یعنی یہ حرکت تمہاری صدیقیت سے میل نہیں کھاتی) قسم ہے ربِ کعبہ کی ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ صدیق کا لقب پانے والا مومن لعنت کرے'' تو حضرت ابوبکرؓ نے ان تمام غلاموں کو آزاد کر دیا جن پر لعن طعن کر رہے تھے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا، توبہ کرتا ہوں اب مجھ سے یہ غلطی پھر نہ ہوگی''۔ (مشکوٰۃ، بحوالہ زادِراہ حدیث ۳۹۰)

- حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''وہ شخص جنت میں نہ جائیگا جو اپنے اقتدار و اختیار کو غلط طریقے سے استعمال کرتا ہو'' (نوکروں اور غلاموں پر سختی کرتا ہو) ''لوگوں نے کہا ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپؐ نے ہمیں نہیں بتایا تھا کہ دوسری امتوں کے مقابلے میں اس امت میں یتیم اور غلام زیادہ ہوں گے'' آپؐ نے فرمایا 'ہاں، میں نے تمہیں یہ بات بتائی ہے، پھر بھی تم لوگ اُن یتیموں اور غلاموں کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرو جیسا اپنی اولاد کے ساتھ کرتے ہو، ان کو وہ کھانا کھلاؤ جو تم کھاتے ہو' لوگوں نے پوچھا ''ہم کو دنیا کی کون سی چیز (آخرت میں) نفع پہنچائے گی؟ آپؐ نے فرمایا ''وہ گھوڑا جسے تم تھان پر باندھ کر کھلاؤ تاکہ اس پر سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرو، تمہارا غلام تمہاری جگہ کام کرتا ہے اس سے اچھا سلوک کرو اور اگر وہ نماز پڑھتا ہو (مسلمان ہو) تو وہ تمہارے اچھے برتاؤ کا زیادہ مستحق ہے''۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہٗ احمد و ابن ماجہ و ترمذی، بحوالہ زادِراہ حدیث ۷۴)

(بقیہ اگلے صفحہ ۵۵ پر......)

(۱۷) تنقید کیسے کریں؟

انسان سے غلطی تو ہوتی ہی ہے اور ہمارے لئے یہ بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ ان کی اصلاح کریں، تو ہمیں یہ کام کس طرح کرنا چاہئے؟

علماء کہتے ہیں کہ ان حالات میں ہمیں ایسا طریقۂ کار اختیار کرنا چاہئے کہ مخالف شخص اپنی غلطی سمجھ جائے وہ اپنی غلطی درست کرے، مگر وہ نہ ذلت محسوس کرے نہ شرمندگی اور نہ اس کے جذبات مجروح ہوں۔

مندرجہ ذیل مثالوں سے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فلسفہ (طریقۂ کار) سیکھ سکتے ہیں:

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ کے ہجرت کے وقت حضرت علیؓ بالکل نوجوان (۲۳ برس کی عمر کے) تھے، ہجرت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کی اپنی عزیز دختر حضرت فاطمہؓ سے شادی کا انتظام فرمایا، عرب میں کثرتِ ازدواج کا رواج تھا، اس لئے ابوجہل کے رشتہ دار حضرت علیؓ کے پاس ابوجہل کی بیٹی سے دوسری شادی کا پیغام لے کر آئے جس سے حضرت علیؓ نے ہاں تو نہیں کہا مگر صاف انکار بھی نہیں کیا، جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا پتہ چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات پسند نہیں فرمائی کیونکہ ابوجہل مکہ کا سب سے بڑا کمینہ آدمی تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ تکلیف دیتا تھا۔ دوسری شادی کا پیغام اس لئے بھی ہو سکتا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر کو ابوجہل کی بیٹی تکلیف پہنچائے۔

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کو ڈانٹ سکتے تھے کہ انہوں نے اس پیغام سے صاف انکار کیوں نہیں کیا؛ لیکن آپؐ نے تعمیری طریقۂ کار استعمال فرمایا، مسجد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور حضرت علیؓ کی دوسری شادی کے پیغام کا حوالہ دئے بغیر فرمایا کہ اسلام کا ایک عام قانون یہ ہے کہ پیغمبرؐ کی صاحبزادی اور مذہب کے دشمن کی لڑکی کی شادی کسی مسلم سے ایک ساتھ نہیں ہو سکتی (قرآن کریم کی سورہ بقرہ کی آیت ۲۲۱ کا مفہوم بھی ہے کہ مشرک عورتوں سے جب تک کہ ایمان نہ لائیں مسلمان مرد نکاح نہیں کر سکتا) جب حضرت علیؓ کو یہ معلوم ہوا تو آپ نے فوراً ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا، مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کی اس طرح اصلاح فرمائی کہ انہیں پتہ بھی نہ چلا اور ان کی اصلاح بھی ہو گئی۔

● جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفہ کی چوٹی پر خانہ کعبہ کے قریب اسلام کی تبلیغ کی پہلی تقریر فرمائی تو ابولہب نے عوام کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملامت کی اور بددعا دی، ابولہب کی بیوی بھی ہمیشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کرتی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سورہ لہب نازل فرمائی اور دونوں پر لعنت ملامت کی۔

اس لئے جب کوئی مسلم سورہ لہب کی تلاوت کرتا ہے تو وہ بالواسطہ ابولہب اور اس کی بیوی پر لعنت کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے ابولہب کی بیٹی کو توفیق دی کہ اس نے اسلام قبول کیا اور مدینہ ہجرت کی، مدینہ منورہ میں کچھ خواتین نے کہا جب کوئی سورہ لہب کی تلاوت کرتا ہے تو ابولہب اور اس کی بیوی پر لعنت ملامت کرتا ہے، ایسے ملعون کی بیٹی کو جنّت کیسے مل سکتی ہے؟ جب ابولہب کی بیٹی تک یہ خبر (افواہ) پہنچی تو وہ غمزدہ ہوئی اور مایوس ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی شکایت کی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان عورتوں کو بلا کر پھٹکار سکتے تھے جنہوں نے یہ افواہ پھیلائی تھی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثبت اور تعمیری طریقۂ کار اختیار فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں خطبہ دیا اور فرمایا کہ اگر کوئی خلوص سے اسلام قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام پچھلے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور ہر بندہ اپنے گناہوں کی سزا پائے گا نہ کہ دوسرے کے گناہوں کی اور حشر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت ہوگی کہ وہ اپنے قبیلے (خاندان) کی مغفرت کی اللہ جل شانہٗ سے درخواست کریں اور ابولہب کی بیٹی بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے تعلق رکھتی ہے اس لئے کوئی اسے ملعون یا جہنمی نہ سمجھے، اس خطبے سے ابولہب کی بیٹی کی ہمت افزائی ہوئی، اس کی عزت میں اضافہ ہوا اور مدینہ کی عورتوں نے بُرا ماننے بغیر اس سے نفرت ختم کر دی۔

● منافقین مدینہ مومنوں کو بدنام کرتے تھے تاکہ وہ پست ہمت ہوں اور خود کو بے عزت سمجھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں سزا دے سکتے تھے؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیری طریقۂ کار اختیار فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صرف عذابِ الٰہی کی تنبیہ (وارننگ) دی تاکہ وہ بغیر کسی سزا اور ذلت کے اپنی

اصلاح کریں۔

● جنگ میں فتح کے بعد مالِ غنیمت میں سے ۸۰٪ مجاہدین میں تقسیم کیا جاتا ہے اور ۲۰٪ اللہ اور اس کے رسول کا حق ہوتا ہے، وہ اسے جہاں چاہیں خرچ کریں، جنگِ حنین کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس حصہ سے مکہ کے نومسلم سردار کی ہمت افزائی کی تھی اور کچھ زیادہ تحفے دئے تھے، مدینہ کے کچھ نوجوانوں کو یہ گراں گذرا، اور ان کے منہ سے کچھ ایسی باتیں نکلیں جو ان کے شایانِ شان نہ تھیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے انصار صحابہؓ کو بلا کر نرمی اور پیار سے جو باتیں کیں تو اس سے نہ صرف انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا بلکہ آپ کی محبت کے جذبے سے وہ اس قدر مغلوب ہوئے کہ سارے صحابہ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (اس روایت کی تفصیل ہم مضمون ''نمبر ۲۱'' میں پڑھ چکے ہیں)

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تنقید اور اصلاح کا طریقہ انتہائی مثبت تھا، آپؐ کبھی کسی کو نہ ذلیل کرتے نہ بے عزت کرتے، آپؐ انسانیت کے لئے رحمۃ للعالمین ہیں، زندگی کے ہر شعبے میں آپ کی ہی تعلیم پر عمل کر کے کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

﴿بقیہ صفحہ ۵۳ کا﴾

● ''حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بدمزاج تھے اور نہ ہی بری باتیں آپ زبان سے نکالتے تھے''۔ (بخاری، مسلم، بحوالہ زادِ راہ حدیث ۳۱۳)

● پرانے زمانے میں زعفران کو عطر (خوشبو) کی طرح استعمال کیا جاتا تھا؛ لیکن جب کپڑوں کو زعفران کے پانی میں بھگویا جاتا ہے تو پورے کپڑے زعفرانی رنگ میں رنگ جاتے ہیں، سونے کے زیور پہننا اور زعفرانی رنگ کے کپڑے استعمال کرنا مردوں کے لئے اسلام میں حرام ہے لیکن خواتین کو اجازت ہے۔

ایک بار ایک شخص گہرے پیلے رنگ کے کپڑے پہن کر نبی کریمؐ کی محفل میں آیا اور آپ سے کچھ سوال پوچھ کر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد آپؐ نے اپنے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ تمہیں اپنے بھائی کو سمجھانا چاہئے تھا (یعنی اس رنگ کے کپڑے پہننے سے منع کرنا چاہئے تھا)۔

تشریح: اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلمنے خود اس کی غلطی درست فرمائی ہوتی تو ہو سکتا ہے اس شخص کو شرمندگی محسوس ہوئی ہوتی؛ لیکن اگر صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے دوستانہ طور پر اس کی غلطی کی نشان دہی کی ہوتی تو یقیناً اس کے احساسات مجروح نہیں ہوتے۔

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کا دل دُکھانے سے اتنا پرہیز کیا کرتے تھے کہ تمام لوگوں کے سامنے کسی کی ایسی اصلاح نہیں فرماتے کہ وہ سارے لوگوں کے سامنے شرمندہ ہو جائے؛ بلکہ حکمت کے ساتھ اس طرح اصلاح فرماتے کہ اس شخص کا وقار باقی رہے۔

خلاصہ:

● اس لئے اگر آپ ایک کامیاب مالک یا مینیجر یا لیڈر بننا چاہتے ہیں تو کبھی کسی کو ذلیل مت کیجئے، نہ کسی کے جذبات کو مجروح کیجئے، اگر کسی ملازم یا معاون کی اصلاح کرنی ہو تو تنہائی میں اس طرح بات کیجئے کہ اس کا وقار باقی رہے اور سامنے والے کو اپنی غلطی بھی سمجھ میں آجائے۔

ساری دنیا کے سامنے کھری کھری سُنا کر یا ذلیل کر کے آپ کبھی کسی کو اپنا پُرخلوص دوست یا معاون یا ماتحت یا اسسٹنٹ یا Subordinate نہیں بنا سکتے صرف دشمن پیدا کر سکتے ہیں، اس لئے کاروبار میں کامیابی کے ساتھ اگر آپ ایک بُلند اخلاق والا، مؤثر مالک یا لیڈر بننا چاہتے ہیں تو حکمت کے ساتھ بات چیت کریں اور کسی کو ساری دنیا کے سامنے نہ ذلیل کریں نہ ملامت کریں۔

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

کیا آپ اس طرح کے بندے ہیں؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' جو بندے رزق حلال پر گزارہ کرتے ہیں اور میری طرزِ زندگی کی پیروی کرتے ہیں اور دوسروں کو تکلیف نہیں پہنچاتے، وہ جنت کے حقدار ہیں'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو تعجب ہوا (کیونکہ یہ جنت میں جانے کا بہت آسان راستہ تھا) اور انہوں نے کہا'' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس زمانے میں ایسے لوگ بڑی تعداد میں ہیں''، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' میرے بعد بھی اس طرح کے بندے ہوں گے''۔ (ترمذی)

خدمتِ خلق کی اہمیت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' یہ دنیا کے سارے لوگ اللہ تعالیٰ کا کنبہ (فیملی) ہیں اور وہ بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ ہے جو لوگوں کی خدمت کرتا ہے''۔ (مشکوٰۃ)

(۱۸) ناراضگی کیسے ظاہر کریں؟

بعض اوقات ناراضگی ظاہر کرنا ضروری ہو جاتا ہے، آیئے ہم مطالعہ کریں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ناراضگی ظاہر کرتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب بھی آپ سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ سے ملنے ان کے گھر تشریف لے جاتے، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر سے واپس آئے اور حضرت فاطمہؓ سے ملنے ان کے گھر گئے، مگر جب ان کے گھر پہنچے تو گھر کے دروازے پر منقش رنگین پردہ لٹکا ہوا تھا، آپؐ فوراً حضرت فاطمہؓ سے ملے بغیر دروازے سے ہی واپس ہوگئے، جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پتہ چلا تو وہ بہت پریشان ہوئیں اور حضرت علیؓ کو وجہ معلوم کرنے کے لئے آپؐ کے پاس بھیجا، حضرت علی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کو بڑا غم ہے اس بات کا کہ آپؐ ہمارے یہاں گئے اور حضرت فاطمہؓ سے نہیں ملے'' تو آپؐ نے فرمایا: ''مجھے دنیا سے کیا دلچسپی؟ مجھے رنگین منقش پردوں سے کیا مطلب؟'' راوی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کے پاس گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا تھا وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بتایا، حضرت فاطمہؓ نے حضرت علیؓ سے کہا ''جایئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھئے کہ وہ مجھے اس پردے کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں'' تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ جاؤ حضرت فاطمہؓ سے کہو کہ اس پردے کو فلاں کے گھر بھیج دے'' (تاکہ کرتا وغیرہ بنا کر عورتیں پہن ڈالیں، غالباً وہ ضرورت مند تھے)۔ (مسند احمد بن حنبلؒ، بحوالہ زادِ راہ حدیث ۳۳۲)

تشریح: دروازے پر رنگین پردے کا لٹکانا شرعاً گناہ نہیں ہے؛ لیکن دنیا کی طرف بڑھنے کی علامت ضرور ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے کے اہل ایمان مردوں اور عورتوں کو قیامت تک آنے والے مومنین اور مومنات کے لئے نمونہ بنانا چاہتے تھے، اس لئے آپؐ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے براہِ راست اس پر ملامت نہیں فرمائی بلکہ اپنی ناراضگی ظاہر کرنے کے لئے گھر سے واپس لوٹ گئے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کھانے پر اعتراض نہیں کیا اور اس میں کیڑے نہیں نکالے، اگر آپ کا جی چاہتا تو کھاتے، نہیں جی چاہتا تو نہیں کھاتے''۔ (متفق علیہ، بحوالہ زادِ راہ حدیث ۳۳۳)

حضرت اُم سلمہؓ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے یہاں تشریف رکھتے تھے، آپؐ نے ایک خادمہ کو بلایا، یہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہ کی خادمہ تھیں یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی، اس نے آپؐ کے پاس پہنچنے میں دیر لگائی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک پر غصہ کے آثار ظاہر ہوئے، اُم سلمہؓ نے اسے محسوس کر لیا تو وہ پردے کے قریب اُٹھ کر گئیں اور خادمہ کو کھیلتے ہوئے پایا، غرض وہ خادمہ آئی، آپؐ نے فرمایا ''اگر قیامت کے دن تیرے بدلہ لینے کا اندیشہ مجھ کو نہ ہوتا تو اس مسواک سے میں تجھے مارتا، اس وقت آپؐ کے ہاتھ میں مسواک تھی''۔ (الادب المفرد، بحوالہ زادِ راہ حدیث ۳۴۹)

مسواک ایک چھانچ کی چھوٹی سی نرم لکڑی کا ٹکڑا ہوتا ہے، اس سے اگر کسی کو مارا جائے تو کتنی چوٹ لگے گی؟ آپؐ کا یہ ایک پیار بھرا ناراضگی ظاہر کرنے کا انداز تھا، ورنہ آپؐ نے اپنی پوری زندگی میں کبھی کسی کو نہیں مارا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) ہم (چند) صحابہ (بیٹھے ہوئے) آپس میں تقدیر کے مسئلہ پر بحث ومباحثہ کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے اور ہمیں بحث ومباحثہ میں مشغول دیکھا تو آپؐ نے ہم سے پوچھا کہ کس موضوع پر بحث کر رہے ہو، ہم نے کہا تقدیر پر، تقدیر کے الفاظ سنتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا غصہ آیا کہ چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور سرخ بھی ایسا کہ جیسے انار کے دانوں کا پانی آپؐ کے رخساروں میں نچوڑ دیا گیا ہو اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہمیں مخاطب کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا ''کیا تمہیں اس بات پر مامور کیا گیا ہے؟ اور تمہارے درمیان کیا میں اسی لئے مبعوث کیا گیا ہوں؟ بلاشبہ تم سے پہلے (بعض امتوں) کے لوگ اس (تقدیر کے) مسئلہ میں بحث ومباحثہ کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے تھے، دیکھو میں تم کو قسم دیتا ہوں (پھر) تم کو قسم دیتا ہوں (آئندہ پھر کبھی) اس مسئلہ میں بحث ومباحثہ مت کرنا''۔ (ترمذی، ابن ماجہ، بحوالہ منتخب ابواب جلد احدیث ۹۲)

''اسلام قبول کرنے سے پہلے حضرت وحشیؓ نے ﴿بقیہ اگلے صفحہ ۶۰ پر﴾

(۱۹) غلطیوں کی اصلاح کیلئے کسی کو کیسے آمادہ کریں؟

اگر کوئی غلطی کرتا ہے تو ایک طریقہ یہ ہے کہ اسے کہا جائے کہ وہ غلط ہے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس میں اپنی غلطی کی اصلاح کی چاہ یا شوق پیدا کیا جائے۔

پہلے طریقے کا اکثر اُلٹ اثر ہوتا ہے، جس پر تنقید کی گئی ہے اور اسے غلط ثابت کیا گیا وہ ذلت محسوس کرتا ہے اور ڈھیٹ بن کر یا تو اپنی غلطی پر قائم رہتا ہے یا پھر اور بڑی غلطی کرتا ہے؛ لیکن اگر اس میں اصلاح کا شوق پیدا کیا جائے تو اکثر اچھے نتائج نکلتے ہیں۔

کسی کو اپنی غلطی کی اصلاح پر آمادہ کرنا یا اس میں اصلاح کا شوق وجذبہ پیدا کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ آیئے ہم یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ پاک سے سیکھتے ہیں کہ کسی میں اپنی اصلاح کے لئے آمادگی یا چاہ کیسے پیدا کی جائے۔

ابن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا 'خریم اسیدی' بہت اچھے آدمی ہیں اگر ان کے سر پر بڑے بڑے بال نہ ہوتے اور ان کا تہہ بند ٹخنوں سے نیچے نہ ہوتا'' جب حضرت خریم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد معلوم ہوا تو انہوں نے اُسترا اُٹھایا اور اپنے بڑھے ہوئے بالوں کو کانوں تک کاٹ دیا اور اس کے بعد اپنے تہہ بند کو نصف پنڈلی تک کرلیا۔ (ریاض الصالحین، بحوالہ زادِراہ حدیث ۳۷۰)

حضرت خریم اسیدی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا لیکن لمبے بال رکھتے تھے (جو ہوسکتا ہے اس عہد کے رواج کے مطابق ہو) اور ایسا لباس پہنتے تھے جو ٹخنوں سے نیچے ہوتا تھا، ان کے دونوں اعمال کی اصلاح ضروری تھی۔ لیکن انہیں حکم دینے کی بجائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں شریف آدمی بننے کے ایک آسان طریقے کی طرف اشارہ کیا، انہوں نے اسے قبول کیا اور فوراً اپنی اصلاح کرلی۔

غلطیوں کی نشاندھی کیسے کریں؟:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طبیعت کی نرمی کی وجہ سے کسی کو براہِ راست کم ہی کسی ناپسندیدہ بات پر ٹوکتے تھے، ایک دن ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جس کے اوپر زردی کے اثرات تھے، تو جب وہ جانے کے لئے اٹھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مجلس کو مخاطب بنا کر فرمایا ''اگر یہ صاحب پیلے لباس کو بدل دیں یا کپڑے کے پیلے پن کو کم کردیں تو کتنا اچھا ہو''۔ (الادب المفرد، بحوالہ زادِراہ حدیث ۳۳۱)

تشریح: تنقید کرنا کہ یہ غلط ہے یا یہ حکم دینا کہ اس کپڑے کو بدل دو، اس کے بجائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یہ بہتر ہوتا کہ وہ لباس تبدیل کرلیتا یا رنگ کی تیزی کچھ کم کرلیتا'' اصلاح کے الفاظ کسی کی بے عزتی نہیں کرتے بلکہ دوسروں میں اصلاح کی چاہ پیدا کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے پر جھگڑا کرنے والوں کی آواز سنی، ان کی آوازیں تیز تھیں، ان میں سے ایک اپنے قرض کو کم کراتا تھا اور نرمی چاہتا تھا اور دوسرا کہتا تھا کہ خدا کی قسم میں کم نہ کروں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور فرمایا کہاں ہے اللہ پر قسم کھانے والا کہ میں نیکی نہ کروں گا۔ اس نے کہا میں ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو یہ چاہے وہ اس کے لئے ہے۔ (مسلم، بخاری، بحوالہ زادِسفر جلد ا حدیث ۲۳۳، صفحہ ۱۶۰)

تشریح: قرض دے کر غریب کی مدد کرنا بڑی نیکی ہے اور اس میں صدقہ دینے سے زیادہ ثواب ہے؛ کیونکہ بھیک تو لوگ پیشے کے طور پر مانگتے ہیں مگر قرض لوگ صرف مجبوری ہی میں مانگتے ہیں۔ غریبوں سے نرم دلی سے پیش آنا اور انہیں قرض کی واپسی کے لئے زیادہ مہلت دینا بھی بڑی نیکی ہے، ایک روایت کے مطابق قرض کی مقرر مدت کے بعد جو مہلت دی جاتی ہے تو مہلت کے ہر دن قرض کی پوری رقم صدقہ دینے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

خدا کی قسم کھا کر یہ کہنا کہ میں غریب کو قرض ادا کرنے میں مہلت نہیں دوں گا، نیکی نہ کرنے کی قسم کھانے کی طرح ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نشان دہی فرمائی کہ آپ کے قسم کھانے کا مفہوم یہ ہے کہ آپ نیکی نہیں کمانا چاہتے اور اس بات کا قرض دینے والے کو فوراً احساس ہوگیا اور یہ بھی پتہ چل گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غریب کو قرض لوٹانے کے لئے مزید مہلت دینا چاہتے تھے، اس لئے قرض دینے والے نے کوئی ذلت محسوس کئے بغیر فوراً اپنی غلطی کی اصلاح کرلی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کے بارے میں فرمایا ''میرا خیال یہ ہے کہ فلاں اور فلاں شخص ہمارے دین کو کچھ نہیں سمجھتے''۔ (بخاری، بحوالہ زادِراہ حدیث ۳۴۴)

تشریح: دولوگ جن کا نام ریکارڈ نہیں کیا گیا ہے ممکن ہے وہ منافقین (ڈھونگی مسلمانوں) میں سے ہوں، اس لئے انہیں بے عزت کرنے کی بجائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دین سے واقف نہیں ہیں اس لئے انہیں چاہئے کہ علم دین حاصل کریں اوراس پرعمل کریں۔

الفاظ کی بجائے عمل سے تعلیم دینا زیادہ متاثر کرتا ھے:

ہجرتِ مدینہ کے چھ سال بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا ارادہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ۱۴۰۰ رصحابہ کرامؓ کے ہمراہ مکہ روانہ ہوئے، جب اہل مکہ کواس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اوران کے ساتھیوں سے لڑائی کا ارادہ کیا، مشرکین مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کو نہ مکہ میں داخل ہونے کی اجازت دی اور نہ ہی عمرہ ادا کرنے دیا، حدیبیہ کے مقام پر طویل بات چیت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل مکہ کے نمائندوں کے درمیان ایک معاہدہ ہوا؛ لیکن ایسا نظر آیا کہ یہ معاہدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے زیادہ اہل مکہ کی موافقت میں تھا؛ کیونکہ اس معاہدہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے مکّہ میں داخلے پر پابندی عائد ہوئی تھی، یہ پابندی ایک سال تک قائم رہنے والی تھی، اس معاہدہ کے مطابق اہل مکہ سے جو اسلام قبول کرتا اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پناہ نہیں دے سکتے تھے، جب کہ اگر کوئی مرتد ہوکر مکہ جاتا ہے تو اسے مکہ میں رہنے کی اجازت تھی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ اپنے ساتھ قربانی کے جانور لائے تھے تاکہ عمرہ کی ادائیگی کے وقت انہیں قربان کریں؛ لیکن اس سال معاہدہ کے مطابق وہ عمرہ نہیں کرسکے اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ قربانی کے جانور حدیبیہ ہی میں ذبح کئے جائیں اور پھر مدینہ واپسی ہو۔

چونکہ تمام صحابہ کرامؓ نے کچھ وقفہ پہلے ہی نبی کریمؐ کے ساتھ موت تک لڑتے رہنے کا وعدہ کیا تھا (بیعتِ رضوان کیا تھا) اورایک طرفہ معاہدہ ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا اس لئے وہ لوگ انتہائی مایوسی اور دل شکستگی کے عالم میں تھے اس لئے کسی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پرعمل نہیں کیا، ان حالات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مایوسی ہوئی کیونکہ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان پرعمل فرمایا تھا لیکن صحابہ کرامؓ نہیں سمجھ سکے کہ آپؐ نے ایسا کیوں کیا (یعنی ایک طرفہ معاہدے پر دستخط کیوں کی؟) لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ سے ناراض ہونے یا ان پرغصّہ ہونے کی بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا جس کا وہ دوسروں کوحکم دے رہے تھے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانور کی قربانی خود اپنے ہاتھوں سے کی۔

جب صحابہ کرامؓ نے دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تنہا قربانی دے رہے ہیں توانہیں یقین ہوگیا کہ اس سال عمرہ کی کوئی امید نہیں اورانہیں مدینہ لوٹنا ہی ہے، انہیں اپنی غلطی کا احساس بھی ہوا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی، انہوں نے فوراً اپنی غلطی کی اصلاح کی اور اپنے اپنے جانور فوراً قربان کر ڈالے۔

بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ معاہدے سے اہلِ مکّہ کی جیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اوران کے ساتھی صحابہ کرامؓ کی ہار ہوئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

''(اے محمدؐ) ہم نے تم کو فتح دی، فتح بھی صریح وصاف''۔(سورہ الفتح آیت ۱)

اللہ تعالیٰ نے اس معاہدہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اوران کے صحابہ کرامؓ کی فتح قرار دیا اور یہ واقعی ایک صریح وصاف فتح تھی کیونکہ اس معاہدہ کے مطابق کفارمکہ اور مسلمانوں کو ایک دوسرے سے ملنے اور تعلقات قائم کرنے کی بلا روک ٹوک اجازت تھی اور جب دنیا نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اوران کے صحابہ کرامؓ کیسی پاکیزہ زندگی گذارتے ہیں تو وہ بڑے متاثر ہوئے اوراس معاہدے کے بعد اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد صلح حدیبیہ سے پہلے مسلمان ہونے والوں کی تعداد سے بہت زیادہ تھی اوراسلام عرب میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ آپؐ کے اتنے فرمانبردار تھے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتے تھے؛ لیکن چونکہ اس وقت اس معاہدے سے وہ صدمہ اورسکتہ کے عالم میں تھے اس لئے انہوں نے آپؐ کی نافرمانی کی جوان کی غلطی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پھٹکارا نہیں بلکہ آپؐ نے جوحکم انہیں دیا تھا اس پر پہلے خودعمل فرمایا اور تعمیری طور پرانہیں آمادہ فرمایا کہ اپنی غلطی کی اصلاح کرلیں۔ (سیرتِ احمد مجتبیٰ)

نوجوانوں کوکس طرح تعلیم دی جائے؟

حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک نوجوان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہنے لگا ''اے اللہ کے رسولؐ مجھے اجازت دیں کہ میں ناجائز جنسی تعلق قائم کروں۔ کیونکہ میرے لئے اس جذبہ پر قابو پانا نہایت مشکل ہے''۔

ایک صحابہؓ نے اسے پھٹکارا کہ ایسی ناجائز اور گناہ کی اجازت طلب کررہے ہو؛ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نرمی سے اس نوجوان کو اپنے قریب آنے کی اجازت دی، نوجوان آپؐ کے بالکل قریب آکر بیٹھ گیا، تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا ''کیا تم اپنی والدہ سے صحبت کرنا پسند کروگے؟''۔

نوجوان نے جواب دیا ''اے اللہ کے رسولؐ میں اپنی والدہ سے کبھی صحبت کرنا پسند نہیں کروں گا''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ''لوگ بھی یہ بات پسند نہیں کرتے، اور نہ وہ چاہتے ہیں کہ کوئی غیر ان کی والدہ سے صحبت کرے''۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوان سے سوال کیا ''کیا تم اپنی بہن سے صحبت کرنا پسند کروگے؟''۔

نوجوان نے جواب دیا ''اے اللہ کے رسولؐ میں اپنی بہن سے کبھی صحبت کرنا پسند نہیں کروں گا''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''لوگ بھی یہ بات پسند نہیں کرتے، اور نہ وہ پسند کرتے ہیں کہ کوئی غیر ان کی بہن سے صحبت کرے''۔

تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا ''کیا تم اپنی بیٹی سے صحبت کروگے؟''۔

نوجوان نے جواب دیا ''اے اللہ کے رسولؐ میں اپنی بیٹی سے صحبت کرنا کبھی پسند نہیں کروں گا''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، 'لوگ بھی یہ بات پسند نہیں کرتے، اور نہ ہی وہ پسند کرتے ہیں کہ کوئی غیر ان کی بیٹی سے ناجائز صحبت کرے''۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا تم اپنی خالہ سے صحبت کرنا پسند کروگے؟''۔

نوجوان نے جواب دیا، ''اے اللہ کے رسولؐ میں کبھی اپنی خالہ سے صحبت کرنا کبھی پسند نہیں کروں گا''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''لوگ بھی یہ بات پسند نہیں کرتے اور نہ وہ پسند کرتے ہیں کہ کوئی غیر ان کی خالہ سے ناجائز صحبت کرے''۔

تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا تم اپنی پھوپی سے صحبت کرنا پسند کروگے؟''۔

نوجوان نے جواب دیا ''اے اللہ کے رسولؐ میں کبھی اپنی پھوپی سے صحبت کرنا کبھی پسند نہیں کروں گا''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''لوگ بھی یہ بات پسند نہیں کرتے اور نہ وہ پسند کرتے ہیں کہ کوئی غیر ان کی والدکی بہن سے ناجائز صحبت کرے''۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر عورت ماں، بہن، بیٹی، خالہ اور پھوپی کی طرح محترم ہے، جس طرح آپ ان سے کبھی ناجائز صحبت کرنا پسند نہیں کرتے، نہ ہی آپ پسند کرتے ہیں کہ کوئی غیر ان سے ناجائز صحبت کرے، دوسروں میں بھی یہی احساس ہوتا ہے، اس لئے کسی غیر عورت سے ناجائز صحبت کرنے کی کوشش اور خواہش نہ کریں کیونکہ وہ بھی کسی کی ماں، بہن اور بیٹی کی طرح محترم ہوگی۔

تب اس نوجوان نے کہا ''اے اللہ کے رسولؐ مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوگیا ہے اور میں اس گناہ سے بچنے کی کوشش کروں گا''۔

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نوجوان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اس کے خیالات اور جذبات کو پاکیزگی عطا فرمائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک معمر صحابیؓ نے فرمایا کہ وہ نوجوان بڑھاپے تک بازار میں بھی کسی غیر محرم عورت پر نظر ڈالنے سے باز رہا اور کسی ولی کی طرح عمر بھر پاکیزہ رہا۔ (مسند احمد)

جاهلوں کو سمجھداری کے ساتھ نظرانداز کرو:

ایک بدّو نے مسجد میں پیشاب کردیا تو لوگ اس کو مارنے پیٹنے کے لئے دوڑے، آپؐ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو، اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی ڈال کر بہا دو، تم لوگ تو اس لئے پیدا کئے گئے ہو کہ دین کی طرف لوگوں کو کھینچو اور دین کو آسان بناؤ، تمہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے مبعوث نہیں کیا ہے کہ لوگوں کے لئے دین کی طرف آنا دشوار بنادو۔ (بخاری، بحوالہ سفینۂ نجات حدیث ۴۲۵)

صبرکی تلقین کیسے کریں؟:

حضرت قرہ بن ایاسؓ فرماتے ہیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نشست فرماتے تو آپؐ کے صحابہؓ میں سے کچھ لوگ آپؐ کے پاس بیٹھ جاتے، ان بیٹھنے والوں میں ایک صاحب تھے جن کا ایک چھوٹا بچہ تھا، یہ بچہ حضورؐ کی پشت کی جانب سے آتا تو آپؐ اس کو اپنے سامنے بٹھا لیتے، پھر ایسا ہوا کہ وہ بچہ مر گیا تو بچہ کے باپ اس کے غم میں کچھ دنوں تک آپؐ کی مجلس میں نہیں آئے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ''وہ فلاں شخص کیوں نہیں آتا؟ کیا بات ہے؟'' لوگوں نے آپ کو بتایا کہ ''ان کا چھوٹا بچہ جسے آپؐ نے دیکھا تھا اس کا انتقال ہوگیا (شاید اسی وجہ سے وہ نہیں آرہے ہیں)'' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ملاقات کی اور بچہ کے بارے میں دریافت فرمایا، جب انہوں نے بتایا کہ اس بچے کا انتقال ہوگیا ہے تو آپؐ نے انہیں تسلی دی پھر فرمایا: ''بتاؤ تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ کیا یہ بات پسند ہے کہ وہ زندہ رہے یا یہ پسند ہے کہ وہ بچہ پہلے جائے اور جنت کا دروازہ تمہارے لئے کھولے اور جب تم پہنچو تو وہ تمہارا استقبال کرے'' اس شخص نے کہا ''اے اللہ کے نبیؐ مجھے یہی بات پسند ہے کہ وہ مجھ سے پہلے جنت میں جائے اور میرے لئے جنت کا دروازہ کھولے یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے'' تو آپؐ نے فرمایا کہ ''یہ بچہ اس لئے تمہاری زندگی میں مرا ہے تاکہ وہ تمہارے لئے جنت کا دروازہ کھولے''۔ (نسائی شریف، بحوالہ زاد راہ حدیث ۳۳۹)

اپنے بچّے کی موت پر اگر والدین صبر کریں اور اللہ تعالیٰ سے جنت کی آرزو کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں اس شدید صدمے کو برداشت کرنے پر امید ہے جنت عطا فرمائے گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مؤثر تعلیم نے ان کے صحابہ کرام کو صدمے برداشت کرنے کی اہلیت عطا فرمائی۔

غلطیاں معاف کریں اوراپنی اصلاح کا موقع دیں:

اہالیان مکہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن تھے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں قتل کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت فرمائی تو انہوں نے مدینہ پرحملہ کیا لیکن شکست کھائی، ہجرت کے تین سال بعد انہوں نے اپنی پوری طاقت سے مدینہ پر چڑھائی کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ اندرونِ شہرہ دفاع کیا جائے؛ لیکن صحابہ کرامؓ نے زور ڈالا کہ شہر سے باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے جس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوگئے، جب کہ دشمن کے تین ہزار سپاہیوں کے مقابلے میں صرف سات سومجاہدین تھے، فوج کے پشت کوحملہ آوروں سے بچانے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جبیر بن نعمان انصاریؓ کے ساتھ پچاس تیر اندازوں کوایک چھوٹی پہاڑی پرتعینات فرمایا اورسختی سے ہدایت فرمائی کہ اس مقام سے کسی بھی حالت میں نہ ہٹیں، ابتدا میں مسلم مجاہدین نے دشمن کوشکست دی اور جب وہ فرار ہوگئے تو مجاہدین نے مالِ غنیمت جمع کرنا شروع کیا، چونکہ جنگ ختم ہوگئی تھی اس لئے بہت سے تیرانداز اس پہاڑی سے ہٹ گئے، حضرت عبداللہؓ نے انہیں روکنے کی بہت کوشش کی لیکن انہوں نے ان کی ایک نہ سنی اور وہاں سے ہٹ گئے، جب دشمن نے دیکھا کہ فوج کی پشت پر تیرانداز نہیں ہیں تو انہوں نے پشت سے دوبارحملہ کردیا اور انہیں مجاہدین بے خبر ملے، اس سے جنگ کی حالت بدلی، بہت سے مجاہدین شہید ہوگئے، جنگ میں شکست ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت زخمی ہوئے۔

اس شکست کی وجہ وہ پچاس تیرانداز تھے، اپنی نافرمانی کی وجہ سے ہونے والی شکست سے وہ انتہائی شرمندہ تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھپتے پھرتے تھے؛ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ انہیں پھٹکارا نہ طعنہ دیا اور نہ سزا دی بلکہ محبت اور شفقت سے انہیں معاف فرمایا، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس برتاؤ کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں فرمائی ہے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کی مہربانی سے تمہاری افتادِ مزاج ان لوگوں کے لئے نرم واقع ہوئی ہے اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے، تو ان کو معاف کردو اور ان کے لئے خدا سے مغفرت مانگو اور اپنے کاموں میں ان سے مشورہ لیا کرو اور جب کسی کام کا عزم مصمم کرلو تو خدا پر بھروسہ رکھو، بیشک خدا بھروسہ رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (سورۃ آلِ عمران آیت ۱۵۹)

﴿بقیہ پچھلے صفحہ ۵۶ کا......﴾ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ کو جنگ اُحد میں شہید کردیا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا سے بیحد محبت فرماتے تھے اور ان کا بڑا احترام کرتے تھے، جب حضرت وحشیؓ اسلام قبول کرنے تشریف لائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حضرت حمزہؓ کی شہادت کی تمام تفصیلات پوچھیں، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تفصیلات سُن رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسورواں تھے، جب حضرت وحشیؓ نے شہادتِ حمزہؓ کی تمام تفصیلات سُنادیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (امیرعرب) ان سے بدلہ لے سکتے تھے؛ لیکن ان کوقتل کرنے کی بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف فرمادیا اور صرف اتنا فرمایا ''کیا تم خود پر اتنا قابو رکھ سکتے ہو کہ مجھ سے اپنا چہرہ چھپائے رکھو؟''۔ (صحیح بخاری، جلد۲صفحہ ۵۸۳)

- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، حضرت صفیہؓ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی جو پہلے یہودی مذہب سے تھیں) کا اونٹ بیمار ہوگیا تھا، اور حضرت زینبؓ کے پاس ایک زائد اونٹ تھا، تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ سے کہا کہ ''صفیہؓ کو ایک اونٹ دے دو'' حضرت زینبؓ کی زبان سے نکلا'' بھلا میں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دوں گی؟'' اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہوئے اور حضرت زینبؓ سے ذی الحجہ، محرم اور صفر کے کچھ ایام تک قطع تعلق کیے رکھا''۔ (ابوداؤد، بحوالہ زادِراہ حدیث ۳۲۷)

ان روایات سے ہم نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ناراضگی ظاہر کرنے کا طریقہ تخریبی (Destructive) نہ تھا، بلکہ بالکل تعمیری (Constructive) تھا، آپؐ کے رویہ سے سامنے والے پر بالکل واضح ہوجاتا کہ آپؐ ناراض ہیں، پھر آپؐ کی ناراضگی دور کرنے کے لئے وہ خود آپؐ کی محبت میں اپنی اصلاح کرلیتا۔

- حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، نہ کسی بیوی کو مارا نہ کسی خادم کو اور نہ کسی اور کو، ہاں البتہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے دین کے دشمنوں کو ضرور مارا ہے، اور آپؐ کو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچائی گئی کہ آپؐ نے تکلیف پہنچانے والے سے بدلہ لیا ہو، البتہ جب کوئی شخص اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کرتا تو خدا کی خاطر اس سے بدلہ لیتے (سزا دیتے)۔ (مسلم، بحوالہ زادِراہ حدیث ۳۴۶)

- حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کی بُرائی کا علم ہوتا یا بدعملی دکھائی دیتی یا غلط بیانی نظر آتی تو اس کو صحیح کرنے یا تنبیہ کرتے وقت کسی شخص کا نام براہِ راست نہیں لیتے تھے بلکہ عام عوام کے لئے نصیحت والا وعظ فرماتے تاکہ تمام عوام اور بالخصوص وہ شخص خود کو صحیح کرلے اور اسے بے عزتی کا احساس نہ ہو۔ (شفا صفحہ: ۵۲)

(۲۰) اچھے کام کو سراہو اور شکر گزار بنو!

اچھے کام کو سراھنا:

جب کوئی ملازم بہترین طریقے سے اپنے فرض کو انجام دیتا ہے اور اس کے کام کی کوئی سراہنا (Appreciation) نہیں کی جاتی اور جب وہ کوئی غلطی کر بیٹھے تو اس کی غلطی کو نظر انداز نہیں کیا جاتا بلکہ سب کے سامنے اسے ذلیل کیا جاتا ہے تو ایسے حالات میں ملازمین بددل ہو جاتے ہیں، بہترین کام کرنے کی اُمنگ ان میں سے ختم ہو جاتی ہے اور کاروبار پر اس کا بُرا اثر پڑتا ہے۔

اسی طرح کاروبار اور سماج میں ہر شخص کو کسی دوسرے شخص سے کوئی نہ کوئی کام تو ضرور نکلتا ہے، اگر ایک شخص دوسرے پر احسان کرے اور دوسرا شخص پہلے شخص کے احسان کو فراموش کر دے اور احسان اور شکریہ کا کوئی اظہار یا بدل نہ دے تو اس حال میں بھی ایک دوسرے کی مدد اور احسان کا جذبہ آہستہ آہستہ ختم ہو جائے گا اور ہر شخص کو تکلیف ہوگی۔

اس لئے ملازمین کے اچھے کام کو سراہنا اور کسی کے احسان کا شکریہ ادا کرنا تو کاروبار کی لائن سے ضروری ہے ہی، یہ مذہبی اعتبار سے بھی بے حد ضروری ہے، مندرجہ ذیل آیات اور روایات اس کا ثبوت ہیں:

حضرت فضالہ بن عبیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تین قسم کے انسان مصیبت اور آفت ہیں:

(۱) وہ حاکم اور امیر جس کی اچھی طرح اطاعت کرو تو اس کی قدر نہ کرے، اور کوئی غلطی کر بیٹھو تو معاف نہ کرے (سزا دیئے بغیر نہ چھوڑے)۔

(۲) بُرا پڑوسی: اگر تم اس کے ساتھ بھلائی کرو تو اس کا نام تک نہ لے، کہیں چرچا نہ کرے، اور اگر بُرائی دیکھے تو ہر جگہ پھیلاتا پھرے۔

(۳) وہ بیوی جو تمہیں ایذا دے جب تم گھر آؤ، تمہاری غیر موجودگی میں خیانت کرے (بدکاری اور گھر کی حفاظت نہ کرنا مُراد ہے)۔ (طبرانی، بحوالہ زادراہ حدیث ۱۷۷)

اس لئے اگر آپ مالک یا رہنما ہیں تو دوسروں کے لئے مصیبت نہ بنیں۔ اپنے کارکنوں اور ماتحتوں کی عمدہ کارکردگی کی دل کھول کر تعریف کریں۔

لوگوں کا شکر:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہے اس کو پناہ دو اور جو اللہ کے واسطے سے مانگے اس کو عطا کرو اور جو اللہ کے نام سے امان طلب کرے اس کو امان دو، جو تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے تم اس کا بدلہ دو اگر بدلے کی استطاعت نہ ہو تو اس کے حق میں اتنی دعا کرو کہ تم کو یہ محسوس ہو کہ تم نے اس کا بدلہ چکا دیا۔ (ابوداؤد و نسائی، بحوالہ حدیث نبوی حدیث ۴۰۹)

حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کے ساتھ حسن سلوک کیا گیا اور اس نے اس حسن سلوک کرنے والے سے جزاک اللہ کہہ دیا تو اس نے تعریف کا حق ادا کر دیا''۔ (ابوداؤد، ترمذی، بحوالہ حدیث نبوی حدیث ۴۱۲)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس کو کوئی عطیہ دیا گیا پھر وہ مالدار ہو گیا تو چاہئے کہ وہ عطیہ دینے والے کو اس کا صلہ دے اگر وہ غریب ہی رہا تو اس دینے والے کی تعریف کرنی چاہئے (تو اس طرح سے) اس نے اس کا شکر ادا کر دیا اور جس نے اس کو چھپایا، خاموش رہا اس نے ناشکری کی۔ (ابوداؤد و ترمذی، بحوالہ حدیث نبوی حدیث ۴۱۱)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اللہ کا شکر گذار نہیں ہو سکتا جو لوگوں کا شکر ادا نہ کرتا ہو۔ (ابوداؤد و ترمذی، بحوالہ حدیث نبوی حدیث ۴۱۳)

اس لئے ہمیں احسان کرنے والے لوگوں کا بھی شکر گذار رہنا چاہئے۔

خدا کا شکر:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا بیان کرتے رہنا''۔ (سورۂ ضحیٰ آیت ۱۱)

تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا۔ (سورۃ ابراہیم آیت ۷)

حضرت عبداللہ ابن عمر کا بیان ہے کہ ملک حبش کا ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اس نے کہا ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نبوت

سے نوازے گئے اور آپ لوگوں کو اچھا رنگ بھی اللہ تعالیٰ نے دیا، مجھے بتائیں کہ اگر میں ایمان لاؤں اور عمل کروں تو کیا جنت میں آپ کے ساتھ رہ سکوں گا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وہ تمام لوگ جنہوں نے کلمہ: لَآاِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ کہا ہوگا، اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں میرا ساتھ نصیب فرمائے گا، اس نے اپنی کتاب میں اسکا وعدہ کیا ہے۔ (سورۃ النساء آیت ۶۹)

اور جو شخص سبحان اللہ کہے گا تو اس کے نامۂ اعمال میں ایک لاکھ نیکی لکھی جائیگی، تو کسی نے کہا کہ ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد ہم لوگ کس طرح جہنم میں جائیں گے؟'' (یعنی اتنی کم عبادت پر بھی جب اللہ تعالیٰ اتنا زیادہ ثواب دیتا ہے تو ہمارے گناہ ہمارے ثواب سے زیادہ کس طرح ہوں گے؟) آپؐ نے فرمایا ''قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، آدمی قیامت کے دن اتنے نیک اعمال لیے ہوئے آئے گا کہ اگر وہ پہاڑ پر رکھ دیئے جائیں تو پہاڑ بھی نہ اُٹھا سکے؛ لیکن اس کا جب مقابلہ ہوگا اللہ کی کسی نعمت سے تو یہ نعمت اس کے سارے اعمال پر بھاری ہوگی (اس لئے نیک اعمال پر کسی کو غرور نہ ہونا چاہیے، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل و احسان ہی کے نتیجے میں جنت مل سکے گی) پھر آپؐ نے سورۂ دہر کی تلاوت فرمائی، پہلی آیت سے لے کر ''مُلکًا کبیرا'' تک جس میں ناشکروں کے بُرے انجام اور اہلِ جنت کے انعامات کا ذکر ہوا ہے، یہ سن کر حبشی آدمی نے کہا ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح جنت کی نعمتوں کو آپؐ دیکھ رہے ہیں کیا میری آنکھ بھی جنت میں ان نعمتوں کو دیکھے گی جن کا ذکر اس سورہ میں ہوا ہے'' تو آپؐ نے فرمایا: ہاں ''یہ سن کر حبشی رونے لگا یہاں تک کہ اس کی روح پرواز کرگئی، عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسے قبر میں اتارتے ہوئے دیکھا''۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی، زادِراہ حدیث ۴۴۹)

یعنی بندہ صرف نیکی کما کر ہی جنت نہیں کما سکتا، اسے اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ شکر گذار بھی رہنا چاہئے۔

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۱) جب تم میں سے کوئی کام کرے تو اُسے پختہ (Perfect) طریقے سے انجام دے۔
۲) اللہ کے نزدیک بہترین کام وہ ہے جس میں باقاعدگی ہو۔
۳) کسی قوم کی زبان سیکھ لو اس کے شر سے محفوظ ہو جاؤ گے۔
۴) مومن وہ ہے جسے اپنی بدی سے افسوس ہو اور اپنی نیکی سے مسرت حاصل ہو۔
۵) آدمی کی جنت اُس کا گھر ہوتا ہے۔
۶) (اللہ تعالیٰ سے) فراغی اور خوشحالی کی امید رکھنا بھی عبادت ہے۔
۷) ندامت بھی توبہ ہے۔
۸) انسان کے اسلام کا حسن یہ بھی ہے کہ وہ فضول باتوں کو چھوڑ دیے۔
۹) لوگوں کو تم دولت سے اپنا گرویدہ نہیں کرسکو گے، اس لئے انھیں اپنے اخلاق سے گرویدہ کرو۔
۱۱) انسان جس سے محبت کرے گا قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا۔
۱۲) جس کا کھانا بہت ہو، اس کی بیماری بہت ہو اور جس کی غذا کم ہو اس کی دوا کم ہو۔
۱۴) مجھے (نبی کریم) کو بلند اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔
۱۵) ایمان میں وہیں کامل ترین مومن ہے جو اخلاق میں سب سے بہتر ہو۔
۱۶) جب کسی قوم کا معزز آدمی تمہارے پاس آئے تو اس کی عزت کرو۔
۱۷) میری امت کے علماء کی عزت کرو کیونکہ وہ رُوئے زمین کے ستارے (برائے ہدایت) ہیں۔
۱۸) اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے۔
۱۹) متکبر کے ساتھ تکبّر کرنا صدقہ ہے۔
۲۰) مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔
۲۱) ہم گروہ انبیاء کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم لوگوں کی ذہنی سطح کے مطابق اُن سے گفتگو کیا کریں۔
۲۲) انسان کا حسن اس کی زبان میں پوشیدہ ہے۔
۲۳) ایمان نے فتح مقید کردیا ہے (یعنی ہمیشہ قوتِ ایمانی ہی فتحیاب ہوتی ہے)۔
۲۴) بحران (crisis) کا شدت اختیار کرنا اس کا حل ہونا ہے، اے بحران شدت اختیار کرتو، تو کھل جائیگا۔
۲۵) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد سب سے بڑی عقل کی بات لوگوں کا دل رکھنا ہے۔
۲۶) مشورہ کر لینے کے بعد کبھی کوئی انسان تباہ نہیں ہوگا۔
۲۷) باہمی مخاصمت سے بچو کیونکہ اس سے خوبیاں مرجاتی ہیں اور عیوب زندہ ہوجاتے ہیں۔
۲۸) بدترین انسان علماء ہیں جب وہ بگڑ جائیں۔
۲۹) وہ شخص کبھی تباہ نہیں ہوگا جس نے اپنی حیثیت پہچان لی۔
۳۰) اگر تمہیں ایک دوسرے کے بھید معلوم ہوجایا کریں تو تم ایک دوسرے کے کفن دفن میں بھی شریک نہ ہوا کرو
۳۱) خوشامد مومن کے اخلاق میں سے نہیں اِلاّ یہ کہ علم کی خاطر ہو (یعنی استاذ کی خوشامد جائز ہے)۔
۳۲) مومن بھولا بھالا سخی ہوتا ہے اور فاجر بخیل اور کمینہ ہوتا ہے۔
۳۳) سخی جاہل اللہ کے نزدیک بخیل عابد سے زیادہ محبوب ہے۔
۳۴) مومن عیب جو، لعنت کرنے والا، بیہودہ گو اور بے حیا نہیں ہوتا۔
۳۵) تم گمان سے بچو کہ گمان سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔
۳۶) تمہارے گنہگار ہونے کو اتنا ہی کافی ہے کہ تم ہر وقت جھگڑتے رہو۔
۳۷) عورت کی مثال ٹیڑھی پسلی کی سی ہے۔ اگر تم اُسے سیدھا کرنے لگو گے تو اُسے توڑ دو گے اور اگر اس کی دِلداری کرو گے تو اس سے فائدہ اٹھاؤ گے۔ (جوامع الکلم از ڈاکٹر ظہور احمد ظہر شائع شدہ: روزنامہ انقلاب ۲۰۰۵-۲-۲)

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

(۲۱) لوگوں کو ان کے صحیح ناموں سے پکارو!

کسی کے کان میں ب سے میٹھی آواز اس کے نام کی ہوتی ہے، اگر لوگوں کو ان کے صحیح نام اور صحیح تلفظ سے پکارا جائے تو ان کا ردِّعمل بہت مثبت ہوتا ہے، اس لئے اگر آپ اپنے لئے کسی کے دل میں نرم گوشہ چاہتے ہیں تو اس کا صحیح نام اور صحیح تلفظ یاد رکھیں، اسلام میں صحیح نام رکھنے اور صحیح نام سے پکارنے کی بڑی اہمیت ہے، مندرجہ ذیل آیات اور احادیث سے آپ اس بات کے قائل ہو جائیں گے۔

حضرت ابو درداؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا کہ: ''اچھے نام رکھا کرو کیونکہ قیامت کے روز تمہیں تمہارے ناموں سے اور تمہارے باپ کے نام سے پکارا جائیگا''۔(مسند احمد، ابوداؤد، منتخب احادیث حدیث ۴۸۶)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اپنے ساتھیوں کے غلط ناموں کو بدل دیا کرتے تھے''۔(ترمذی، منتخب احادیث حدیث ۴۳۹)

ابن عمرؓ سے روایت میں ہے کہ: ''حضرت عمرؓ فاروق کی بیٹی کا نام عاصیہ تھا، جس کے معنی گناہ گار ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر ''جمیلہ'' رکھا تھا، جس کا معنی ''خوبصورت'' ہے۔(صحیح مسلم، کتاب الاداب حدیث ۲۱۳۹، منتخب احادیث حدیث ۸۳۷)

حضرت حنظلہؓ بن حزیم سے روایت میں ہے کہ: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں کہ ہر ایک آدمی کو اچھے اور اس کے پسندیدہ ناموں سے پکارا جائے، اگر وہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کے نام کے ذریعہ سے پکارا جائے، تو بھی اسے اس کے بچوں کے اچھے نام سے پکارا جائے''۔(الادب المفرد، امام البخاری، ارشادِ نبوی کی روشنی میں نظام معاشرت حدیث ۸۱۹)

اللہ تعالیٰ قران کریم میں فرماتا ہے کہ: ''اے ایمان والوں! کوئی قوم کسی قوم کا مزاق نہ اڑائے ممکن ہے کہ وہ قوم ان سے اچھی ہوں اور نہ عورتیں، عورتوں کا مزاق اڑائیں ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں اور آپس میں ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ اور نہ کسی کو برے نام سے پکارو، ایمان لانے کے بعد برے نام سے پکارنا گناہ ہے اور جو توبہ نہ کرے وہ ظالم لوگ ہیں''۔(سورۃ حجرات آیت ۱۱)

مثال کے طور پر، ہم عام طور پر کہتے ہیں کہ: اے فلاں فلاں کے والد اور فلاں فلاں کی والدہ تو اسے نام سے پکارتے وقت بھی اچھے نام کا خیال رکھیں۔

ناموں کے اثرات:

حضرت عبدالحمید بن جبیر بن شیبہؒ کہتے ہیں کہ (ایک دن) میں حضرت سعید بن مسیّب کے پاس بیٹھا تھا کہ انہوں نے مجھ سے یہ بات بیان کی کہ میرے دادا (جن کا نام حــزن تھا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میرا نام حزن (سخت مزاج) ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (سن کر) فرمایا: ''(حزن کوئی اچھا نام نہیں ہے) بلکہ تم سہل ہو (یعنی میں تمہارا نام سہل رکھتا ہوں)'' میرے دادا نے کہا: میرے باپ نے میرا جو نام رکھا ہے میں اس کو بدل نہیں سکتا۔ حضرت سعید بن مسیّب نے فرمایا (اس نام کی وجہ سے) اب تک ہمارے خاندان میں سختی ہے۔(بخاری، مسلم، منتخب ابواب جلد ا حدیث ۸۵۷)

ایک مرتبہ ایک اونٹنی کو دوہنے کی ضرورت پیش آئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ کوئی رضا کار یہ کام کرے، اس کام کو کرنے کے لئے ایک شخص نے اپنے آپ کو پیش کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا نام پوچھا اس نے اپنا نام 'مرّاہ' بتایا جس کا مطلب 'تیز' ہے، آپ نے اسے بیٹھ جانے کے لئے کہا، پھر ایک دوسرا شخص کھڑا ہوا، اُسنے اپنا نام 'حرب' بتایا جس کا مطلب 'جنگ' ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے بھی بیٹھ جانے کے لئے کہا، پھر تیسرے آدمی نے اپنی خدمت پیش کی جس کا نام 'یعیش' تھا، جس کے معنی ہیں زندہ رہنا اور زندۂ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اجازت دی کہ اُونٹنی کا دودھ دوہے۔(مؤطا)

ایک زمین ایسی تھی جس میں کوئی چیز نہیں اگتی تھی، لوگوں نے اس کا نام حضرہ (بنجر زمین) رکھ دیا تھا، نبی کریم ﷺ نے اس کا نام بدل کر خضرہ (سرسبز و شاداب) رکھدیا، تھوڑے دنوں کے بعد وہ زمین سرسبز ہوگئی۔(جنت کی کنجی صفحہ ۱۷۷)

برے ناموں (القاب) سے نہ پکارو:

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں، حضرت صفیہؓ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی جو پہلے یہودی مذہب سے تھیں) کا اونٹ بیمار ہو گیا تھا اور حضرت زینبؓ کے پاس ایک زائد اونٹ تھا، تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زینبؓ سے کہا کہ ''صفیہؓ کو ایک اونٹ دے دو'' زینبؓ نے کہا ''بھلا میں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دوں گی؟'' اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہوئے اور زینبؓ سے ذیالحجہ، محرم اور صفر کے کچھ ایام تک قطع تعلق کیے رکھا''۔(ابوداؤد، زادِ راہ حدیث ۳۲۷ صفحہ ۲۲۸)

اس کا مطلب یہ کہ کوئی بھی کسی کو برے نام اور برے لقب سے نہ پکارے یہ ایک بیحد گندہ عمل اور بری عادت ہے۔

امّ المومنین حضرت صفیہؓ کا قد چھوٹا تھا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ سے کسی موضوع پر گفتگو فرما رہے تھے جبکہ حضرت صفیہؓ وہاں موجود نہ تھیں، گفتگو کے دوران حضرت عائشہؓ نے حضرت صفیہؓ کا حوالہ دیا اور ان کا نام لینے کی بجائے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ پست قد خاتون: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی ظاہر کی اور فرمایا ''تمہارا اشارہ اتنا بُرا تھا کہ اگر اسے سمندر میں ڈال دیا جائے تو تمام سمندر بدبودار ہو جائے گا اور پانی کا مزہ تلخ ہو جائے گا۔(ابوداؤد)

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو برے نام سے پکارنا برا تو ہے ہی کسی کو اشارے سے برا ظاہر کرنا بھی برا ہے۔

(۲۲) درمیانی راستہ اختیار کرو

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ۔ (سورۃ طٰہٰ آیت ۲)

- خدا تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا۔ (سورۃ بقرہ آیت ۱۸۵)
- خدا کسی شخص پر اس کی قوت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ (سورۃ بقرہ ۲۸۶)
- اے اہلِ کتاب! اپنے دین کی بات میں حد سے نہ بڑھو اور خدا کے بارے میں حق کے سوا کچھ نہ کہو۔ (سورۃ نساء آیت ۱۷۱)
- شادی شدہ زندگی نہ گزارنا پادریوں کے طبقہ کیلئے ایک بڑا مذہبی کام ہے، مگر یہ کام مذہب کی حد سے آگے بڑھنا ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مذہب میں کبھی یہ اصول نافذ نہیں کیا۔
- اور اپنے ہاتھ کو نہ تو گردن سے بندھا ہوا یعنی بہت تنگ کر لو کہ کسی کو کچھ دو ہی نہیں اور نہ بالکل کھول ہی دو کہ سبھی کچھ دے ڈالو اور انجام یہ ہو کہ ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۹)
- اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے صفات قرآن کریم میں ان الفاظ میں بیان کرتا ہے ''اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں؛ بلکہ اعتدال کے ساتھ (نہ ضرورت سے زیادہ نہ کم''۔ (سورۃ فرقان آیت ۶۷)

مندرجہ بالا آیات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ درمیانی راستے پر چلنے والوں کو پسند فرماتا ہے اور ان کی تعریف کرتا ہے اور یہی اعتدال تجارت میں کامیابی کیلئے بھی بیحد اہم ہے۔

- حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اخراجات میں میانہ روی اختیار کرنا آدھی معیشت ہے، اور لوگوں سے میل محبت رکھنا آدھی دانشمندی ہے اور اچھا سوال کرنا آدھا علم ہے''۔ (بیہقی منتخب ابواب جلد احدیث ۱۱۳۱)

اس کے معنی ہیں کہ اچھی معیشت کا راز اس کی میانہ روی پر خرچ کرنے پر مضمر ہے، اچھے لوگوں سے میل جول صحیح اور اعلیٰ عقلمندی کی علامت ہے، ہمارا اچھے سوالات کا پوچھنا علم حاصل کرنے کو آسان کر دیتا ہے یعنی جب موزوں اور صحیح سوال کیا تو موزوں اور صحیح جواب بھی ملے گا اس سے مشکل بات بھی سمجھ میں آجائے گی، صرف مالی لین دین میں ہی نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں، میانہ روی یا درمیانی راستہ ہی زندگی میں کامیابی کا بہترین راستہ ہے، اس کی کچھ مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

- حضرت ابن عباسؓ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''نیک اعمال، اچھے اخلاق اور اعتدال پسندی (درمیانی راستہ) پیغمبری کا ۲۵واں حصہ ہے۔ (ابوداؤد)
- حضرت جبیر بن سمرہؓ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مختصر اور اسی طرح خطاب بھی مختصر ہوتا تھا۔ (براہ اعتدال مسلم)
- امُ المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے کمرے میں تشریف لائے اور اس وقت ان کے (یعنی حضرت عائشہؓ) کے پاس ایک عورت موجود تھی، آپؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا، یہ فلاں عورت ہے، جن کی عبادت کا چرچا عام ہے (یعنی یہ کہ وہ بہت نمازیں پڑھتی ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایسا نہ کرو، تم اتنا کرو جتنا کر سکتی ہو، اللہ تعالیٰ (اجر دینے سے) نہیں اکتائے گا تم (عبادت سے) اکتا جاؤ گی، اللہ تعالیٰ کو وہی دیندار پسند ہے جس میں مداومت (پابندی) ہو''۔ (بخاری، مسلم، حدیث نبویہ حدیث ۴۳۹ صفحہ ۲۰۲)
- امُ المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو کاموں میں اختیار کا موقع ہوتا جو گناہ نہ ہوتا تو آسان کام اختیار فرماتے اور اگر گناہ ہوتا تو سب سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے دور رہتے اور اپنے نفس کے لئے کبھی انتقام نہیں لیا، اگر اللہ تعالیٰ کی حرمتوں میں کوئی بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے لئے انتقام لیا۔ (بخاری، مسلم، حدیث نبوی حدیث ۳۵۷ صفحہ ۱۶۹)
- امُ المومنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ایسا کام کیا جس کے اندر سہولت تھی، کچھ لوگوں نے ان

سہولت والے عمل کو کم درجہ کا سمجھ کر نہ اپنایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے اس عمل کی خبر پہنچی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا: ''لوگوں کو کیا ہوگیا ہے، کہ وہ اس عمل سے بچتے ہیں، جس کو میں کرتا ہوں، خدا کی قسم میں ان سے زیادہ اللہ کو جاننے والا اور ڈرنے والا ہوں''۔ (بخاری ومسلم حدیث نمبر ۳۵۷ صفحہ ۱۶۹)

تشریح: یعنی لوگوں کے آسان راستے اور آسان عمل کو ترک کر کے مشکل عبادات والی طرزِ زندگی اپنانے کو آپ نے ناپسند فرمایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی شدہ زندگی گزاری، آپؐ کی دعا مختصر ہوتی تھی، رات کے کچھ وقفہ میں آپؐ عبادت فرماتے تھے، آپؐ عام مہینوں کے کچھ دنوں میں روزہ رکھتے تھے، آپؐ مسلسل روزہ نہیں رکھتے تھے، جبکہ آپؐ کے چند صحابۂ کرامؓ نے راہبوں کی طرح شادی نہیں کرنے کا ارادہ کیا، تمام رات عبادت بھی کرنی چاہی اور مسلسل روزہ رکھنا چاہا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ناپسند فرمایا اور صحابہ کرامؓ کو ہدایت فرمائی کہ ایک متوازن زندگی گزاریں اور درمیانی راستہ اختیار کریں۔

● حضرت اُمیمہ بنت رقیقہؓ فرماتی ہیں، میں نے کچھ عورتوں کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دین اور دینی احکام پر عمل کرنے کا عہد کیا، تو آپؐ نے ہم سے عہد لیتے وقت فرمایا: ''جتنا تمہارے بس میں ہو جہاں تک تم سے ہوسکے (اتنا ہی عمل کرنا)'' میں نے کہا: ''اللہ اور اس کا رسولؐ ہم پر اس سے زیادہ مہربان ہیں جتنا ہم اپنے اوپر مہربان ہوسکتے ہیں''۔ (مشکوٰۃ، زادِراہ حدیث ۶۴۳ صفحہ ۲۴۸)

● حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کوئی بندہ اپنا پورا رزق کھائے بغیر نہیں مرے گا، جو اللہ تعالیٰ نے اُس کی پوری زندگی کیلئے مقرر فرمایا ہے، اس لئے احتیاط کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مال و دولت کمانے میں بھی درمیانی راستہ اختیار کرو، دولت حاصل کرنے میں اگر دیر ہو تو تمہیں اسے حاصل کرنے کیلئے کوئی ناجائز راستہ اختیار نہیں کرنا چاہئے، تم اپنی خواہش کے مطابق وہ حاصل نہیں کرسکتے جو خدا کے قبضۂ قدرت میں ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ تم خدا کی خوشنودی کے بغیر دولت حاصل نہیں کرسکتے۔ (بیہقی)

● حضرت علیؓ نے فرمایا'' باعزت زندگی گزارنے کیلئے ہمیشہ درمیانی راستہ اختیار کرو اور اعتدال پسند رہو کیونکہ اعتدال پسند شخص کبھی دیوالیہ نہیں ہوتا۔

مندرجہ ذیل ۵/ کاموں میں اعتدال پسندی سے سکون اور خوشحالی ملتی:

(۱) کھانے میں اعتدال پسندی سے عمدہ صحت بنتی ہے۔

(۲) خرچ میں اعتدال سے اچھی مالی حیثیت بنتی ہے۔

(۳) کام میں اعتدال سے لمبی عمر ملتی ہے۔

(۴) گفتگو میں اعتدال سے عزت اور وقار ملتا ہے۔

(۵) فکر میں اعتدال سے خود اعتمادی یقیناً بڑھتی ہے۔

● حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی کا عمل اس کو نجات نہیں دلاسکتا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اور آپ کا عمل بھی نجات نہیں دلاسکتا؟ ارشاد فرمایا: اور نہ میں (اپنے عمل سے نجات پاسکتا ہوں) سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ڈھک لے، لہٰذا میانہ روی اختیار کرو اور توسط اور اعتدال سے کام لو اور صبح اور شام اور رات کے کچھ حصے میں بندگی کرو۔ راہِ اعتدال پر ہمیشہ قائم رہو، منزلِ مقصود تک پہنچ جاؤ گے۔ (ادب المفرد اردو ترجمہ جلدا حدیث ۴۶۱)

● حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی طرف سے دین میں سختی کرنے والے ہلاک ہوگئے، آپ نے تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا۔ (مسلم، اردو ریاض الصالحین جلدا حدیث ۱۴۴)

مذہبی تعلیمات زندگی گزارنے کا بہت آسان طریقہ سکھاتے ہیں، کچھ لوگ جان بوجھ کر اسے مشکل بناتے ہیں اور اس پر وہ عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ایسے لوگ آخر کار ناکام ہوتے ہیں، راہبوں کی زندگی اس کی بہترین مثالیں ہیں، جو ساری زندگی شادی نہیں کرتے اور زیادہ سے زیادہ دن روزے رکھتے ہیں، بیماریوں سے اپنا علاج نہیں کراتے ہیں، ساری ساری رات عبادت کرتے ہیں وغیرہ، یہ ان کی زندگی کے نمونے ہیں جو خود اپنے آپ سے خود پر دین کو سخت کرتے ہیں اور ناکام ہوتے ہیں۔

اپنے معاملات میں اعتدال رکھو:

حضرت عمرؓ ابن الخطاب نے فرمایا: تمہاری محبت ایسی نہ ہو کہ دل وجان سے فدا ہو جاؤ اور نہ تمہاری دشمنی اور نفرت کسی کو مٹا دینے والی ہو۔ (ارشادِ نبوی کی روشنی میں نظامِ معاشرت، الادب المفرد کی اردو شرح جلد ۲ صفحہ ۱۳۲۲)

کیونکہ مستقبل میں آپ کا دوست آپ کا دشمن بن سکتا ہے اور آپ کا دشمن دوست بن سکتا ہے۔ اس وقت آپ اپنے رویّہ پر پچھتائیں گے۔

❁❁❁

نوٹ

شائع شدہ مضامین سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں، ہر قسم کی چارہ جوئی کا حق صرف عدالت سہارنپور کو ہی ہوگا۔ (ادارہ)

(۲۳) السلام علیکم کو رواج دو!

تجارت میں اچھے اخلاق اور تواضع بڑی اہمیت رکھتے ہیں، اس لئے تجارت میں کامیابی کے لئے گاہک کا گرم جوشی کے ساتھ مسکرا کر استقبال اچھے الفاظ میں کیا جاتا ہے، اچھے الفاظ میں استقبال اور اچھے اخلاق صرف تجارت میں کامیابی کیلئے ہی ضروری نہیں بلکہ سماجی، مذہبی زندگی میں بھی کامیابی کے لئے ضروری ہیں۔

مندرجہ ذیل آیات قرآنی اور حدیث شریف سے آپ خوش اخلاقی اور سلام کرنے کی اہمیت کا اندازہ کر سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: ''اور جب گھروں میں جایا کرو تو اپنے گھر والوں کو سلام کیا کرو یہ خدا کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے''۔ (سورۃ نور آیت ٦١)

اے ایمان والوں اپنے گھروں کے سوا دوسرے لوگوں کے گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں کے گھر والوں کو سلام نہ کرلو۔ (سورۃ نور آیت ۲۷)

اور جب تمہیں کوئی سلام کرے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا انہیں لفظوں سے جواب دو۔ (سورۃ نساء آیت ٨٦)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بات کرنے سے پہلے سلام کیا کرو''۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے سوال کیا کہ اسلام میں کون سی بات بہتر ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کھانا کھلانا اور سلام کرنا خواہ پہچان ہو یا نہ ہو''۔ (بخاری، مسلم، حدیث نبوی حدیث ۲۹۳ صفحہ ۱۵۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے بھائی سے ملے تو اس کو سلام کرے اگر چلتے چلتے بیچ میں دیوار یا پتھر حائل ہو پھر اس سے ملے تو اس کو سلام کرے، ابوداؤدؒ کی روایت میں ہے کہ جب جدا ہونے لگے تو بھی سلام کرے۔ (ابوداؤد، حدیث نبوی حدیث ۲۹۵ صفحہ ۱۵۲)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''سب سے بڑا نکما اور عاجز وہ ہے جو اپنے لئے خدا سے دعا نہ مانگے اور سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام میں بخل کرے۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ بزار، زادِراہ حدیث ۱۲۹)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سے پہلے کی امتوں کی بیماری۔ عداوت وحسد، تمہارے اندر بھی گھس آئے گی عداوت تو جڑ سے کاٹ دینے والی شے ہے، یہ بالوں کو نہیں مونڈتی، بلکہ دین کو مونڈتی ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم جنت میں نہ جاسکو گے جب تک مومن نہ ہو، اور مومن بن نہیں سکتے جب تک باہم میل ملاپ اور محبت نہ ہو، کیا میں بتاؤں یہ باہمی محبت کیونکر پیدا ہوگی؟ السلام علیکم کو رواج دو''۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ بزار، زادِراہ حدیث ۱۷۰)

حضرت معاذؓ بن جبل کی روایت میں ہے کہ (جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذؓ بن جبل کو یمن بھیجا، اس وقت انہیں کچھ وصیتیں کیں ان میں یہ بھی شامل ہیں) ''لوگوں سے نرم انداز میں گفتگو کرنا اور انہیں سلام کرنا''۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ بیہقی، زادِراہ حدیث ۱۵۵)

حضرت انسؓ جب بچوں کے پاس سے گزرتے تو ان کو سلام کرتے اور فرماتے ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کو سلام کرتے تھے''۔ (متفق علیہ، زادِراہ حدیث ۳۷۳، صفحہ ۲۵۴)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر کسی بندے کے دل میں ذرّہ برابر بھی تکبر ہوگا تو وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا'' تب ایک صحابیؓ نے سُوال کیا، ''اے اللہ کے رسولؐ! ہر بندہ چاہتا ہے کہ اسے خوبصورت کپڑے اور جوتے ملیں، کیا یہ بھی تکبر ہے؟'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ''نہیں! اللہ تعالیٰ جمیل (خوبصورت) اور خوبصورتی (حسن) کو پسند فرماتا ہے، تکبر (غرور) یہ ہے کہ سچائی کو غرور کی وجہ سے تسلیم نہ کیا جائے اور کسی کو کمتر سمجھا جائے''۔ (مسلم، ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ''سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے پاک ہے''۔ (بیہقی، منتخب ابواب جلد ۱ حدیث ۷۴۶)

اس کا مطلب یہ ہیں کہ جو چاہے کہ اس میں غرور اور تکبر کا مرض نہ ہو تو اسے پہلے ہی آگے بڑھ کر دوسروں کو سلام کرنا چاہئے، حضرت اسماء بنت یزیدؓ کہتی ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہم عورتوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے ہمیں سلام کیا۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی، منتخب ابواب جلد ۱ حدیث ۷۴۳)

سلام کی برکتیں:

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہیں، اگر زندہ رہیں تو انہیں روزی دی جائے گی اور ان کے کاموں میں مدد کی جائے گی اور اگر انہیں موت آگئی تو اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل فرمائیں گے، ایک وہ جو اپنے گھر میں داخل ہو کر سلام کرے، دوسرے وہ جو مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جائے۔ تیسرے وہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلے۔ (ابن حبان، بحوالہ منتخب احادیث، صفحہ: ٦٦١)

معاشی خوشحالی کے لئے عمل:

حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، فقر وفاقہ اور تنگیٔ معاش کی شکایت کی، آپؐ نے اس سے فرمایا جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو سلام کرو خواہ کوئی ہو یا نہ ہو، پھر مجھ پر سلام بھیجو "الصلوٰۃ و السلام علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم" پھر ایک بار سورہ اخلاص پڑھو۔

چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، اللہ پاک نے اس پر رزق کی بارش فرمادی، یہاں تک کہ وہ اقرباء اور پڑوسیوں پر بھی بہانے لگا''۔ (القول البدیع صفحہ ۱۲۴، بحوالہ زادِ مومن صفحہ ۱۹۰/ از مولانا منیر)

حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑھے گا اس سے تنگدستی ددور ہو جائے گی اور فراوانی و خوشحالی آجائے گی یہاں تک کہ اپنے پڑوسیوں پر بھی بہائے گا۔ (الدرّالمنثور، جلد ٦ صفحہ ٦٧٧)

حصہ چہارم اپنے کاروباری ہنر کو کیسے سنواریں؟

(۲۴) بہترین اخلاق کی اہمیت

اچھے اخلاق کیا ہیں؟

● آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھے اخلاق نیکی ہیں''۔ (مسلم، بحوالہ حدیث نبوی حدیث ۳۴۷)

اچھا اخلاق ہمیں کس سے سیکھنا چاہئے؟:

● اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ''(اے محمد!) تمہارے اخلاق بڑے عالی ہیں''۔ (سورہ قلم آیت ۴)

● ''(اے محمد!) خدا کی مہربانی سے تمہاری افتادِ مزاج ان لوگوں کے لئے نرم واقع ہوئی ہے''۔ (سورۃ آلِ عمران آیت ۱۵۹)

● حضرت امام مالکؒ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے میرا تقرر پیغمبر کی حیثیت سے کیا ہے، تاکہ میں دنیا کو بہترین کردار (اخلاق حسنہ) کی تعلیم دوں''۔ (مئوطا امام مالکؒ)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کی بنیادی تعلیم بہترین کردار (اخلاق حسنہ) ہی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کے صحابہؓ نے پیغامِ الٰہی کو عام کرنے کے لئے چین، ہندوستان، افریقہ اور انڈونیشیا جیسے دور دراز مقامات کا سفر کیا اور یہ ان کے عظیم کردار اور اخلاق ہی تھے جس سے نئی دنیا متاثر ہوئی اور بغیر جنگ کے انہوں نے اسلام قبول کیا۔

● بہترین کردار کی بیحد اہمیت ہے، اسی سے دنیا میں تجارت میں کامیابی اور آخرت میں جنت ملے گی، اس لئے ہم ان روایات کا مطالعہ کرتے ہیں جن میں اعلیٰ کردار کی اہمیت کا ذکر ہے۔

● حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ''اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق، قرآن تھا۔ (مسلم، بحوالہ زادِراہ حدیث ۳۱۲)

یعنی قرآن مجید میں جن اعلیٰ اخلاقیات کی تعلیم دی گئی ہے وہ سب آپؐ کے اندر پائے جاتے تھے، آپؐ ان کا بہترین نمونہ تھے۔

● حضرت عیاض بن حمارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی ہے کہ تم تواضع وخاکساری ظاہر کرو تاکہ کوئی (تمہاری امت) کسی پر غرور گھمنڈ کا مظاہرہ نہ کرے، نہ کوئی کسی پر زیادتی کرے۔ (مسلم، بحوالہ حدیث نبوی حدیث ۳۵۵)

● حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے بہتر ہو اور میں تم میں سب سے بہتر ہوں اپنی بیویوں کے لئے''۔ (ابن ماجہ، ابن عباس، بحوالہ زادِراہ حدیث ۳۲۱)

● ''حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بدمزاج تھے اور نہ ہی بری باتیں آپؐ زبان سے نکالتے تھے''۔ (بخاری، مسلم، بحوالہ زادِراہ حدیث ۳۱۳)

بہترین اخلاق کے فائدے:

● اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: ''جو شخص نیک اعمال کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت (بشرطیکہ) مومن بھی ہوگا، تو ہم اس کو دنیا میں پاک (اور آرام) کی زندگی سے زندہ رکھیں گے اور (آخرت میں) ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے''۔ (سورہ نحل آیت ۹۷)

اس لئے نیک اعمال دنیا میں آرام دہ زندگی کے لئے بے حد ضروری ہیں، اور بہترین اخلاق کے بغیر نیک اعمال انجام دینا ممکن نہیں، اس لئے طویل خوشحالی کے لئے بہترین اخلاق بیحد ضروری ہے۔

● حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن مسلمانوں کے ترازو میں اخلاق سے زیادہ کوئی اور عمل نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ فحش گوئی اور ناشائستہ بات کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے۔ (ترمذی، بحوالہ حدیث نبوی حدیث ۳۴۹)

● حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''کیا میں تم (لوگوں) کو ایسے شخص کے بارے میں نہ بتلاؤں جو جہنم (کی آگ) پر حرام کر دیا جائے گا یا جس پر جہنم (کی آگ) حرام ہے۔ ہر مانوس (جسے ہر کوئی اپنا سمجھے)، بے آزار (جو کسی کو نقصان نہ پہنچاتا ہو) نرم خو (جو نرم لہجے میں بات کرے) نرم رو (جس کے اخلاق میں نرمی ہو)۔ (ترمذی، بحوالہ حدیث نبوی حدیث ۳۶۸)

● حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا

کہ کون سی چیز لوگوں کو سب سے زیادہ جہنم میں لے جانے والی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منھ اور شرمگاہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سی چیز لوگوں کو جنت میں لے جانے والی ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا پاس ولحاظ اور اچھے اخلاق۔ (ترمذی، بحوالہ حدیث نبوی حدیث ۴۲۲/۳۵۰)

● حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور مجھ سے قریب وہ شخص ہوگا جس کے اخلاق تم میں سب سے اچھے ہونگے اور قیامت کے دن میرے نزدیک سب سے زیادہ مغبوض (ناپسندیدہ) اور مجھ سے دور تم میں سے وہ لوگ ہوں گے، جو بتکلّف خوب باتیں کرتے ہیں اور حق سے تجاوز کر جاتے ہیں اور گلا پھاڑ پھاڑ کر بات کرنے والے، بتکلّف فصاحت وبلاغت کا مظاہرہ کرنے والے، اپنی فضیلت وبرتری کو ظاہر کرنے کے لئے زور زور سے باتیں کرنے والے''۔

(ترمذی، بحوالہ حدیث نبوی حدیث ۳۵۴)

● حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اشج عبد القیس سے فرمایا تمہارے اندر دو خوبیاں ہیں اور وہ دونوں ہی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہیں ایک بردباری (تحمل، قوتِ برداشت) اور دوسری متانت (یعنی سنجیدگی)۔ (مسلم، بحوالہ حدیث نبوی حدیث ۳۶۱)

اگر آپ کے اخلاق اچھے نہیں ہوئے تو کیا ہوگا؟

● حضرت حارث بن وہبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جنت میں نہ اکھڑ مزاج داخل ہوگا، نہ بداخلاق داخل ہوگا''۔ (ابوداؤد، بیہقی، بحوالہ منتخب ابواب، جلد۲ حدیث ۱۱۴۳)

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جھوٹ گناہ پر مائل کرتا ہے اور گناہ دوزخ میں لے جاتا ہے''۔ (بخاری، مسلم، بحوالہ زادِ سفر جلد۲ صفحہ ۲۳۴)

● قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''اور از راہ غرور لوگوں سے گال نہ پھلانا اور زمین میں اکڑ کر نہ چلنا، کہ خدا کسی اترانے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا۔ (سورہ لقمان آیت ۱۸)

● حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طعن کرنے والا، فحش بکنے والا، لعنت کرنے والا، بدزبانی کرنے والا مومن نہیں ہے''۔ (ترمذی، بحوالہ زادِ سفر جلد۲ صفحہ ۳۰۱)

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کے رزق کو کم کر دیتا ہے۔ (ابن ماجہ، سند احمد ۲۱۸۸۱، منتخب ابواب ۳۳۹)

● حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قسم ہے اس خدا کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! کوئی بندہ اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوسکتا؛ جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے''۔ (بخاری، مسلم، بحوالہ منتخب ابواب جلد۱ حدیث ۱۰۲۹)

▼▼▼▼▼▼▼

حسن اخلاق ایک قیمتی جوھر ھے

حسن اخلاق ایک ایسا قیمتی جوہر ہے کہ جس شخص کے اندر یہ جوہر پایا جاتا ہے تو سمجھ لیجئے کہ وہ شخص کامل انسان کہلاتا ہے، اخلاق ایک ایسی دوا ہے جو دل ودماغ دونوں کو فائدہ پہنچاتی ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم اور عبادت کی زینت اخلاق کو قرار دیا ہے، اور یہ فرمایا کہ قیامت کے دن مومن کے میزان عمل میں کوئی چیز حسن اخلاق سے زیادہ باوزن نہیں ہوگی، حسن اخلاق کا حامل شخص اپنے حسن خلق کے ذریعہ ہمیشہ روزہ رکھنے اور عبادت کرنے والے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے، اللہ تبارک وتعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ ''سب سے پیارا بندہ وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور مجھے سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور قیامت کے روز مجھ سے دور وہ شخص ہوگا جو بد اخلاق ہوگا''۔

ترمذی شریف میں ایک جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''اکمل المومنین ایماناً احسنهم خلقاً'' تم میں کامل مومن وہ شخص ہے جو تم میں اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھا ہو۔

اسلام میں اخلاق کو جو اہمیت حاصل ہے اس سے صرف نظر کرنا کسی بھی صورت میں صحیح نہیں ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں جو دعا مانگتے تھے اس کا ایک حصہ یہ بھی ہوتا تھا کہ ''اے میرے خدا تو میری بہتر سے بہتر اخلاق کی طرف رہنمائی فرما، تیرے سوا کوئی بہتر راہ نہیں دکھا سکتا اور برے اخلاق کو مجھ سے پھیر دے اور اس کو تیرے سوا کوئی نہیں پھیر سکتا'' چنانچہ اخلاق کے حصول کے لیے مجاہدہ وریاضت کی ضرورت پیش آتی ہے؛ کیونکہ یہ ایسی دولت ہے جو غیرت ومروت، حیاوتواضع، حلم وایثار، فراخ دلی اور بلند نگاہی جیسی صفت والے انسان ہی کو حاصل ہوتی ہے، برخلاف تعصب پرستی، تنگ نظری، حرص جاہ ومال والے انسان سے حسن خلق کوسوں دور ہوتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ انسان کے اندر اخلاق رذیلہ والی صفت نہ ہونے پائے، تب جا کر حسن اخلاق سے مزین ہوسکتا ہے، حسن اخلاق کے ذریعہ ایک عام انسان بھی نیکیوں کی ان بلندیوں تک آسانی سے پہنچ جاتا ہے، جہاں تک پہنچنے کے لیے ایک عابد وزاہد وداعی کو بھی بڑے بڑے مجاہدات کرنے پڑتے ہیں؛ لیکن ادنی سے ادنی انسان کے اندر اگر اخلاق پایا جاتا ہے، تو یقیناً اس کا حسن اخلاق اس کو فائدہ پہنچاتا ہے، کیونکہ اخلاق ایک ایسا جوہر اور ہیرا ہے جو کسی بھی وقت اپنی چمک سے دوسروں کے سیاہ دل کو چمکا سکتا ہے۔

(حمید اللہ قاسمی کبیر نگری معاون مدیر ماہنامہ نقوش اسلام)

(۲۵) نرم مزاجی کی اہمیت

● حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کسی گھر والوں کے لئے نرمی کا ارادہ نہیں کرتا مگر ان کو نفع پہنچانا ہو اور ان کو نرمی سے محروم نہیں کرتا مگر ان کو نقصان پہنچانا ہو (یعنی اللہ تعالیٰ اسی خاندان کے لئے نرمی کو پسند کرتا ہے جس کو نفع پہنچانا چاہتا ہے اور جس خاندان کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے اس کو نرمی سے محروم کر دیتا ہے''۔ (بیہقی، بحوالہ منتخب ابواب جلد احدیث ۱۱۶۱)

● کارخانہ، کمپنی، آفس یا کوئی ادارہ یہ بھی ایک گھر کی طرح ہے اور اس میں کام کرنے والے سارے لوگ ایک خاندان کی طرح ہیں اوپر بیان کی گئی حدیث میں جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ جس خاندان کی قسمت میں ترقی ہوگی اللہ تعالیٰ اس گھر والوں کے درمیان نرمی پیدا کر دیتے ہیں، یعنی ترقی آپس کے نرم تعلقات سے جڑی ہوئی ہے۔

اسی بات کو ہم اس طرح سے بھی کہہ سکتے ہیں کہ اگر کسی کو ترقی کرنا ہے تو اس کے تعلقات اور معاملات گھر والوں سے اور کاروبار سے جڑے لوگوں سے نرم ہونے چاہئیں۔

● نرم مزاجی کی بہت اہمیت ہے اس لئے ہم کچھ اور آیات اور احادیث شریف آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں:

● قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''(اے موسیٰ ؑ)! میں نے تم کو اپنے (کام کے) لئے بنایا ہے، تو تم اور تمہارا بھائی دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا، دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہو رہا ہے، اور اس سے نرمی سے بات کرنا شاید وہ غور کرے یا ڈر جائے۔ (سورۃ طٰہٰ آیت ۴۱ سے ۴۴)

● ''(اے محمد!) خدا کی مہربانی سے تمہاری افتادِ مزاج ان لوگوں کے لئے نرم واقع ہوئی ہے اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے، تو ان کو معاف کر دو اور ان کے لئے (خدا سے) مغفرت مانگو، اور اپنے کاموں میں ان سے مشورہ لیا کرو اور جب (کسی کام کا) عزم مصمم کر لو تو خدا پر بھروسا رکھو۔ بیشک خدا بھروسا رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے''۔ (سورۃ آلِ عمران آیت ۱۵۹)

● حضرت معاذؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا گورنر مقرر کیا اور وداع کرتے وقت میرا ہاتھ پکڑا اور تھوڑی دور چلے، پھر فرمایا:

اے معاذؓ!

(۱) ''میں تمہیں اللہ کی نافرمانی سے بچنے
(۲) سچ بولنے
(۳) عہد کو پورا کرنے
(۴) امانت کو ٹھیک ٹھیک پہنچانے
(۵) خیانت نہ کرنے
(۶) یتیم پر رحم کرنے
(۷) پڑوسی کے حقوق کی حفاظت کرنے
(۸) غصے کو دبانے
(۹) لوگوں سے نرم انداز میں گفتگو کرنے اور لوگوں کو سلام کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اس بات کی بھی وصیت کرتا ہوں کہ خلیفہ سے چمٹے رہنا (نہ اس سے الگ ہونا نہ اس کے خلاف محاذ بنانا)۔ (ترغیب وترہیب، بیہقی، بحوالہ زادِ راہ حدیث ۱۵۵)

● حضرت جریر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا، جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا''۔ (بخاری، مسلم، بحوالہ منتخب ابواب جلد احدیث ۱۰۱۵)

● حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو سچے ہیں اور جن کے سچے ہونے کی اللہ نے خبر دی ہے، یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ رحمت و شفقت سوائے بدبخت کے کسی کے دل سے نہیں نکالی جاتی۔ (احمد، ترمذی۔ بحوالہ منتخب ابواب جلد احدیث ۱۰۳۶)

● حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مخلوقِ خدا پر رحمت و شفقت کرنے والوں پر رحمٰن کی رحمت نازل ہوتی ہے، لہٰذا تم زمین والوں پر رحم کرو، جو آسمان میں ہے وہ تم پر رحم کرے گا۔ (ابوداؤد، ترمذی: بحوالہ منتخب ابواب جلد احدیث ۱۰۳۷)

● حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا میں تمہیں بتاؤں وہ شخص کون ہے جو آگ پر اور آگ اس پر حرام ہوگی؟ (سنو) دوزخ کی آگ ہر اس شخص پر حرام ہوگی جو نرم مزاج، نرم طبیعت، لوگوں سے نزدیک اور نرم خو ہے''۔ (احمد، ترمذی، بحوالہ منتخب ابواب جلد احدیث ۱۱۴۷) ﴿بقیہ اگلے صفحہ ۷۱ پر﴾

(۲۶) اپنی اصلاح کی کوشش کریں

رہنما ہمیشہ انکساری سے کام لیتا ہے، اس میں غرور نہیں ہوتا، ماتحتوں کی خدمت اور اپنی اصلاح کے لئے ہمیشہ تیار رہتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ عظیم شخصیتوں کے مالک اور رہنما تھے اور ہمارے لئے ایک کھلی کتاب کی طرح ہیں، ہمیں کئی مثالیں ملتی ہیں جب انہوں نے اپنی کوئی غلطی قبول کرنے سے انکار نہیں فرمایا اور اپنی اصلاح کی فوراً کوشش فرمائی، ہمیں یہ مثالیں یاد رکھنی چاہئے اور اپنی غلطیوں کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے، اس میں ہمارے لئے کوئی شرم کی بات نہیں ہے۔

اس سلسلے میں چند مثالیں درج ذیل ہیں:

● حضرت خالد بن ولیدؓ کہتے ہیں کہ میرے اور عمار بن یاسرؓ کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی تو میں نے انہیں سخت سست کہہ دیا تو حضرت عمار میری شکایت کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے، پیچھے سے حضرت خالدؓ بھی آگئے اور انہوں نے حضرت عمارؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کرتے ہوئے سُن لیا تو حضورؐ کی موجودگی میں بھی انہوں نے سخت سست کہنا شروع کیا اور برابر ان کی سخت کلامی بڑھتی ہی گئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے، کچھ نہیں کہہ رہے تھے تو حضرت عمارؓ رو پڑے اور کہا "اے اللہ کے رسولؐ! کیا آپ خالدؓ کو نہیں دیکھتے؟ تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اُٹھایا اور فرمایا "جو عمار سے دشمنی رکھے گا اللہ اس کا دشمن ہوگا اور جو عمار سے بغض رکھے گا تو خدا اس سے بغض رکھے گا"۔

شاید یہ اس لئے ہے کہ حضرت عمارؓ اسلام کے ابتدائی زمانے میں سخت آزمائشوں سے گذرے ہیں اور اسلام کے لئے انہوں نے بہت قربانیاں دی ہیں۔

حضرت خالدؓ کہتے ہیں کہ آپ کا یہ ارشاد سُن کر مجلس سے میں جب باہر نکلا تو سب سے زیادہ محبوب چیز میرے نزدیک یہ تھی کہ کسی طرح حضرت عمارؓ مجھ سے خوش ہو جائیں، چنانچہ میں نے ان سے مل کر اپنی سخت کلامی کی معافی مانگی تو انہوں نے معاف کر دیا اور خوش ہو گئے۔ (مشکوٰۃ، بحوالہ زادِ راہ حدیث ۳۹۳)

دنیا کے عظیم ترین فوجی جنرل حضرت خالد بن ولیدؓ جنہوں نے ایران اور روم کو شکستِ فاش دی، کبھی اپنی غلطی درست فرمانے میں تکلف نہیں کیا۔

● ہجرت مدینہ کے بعد رسول اللہؐ نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے نکاح کا انتظام فرمایا، شوہر اور بیوی میں اختلافِ خیال فطری ہے اس لئے ان میں بھی تھا، نئی نئی شادی کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کو Adjest نہیں کر پائے تھے، اسی لئے کسی بات پر حضرت فاطمہؓ کچھ ناراض ہوئیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علیؓ کی شکایت کی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کی حمایت کرنے کی بجائے انہیں نصیحت فرمائی اور سمجھایا کہ شادی شدہ زندگی میں اتار چڑھاؤ آتے ہیں اور شوہر اور بیوی کو ایک دوسرے کو سنبھالنا اور سمجھوتہ کرنا چاہئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو ہدایت فرمائی کہ حضرت علیؓ کی فرمانبردار بن کر رہیں۔

جب حضرت فاطمہؓ پریشان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے شوہر کی شکایت کرنے جا رہی تھیں تو حضرت علیؓ نے خفیہ طور پر ان کا پیچھا کیا اور مسجد کی دیوار کے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت فاطمہؓ کی گفتگو سنی، جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کی حمایت نہیں فرمائی بلکہ انہیں ہدایت فرمائی کہ حضرت علیؓ کی فرمانبرداری کریں تو حضرت علیؓ جذباتی ہو گئے اور انکھوں میں آنسو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئے اور حضرت فاطمہؓ کو دکھ دینے کے لئے معافی مانگی اور وعدہ کیا کہ حضرت فاطمہؓ کو ممکنہ حد تک آرام پہنچائیں گے اور ان کا احترام کریں گے اور حضرت علیؓ نے اپنی بقیہ زندگی میں اپنے وعدہ پر پوری طرح عمل کیا۔

حضرت علیؓ جو کہ ایک عظیم عالم اور مجاہد تھے اور جنہیں بعد میں عوام نے جمہوری طریقہ سے امیر المؤمنین چنا تھا، اتنے عظیم خلیفہ نے کبھی اپنی غلطی قبول کرنے سے انکار نہیں کیا بلکہ اس کی اصلاح کی فوراً کوشش کی۔

● معرکۂ خندق کے بعد یہودیوں نے ہتھیار ڈالنے سے پہلے حضرت ابولبابہؓ کو اپنا مشیر اور ثالث مقرر کیا، جب حضرت ابولبابہؓ ان کے قلعے میں گئے تو بے خبری (غلطی سے) مسلمانوں کی ایک خفیہ بات یہودیوں کو بتا دی لیکن فوراً ہی انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا، انہیں اپنے اس فعل پر اتنی شرمندگی ہوئی کہ وہ مسلم خیمے میں واپس آنے کی بجائے وہ براہِ راست مسجد نبویؐ پہنچے اور خود کو سزا دینے کے لئے مسجد کے ایک ستون سے اپنے آپ کو باندھ لیا اور قسم کھائی کہ جب تک اللہ تعالیٰ نہیں معاف نہیں کریگا وہ زنجیروں سے بندھے رہیں گے، ۱۵/دن کے بعد آپ کو خوشخبری ملی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا، تب ابولبابہؓ نے خود کو آزاد کیا۔ (ابن جوزی الوفا، مرتب: المصطفیٰ، صفحہ ۳۰۵)

● ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ایک راستے سے گزر رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نئے مکان پر شاندار گنبد دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے دریافت فرمایا ''یہ کیا ہے؟'' ایک صحابیؓ نے عرض کیا ''یہ نیا مکان انصاری مسلمان کا ہے'' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی، جب وہ انصاری صحابیؓ مسجد میں آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے تو آپؐ اپنا رُخ ان سے پھیر لیتے تھے، اس طرح کا معاملہ کئی دنوں تک ہوتا رہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرح رُخ پھیر لینے سے ان انصاری صحابیؓ کو احساس ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے خوش نہیں ہیں، تب انہوں نے ایک صحابیِ رسول سے ناراضگی کی وجہ دریافت کیا، صحابیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے علاقہ کا دورہ کیا تھا اور ان کے نئے مکان کے گنبد کے بارے میں دریافت فرمایا تھا، انصاری صحابیؓ کو اس بات کا احساس ہو گیا کہ ان کے مکان کے شاندار گنبد کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ناراض ہیں، اس لئے انہوں نے وہ گنبد فوراً توڑ وادیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرامؓ اگلی نسل کی اتباع کے لئے مثال اور نمونہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پسند نہیں فرماتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ دنیا کے سامنے عیش و عشرت والی زندگی کا نمونہ پیش کریں، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انصاری صحابیؓ کو نظر انداز کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ اتنے متقی، عظیم اور آپؐ کے جانثار تھے کہ اللہ اور رسولؐ کی خوشنودی کے لئے انہوں نے کبھی کسی جائداد یا عیش و عشرت کی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔

● حضرت کعب بن مالکؓ ان جلیل القدر صحابہؓ میں سے ہیں جو لیلۃ العقبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، یعنی یہ مدینہ سے ان انصار صحابہؓ میں سے ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے منیٰ مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام سے اپنی وفاداری کا عہد کیا تھا، یہ صحابیؓ تقریباً ہر غزوہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، مگر غزوہ تبوک میں اپنی کاہلی اور سستی کی وجہ سے شامل نہ ہو سکے، چونکہ اسلام میں اِمام جب جہاد کا اعلان کرے تو سب پر جہاد میں شریک ہونا فرض ہوتا ہے، اس لئے جو جہاد میں شامل نہ ہو سکے، اسے امام کے سامنے حاضر ہو کر اپنی غیر حاضری کا شرعی عذر پیش کرنا ضروری ہوتا ہے، اس لئے غزوہ کے بعد مدینہ کے وہ سارے لوگ جو جہاد میں شامل نہ ہو سکے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئے اور اپنی اپنی مجبوریاں بیان کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی مانگتے چلے گئے، ان میں اکثر منافق تھے اور انہوں نے جھوٹ بولا تھا، یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے پھر بھی آپؐ نے ان کے بیانات کو قبول کر لیا اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت کی دعا کر کے معاف کر دیا۔

حضرت کعب بن مالکؓ اور دوسرے صحابہؓ جو سستی اور کاہلی کی وجہ سے جہاد میں شامل نہیں ہوئے تھے وہ بھی جھوٹ بول کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی حاصل کر سکتے تھے، مگر ان عظیم صحابہؓ نے ایک سچّے مسلمان کی طرح جو سچ تھا وہی کیا، چونکہ انہوں نے غلطی کی تھی اور اپنا گناہ بھی قبول کیا تھا، اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق انہیں سزا کے طور پر عام مسلمانوں سے قطع تعلق اور اپنی بیوی سے الگ رہنے کا حکم دیا، یہ بائیکاٹ ۵۰/ دنوں تک رہا، اس دوران ان صحابہؓ کو بہت تکالیف ہوئیں، کافر بادشاہوں سے انہیں اپنے ہاں آنے کی دعوت بھی ملی، مگر یہ عظیم صحابہؓ سزا برداشت کرتے رہے اور توبہ و استغفار میں مشغول رہے، آخر اللہ تعالیٰ نے ۵۰/ دن بعد ان کی توبہ کو قبول کیا اور ان کی غلطیوں کو معاف کر دیا، صحابہ کرامؓ کی انہی خوبیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کا پروانہ انہیں دے دیا تھا اور جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اسے دنیا و آخرت میں کون ناکام کر سکتا ہے؟۔

﴿بقیہ......پچھلے صفحہ ۶۹/ کا﴾

● حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس شخص کو نرمی میں سے اس کا حصہ دیا گیا، اس کو دنیا و آخرت کی بھلائیوں میں سے اس کا حصہ دیا گیا اور جو شخص نرمی میں سے اپنے حصے سے محروم کر دیا گیا وہ (دنیا و آخرت کی) بھلائیوں میں سے اپنے حصہ سے محروم رہا''۔ (شرح السنۃ، بحوالہ منتخب ابواب جلدا حدیث ۱۱۴۰)

● حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''(نیک) مومن بھولا اور شریف ہوتا ہے اور بدکار (شخص) مکار اور کمینہ ہوتا ہے''۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، بحوالہ منتخب ابواب جلدا حدیث ۱۱۴۸)

● حضرت مکحولؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ایمان والے نرم مزاج، نرم طبیعت اور اس اونٹ کی طرح فرمانبردار ہوتے ہیں، جس کی ناک میں نکیل پڑی ہو، اگر اس کو کھینچا جائے تو کھچا چلا آئے اور اگر پتھر پر بٹھایا جائے تو پتھر پر بیٹھ جائے''۔ (ترمذی، بحوالہ منتخب ابواب جلدا حدیث ۱۱۴۹)

● حضرت عمر بن حریثؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم اپنے ملازموں سے جتنی ہلکی خدمت لوگے اتنا ہی اجر و ثواب تمہارے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا''۔ (ابویعلیٰ، بحوالہ زادِ راہ حدیث ۷۶)

● اوپر بیان کی گئی احادیث شریفہ اور قرآنی آیات سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ نرم مزاجی کاروبار کے لئے ضروری تو ہے ہی، مگر خود اپنی دنیا اور آخرت کی کامیابی کے لئے بھی بہت ضروری ہے۔ اس لئے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں نرم طبیعت عطا فرمائے اور ہم خود بھی لوگوں سے نرمی سے پیش آنے کی کوشش کریں۔

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

(۲۷) سبقت کے جذبے کا کامیابی پر اثر

نیکیوں میں سبقت کا جذبہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں اپنے امتیوں کو ان کے منور اعضائے جسم سے پہچانوں گا، وہ اعضاء جو وضو سے دھوئے جاتے ہیں حشر کے دن چمکیں گے''، وضو میں کہنیوں تک ہاتھ دھونا ضروری ہے؛ لیکن اعضاء کے زائد حصے چمکانے کے لئے حضرت ابو ہریرہؓ کندھوں تک ہاتھ دھوتے تھے۔

- سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں، میں بیمار تھا تو اللہ کے رسولؐ میری عیادت کو تشریف لائے، آپؐ نے پوچھا کیا ''تم نے وصیت کردی؟'' میں نے کہا ''ہاں'' آپؐ نے پوچھا ''کتنے کی وصیت کی ہے؟'' میں نے کہا ''میں نے اپنے پورے مال کی وصیت کردی ہے اور راہِ خدا میں دے دیا ہے'' آپؐ نے پوچھا ''اپنی اولاد کے لئے کیا چھوڑا؟'' میں نے عرض کیا ''وہ مالدار ہیں، اچھی حالت میں ہیں'' آپؐ نے فرمایا ''ساری جائداد راہِ خدا میں مت دو بلکہ اپنی اولاد کے لئے بھی کچھ چھوڑو'' میں نے کہا ''میں اپنی جائداد کا تین چوتھائی حصہ راہِ خدا میں دیتا ہوں'' آپؐ نے فرمایا ''یہ بھی زیادہ ہے'' میں نے کہا ''آدھا حصہ راہِ خدا میں دیتا ہوں'' آپؐ نے کہا ''یہ بھی زیادہ ہے'' آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک تہائی حصہ راہِ خدا میں دینے کی اجازت دے دی مگر کہا کہ ''یہ بھی بہت ہے''۔ (ترمذی، بحوالہ سفینۂ نجات حدیث ۱۸۶)

- حضرت سلمان فارسیؓ ایران (اصفہان) کے ایک امیر اور معزز زمیندار کے بیٹے تھے، جب یہ کچھ بڑے ہوئے تو ان کے والد نے انہیں آتش کدہ کی ذمہ داری دے دی، یعنی ان کی ذمہ داری یہ تھی کہ رات دن وہ آگ پر نظر رکھیں اور آگ ایک لمحہ کے لئے بھی بجھ نہ پائے، یہ کام حضرت سلمان فارسی بڑی ذمہ داری کے ساتھ کرتے تھے، ایک دن ان کے والد نے انہیں کسی کام سے دوسرے گاؤں بھیجا، راستے میں انہیں ایک چرچ میں کچھ لوگ عبادت کرتے نظر آئے، انہوں نے نزدیک جاکر عیسائیت کی معلومات حاصل کی، چونکہ عیسائیت کے نظریات پارسیوں سے کہیں بہتر ہیں اس لئے انہوں نے عیسائیت اختیار کرنے کی ٹھان لی، والد سخت خلاف تھے اس لئے گھر سے فرار ہوکر شام چلے گئے اور ایک چرچ میں رہنے لگے، جب وہاں کے پادری کا انتقال ہوا تو نیک پادری کی تلاش میں نصیبین جاکر وہاں کے چرچ میں رہنے لگے، جب وہاں کے پادری کا انتقال ہوا تو عمودیہ جاکر وہاں کے نیک پادری کے ساتھ چرچ میں رہنے لگے، جب وہاں کے بھی پادری کے انتقال کا وقت قریب آیا تو اس پادری نے کسی دوسرے پادری کا پتہ تو نہیں بتایا صرف اتنا کہا کہ آخری نبی کے ظہور کا وقت ہوگیا ہے اور وہ عرب ملک میں ظاہر ہونگے، اس عرب علاقے کی ساری تفصیل بھی بتا دی، اس لئے حضرت سلمان فارسیؓ عرب جانے کے لئے ایک کارواں میں شامل ہوگئے، جب مکہ مکرمہ قریب آیا تو کارواں والوں نے انہیں غلام بنا کر مکہ مکرمہ میں فروخت کردیا، پھر ایک یہودی انہیں مکہ مکرمہ سے خرید کر مدینہ منورہ لے گیا، غلامی کے باوجود راہِ حق کی تلاش انہوں نے جاری رکھی، کچھ دنوں بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ ہجرت کیا تو آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر پہلے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان لیا کہ آپؐ واقعی اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں اور جب آپؐ کو سچا نبی پایا تو اپنے آقا کی مرضی کے خلاف ایسا ایمان لائے اور ایسے سچے مسلمان ثابت ہوئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو غلامی سے آزاد کرانے کے بعد اپنے اہل بیت میں شامل فرمایا، غزوہ خندق میں خندق کھودنے کی صلاح حضرت سلمان فارسیؓ کی ہی تھی، وہ راہب نہ تھے مگر عبادت کا اتنا زیادہ اور شدید جذبہ آپ میں تھا کہ ساری زندگی راہبوں کی طرح بغیر سروسامان رہے۔

- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (میرے متعلق) بتایا گیا کہ میں کہتا ہوں: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں جب تک زندہ رہوں گا میں روزہ رکھوں گا۔ اور رات کو قیام کروں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نے یہ یہ باتیں کی ہیں؟'' میں نے آپؐ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے ماں آپ پر قربان ہوں میں نے یہ باتیں کی ہیں، آپ نے فرمایا: ''تم یقیناً اس کی طاقت نہیں رکھو گے، اس لیے تم کبھی روزہ رکھ لو اور کبھی نہ رکھو، رات کو سویا بھی کرو اور قیام بھی کیا کرو، ہر ماہ تین روزے رکھ لیا کرو؛ کیونکہ ہر نیکی کا ثواب دس گناہ ہے، اس طرح تمہارا یہ عمل زمانے بھر کے لیے روزے رکھنے کے مثل ہوجائے گا'' میں نے عرض کیا، میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا: ''ایک دن روزہ رکھو اور دو دن روزہ نہ رکھو، میں نے عرض کیا میں اس

سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا: ''پھر ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن روزہ نہ رکھو، یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے، یہ روزوں میں سے سب سے متعدل اور راست طریقہ ہے۔

ایک اور روایت میں ہے: ''کیا مجھے یہ نہیں بتایا گیا کہ تم ہمیشہ روزہ رکھتے ہو اور پوری رات قرآن پاک پڑھتے رہتے ہو؟'' میں نے عرض کیا؛ اللہ کے رسول! ایسے ہی ہے؛ لیکن میں یہ سب کچھ نیکی اور بھلائی کے ارادے ہی سے کرتا ہوں آپؐ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام جیسا روزہ رکھو کیونکہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار تھے اور ہر مہینے میں قرآن کی تلاوت مکمل کرو'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپؐ نے فرمایا: ''پھر بیس دن میں پڑھ لیا کرو'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپؐ نے فرمایا: ''پھر دس دنوں میں پڑھ لیا کرو، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپؐ نے فرمایا: ''پھر تم اسے سات دنوں میں مکمل کرو اور اس سے زیادہ نہ کرو، پس میں نے سختی کی تو مجھ پر بھی سختی کر دی گئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہیں نہیں معلوم کہ شاید تمہاری عمر دراز ہو''۔ (ریاض الصالحین، جلد حدیث ۱۵۰)

● رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ مسجدوں کی چہار دیواری میں قید رہنے والے راہب نہیں تھے بلکہ تاجر، کسان اور میدانِ کارزار کے شہسوار تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاصؓ جو اپنی ساری جائداد خدا کی راہ میں دے دینا چاہتے تھے وہ اسلامی فوج کے کمانڈران چیف بنے اور ان کی فوج نے ایران کو فتح کیا، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ جو ساری زندگی روزہ رکھنے چاہتے تھے، ساری رات عبادت کرنا چاہتے تھے اور ہر رات ایک قرآن ختم کرنا چاہتے تھے وہ بصرہ (عراق) کے گورنر بنے اور حضرت ابوہریرہؓ جنھوں نے بہت زیادہ احادیث روایت کی ہیں اور جو قیامت میں اپنے زیادہ سے زیادہ اعضاء کو چمکانے کے لئے وضو میں کاندھوں تک ہاتھ دھویا کرتے تھے وہ بحرین کے گورنر بنے، حضرت سلمان فارسیؓ جو حق کی تلاش میں ایران سے نکلے اور مکہ مکرمہ میں غلاموں کی طرح فروخت ہوئے، حضرت عمرؓ کی خلافت میں مدائن کے گورنر مقرر ہوئے، ان صحابہ کرامؓ میں اتنی صلاحیتیں تھی کہ ۲۰ رسال کے عرصے میں انہوں نے ایران اور روم کو فتح کر لیا اور وہاں ایسی حکمرانی کی کہ دنیا آج بھی انہیں یاد کرتی ہے W.H. Hart نے حضرت عمرؓ کو عظیم ترین لوگوں کی فہرست میں ۵۰ رویں نمبر پر ذکر کیا ہے (حضورؐ کا نام اس فہرست میں پہلے نمبر ہے) صحابہ کرامؓ کی شدید خواہش تھی کہ مذہبی معاملات اور عبادات میں بہتر سے بہتر بنیں، بہتری اور سبقت کی اس فطرت نے نہ صرف انہیں دین میں اعلیٰ مقام عطا کیا بلکہ دنیاوی لحاظ سے بھی انہوں نے عظیم کامیابیاں حاصل کی تھیں، صحابہ کرامؓ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مال و دولت سے اتنا نوازا ہے کہ ہماری آنے والی نسل اتنی رقم ۵۰۰ رسال میں بھی نہ کما پاتی، اپنی اصلاح اور نیکی میں سبقت کی چاہ نے صحابہ کرامؓ کو تاریخ میں لافانی بنا دیا۔

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جسے سب سے زیادہ فکر آخرت کی ہوگی اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے۔ اس کے اُلجھے ہوئے کاموں کو سُلجھا دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل و خوار ہو کر آتی ہے۔ (ترمذی، ترجمان حدیث جلد اول، حدیث نمبر ۲۲)

دنیاوی کامیابی کا یہ بھی ایک راز ہے، کافروں کے لئے یہ دنیا تو جنت ہے، ان کو اللہ تعالیٰ بغیر کسی محنت کے بھی دولت دیتے رہتے ہیں، مگر اگر ایک سچے پکے مسلمان کو بڑی دنیاوی کامیابی حاصل کرنا ہے تو آخرت کی کامیابی کا اس میں شدید جذبہ ہونا چاہئے اور اس کی کوشش بھی ہونی چاہئے، اگر ہم زندگی اور تجارت میں صحابہ کرامؓ کی طرح کامیابی چاہتے ہیں تو ہمیں بھی صحابہؓ کی طرح اپنی اصلاح اور نیکی میں سبقت کی شدید چاہ ہونی چاہئے۔ (انشاء اللہ)

تعارف مرکز احیاء الفکرالاسلامی

مظفر آباد

ایک دینی، دعوتی، فکری، اصلاحی، ادبی، ثقافتی، تعلیمی اور جامع عالمی ادارہ ہے، جس کا قیام علماء حق دیوبند، سہارنپور اور لکھنؤ کی سرپرستی میں قرآن و حدیث اور اسلامی فکر کی دعوت و تبلیغ اور اشاعت کے لیے عمل میں آیا ہے، تاکہ قوم کے اندر صحیح اسلامی روح و فکر اور دینی بیداری و جمیعت پیدا کی جائے، نیز فرقہ ضالہ اور برادران وطن غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت پیش کی جائے اور پیام انسانیت کا پیغام دیا جائے، اس مرکز کے تحت دو ادارے ''جامعۃ الامام ابی الحسن اسلامیہ'' اور ''جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات'' ہیں جو اپنی مثال آپ ہیں۔

اس لئے مخیرّین اور ملت کے دردمند حضرات سے مخلصانہ اپیل ہے کہ وہ مرکز کا ہر طرح تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

رابطہ کے لئے: مرکز احیاء الفکرالاسلامی مظفر آباد، سہارنپور (یوپی)

Markazu Ihyail Fikril Islami, Muzaffarabad
Saharanpur(U.P) A/CNo.30416183580,S.B.I
Ph.9719831058, 0132-2775452

(۲۸) مسکراہٹ کی اہمیت

ایک مشہور چینی کہاوت ہے کہ ’’جس آدمی کا چہرا مسکراتا ہوا نہ ہو اسے دُکان نہیں لگانی چاہئے‘‘۔

- جب آپ مسکراتے ہیں تو بالواسطہ کہتے ہیں:
  ’’میں آپ کو پسند کرتا ہوں۔‘‘
  ’’میں آپ سے خوش ہوں۔‘‘
  ’’مجھے آپ کو دیکھ کر خوشی ہوئی۔‘‘ وغیرہ۔
- آپ کے اس ردِّعمل سے دوسرا شخص خوش ہوجاتا ہے اور اس کا ردِّ عمل بھی مثبت ہوجاتا ہے، اس تمام کاروائی سے دوستانہ ماحول پیدا ہوتا ہے۔
- مسکراہٹ لوگوں کے درمیانی دیوار کو توڑ دیتی ہے، اس سے گرمجوشی اور دوستانہ ماحول پیدا ہوتا ہے، لوگ فطرتی طور پر ایسے لوگوں کو پسند کرتے ہیں اور ان سے تعاون کرتے ہیں جن کے چہروں پر فطری اور حقیقی مسکراہٹ ہوتی ہے اس لئے لوگوں کا استقبال گرمجوشی سے مسکرا کر کریں۔

- کیا اسلام میں صرف نفس کشی، سنجیدگی اور محنت ومشقت ہی ہے یا کچھ آسانی اور خوش رہنے کی اجازت ہے؟ آیئے قرآن کریم میں ہم اس سوال کا جواب تلاش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

- (اے محمد!) ہم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ۔ (سورۃ طٰہٰ آیت۲)
- اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا۔ (سورۃ بقرہ آیت ۱۸۵)

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’اپنی طرف سے دین میں سختی کرنے والے ہلاک ہوگئے‘‘۔ (ریاض الصالحین)

مندرجہ بالا آیت اور حدیث سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اسلام آسانی کا مذہب ہے اب مسکرانے کی روایات کا مطالعہ کرتے ہیں۔

- اسلام غیر دلچسپ خوف اور فکروں سے بھری ہوئی اور مایوس زندگی کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ وہ خوش وخرم، دوستانہ، ہمدردانہ، ولولہ خیز اور باعزت طرزِ زندگی کی تعلیم دیتا ہے، مثلاً اسلام میں مسکرا کر گرمجوشی سے کسی کا استقبال کرنے کی بڑی اہمیت ہے، ہم مندرجہ ذیل بیان سے آپ اس کا اندازہ کرسکتے ہیں۔

- حضرت عبداللہ بن حارثؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی شخص کو مسکراتے نہیں دیکھا۔ (ترمذی، منتخب ابواب حدیث ۸۲۷)
- حضرت جریرؓ کہتے ہیں کہ جب سے مسلمان ہوا ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (اپنے پاس آنے سے) کبھی نہیں روکا، اور جب بھی آپؐ مجھے دیکھتے مسکرا دیتے۔ (بخاری، مسلم، منتخب ابواب حدیث ۸۲۵)
- حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا بھی صدقہ ہے۔ (ترمذی، حدیث نبوی حدیث ۱۱۰)
- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’اپنے بھائی سے مسکرا کر ملنے سے اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا روپیہ خیرات کرنے سے ہوتا ہے۔ (ترمذی:۱۹۵۶)
- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لوگوں سے مسکرا کر اور خلوص واخلاق سے ملاقات کرتے، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں آپ کے اخلاق کی تعریف کی اور یوں فرمایا ’’(اے محمد!) تمہارے اخلاق بڑے عالی ہیں۔ (سورۃ قلم آیت۴)
- حضرت ابوذر اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’ہر حال میں اللہ سے ڈرو، کوئی گناہ ہوجائے تو فوراً نیکی کرو وہ اس کو مٹا دے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ‘‘۔ (ترمذی، حدیث نبوی حدیث ۴۲۱ صفحہ ۱۹۴)
- حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تنہا رہنا پسند نہیں فرماتے تھے بلکہ ہم سے مل جل کر رہتے تھے، بطور تواضع: آپؐ میرے چھوٹے بھائی (۱۰ سال سے کم عمر) سے پوچھتے ’’اوہ! ابوعمیر تمہاری چڑیا کو کیا ہوا؟ ابوعمیر کے پاس ایک چڑیا، پرندہ تھا جو بعد میں مرگیا۔
- حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے تعجب اور حیرت کے ساتھ آپؐ سے کہا ’’اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہم سے ہنسی اور خوش طبعی کی باتیں فرماتے ہیں،‘‘ آپؐ نے جواب دیا ’’ہاں لیکن کوئی غلط اور اسلامی اصول کے خلاف نہیں کہتا‘‘۔ (ترمذی، زادِ راہ حدیث ۳۲۰)
- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیحد خوش مزاج تھے اور بڑا شائستہ مزاق فرماتے

تھے، بعض اوقات آپؐ محبت اور شفقت سے صحابہ کرامؓ کو ان کے اصلی ناموں کی بجائے دوسرے پیارے ناموں سے مخاطب فرماتے تھے اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ بھی آپؐ سے اتنی محبت فرماتے تھے کہ وہ انہی ناموں کو اپنے اصلی ناموں سے زیادہ پسند کرتے تھے، مثلاً حضرت ابو ہریرہؓ کا اصل نام ''عبدالرحمن بن صخر'' تھا اور انھوں نے ایک بلّی پال رکھا تھا، اس بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار انہیں ابو ہریرہؓ کہہ کر پکارا جس کا مطلب ہوتا ہے بلّی کے ابّا، حضرت کو اپنا نیا نام ابو ہریرہ اتنا پسند آیا کہ انھوں نے اسی کو اپنا لیا، آج تاریخ میں وہ اسی نام سے جانے جاتے ہیں، ان کا اصل نام شاید ہی کسی کو پتہ ہو۔

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت علیؓ بغیر چادر کے مسجد میں سو رہے تھے ان کے چہرے پر ریت لگی ہوئی تھی، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر وہاں سے ہوا تو آپؐ نے کہا ''او ابو تراب اٹھو'' ابو تراب کے معنی ریت یا مٹی کے باپ اور حضرت علیؓ نے بھی اس نام کو اپنا لیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک یہودی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آیا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا گرمجوشی سے سے استقبال فرمایا اور مسکرا کر اچھی طرح سے اس سے بات کی، جب وہ چلا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا ''وہ یہودی، شریف آدمی نہیں تھا'' حضرت عائشہؓ کو بڑا تعجب ہوا اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ''پھر آپؐ نے اس سے اتنی اچھی طرح سے کیوں بات چیت کی؟'' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین آدمی وہ ہے جس کی شریر فطرت کی وجہ سے لوگ اس سے دُور رہتے ہیں (شر) اور میں ایسا شخص بننا نہیں چاہتا''۔ (ترمذی، بیہقی)

اس کا مطلب یہ ہے کہ میری فطرت کی وجہ سے لوگ مجھ سے ملنا جلنا نہ چھوڑیں۔

● حضرت بکر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضراتؓ دوستی اور مزاح میں (کبھی کبھی) خربوزے کے چھلکے ایک دوسرے پر پھینکتے تھے، لیکن جب اسلام کی دفاع کا موقع آتا تو یہ نہایت سنجیدہ ہو جاتے تھے''۔ (الادب المفرد، زادِراہ حدیث ۳۶۸ صفحہ ۲۵۱)

● حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرات تنگ دل اور تنگ ذہنیت نہیں رکھتے تھے، اور نہ ہی وہ اپنے آپ کو پُر تکلف بنائے رکھتے، وہ لوگ تو اپنی مجلسوں میں شعر سنتے اور پڑھتے اور جاہلی زندگی اور اس کی تاریخ بیان کرتے (اور اس پر ہنستے) البتہ جب ان سے خدا کے دین کے سلسلے میں کوئی نامناسب مطالبہ کیا جاتا تو ان کی آنکھیں غصہ کی وجہ سے لال ہو جاتیں۔ (الادب المفرد، زادِراہ حدیث ۳۶۷ صفحہ ۲۵۱)

● حضرت قتادہؓ (تابعی) کہتے ہیں کسی نے عبداللہ بن عمرؓ سے سوال کیا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہنستے بھی تھے؟'' انہوں نے جواب دیا کہ ''ہاں وہ ہنستے بھی تھے، مگر ایمان ان کے دلوں میں اتنی مضبوطی سے جما ہوا تھا جتنا پہاڑ مضبوط ہوتا ہے'' اور بلال بن سعد کہتے ہیں کہ ''میں نے صحابۂ کرام کو دن میں دوڑ میں مقابلہ کرتے دیکھا ہے اور انہیں ایک دوسرے سے ہنستے ہوئے بھی پایا ہے، لیکن جب رات ہوتی تو وہ وہ عبادت گزار بن جاتے تھے''۔ (الادب المفرد، زادِراہ حدیث ۳۶۶ صفحہ ۲۴۹)

● حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ پر فجر کی نماز پڑھتے، وہاں سے اس وقت تک نہیں اٹھتے تھے جب تک سورج (اچھی طرح) نہ نکل آتا، جب سورج نکل آتا (اور بلند ہو جاتا) تو آپ (اشراق کی نماز پڑھتے اور گھر میں تشریف لے جانے کے لئے) کھڑے ہوتے، اس دوران جو صحابہ مسجد میں آپ کے ساتھ موجود رہتے وہ کبھی زمانہ جاہلیت کی باتیں بھی کرتے اور ہنستے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باتیں سن کر مسکراتے (یعنی آپ ہنستے نہیں تھے بلکہ مسکراتے تھے)۔

منتخب ابواب جلد اول، حدیث ۸۲۶/مسلم اور ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ (اس دوران) صحابہ اشعار پڑھتے۔

● حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا زیادہ ہنستے ہوئے کبھی نہیں دیکھا کہ مجھے آپ حلق کا اندرونی حصہ نظر آیا ہو، (اکثر و بیشتر) آپؐ کا ہنسنا مسکرانے کی حد تک رہتا تھا''۔ (بخاری، مسلم، منتخب ابواب جلد ا حدیث ۸۲۴)

مذاق کی حد:

حضرت ابن عباسؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم اپنے (مسلمان) بھائی سے جھگڑا نہ کرو، نہ اس سے (ایسا) مذاق کرو (جس سے اس کو تکلیف پہنچے) اور نہ اپنے دوستوں سے ایسا وعدہ کرو جس کو پورا نہ کر سکو''۔ (ترمذی، منتخب ابواب جلد ا حدیث ۹۶۰ صفحہ ۴۷۶)

● رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ''اپنے بھائی کی کوئی چیز بغیر اجازت نہ لیں حتیٰ کہ مذاق میں بھی نہ لیں''۔

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی شخص پر لعنت کی ہے جو دوسروں کو ہنسانے کے لئے جھوٹی باتیں بناتا ہے۔

● خوش مزاجی اچھی بات ہے لیکن کسی کو خوش کرنے کیلئے ہمیں مذاق میں بھی جھوٹ بولنا نہیں چاہئے، کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ایک مومن کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک وہ جھوٹ بولنا نہ چھوڑے حتیٰ کہ وہ مذاق اور بحث میں بھی جھوٹ نہ بولے حالانکہ وہ دیگر معاملات میں سچ بولنے والا ہو''۔ (بیہقی)

(۲۸) نبی کریمؐ کے شب وروز کے کچھ خوش گوار لمحات

میرے طالبِ علمی کے زمانے میں (۱۹۷۰ء سے ۱۹۸۰ء) میں سنجیدگی، پروفیسروں سے ڈرو خوف وغیرہ کو ڈسپلین کا اہم حصہ سمجھا جاتا تھا، پروفیسر کے کلاس روم میں داخل ہوتے ہی ایک دم سناٹا چھا جاتا، کڑوی دوا کی طرح سارا لیکچر گلے کے نیچے اتارنا ہوتا تھا، چاہے کوئی بات سمجھ میں آئے یا نہ آئے اور نہ اتنی ہمت ہوتی کہ کھڑے ہو کر جو بات نہیں سمجھ میں آئی پھر سے پوچھ لیں۔

مگر اب نئے زمانے میں پڑھانے کا کچھ نیا ہی انداز ہے، کئی اعلی معیار کے اور اچھے ٹیوشن کلاس جنھیں ہر حال میں اپنے بچوں کا اچھا رزلٹ چاہئے وہ پروفیسر کو بلکل ہنسی اور خوشی کے ماحول میں پڑھانے کے لئے کہتے ہیں، یہاں تک بچوں کو ہنسانے کے لئے پڑھاتے پڑھاتے لطیفہ وغیرہ سناتے ہیں، مزاحیہ نظمیں گاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح بڑی بڑی کمپنیوں میں سال میں ایک بار کمپنی کے تمام لوگ ایک ساتھ پکنک پر جاتے ہیں اور خوب مزے کرتے ہیں یا کسی ہوٹل میں انول ڈے مناتے ہیں اور جم کر دعوت اڑاتے ہیں۔

کلاس روم میں خوشی کا ماحول اور کمپنیوں میں پکنک اور دعوت کے ذریعے لوگوں کی دوری کو کم کرنے کی وجہ اس بات کی تحقیق ہے کہ خوشی اور دوستانہ ماحول میں پڑھائی اچھی ہوتی ہے اور آفس اور کمپنیوں میں کام زیادہ ہوتا ہے۔

خوشی اور دوستانہ ماحول میں مشکل کام بھی آسان لگتا ہے، مشکل پڑھائی میں بھی دل لگتا ہے اور نتائج اچھے آتے ہیں، یہی حال عام زندگی کا بھی ہے، امام غزالی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ دیہاتوں میں رات کے وقت بھیڑیے وغیرہ گاؤں سے بالکل قریب آجاتے ہیں اور مرغی، بکری وغیرہ کو اٹھالے جاتے ہیں، اسی طرح وہ چھوٹے بچوں پر بھی حملہ کرتے ہیں تو بچوں کو بھیڑیوں سے آگاہ رکھنا چاہئے، مگر اتنا نہ ڈرادینا چاہئے کہ وہ رات کو گھر سے نکلنا چھوڑ دیں، اسی طرح موت کی سختی، قبر کا عذاب، قیامت کی سختی، جہنم کا عذاب، وغیرہ، سب برحق ہیں، مگر اس سے لوگوں کو اس قدر نہ ڈرادینا چاہئے کہ مذہب انہیں بوجھ لگنے لگے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر اس بات کو اور کون جا سکتا ہے، اس لئے آپؐ خود بھی زندہ دل اور مسکراتے رہتے اور اپنے اطراف بھی ایک مسکراتا پر جوش اور زندہ دل ماحول بنائے رکھتے، حضرت عبداللہ بن حارثؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی شخص کو مسکراتے نہیں دیکھا۔ (ترمذی، منتخب ابواب: ۸۲۷)

نبی کریم ﷺ کا دیہاتی دوست:

● حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ گاؤں کے رہنے والے ایک صحابی جن کا نام زاہر بن حرام تھا، وہ گاؤں سے چیزیں لاکر مدینہ میں بیچتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی بطور ہدیہ وہ گاؤں ے کچھ لایا کرتے تھے اور جب وہ مدینہ سے گاؤں کے لئے جاتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مدینہ شہر کی چیزیں بطور تحفہ دیا کرتے تھے۔

وہ بہت متقی اور پرہیز گار تھے، وہ عرب ہی تھے، مگر شخصیت سیاہ فام افریکی لوگوں جیسی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت کرتے تھے اور ان کے بارے میں فرماتے تھے کہ ''یہ میرے دیہاتی دوست ہیں اور میں ان کا شہری دوست ہوں''۔

ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (بازار میں) تشریف لے گئے تو (دیکھا کہ) وہ اپنا سودا سلف بیچ رہے ہیں آپ نے پیچھے سے ان کی اس طرح کولی بھر لی کہ وہ آپ کو نہیں دیکھ سکتے تھے (یعنی آپ ان کی بے خبری میں ان کے پیچھے بیٹھ گئے اور اپنے دونوں ہاتھوں سے ان کی آنکھیں چھپالیں تا کہ وہ آپ کو پہچان نہ سکیں) زاہر نے کہا: مجھے چھوڑ دو، یہ شخص کون ہیں؟ پھر انھوں نے (کوشش کر کے) کن انکھیوں سے دیکھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا، پھر وہ اپنی پیٹھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک سے چمٹانے کی پوری کوشش کرنے لگے (تا کہ زیادہ سے زیادہ برکت حاصل کرلیں) ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز لگانی شروع کردی کہ کون شخص اس بندے کو خریدتا ہے؟ انھوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم آپ مجھ کو ناکارہ پائیں گے (یعنی میری سیاہ فام شخصیت کی وجہ سے آپ کو میری کوئی قیمت نہیں ملے گی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''لیکن تم خدا کے نزدیک ناکارہ نہیں ہو''۔ (شرح السنۃ منتخب ابواب جلد احدیث ۹۵۷)

زیادہ کھجوریں کس نے کھائیں؟

● ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی اور کئی صحابہؓ ایک ساتھ ایک تھال میں کھجوریں کھا رہے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یونہی کھجوریں کھا کھا کر گٹھلیوں کو حضرت علیؓ کے آگے رکھتے جارہے تھے، جب سارے کھجوریں کھا چکے

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گٹھلیاں نہیں تھیں اور حضرت علیؓ کے سامنے گٹھلیوں کا ڈھیر تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزاحاً فرمایا کہ اے علیؓ: تم نے بہت زیادہ کھجوریں کھائی ہیں، حضرت علیؓ نے برجستہ کہا کہ ''یارسول صلی اللہ علیہ وسلم آج مجھے معلوم ہوا کہ آپ گٹھلیوں سمیت کھجوریں کھاتے ہیں''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ کرامؓ اس حاضر جوابی سے بہت لطف اندوز ہوئے، اسی طرح حضرت صہیبؓ جو کہ مشہور صحابیٔ رسول تھے، نبی کریمؐ کی خدمت میں پہنچے، آپؐ اس وقت کھجوریں کھا رہے تھے، حضرت صہیبؓ کی ایک آنکھ آئی ہوئی تھی چونکہ کھجوریں گرم اثر کی ہوتی ہیں اس لئے آنکھ کی تکلیف کے وقت نہیں کھانا چاہئے پھر بھی حضرت صہیبؓ کھجوریں کھانے لگے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ'' آنکھ آئی ہوئی ہے اور کھجور کھا رہے ہو'' جس پر حضرت صہیبؓ نے کہا، یارسول اللہ! میں اچھی آنکھ سے کھا رہا ہوں، ایک آنکھ تو درست ہے'' اس حاضر جوابی پر آپؐ مسکرادیے۔

اُونٹ کے بچّے کی سواری:

- حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ (ایک دن) ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کے لئے جانور مانگا، تو آپؐ نے مزاحاً فرمایا: میں تمہیں سواری کے لئے اونٹنی کا بچہ دوں گا، اس شخص نے (حیرت کے ساتھ) کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اونٹنی کے بچہ کو کیا کروں گا؟ (جو سواری کے قابل نہیں ہوتا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' جوان اونٹ بھی اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے''۔ (ترمذی، ابوداؤد، منتخب ابواب جلد ا حدیث ۹۵۴)

- حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار پیار سے انھیں دو کانوں والا کہہ کر پکارا تھا'' کان تو ہر انسان کے دو ہی ہوتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ صرف ایک پیار بھرا اور مزاحاً کہنے کا انداز تھا، اسی طرح ایک بار حضرت علیؓ مسجد نبوی کی فرش پر بغیر چادر بچھائے مٹی پر ہی لیٹے ہوئے تھے، اس لئے ان کے رخسار پر کچھ مٹی بھی لگ گئی تھی، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انھیں جگانے کے لئے آواز دیا تو رخسار کی مٹی کو دیکھتے ہوئے مزاحاً کہا کہ: اے ابو تراب یعنی مٹی کے ابو، یہ نام حضرت علیؓ کو اتنا پسند آیا کہ انھوں نے ہمیشہ کے لئے اسے اپنی کنیت رکھ لی۔ (ترمذی، ابوداؤد، منتخب ابواب جلد ا صفحہ ۹۵۵)

جنت میں کوئی بڑھیا نہیں جائے گی:

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک بڑھیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے دعا کریں کہ اللہ اپنے فضل سے مجھے جنت میں داخل کرے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا'' کوئی بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی'' وہ بڑھیا آپ کے مزاحہ کو سمجھ نہ پائی اور دکھی ہوگئی اور اس نے کہا'' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں کوئی بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی''، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کیا آپ نے قرآن میں نہیں پڑھا کہ'' جنت میں عورتیں جوان ہوں گی، تب بڑھیا کو سکون ہوا''۔ (رزین منتخب ابواب جلد ا صفحہ ۹۵۵)

جوانی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، اسی لئے اللہ تعالی جسے بھی جنت میں داخل کریں گے پہلے اسے جوانی کی نعمت عطا کریں گے۔ پھر جنت میں داخل کریں گے۔

دوستانہ گفتگو:

- حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ کہتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے دوران (ایک دن) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپؐ چمڑے کے ایک چھوٹے سے خیمے میں تشریف فرما تھے میں نے آپؐ کو سلام کیا آپؐ نے جواب دیا اور فرمایا: ''اندر آجاؤ'' میں نے (دل لگی کے طور پر) عرض کیا: یارسول اللہ! میں سب کا سب اندر آجاؤں یعنی سارے جسم کو اندر لے آؤں؟ آپؐ نے فرمایا: ''ہاں سارے بدن کے ساتھ اندر آجاؤ'' چنانچہ میں خیمہ کے اندر داخل ہوگیا''۔

حضرت عثمان بن ابوعاتکہ (جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں) کہتے ہیں کہ حضرت عوف نے یہ بات کہ'' کیا میں سب کا سب اندر آجاؤں'' اس مناسبت سے کہی تھی کہ خیمہ چھوٹا تھا، آپ صرف اندر جھانک کر بھی گفتگو کر سکتے تھے۔ مگر دونوں حضرات خوشگوار ماحول میں تھے، اسی لئے آپؐ سے آدھے اور پورے جسم کا ذکر ہوا۔ (ابوداؤد، منتخب ابواب جلد صفحہ ۹۵۸)

- صرف یونہی مزاح کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے پوچھا'' تم میں اور تمہارے ماموں کی بہن میں کیا رشتہ ہے؟ وہ شخص اپنا سر جھکا کر سوچنے لگا، جب وہ کوئی جواب نہ دے سکا تو آپؐ نے اس سے فرمایا'' اپنی عقل استعمال کرو کیا تم اپنی ماں کو یاد نہیں کر سکتے تھے''؟۔

- ایک مرتبہ ایک دیہاتی (بدوی) اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی، جب جانے کے لئے اونٹ پر سوار ہوا اس وقت اس نے بلند آواز میں کہا'' اے خدا! مجھ پر اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا فضل فرما اور کسی پر اپنا فضل مت فرمانا'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ احمقانہ دعا سُن کر مسکرائے اور اپنے صحابیؓ سے مزاحاً دریافت فرمایا'' کون بڑا احمق ہے؟ یہ شخص، یا اس کا اونٹ! کیا تم نے سُنا اس نے کیا کہا؟ صحابیؓ مسکرائے اور عرض کیا ''ہاں! ہم نے اسے سُنا''۔

حالاتِ امن میں مجھے نظر انداز نہ کرو:

- حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ (ایک دن) حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے دروازے پر

کھڑے ہوکر آپ) سے اجازت طلب کی، جبھی انہوں نے حضرت عائشہؓ کی آوازسُنی، جو زور زور سے بول رہی تھیں، پھر حضرت ابوبکرؓ جب گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے حضرت عائشہؓ کو طمانچہ مارنے کے ارادے سے پکڑا اور کہا (خبر دار! آئندہ) میں تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اونچی آواز میں بولتے ہوئے نہ دیکھوں ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو (مارنے سے) روکنا شروع کیا، پھر حضرت ابوبکرؓ غصے کی حالت میں نکل کر چلے گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کے چلے جانے کے بعد (حضرت عائشہؓ سے) فرمایا تم نے دیکھا میں نے اس آدمی یعنی حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ سے تمہیں کس طرح بچالیا؟ حضرت عائشہ کہتی ہیں (اس کے بعد) حضرت ابوبکرؓ (مجھ سے خفگی کی بناء پر یا آنحضرتؐ سے شرمندگی کی وجہ سے) کئی دن تک آنحضرتؐ کی خدمت میں نہیں آئے، پھر (ایک دن) انھوں نے دروازے پر حاضر ہوکر (اندر آنے کی) اجازت مانگی (اور اندر آئے تو) دیکھا کہ دونوں (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عائشہؓ) صلح کی حالت میں ہیں، پس انہوں نے دونوں کو مخاطب کرکے کہا: ''تم دونوں مجھ کو اپنی صلح میں شریک کرلو، جس طرح تم نے مجھ کو اپنی لڑائی میں شریک کیا تھا'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سُن کر) فرمایا: ''بے شک ہم نے ایسا ہی کیا، بے شک ہم نے ایسا ہی کیا، بے شک ہم نے ایسا ہی کیا، یعنی تمہیں اپنی صلح میں شریک کرلیا''۔ (ابوداؤد، منتخب ابواب جلد ۱ صفحہ ۹۵۹)

مفت کی دعوت:

ایک دفعہ حضرت ابوذرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، سُنا ہے کہ جب دجّال ظاہر ہوگا تو دنیا قحط کا شکار ہوگی، اُس عام قحط میں دجال لوگوں کی ضیافت کرے گا جس میں انواع واقسام کے کھانے ہوں گے، میرا خیال ہے کہ اگر میں اُس دور میں ہوا تو پہلے اس کے کھانوں سے خوب پیٹ بھروں گا اور پھر اُس سے منحرف ہو جاؤں گا، یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر تم اُس دور میں ہوئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اُس کا محتاج نہیں رکھے گا۔

معصوم مسافر کی محترم سواری:

ایک بار ننھے حضرت امام حسینؓ نے جو نبی کریم ﷺ کے نواسے ہیں، اونٹ کی سواری کی خواہش ظاہر کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''آپ میرے کندھوں پر ہی اونٹ کی سواری کی طرح سوار ہوجاؤ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کاندھوں پر اُٹھالیا اور حجرے کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے تک لے گئے، اسی دوران امام حسینؓ نے فرمایا کہ اُونٹ کی تو مہار ہوتی ہے، جب کہ میرے اُونٹ کی مہار کوئی نہیں، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بال اُن کے ہاتھ میں دے دیئے کہ یہ تمہارے لئے مہار ہے۔

اس حالت میں حضرت عمرؓ تشریف لے آئے اور مسکرا کر حضرت امام حسینؓ سے کہا کہ اے حسین! تمہاری سواری تو بہت خوب ہے، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوار بھی تو خوب ہے! میں آپ کو جنت میں نہیں چاہتا۔

حضرت ابوذر غفاریؓ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے، وہ بہت متقی، پرہیزگار اور ہمیشہ سچی بات کہنے والے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جب وہ لوگوں کو غلط کام کرتے دیکھتے تو ڈنڈا لے کر خود سزا دینے دوڑ پڑتے تو وہ کسی برائی کو برداشت نہیں کرسکتے تھے اسی لئے زندگی کے آخری ایام شہر سے باہر وادیوں میں تنہا گزارا۔

''حضرت ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ میں (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا، تو آپؐ اس وقت سفید کپڑا اوڑھے سوئے ہوئے تھے، پھر (کچھ دیر بعد) میں حاضر ہوا، تو آپ بیدار ہوچکے تھے، اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جوکوئی بندہ لا الہ الا اللہ کہے اور پھر اسی پر اس کو موت آجائے، تو وہ جنت میں ضرور جائے گا'' ابوذرؓ کہتے ہیں، میں نے عرض کیا: ''اگرچہ اسنے زنا کیا ہو اور اگرچہ اسنے چوری کی ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! اگرچہ اسنے زنا کیا ہو، اگرچہ اسنے چوری کی ہو'' (ابوذرؓ کہتے ہیں) میں نے پھر عرض کیا: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اگرچہ اسنے چوری کی ہو؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا: ہاں: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو، اگرچہ اس نے چوری کی ہو! (ابوذرؓ کہتے ہیں) میں نے (پھر تعجب سے) عرض کیا کہ: (یا رسول اللہ! لا الہ الا اللہ کی شہادت دینے والا جنت میں ضرور جائے گا) اگرچہ اسنے زنا کیا ہو، اگرچہ اس نے چوری کی ہو؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ہاں! وہ جنت میں ضرور جائے گا'' اگرچہ اس کا جنت میں جانا ابوذرؓ کو کتنا ہی ناگوار ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جب کبھی بھی حضرت ابوذرؓ یہ حدیث ذکر کرتے تو اس جملے کو (سرور کے ساتھ) ضرور دہراتے ''جوکوئی اللہ پر ایمان رکھتا ہے جنت میں ضرور جائے گا گرچہ اس نے چوری اور زنا کیا ہو اور اگرچہ اس کا جنت میں جانا ابوذرؓ کو کتنا ہی ناگوار ہو''۔ (بخاری، مسلم، معارف الاحدیث جلد ۱ صفحہ ۱۰۱)

بندہ ڈرتا ہوگا کہ ابھی تو یہ چھوٹے گناہ ہیں بڑے گناہوں کھلے تو جانے کیا ہوگا، مگر حساب کتاب کے درمیان میں ہی اللہ تعالیٰ اس کی کسی نیکی کی وجہ سے اسے بخش دیں گے اور کہیں گے جا میں نے یہ تیرے سارے گناہ بھی نیکی میں بدل دیا بندہ جب اپنے چھوٹے گناہ نیکیوں سے بدلتے دیکھے گا تو کہے گا یا اللہ ابھی ٹھہرے ابھی تو میرے اور بہت سے بڑے گناہ باقی ہیں، میں نے یہ گناہ بھی کیا ہے اور یہ گناہ بھی کیا ہے (وغیرہ وغیرہ)

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ جملہ فرماتے ہوئے مسکرا دیے)

(۲۹) مسلسل جدوجہد یا مستقل مزاجی

(Persistence)

مسلسل جدوجہد کی اہمیت:

خالص لوہا نرم ہوتا ہے اس لئے خالص لوہے کا استعمال کبھی کبھار ہی ہوتا ہے، جب لوہے میں ۰۱ء فیصد کاربن ملایا جاتا ہے تو لوہے کی سختی اور قوت میں کچھ اضافہ ہوتا ہے، یہ لوہا وہاں استعمال ہوتا ہے جہاں (Yeilding Property) (لچک) کی اہمیت قوت (Hardness) سے زیادہ ہوتی ہے، مثلاً روز مرہ میں استعمال ہونے والے گہرے برتن وغیرہ، جب لوہے میں ۰۱ء فیصد سے ۰۲ء فیصد کاربن کا اضافہ ہوتا ہے تو فولاد کی سختی اور قوت میں معتدل سطح کا اضافہ ہوتا ہے، روز مرّہ کی زندگی میں جو لوہا استعمال ہوتا ہے اس میں ۰۲ء سے ۰۳ء فیصد کاربن ہوتا ہے، لوہے میں جب مزید ۰۱ء فیصد کاربن کا اضافہ ہوتا ہے تو اس کی لچک کم ہوتی ہے اور قوت میں اضافہ ہوتا ہے، ایسا فولاد جہاں زیادہ طاقت کی ضرورت ہوتی ہے وہاں استعمال ہوتا ہے، مثلاً بولٹ، ریل پٹری کی ایکسل شافٹ وغیرہ میں، جب فولاد میں کاربن کا مزید ۰۱ء فیصد کا اضافہ ہوتا ہے تو فولاد انتہائی سخت ہوجاتا ہے اسے پلین کاربن الآے اسٹیل کہا جاتا ہے اور یہ صرف خاص مقصد کیلئے ہی استعمال ہوتا ہے، اسے عام چیزوں میں استعمال نہیں کیا جاتا۔

جیسے کاربن کی قلیل مقدار فولاد کی کوالیٹی پر جادو کا اثر رکھتی ہے، فولاد کو کارآمد یا بیکار بنا دیتی ہے، ویسے ہی مستقل مزاجی بھی انسان کی زندگی میں جادو کا اثر رکھتی ہے، یہ انسان کو کارآمد یا بیکار بنا دیتی ہے، مستقل مزاجی کے بغیر انسان بیکار اور ناکام ہی ہوگا۔

مندرجہ ذیل وجوہات سے مستقل مزاجی بڑھتی ہے۔

مستقل مزاجی بڑھانے والی وجوہات:

(۱) زندگی کا واضح مقصد۔

(۲) اپنے مقصد کو حاصل کرنے کی شدید چاہ۔

(۳) اپنے مقصد کو حاصل کرنے کی صحیح پلاننگ (Plannig)

(۴) ان لوگوں سے تعلقات بنانا یا بنائے رکھنا جو آپ کو آپ کے مقصد میں کامیاب ہونے میں مدد کریں۔

مستقل مزاجی مندرجہ ذیل وجوہات سے گھٹتی ھے:

(۱) بے مقصد زندگی:

جب نہ زندگی کا کوئی مقصد ہوتا ہے اور نہ زندگی میں کچھ پانے یا حاصل کرنے یا ترقی کرنے کی چاہ ہوتی ہے تو انسان کٹی پتنگ کی طرح ہوا میں لہراتا رہتا ہے اور آخیر میں جا کر غریبی کے گڑھے میں گرتا ہے۔

(۲) تنقید کا خوف:

لوگوں کے تنقید کے خوف سے نہ لوگ بلند مقصد اپناتے ہیں نہ کوئی بہت بڑا کام انجام دینے کی کوشش کرتے ہیں، وہ سوچتے ہیں کہ اگر ناکام ہوئے تو لوگ ہنسے گے، جب کوئی نہ کوئی بڑا مقصد بنائے گا اور نہ اس کو حاصل کرنے کی جی جان سے کوشش کرے گا، تو کہاں سے کامیاب ہوگا، جب کوئی کامیابی کی شدید چاہ ہی نہیں ہے تو مستقل مزاجی کہاں سے آئے گی۔

(۳) منفی نظریات والوں کی صحبت:

پاکیزہ لوگوں کی صحبت، کے باب میں ہم نے پڑھا کہ ہر انسان اپنے ذہن و دماغ کے خیال کے مطابق توانائی اور لہریں خارج کرتا ہے (Hardness) دوسروں کے دل اور دماغ پر اور ان کے سوچنے پر اثر کرتی ہیں سی طرح یہ توانائی دوسروں سے بھی حاصل کرتا ہے، اگر کوئی شخص منفی نظریات والوں کی صحبت میں رہتا ہے تو وہ خود بھی منفی نظریات اپناتا ہے اور منفی انداز میں سوچنے لگتا ہے ایک منفی خیال، تمام مثبت خیالات کو مٹا دیتا ہے، بغیر مثبت سوچ کے ثابت قدم رہنا ناممکن ہے، مشہور کہاوت ہے کہ ''آدمی اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے'' یہ بات بالکل صحیح ہے، اس لئے ہمیشہ مثبت سوچ والے لوگوں کی صحبت میں رہو، تاکہ آپ کی مستقل مزاجی اور ثابت قدمی بڑھے۔

(۴) حالات سے سمجھوتہ کرنے کی فطرت:

کچھ لوگ غریبی اور ذلت بھری زندگی کو قبول کر لیتے ہیں اور حالات سے سمجھوتا یہ سوچ کر کر لیتے ہیں کہ یہ غریبی ہماری نصیب کا حصہ ہے، حالات سے

سمجھوتا کرنے کی عادت ثابت قدمی اور مستقل مزاجی کو ختم کر دیتی ہے۔

قرآن کریم کی آیات کا مفہوم ہے کہ ”ناامید وہی ہوتے ہیں جو خدا پر بھروسہ نہیں کرتے“۔ (سورۃ یوسف آیت ۸۷)

اس لئے حالات ناساز گار ہو تو اسے بدلنے کی جدوجہد کرتے رہنا چاہئے۔

(۵) مثبت خیالات والوں کی صحبت سے دور رہنا:

اگر صرف ایک بیٹری سے ٹارچ کی روشنی ۱۰ فیٹ تک پہنچتی ہے تو دو بیٹری سے وہ روشنی ۲۰ رفیٹ کی بجائے ۴۰ فیٹ تک پہنچے گی، اسی طرح ایک انسان کا دماغ اکیلے جو کچھ سوچ سکتا ہے اگر دو آدمی مل جائیں تو، تو ان کی سوچنے سمجھنے اور پلاننگ کی قابلیت صرف دوگنا نہیں ہوگی بلکہ ایک آدمی کے مقابلے میں کئی گناہ ہوگی اس لئے کامیابی کے راستے پر اکیلے نہ چلو بلکہ ایسے لوگوں سے دوستی کرو جو تمہاری طرح جدوجہد کر رہے ہیں اور میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ کاروبار میں ان کو اپنا پارٹنر بناؤ، بلکہ یہ ہے کہ کامیابی کے راستے پر کارواں بنا کر چلو۔

قدیم زمانے میں لوگ ایک مقام سے دوسرے مقام تک سفر گروہ بنا کر کرتے تھے، جس سے حفاظت، مدد اور رہنمائی سب کو حاصل ہوتی تھی، یہ گروہ کارواں کہلاتا تھا، موجودہ زمانے میں بھی اگر آپ کامیابی کا مشکل اور سخت سفر کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارواں تلاش کریں، ان لوگوں سے دوستی بڑھائیں جو مثبت رویہ رکھتے ہوں، نیک اعمال والے ہوں، بلند اخلاق، بلند حوصلہ، دولت کے قدرداں ہوں، حاسد اور خودغرض نہ ہوں، اگر آپ ایسے لوگوں کی صحبت میں رہیں گے تو آپ کے ذہن و روح کو مسلسل توانائی، لہریں اور حوصلہ ملے گا، آپ کی شدید خواہش قائم رہے گی، آپ کو جدید خیالات، تعمیری اور خوشحالی کے تصورات اور قوت ارادی حاصل ہوگی جس سے آپ ثابت قدم اور مستقل مزاج رہیں گے؛ لیکن اگر آپ مثبت خیالات والوں کی صحبت میں نہیں رہیں گے تو ثابت قدمی کھودیں گے۔

اسلام میں مستقل مزاجی یا مسلسل جدوجہد:

- حضرت رابعہ بصری کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دین پر مضبوطی سے قائم رہو، مستقل مزاجی بہت ہی اچھی چیز ہے، وضو کی حفاظت کرو“۔ (ترغیب، طبرانی، زادِ راہ ۱۱۹)
- حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اللہ اس عبادت کو پسند کرتا ہے جو مسلسل کی جاتی ہو اگرچہ وہ بہت تھوڑی ہو“۔ (ریاض الصالحین اردو جلد نمبر ۱، حدیث نمبر ۱۴۲، مسلم، بخاری)

اس کا مطلب ہے کہ اگر ایک شخص تھوڑی سی ہی عبادت کرے، لیکن وہ روزانہ ہو اور دوسرا شخص جو بہت عبادت کرتا ہے لیکن روزانہ نہیں کرتا، تو اللہ کو پہلے والا شخص زیادہ محبوب ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی خود ایک مستقل مزاجی اور ثابت قدمی کی ایک زندہ مثال ہے، اگر مسلم ہونے کی حیثیت سے میں آپؐ کی تعریف کروں تو آپ کہیں گے کہ میں آپؐ کے صفات بیان کرنے میں مبالغہ آرائی کر رہا ہوں، اس لئے میں ایک عیسائی مصنف نپولین ہل کی امریکہ میں شائع شدہ کتاب ”Think and grow rich“ کے کچھ صفحات نقل کروں گا۔

نپولین ہل اپنی کتاب کے باب ۹ر میں مستقل مزاجی (Persistence) کے بارے میں لکھتا ہے:

”پیغمبروں کی زندگی کا اگر کوئی غیر جاندارانہ مطالعہ کرتا ہے اور ساتھ ہی ماضی کے فلسفی، معجزے دکھانے والے اور مذہبی رہنماؤں کی سیرت سے واقف ہوتا ہے تو اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ ثابت قدمی، مسلسل جدوجہد اور مقصد کے حاصل کرنے میں مستقل مزاجی ہی ان کی (ناموری) کامیابی کے اصل وجہ تھی۔

مثال کے طور پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعجب خیز اور موثر زندگی پر غور کریں، ان کی حیات طیبہ کا تجزیہ کریں اور موجودہ دور کے صنعت اور مالیات کے نامور لوگوں سے آپؐ کا مقابلہ کریں تو نظر آئے گا کہ ان سب میں ایک قدر مشترک ہے، جسے ہم مسلسل جدوجہد (Persistence) کہتے ہیں۔

اگر آپ کسی شخص کی عجیب زندگی سے مسلسل جدوجہد کی تعلیم حاصل کرنے میں بیحد دلچسپی رکھتے ہیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری کا مطالعہ کریں، خاص طور پر ”ایساد بے“ کی کتاب کا یہ مختصر تبصرہ تھامس سگ یو نے کیا ہے جو ”Herald-Tribune“ جیسے عالمی اخبار میں شائع ہوا ہے، اس کے مطالعہ سے آپ کو پتہ چلے گا کہ انسانی تہذیب میں مسلسل جدوجہد کی روشن ترین مثال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں موجود ہے۔

”آخری عظیم پیغمبر“:

تبصرہ از تھامس سگریو (Thomas Sugreu) ”محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک پیغمبر تھے مگر آپؐ نے کبھی کوئی معجزہ نہیں دکھایا، آپ کوئی صوفی نہیں تھے، آپؐ نے کسی اسکول میں تعلیم نہیں پائی، آپؐ نے ۴۰ر برس کی عمر سے پہلے اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں فرمائی، جب آپؐ نے یہ اعلان فرمایا کہ وہ اللہ کے پیغمبر ہیں اور سچے مذہب کا پیغام لائے ہیں تو آپ کا مزاق اڑایا گیا اور مکّہ والوں نے آپ کو پاگل قرار کر دیا، بچوں نے آپ کو پریشان کیا، عورتوں نے آپؐ پر کوڑا کرکٹ (کچرا) ڈالا، انہیں اپنے وطن سے نکالا گیا، ان کے صحابہ کرامؓ کو لوٹا گیا اور صحرا میں بھگا دیا گیا، شروع کے دس سالوں کی تبلیغ کے بدلے میں آپ کو صرف غریبی اور نفرت ملی مگر اگلے دس سالوں میں آپؐ عرب کے حکمراں تھے اور جس کے قلمرو میں ڈینوب سے پائنیز کا علاقہ اسلام کے عروج تک قائم رہا، اس عروج کی تین وجوہات تھیں، قرآن (ایمان) کی طاقت، عبادت اور خدا پر بھروسہ۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار نا قابلِ فہم رہا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مکّہ کے ایک رہنما اور نمایاں خاندان میں ہوئی تھی، چونکہ مکّہ ایک تجارتی شہر تھا تجارتی راستے اس شہر سے گزرتے تھے، اس شہر میں کعبہ شریف بھی تھا، اس لئے لوگوں کی مسلسل آمدورفت کی وجہ سے اس کی فضاء صاف ستھری نہ تھی اور اس شہر کے بچے پرورش کے لئے صاف ستھرے صحرائی فضاء میں بھیجے جاتے تھے آپ بھی صحرا میں بھیجے گئے اور آپ نے بھی بدوؤں میں پرورش پائی اور مضبوط اور طاقتور ہوئے، آپ ؐ نے بھیڑیں چرائیں اور کچھ عرصہ بعد آپ ؐ ایک بیوہ خاتون (حضرت خدیجہؓ) کے تجارتی کارواں کے امیر مقرر ہوگئے۔

آپ ؐ نے مشرقی دنیا کے تمام علاقوں کا سفر کیا، مختلف عقائد رکھنے والوں سے گفتگو فرمائی اور مشاہدہ فرمایا کہ عیسائیت کا زوال اور اسے فرقوں میں بٹے دیکھا، جب آپ ؐ ۲۵ ؍برس کے ہوگئے تو آپ ؐ کا نکاح حضرت خدیجہؓ سے ہوا، اور بعد کے ۱۵؍برس تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک معزز مالدار کی زندگی بسر کی اور ایک بیحد ذہین تاجر کی حیثیت حاصل کی، اس کے بعد آپ ؐ عبادت کے لئے صحراؤں کا رخ کرنے لگے اور ایک دن آپ ؐ آیات قرآنی لے کر لوٹے اور حضرت خدیجہؓ سے فرمایا کہ فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیلؑ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اطلاع دی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔

قرآن کریم یعنی پیغامِ الٰہی (بذریعۂ وحی) آپ ؐ کی حیات مبارک بھی ایک معجزہ سے کم نہیں تھا، آپ ؐ کبھی شاعر نہیں تھے نہ آپ ؐ کے پاس الفاظ کا ذخیرہ تھا، لیکن آیاتِ قرآنی جس طرح آپ ؐ پر نازل ہوئیں اور آپ ؐ نے ان کو صحابہ کرامؓ کے روبرو تلاوت فرمائی، وہ تمام آیات اس دَور کے تمام پیشہ ور شعراء کے اشعار سے بدرجہا بہتر تھیں، یہ اہل عرب کیلئے ایک معجزہ تھا، ان کیلئے یہ الفاظ کا تحفہ سب سے عظیم تحفہ تھا، قرآن کریم کا اعلان یہ کہ تمام انسان اللہ تعالیٰ کی نظر میں برابر ہیں، اور دنیا میں اسلامی نظام قائم ہونا چاہئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کہ خانہ کعبہ کے ۳۶۰؍بتوں کو توڑ دیا جائے، ان دو باتوں کی وجہ سے آپ ؐ کو جلاوطنی ملی، کیوں کہ ان بتوں کی وجہ سے ہی لوگ مکہ آتے اور وہاں کی تجارت کو فروغ ہوتا (اگر بت ہی نہ ہوتے تو لوگ کیونکر آتے اور تجارت کیونکر ہوتی) اسی لیے مکہ کے امیر تاجر آپ ؐ کے پیچھے پڑگئے اور آپ ؐ کو ہجرت کرنا پڑا۔

اسلام کے عروج کا آغاز صحرا میں ایک شعلہ کی طرح ہوا، اس مذہب کی فوج متحد ہوکر اس نہادری سے لڑی کہ کٹ گئے مگر پیچھے نہ ہٹے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنے ساتھ شامل ہونے کی دعوت دی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نئی بات نہیں کہہ رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف کہہ رہے تھے کہ ایک خدا کو ماننے والے متحد ہوجائیں مگر وہ آپ ؐ کی بات نہ مانے، اگر یہودی اور عیسائی آپ ؐ کی دعوت قبول کر لیتے تو اسلام تمام دنیا کو فتح کر لیتا، نہ انہوں نے آپ ؐ کی دعوت قبول کی اور نہ انھوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگ کے اصولوں کو اپنایا، جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج یروشلم میں داخل ہوئی تو ایک بھی انسان کا خون اس کے عقیدے کی وجہ سے نہ بہایا گیا؛ لیکن جب صلیبی فوجیں صدیوں بعد اس شہر میں داخل ہوئی تو نہ صرف مسلم مرد، عورت بلکہ بچّوں کو بھی زندہ نہیں چھوڑا گیا؛ لیکن عیساؤں نے ایک مسلم نظریہ ضرور قبول کیا اور وہ تھا تعلیم حاصل کرنے کا نظام یعنی 'یونیورسٹی'۔

▼▼▼▼▼▼▼

جهد مسلسل اور بلند همتی الله کی مدد کا محور

اس قید خانہ سے رہائی پانے کے لئے انسان کو بلند ہمتی سے رہنا پڑے گا، اللہ تعالی بلند ہمتی کو پسند فرماتے ہیں، بلند ہمت انسان کے ساتھ اللہ کی مدد ہوتی ہے بلکہ خود اللہ تعالی بلند ہمت مرد مومن کے ساتھ ہوتے ہیں God helps those who help themselves ''خدا اسکی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں''۔

جب انسان بلند ہمتی کا مظاہرہ کرتا ہے تو پھر بدر میں مٹھی بھر جماعت مسلح لشکر جرار کو خاک آلود کردیا کرتی ہے، سینکڑوں من وزنی دروازہ ایک نیزہ کی نوک سے اکھڑ جایا کرتا ہے، نعرۂ تکبیر کو گونج سے قیصر وکسری کے بلند وبالا قلعے زمین بوس ہوجایا کرتے ہیں، جب مرد مجاہد اللہ کی مدد کے ساتھ اٹھتا ہے تو دریاؤں اور طوفانی موجوں کو راستہ دینا پڑتا ہے، میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے سپاہیوں کے لئے درندوں کو بھی جنگل خالی کرنا پڑا، حضرت شرجیلؓ ایک دبلے پتلے صحابی ہیں، ایک جنگ کے موقع پر ایک قلعہ کئی دن سے فتح نہیں ہورہا تھا، ایک دن اس مرد قلندر کا یہ جذبہ ایمانی جوش میں آتا ہے، اپنا گھوڑا دوڑا کر اکیلے اس قلعہ کے پاس جاتے ہیں اور تین مرتبہ بلند آواز سے نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہیں اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر! پورے کا پورا قلعہ زمین بوس ہوجاتا ہے، یہ قلبی جمعیت تھی، تعلق باللہ تھا، قوت باللہ تھا، قوت ایمانی تھی کہ قوی ہیکل اور نا قابل تسخیر قلعہ بھی مجاہد کے نعرۂ تکبیر کے سامنے نہ ٹھہر سکا، جی ہاں ایسا ہوتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ بندہ کی طرف قوت ایمانی کے ساتھ ساتھ ہمت وعزم وارادہ اور محنت بھی ہو۔ (ماہنامہ راہ عافیت جلد نمبر: ۷ ص ۳۶)

لہٰذا ہمارے طلبہ غفلت کا، سستی کا اور پست ہمتی کا شکار نہ بنیں انسان جب اپنے لئے کوئی ہدف کو متعین کرلیوے کہ مجھے فلاں مقام تک پہنچنا ہے، فلاں کام کو کرنا ہے تو "ومن يتق الله يجعل له مخرجًا" کے مطابق آپ کے لیے وعدہ ہے، آپ بھی اپنا ہدف متعین کرلیجئے، کہ مجھے ادیب بننا ہے، مجھے محدث بننا ہے، مجھے فقیہ بننا ہے، اور پھر اسی اعتبار سے آپ تیاری کو شروع کردیجئے، دیکھو اللہ رب العزت آپ کے علم میں کیسی برکتیں عطا فرماتے ہیں۔ (محمد حذیفہ غلام محمد وستانوی، اکل کوا)

۞۞۞۞

(۳۰) صبر کی اہمیت

صبر کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ قران کریم میں فرماتا ہے:''کہہ دو کہ اے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو، اپنے پروردگار سے ڈرو، جنہوں نے اس دنیا میں نیکی کی ان کیلئے بھلائی ہے، اور خدا کی زمین کشادہ ہے، جو صبر کرنے والے ہیں ان کو بے شمار ثواب ملے گا''۔(قرآن کریم سورہ زمر آیات نمبر۱۰)

- اے ایمان والوں! صبر اور نماز سے مدد لیا کرو، بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ کے راہ میں جو شہید ہوئے انہیں مردہ مت کہو، وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال و جان اور پھلوں کی کمی سے، اور ان صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دیجئے، جنھیں جب کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔(سورہ بقرہ آیات نمبر۱۵۳۔۱۵۷)
- اور جو شخص صبر کرے اور قصور معاف کر دے تو یہ ہمت کے کاموں میں سے (ایک کام) ہیں۔(سورۂ شوریٰ آیت نمبر۴۳)
- عصر کی قسم، کہ انسان نقصان میں ہے، مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں حق بات کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔(سورہ عصر آیات نمبر ۱ سے ۳)
- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بہادر وہ نہیں ہے جو کسی کو پچھاڑ دے، بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو میں رکھے۔(بخاری، مسلم، ریاض الصالحین جلد ا صفحہ نمبر ۸۷)

اپنے باپ کا غم نہ کر:

صبر کا درس جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو دیا تھا آپ نے اس پر خود بھی عمل کر کے دکھایا تھا، کچھ مشکل لمحات یہ موقعے جب آپ نے صبر کا مظاہرہ کیا تھا مندرجہ ذیل ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے میں نے دیکھا کہ ایک خوبصورت نوجوان ہے اور لوگوں کو دعوت دیتا پھر رہا ہے صبح سے چل رہا ہے اور کلمہ کی طرف بلا رہا ہے، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کسی نے کہا یہ قریش کا ایک نوجوان محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے، جو بے دین ہو گیا ہے، صبح سے وہ نوجوان دعوت دیتا رہا یہاں تک کہ سورج سر پر آ گیا اتنے میں ایک آدمی نے آ کے اس کے منہ پر تھوک دیا، دوسرے نے گریبان پھاڑ دیا، تیسرے نے سر پر مٹی ڈال دی اور چوتھے نے چہرے انور پر تھپڑ مارا؛ لیکن خوب صورت نوجوان کی زبان سے بددعا کا ایک لفظ نہ نکلا، اتنے میں ایک لڑکی زار و قطار روتے ہوئے پانی کا پیالہ لے کر آئی، لڑکی کو روتا ہوا دیکھ کر آپؐ کی آنکھیں ذرا نم ہوئیں اور کہا، بیٹی اپنے باپ کا غم نہ کر، تیرے باپ کی اللہ حفاظت کر رہا ہے اور میرا کلمہ بلند ہوگا، ان صحابیؓ نے کسی سے پوچھا یہ لڑکی کون ہے؟ کسی نے کہا اس کی بیٹی زینبؓ ہے۔(بصیرت افروز واقعات صفحہ نمبر۲۲)

طائف کا سفر:

۶۲۰ء میں رسول اکرم صل اللہ علیہ وسلم نے طائف کا دورہ کیا جو مکہ سے ۱۰۰/ر کلومیٹر دور ہے، طائف ایک ہل اسٹیشن کی طرح تھا اور وہاں کے باشندے دولتمند اور بااثر تھے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کے سرداروں کو دین اسلام کی تبلیغ کی تو انہوں نے آپؐ کو سننے سے انکار ہی نہ کیا بلکہ وہ چاہتے تھے کہ آپؐ ان کی برادری میں تبلیغ بھی نہ کریں، اس لئے انہوں نے وہاں کے مجرموں اور نوجوانوں سے کہا کہ وہ آپؐ پر پتھراؤ کریں۔

وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان لینا نہیں چاہتے تھے صرف آپؐ کو تکلیف دینا چاہتے تھے، اس لئے پتھر صرف آپؐ کے ٹخنے اور پنڈلیوں پر مارے گئے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جان کی حفاظت کیلئے وہاں سے تین میل کی دُوری تک دوڑتے رہے، آخر کار آپؐ بیہوش ہو کر زمین پر گر گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیؓ حضرت زیدؓ نے پیٹھ پر لاد کر لا اور آپؐ کو طائف کی حدود سے باہر لے آئے۔

طائف کے باہر جب آپؐ کو ہوش آیا تو حضرت جبرئیلؑ پہاڑوں کے فرشتے کو لے کر حاضر ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ کے فرشتے کو آپؐ کے تابعِ فرمان کیا ہے، آپؐ کے حکم پر یہ طائف شہر کو ان دو پہاڑوں کے درمیان پیس ڈالیں گے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''ان لوگوں نے مجھ پر پتھراؤ کیا کیونکہ وہ

مجھے نہیں پہچانتے، میں ان کی آنے والی نسل سے پر امید ہوں، مجھے امید ہے کہ ان کی دوسری نسل مجھے پہچانے گی اور اسلام قبول کرے گی۔ (بخاری، مسلم، سفینۂ نجات صفحہ نمبر ۲۵۰)

اور واقعی بہت مختصر عرصے میں طائف کی پوری آبادی نے اسلام قبول کر لیا اور وہاں جلیل القدر نیک صالح اور بہادر لوگ پیدا ہوئے، جس میں حضرت محمد بن قاسم بھی ہیں جنہوں نے اسلام کو ختم کرنے کی بجائے اس کا دفاع کیا۔ اور اسلامی سرحدوں کو سندھ (ہندوستان) تک پھیلا دیا۔

قبیلۂ بنو قینقاع کا چیلنج:

۶۲۲ء میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت فرمائی، چونکہ اطراف کے علاقوں کے مسلمان بھی ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں جمع ہو گئے اس لئے وہ طاقتور ہو گئے اور اپنے دفاع کے قابل ہو گئے، جب ایک ہزار سے زیادہ مشرکین مکہ نے مسلمانوں پر حملہ کیا تو انہوں نے انہیں شکست دی اور پیچھا کر کے ان کو بھگا دیا۔

مدینہ کے اطراف ایک یہودی قبیلہ بنو قینقاع بہت طاقتور تھا اور بڑھتی ہوئی مسلم طاقت سے حسد کرتا تھا اس لئے انہوں نے جنگ کا خفیہ منصوبہ بنایا۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں معاہدہ امن کیلئے آمادہ کرنا چاہا کہ مدینہ اور اطراف میں امن و امان قائم رہے تو انہوں نے آپؐ کی بات نہیں سُنی، کوئی تعاون نہیں کیا بلکہ آپؐ کی تضحیک کر کے ان الفاظ میں چیلنج کیا۔

"ہمیں مکہ کے قریش کی طرح مت سمجھو، تم نے ان لوگوں سے جنگ کی جو اس فن سے ناواقف ہیں، اس لئے انہیں شکست ہوئی، ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر تم نے ہم سے جنگ کی تو تمہیں اصلی جنگ کا پتہ چلے گا؛ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جنگ کس طرح لڑی جاتی ہے"۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ردِّ عمل ظاہر نہیں کیا، صبر کیا اور واپس تشریف لے آئے، آپؐ اتنے طاقتور تھے کہ انہیں سبق سکھا کر ان کی انا کچل سکتے تھے لیکن آپؐ اپنی ذاتی بے عزتی پر بھی صابر رہے۔

لیکن کچھ دنوں بعد ایک ایسا واقعہ ہوا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نظر انداز نہ کر سکے، بنو قینقاع کے ایک نوجوان نے بازار میں ایک مسلم خاتون کو برہنہ کر دیا، ایک مسلم نوجوان جو مسلم خاتون کی حمایت میں اٹھا تو اسے یہودیوں نے قتل کر دیا مسلمانوں نے بھی اس یہودی کو قتل کر دیا اور بات بڑھ گئی، بنو قینقاع کے ہوش ٹھکانے لگانے کیلئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا، ۱۵ دن تک یہودی محاصرے میں رہے اور آخر کار بغیر لڑے ہتھیار ڈال دئے اور پورا قبیلۂ بنو قینقاع اپنے مال و اسباب سمیت مدینہ سے ہجرت کر گیا، اپنی ذاتی تضحیک کے پہلے دن ہی آپؐ ان کو سبق سکھا سکتے تھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کیا اور اپنی تضحیک پر انہیں سزا نہیں دی۔

جاہل بدو کی بدتمیزی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی کچھ مانگتا تو آپ انکار نہیں کرتے تھے، ایک مرتبہ ایک بدو نے آپؐ کی چادر پکڑ کر اس زور سے کھینچا کہ آپؐ کی گردن کے بائیں جانب چادر کی رگڑ سے نشان آ گئے اور بدو نے کہا: "اے محمد! مجھے کھانے کو کچھ دو اس میں سے جو کچھ اللہ نے آپ کو عطا کیا ہے" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بادشاہ سے زیادہ طاقتور تھے، بدو کی اس حرکت پر اسے طمانچہ مار سکتے تھے، لیکن آپؐ نے صبر کیا، صرف مسکرائے اور اپنے ایک صحابی سے کہہ کر اس کے اونٹ پر کھانے کے سامان رکھوا دیئے۔ (بخاری، معارف الحدیث جلد ۸ صفحہ نمبر ۲۳۲)

جانی دشمن پر فتح:

۶۳۰ء میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دس ہزار صحابہ کرامؓ کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے اور مکہ پر قابض ہو گئے، اہل مکہ اس چڑھائی سے بے خبر تھے اور جنگ کے لئے تیار نہیں تھے اس لئے انہوں نے جنگ کیے بغیر شکست قبول کر لی، پچھلے ۲۰ برسوں میں اہل مکہ نے ہر طرح کوشش کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرامؓ کو ہراساں کیا جائے، تکلیف پہنچائی جائے اور آپؐ اور ان کے صحابیوں کو قتل کیا جائے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر پوری طرح قابو پانے کے بعد سب کو معاف کر دیا، آپؐ ہر شخص کو اس کے ظلم کی سزا دے سکتے تھے لیکن آپؐ نے صبر کیا۔

مکہ کی ابتدائی زندگی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہراساں کیا گیا، آپؐ کی بے عزتی کی گئی، برا بھلا کہا گیا لیکن آپؐ نے صبر کیا، ابتدائی دَور میں آپؐ کے پاس کوئی اقتدار یا قوت نہیں تھی، لیکن صبر کے مندرجہ بالا کچھ واقعات اس دَور کے ہیں جب آپؐ ایک بادشاہ سے بھی زیادہ طاقتور تھے، آپؐ ہر مجرم اور گستاخ کو سزا دے سکتے تھے مگر صبر اور معافی کی یہی فطرت جو کہ آپؐ کے دَورِ اقتدار میں بھی قائم رہی آپؐ نے لوگوں اور اپنے جانی دشمنوں کا بھی دل جیت لیا، وہ دشمن جو آپؐ کے جانی دشمن تھے آپؐ کے انتہائی فرمانبردار بن گئے، اس لئے زندگی میں کامیابی کیلئے صبر کے اصول پر چلنا بیحد اہم ہے اور ہر کامیابی چاہنے والے کو چاہئے کہ اس اصول پر عمل کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی، برائی کو بھلائی سے دفع کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا جیسے دلی دوست اور یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور اسے سوائے بڑے نصیب والوں کے کوئی نہیں پا سکتا۔ (سورۃ النساء آیات نمبر ۳۴-۳۵)

(۳۱) سنہرے موقعے مت گنوائیے

۲۰۰۷ء میں ممبئی بھانڈوپ سوناپور کی حسینیہ مسجد کی توسیع کے لئے میں نے ایک لاکھ روپیہ چندہ دیا، دوسرے ہی دن میرے دوست علیم اللہ خان نے مجھے ورکشاپ بنانے کیلئے ایک پلاٹ دکھایا جوممبرا پنویل روڈ پر واقع تھا علیم اللہ بھائی زمین کی خرید و روخت کا کاروبار بھی کرتے ہیں اور ایک دوست کی حیثیت سے انہوں نے مجھے مشورہ دیا کہ میں پیسوں کی ادائیگی کی فکر نہ کروں پلاٹ فوراً خرید لوں، اس کی رقم سہولت سے ادا کروں، اس وقت میرے پاس رقم کم تھی میں قرض لینا نہیں چاہتا تھا اس لئے فوری طور سے تو میں نے انکار کردیا مگر دل میں سوچا کہ زمین اتنی جلدی نہیں بکے گی پیسہ آئیں گے تو لے لوں گا، وہ پلاٹ بہت اچھے علاقے میں تھا علیم اللہ خان نے زور دیا کہ خریدی میں دیر نہ کروں لیکن مجھے کوئی جلدی نہیں تھی آخر کار کسی نے اس پلاٹ کو زیادہ قیمت پر خرید لیا۔

اگر میں وہ زمین اس وقت معمولی ٹوکن دے کر خرید لیتا تو میں اسے دوبارہ فروخت کرکے تقریباً ۱۰ /لاکھ کما لیتا، کیوں کہ وہ مجھے وہ زمین صرف ۲۰۰ روپیہ فی اسکوئرفٹ کے حساب سے دے رہے تھے اور کچھ ہی دنوں میں اس زمین کی قیمت ۵۵۰ روپیہ فی اسکوائرفٹ ہوگی۔

- ۲۰۰۸ء میں دوبارہ میں نے اسی مسجد کو زمین خریدنے کیلئے سوالاکھ روپیہ چندہ دیا، دوسرے ہی دن مجھے واڈا انڈسٹریل اسٹیٹ (ضلع تھانہ) میں ایک ایکڑ پلاٹ کی پیشکش ہوئی جس کی قیمت انتہائی کم تھی میں نے فیصلہ کرنے میں صرف ایک ہفتے کی دیر لگائی اور موقع گنوادیا، اس سودے سے میں ۲۵ /لاکھ کما سکتا تھا۔

- ۲۰۰۹ء میں کساد بازاری کی وجہ سے میرے کمپنی کا پروڈکشن ۷۵ فی صد کم ہو گیا اور میں مالی پریشانیوں میں گھر گیا، ایک صبح میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے اس پریشانی سے نجات عطا فرما، اسی دن دوپہر میں مجھے Satic Industries سے ٹیلیفون پر اسٹیمپنگ مشین بنانے کا آرڈر ملا، میرے پاس وہ مشین تیار تھی، ساٹک انڈسٹری والوں نے ۲۵ فیصد ڈسکاؤنٹ مانگا، میں نے انہیں ۱۵ فیصد کی پیشکش کی، حالانکہ ۲۵ فیصد پر بھی مجھے کوئی نقصان نہیں تھا؛ لیکن میں ایک دن انتظار کیا اور فیصلہ کیا کہ میں ۲۰ فیصد یا مجبوراً ۲۵ فیصد پر سودا کرلوں گا؛ لیکن دوسرے دن میرے رابطہ قائم کرنے سے پہلے ہی کسی اور سے انھوں نے مشین کا سودا کرلیا گیا۔

- اللہ تعالیٰ سے مسلسل عاجزانہ دعا کے بعد Perfect Metal نے دو مشینوں کا آرڈر دیا، میں نے مشین بنانے کا کام فوراً شروع کروادیا، لیکن ایڈوانس کا چیک ان سے نہیں لیا حالانکہ چیک ان کے آفس میں تیار تھا، سات دن بعد میں نے ایک ملازم کو چیک لانے کے لئے بھیجا انہوں نے جواب دیا کہ ان کا ارادہ بدل گیا ہے۔

- میری زندگی میں اس قسم کی کامیابیوں اور ناکامیوں کا ایک لمبا سلسلہ ہے، میں ۱۹۸۷ء سے کاروبار میں لگا ہوا ہوں، اگر میں ماضی میں جھانکوں اور اپنے تمام تجربات کو یاد کروں تو مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں یا کوئی اور ہمارے لئے دعا کرے یا ہمارے نیک اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمیں کوئی سنہرا موقع عطا فرماتا ہے کہ ہم کچھ نفع کمائیں یا ہم اپنی پریشانی سے نجات پالیں، تو یہ موقعے ہمیشہ کے لئے کھلے نہیں رہتے بلکہ بہت مختصر وقت کے لئے ہوتے ہیں، اگر ہم فوری طور پر عمل کرتے ہیں، فیصلہ کرتے ہیں یہ بڑھ کر موقع کا فائدہ اٹھاتے ہیں تو ہم جس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں وہ پورا ہو جاتا ہے، یا جو مقام اللہ تعالیٰ ہمیں دینا چاہتا ہے وہ ہم پالیتے ہیں۔

مگر، اگر ہم سستی کاہلی کریں اور آج کا کام کل پر ٹال دیں تو موقعے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں اور ہم پچھتاتے رہ جاتے ہیں۔

- حضرت عمرو بن میمون عودیؒ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو ہدایت فرماتے تھے کہ نیک اعمال میں جلدی کریں آگے بڑھیں تا کہ کوئی رکاوٹ حائل نہ ہو، مثال کے طور پر آپؐ نے فرمایا: نیک اعمال انجام دینے میں ذرا سا بھی وقت نہ گنوائیں اس سے پہلے کہ آپ سات آسمانی آفتوں میں سے کسی ایک کا شکار ہوں، جیسے:

فاقہ کشی جس سے آپ کی عقل خبط ہو، ایسی خوشحالی جو آپ کو گمراہ کردے، ایسا مرض جو آپ کی صحت تباہ کردے، دجال کے ظہور سے قبل اور آخرت کا دن جو بہت ہی سخت اور تلخ ہے۔ (ترمذی، بیہقی)

اس لئے ہمیں آخرت کے نقطۂ نظر سے بھی نیکی کرنے میں جلدی کرنی چاہئے اور دنیاوی نقطۂ نظر سے بھی اپنے خوشحالی اور ترقی کے لئے جو موقع ملے اس سے فوراً فائدہ اٹھانا چاہئے۔ ﴿بقیہ......اگلے صفحہ ۹۰ پر﴾

(۳۲) قوی مومن کمزور مومن سے بہتر ہے

اسلام میں اچھی صحت کی اہمیت:

قرآن کریم کی ایک آیات کا مفہوم ہے کہ ''پیغمبر نے ان سے (بنی اسرائیل سے) یہ بھی کہا کہ خدا نے تم پر طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا ہے، وہ بولے کہ اسے ہم پر بادشاہی کا حق کیونکر ہوسکتا ہے، بادشاہی کے مستحق تو ہم ہیں اور اس کے پاس تو بہت سی دولت بھی نہیں، پیغمبر نے کہا کہ خدا نے اس کو تم پر فضیلت دی ہے اور بادشاہی کے لئے منتخب فرمایا ہے، اس نے اسے علم بھی بہت سا بخشا ہے اور تن وتوش بھی بڑا عطا کیا ہے اور خدا کو اختیار ہے جسے چاہے بادشاہی بخشے، وہ بڑا کشائش والا اور دانا ہے''۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۴۷)

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ایک طاقتور (جسم والا) مسلمان ایک کمزور (جسم والے) مسلمان سے بہتر ہے اور اللہ طاقتور مسلمانوں سے محبت کرتا ہے''۔ (مسلم، منتخب ابواب: ۱۷)

قوی مومن جہاد کر سکتا ہے، قوم کی خدمت کرسکتا ہے:

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اچھی صحت، دولت سے بہتر ہے خدا سے ڈرنے والے بندوں کے لئے''۔ (مشکوٰۃ)
- ایک مرتبہ ایک پہلوان رُکانہ بن یزید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کشتی لڑنے کی دعوت دی، آپ ﷺ نے یہ دعوت منظور فرمائی اور مقابلہ میں رُکانہ کو شکست دی۔ (سیرتِ احمد مجتبیٰ، جلد اول، صفحہ ۲۵۷)
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ میں ہمیشہ پہلی صف میں رہتے تھے، جنگ حنین میں آپ ﷺ پہلی صف میں تنہا تھے اور سوائے آٹھ صحابہ کرامؓ کے بقیہ لوگوں نے آپ ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ (سیرتِ احمد مجتبیٰ، از شاہ، مصباح الدین شکیل)

مندرجہ بالا آیت قرآنی اور حدیث شریف سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ اور ایک لیڈر یا رہنما بننے کیلئے اچھی صحت بہت ضروری ہے۔

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''دولت کسی متقی (پرہیزگار) کو نقصان نہیں پہنچائے گی اگر وہ مالدار ہو جائے۔ لیکن عمدہ صحت، دولت سے بہتر ہے ایک پرہیزگار بندے کے لئے جو خدا سے ڈرے اور ذہنی وروحانی سکون اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے''۔ (مشکوٰۃ)

- حضرت ابوخذامہؓ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے والد نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ: یارسول اللہ! وہ جھاڑ پھونک جو ہم کراتے ہیں، وہ دوا جس کے ذریعہ ہم علاج کرتے ہیں اور وہ حفاظتی چیز (یعنی ڈھال، تلوار اور زرہ وغیرہ) جس کے ذریعہ ہم اپنا بچاؤ کرتے ہیں، مجھے بتایئے کہ کیا یہ چیزیں تقدیر الٰہی کو بدل دیتی ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''یہ چیزیں بھی تقدیر الٰہی میں شامل ہیں''۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ، بحوالہ منتخب ابواب جلد اول: ۹۱)

اس کے معنی یہ ہوئے کہ اگر ہماری تقدیر میں صحتمند رہنا لکھا ہے تو صرف اسی حال میں ہم اپنا علاج کرتے ہیں، اگر ہماری تقدیر میں محفوظ رہنا لکھا ہے تو صرف اسی حال ہم اپنی حفاظت کے لئے ہتھیار استعمال کرتے ہیں اور اگر اپنی تقدیر کے مطابق آپ کو بیمار رہنا ہے تو اس وقت آپ اپنا علاج نہیں کریں گے، اور تقدیر کے مطابق اگر آپ کو تکلیف (ضرر) پہنچنا لکھا ہے پھر آپ خود کی حفاظت ہتھیاروں سے نہیں کریں گے۔

یعنی اچھی صحت اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے، اچھی صحت کے ہونے میں تقدیر کا بڑا ہاتھ ہے، مگر تقدیر دعا سے بدلتی ہے، اس لئے اپنی مغفرت اور خوشحالی کے ساتھ ساتھ اچھی صحت کے لئے بھی مسلسل دعا کرتے رہیں، آب زم زم پیتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو دعا پڑھتے تھے وہ دعا آپ کو دنیا وآخرت دونوں جگہ ہر طرح سے خوشحال اور کامیاب کردے گی۔ اس لئے ہر نماز میں یہ دعا مانگا کریں۔

وہ دعا ہے:

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْماً نَّافِعاً، وَّرِزْقًاوَّاسِعًا وَّ شِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ'' ''اے اللہ! مجھے نفع والا علم دے، رزق میں وسعت اور فراخی دے اور ہر بیماری سے شفا عطا فرما''۔

کیا اپنی بیماری کا علاج کرنا غلط ہے:

- حضرت حضرت اسامہ بن شریکؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کچھ صحابہ کرامؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ رہے تھے ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہم اپنی بیماری کا علاج دوا سے کریں تو کیا یہ گناہ ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''نہیں، یہ گناہ نہیں ہے'' اپنا علاج دواؤں سے کرو کیونکہ جو بیماریاں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی

ہیں ان کا علاج بھی پیدا کیا ہے، سوائے موت کے''۔(طبِ نبویؐ، صفحہ:۱۳)

- اپنے علاج اور صحت برقرار رکھنے کے لئے ہمیں چار طریقے اپنانے چاہئیں:

(۱) اللہ تعالیٰ سے عمدہ صحت کے لئے دعا کریں۔

(۲) علاج کے لئے دوائیں استعمال کریں۔

(۳) محتاط رہیں اور صحیح غذا کھائیں۔

(۴) ورزش کریں۔

- **Only Fittest will Survive**

''صرف طاقتور ہی اپنا وجود برقرار رکھے گا''۔

Only healthy body can carry healthy mind.

﴿صحت مند کاندھوں پر ہی ایک صحت مند دماغ ہوسکتا ہے﴾

یہ سب کہاوتیں ہیں مگر حقیقت پر مبنی ہے۔

اس لئے حقیقی خوشحالی کے لئے اچھی صحت کی بڑی اہمیت ہے اس لئے حقیقی خوشحالی پانے کے لئے اچھی صحت بنانے کی کوشش کریں۔

اچھی صحت کے لئے کیا کریں؟

- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلمنے فرمایا ''کلونجی میں ہر مرض کا علاج ہے، سوائے مرض الموت کے''۔(مسلم، طبِ نبویؐ صفحہ:۳۷)

اس لئے ہر دن پانچ کلونجی کے دانے کھانے کی کوشش کریں۔

- حضرت انس بن مالکؓ سے روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''رات میں خالی پیٹ سو یا نہ کرو اس سے آدمی جلد ضعیف ہو جاتا ہے''۔(ابو نعیم، طبِ نبویؐ صفحہ:۳۷)

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''روزہ رکھنے سے صحت میں اضافہ ہوتا ہے''۔(ترغیب، طبرانی، زادِ راہ)

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے پیٹ کے ایک تہائی حصہ میں کھانا کھاؤ، ایک تہائی حصہ میں پیو، اور ایک تہائی حصہ ہوا کے لئے خالی رکھو''۔(طبِ نبویؐ)

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو زیادہ کھانا کھائے گا وہ زیادہ دوائیں بھی کھائے گا، جو کم کھانا کھائے گا وہ کم دوائیں بھی کھائے گا، اس لئے ہمیشہ پیٹ بھر کے کھانا کھانے سے پرہیز کریں۔

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے بچوں کو تیرنا اور تیراندازی سکھاؤ''۔(جنت کی کنجی)

تیرنے سے صحت میں اضافہ ہوتا ہے، تیراندازی سے انہماک (Concentration) میں بہتری، خود اعتمادی اور جنگی 'مارشل' صلاحتیں بڑھتی ہیں۔

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی غذا کو نماز اور عبادت سے ہضم کرو''۔(طبِ نبویؐ، صفحہ:۹۲)

اس حدیث سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں آرام پسند نہیں بننا چاہئے یا تو ہم اپنے کاروبار میں مصروف رہیں اور اگر ریٹائیر ہوں یا آزاد ہوں تو اتنی نماز پڑھیں کہ کھانا ہضم ہو جائے۔

- ابو نعیم 'کتاب طب' میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''سفر کرو، اس سے تمہاری صحت اور خوشحالی میں اضافہ ہوگا''۔

اگر ہم ایسے کاروبار میں ہیں جہاں ہمیں سفر کرنے کی ضرورت نہیں تو بھی ہمیں چھٹیاں منانے کیلئے سفر کرنا چاہئے، جس سے ہماری صحت بہتر ہوگی۔

- قرآن کریم کی آیات کا مفہوم ہے کہ ''شہد میں شفاء ہے''۔(سورۃ النحل آیات نمبر۶۹)

اس لئے روزانہ شہد کا استعمال کریں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح خالی پیٹ سب سے پہلے ایک پیالہ پانی میں شہد ملا کر پیتے تھے۔

- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ قرآن مومنوں کے لئے شفاء ہے۔(سورۃ بنی اسرائیل آیات نمبر۸۲)

قرآن میں ایسی سات آیات ہیں جن میں شفاء کا بیان ہے، ان آیاتوں کو آیاتِ شفاء کہا جاتا ہے، ہر بیماری میں اس کو پڑھ کر اپنے اوپر دم کریں۔

- حضرت عبدالملک بن عمیرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ ہر بیماری کے لئے شفاء ہے۔(دارمی، بیہقی، منتخب ابواب حدیث نمبر۳۲۱)

حضرت علی اور صحابہ کرامؓ سورۃ الفاتحہ سے دم کر کے علاج کرتے تھے۔ ہم بھی روزانہ سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کا اہتمام کریں، میں (مصنف) اور میرے دوست جس دن صبح ۱۰۰ بار سورۃ الفاتحہ پڑھتے ہیں اس دن سارا دن کوئی ذہنی تناؤ نہیں رہتا ہے اور ذہنی تناؤ بہت ساری بیماریوں کی جڑ ہے۔

نظر میں زہر ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے قضاء و تقدیر کے بعد سب سے زیادہ نظر بد کی وجہ سے میری امت میں اموات ہوگی۔(صحیح الجامع ۱۲۰۶، الصحیحہ ۷۴۷، جادو کا علاج قرآن وسنت کی روشنی میں از عبدالسلام بالی)

جب بھی آپ کو نظر لگنے کا احساس ہو نظر اترنے والی دعائیں پڑھیں۔(سورۃ القلم آیات نمبر۵۱ اور۵۲)

نظر اتارنے کے لئے بہت موثر ہے اور مصنف کا ذاتی تجربہ ہے،خود پر لگی نظر اتارنے کے لئے اسے ۴۰ سے ۷۰ بار تک پڑھنے سے نظر کا اثر فوراً کم ہو جاتا ہے۔

جسمانی ورزش کریں:

- حضرت سلمہؓ بن اکوع راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تیر اندازی کرتے دیکھا تو بہت پسند کیا اور آپؐ خود بھی اس میں شامل ہو گئے۔(بخاری، بحوالہ منتخب ابواب، جلد اول، حدیث:۵۰۹)
- بلالؓ بن سعد طابعی راوی ہیں کہ صحابہ کرامؓ تیر اندازی کی مشق کرتے اور دوڑ لگایا کرتے تھے۔(شرح السنہ، بحوالہ منتخب ابواب، جلد اول، حدیث:۸۲۸)
- عبداللہ بن عمرؓ راوی ہیں کہ (لوگوں میں جنگی مہارت بڑھانے کے لئے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑوں کی بھی دوڑ لگوایا کرتے تھے۔(بخاری ومسلم، بحوالہ منتخب ابواب، جلد اول، حدیث:۵۱۵)
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے لئے انتہائی شفیق تھے، گھریلو زندگی میں بھی خوشی اور اُمنگ پیدا کرنے کے لئے آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے خود دوڑ میں مقابلہ کیا، جب امّ المؤمنین دُبلی پتلی تھیں تو پہلی دوڑ میں آپؓ جیت گئیں، کچھ عرصہ بعد جب آپؓ دُبلی پتلی نہیں رہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیت گئے۔(ابوداؤد، ابن ماجہ، بحوالہ حدیث نبوی:۲۳۶، صفحہ نمبر ۱۲۹)
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی صحت کیلئے جسم پر تیل کی مالش کو پسند فرمایا ہے، زیتون کے درخت کو قرآنِ کریم میں مبارک درخت کہا گیا ہے اور واقعی یہ انسانوں کے لئے ایک نعمت ہے، جدید سائنس کے مطابق جن لوگوں کو دل کا مرض ہے انہیں ہر طرح کے تیل کے استعمال سے نقصان ہوگا مگر روزانہ ایک چمچہ زیتون کا تیل استعمال کرنے سے فائدہ ہوگا، یہ خون میں کولیسٹرول کو کم کرتا ہے اس لئے جہاں تک ممکن ہو سکے دوسرے تیل کو کم کر کے ایک چمچہ زیتون کا تیل روزانہ استعمال کریں، آپ اسے روٹی پر لگا کر بھی کھا سکتے ہیں۔

رائی کے تیل اور دوسرے تیلوں میں کچھ بدبو ہوتی ہے، اس لئے تیل کی مالش کے بعد آفس یا کام پر جانے سے پہلے آپ کو نہانا ضروری ہوتا ہے، مگر زیتون کے تیل میں کوئی بدبو نہیں ہوتی، اس لئے جب بھی ضرورت ہو اس دن نہانے سے پہلے اچھی طرح زیتون کے تیل کی مالش کریں، جسم پر جہاں ناپاکی لگی ہے بس اُتنا ہی حصہ صابن سے دھولیں اور دوسرے حصوں پر زیتون کا تیل لگا رہنے دیں (صابن سے دھو کر صاف نہ کریں) جسم پر پانی بہالیں اور غسل کے بعد جسم کپڑے سے پونچھ کر کپڑے پہن لیں، جیسے جیسے زیتون کا تیل جسم میں جذب ہوگا جسم کا درد اور کمزوری کم ہوتی جائے گی، آپ طاقت اور فرحت محسوس کریں گے، چونکہ زیتون میں کوئی بدبو نہیں ہوتی اس لئے نہ آپ کو اور نہ کسی کو اس کا احساس ہوگا اور نہ آپ کے کپڑے تیل سے خراب ہوں گے، اس لئے ہر دن زیتون کا تیل استعمال کریں اور اگر آپ کمزوری محسوس کرتے ہوں تو کم از کم کمر، جانگھ اور گھٹنوں پر صبح نہانے سے پہلے یا رات کو سوتے وقت لگانے کا معمول بنائیں۔

- علماء کرام کا قول ہے کہ وہ لوگ جن کی صحت اچھی نہیں ہے اور جنہیں جسمانی ورزش کی ضرورت ہے، ان کے لئے صبح نماز کے بعد چہل قدمی کرنا مسجد میں بیٹھ کر تسبیح پڑھنے سے بہتر ہے، کیوں کہ اگر صحت اچھی رہی تو عبادت کا معمول زندگی بھر چلتا رہے گا۔ لیکن اگر صحت خراب سے خراب ہوتی گئی تو ایک دن نمازیں بھی جاتی رہیں گی، اس لئے وہ علماء کرام جنہیں روزانہ چہل قدمی کی سخت ضرورت ہے وہ فجر کی نماز کے بعد تسبیح پڑھتے ہوئے چہل قدمی کے لئے نکل جاتے ہیں اور چہل قدمی سے واپس مسجد آ کر اشراق کی نماز پڑھ کر پھر گھر جاتے ہیں۔

اس لئے عبادت کریں مگر مجاہد بننے کی بھی کوشش کریں اور مجاہد بننے کے لئے آپ کو جسمانی ورزش تو کرنی ہی ہوگی۔

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنہیں علاج کرنا نہیں آتا اگر وہ لوگوں کا ڈاکٹر کی طرح علاج کرتے ہیں اور ان کے علاج سے اگر کسی انسان کو نقصان ہوتا ہے تو اس نیم حکیم کو قیامت کے دن خدا کے دربار میں اپنے اس کام کا حساب دینا ہوگا، یہ جسم آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی ایک امانت ہے، اگر آپ کو دواؤں کے بارے میں معلومات نہیں ہے تو نہ آپ کسی اور کو دوا دے سکتے ہیں اور نہ خود کھا سکتے ہیں، لوگوں کی زبانی سُنے ہوئے نسخوں سے اپنا علاج کرنا بہت خطرناک ہے، ایسا ہرگز نہ کریں۔

انگریزی دواؤں کے بہت سارے Side effects ہوتے ہیں، اس لئے صرف مجبوری اور ایمرجنسی میں ہی انگریزی دواؤں کا استعمال کریں، ورنہ یونانی اور آیورویدک دواؤں کا ہی استعمال کریں۔

- ایسی بہت سی کتابیں دستیاب ہیں جن میں پھلوں، سبزیوں، شہد، دودھ، دہی وغیرہ سے علاج کا ذکر کیا گیا ہے، ان کتابوں سے معلومات حاصل کریں، طبِ نبوی کے نام سے کئی کتابیں دستیاب ہیں جن میں احادیث کی روشنی میں کئی بیماریوں کا آسان طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کتابوں کا مطالعہ کریں۔

دارالسلام پبلشرز سے شائع شدہ کتاب بعنوان ”Healing with the medicine of the Prophet“ (مصنفہ امام ابن قیّم الجوزیہ) ضرور پڑھیں تاکہ صحت کی بہتری کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کا علم ہو اور امراض کے علاج کا پتہ چلے، اس کتاب کی تفصیلی معلومات آخری صفحہ پر ملاحظہ کریں۔

(۳۳) صفائی اور پاکیزگی کی اہمیت

سعودی حکومت نے مدینہ میں مسجد نبویؐ کی تعمیر میں ۳۶۰ ارب روپے خرچ کئے ہیں، وہ ایک محل کی طرح خوبصورت مسجد ہے اور اسے گنیس بک آف ورلڈ ریکارڈ میں درج کیا گیا ہے۔

جو انجینئر اس کے خوبصورت ڈیزائن اور مضبوطی کے ذمہ دار تھے انہوں نے ایک اور احتیاط اس کی تعمیر میں برتی ہے، انہوں نے اسے اس طرح تعمیر کیا کہ کوئی پرندہ نہ اس مسجد کے اندر بیٹھ سکتا ہے اور نہ ہی کہیں اس میں گھونسلہ بنا سکتا ہے، پرندوں کے فضلے سے جو گندگی ہوتی ہے اس سے یہ مسجد محفوظ ہے اور یہ ڈیزائن کا بہترین طریقہ ہے۔

● آم کھاتے ہوئے اگر اس کا رس آپ کے ہاتھوں، پیروں اور پتلون کو لگ جائے تو مکھیوں سے بچنے کی آپ کتنی ہی کوشش کریں مکھیاں آپ کے اطرف بھنبھناتی ہی رہیں گی۔

● اگر آپ اپنے کمرے کے وسط میں نماز پڑھ رہے ہوں اور اگر کوئی کمرے کے چاروں کونوں میں آپ کا پسندیدہ گانا بجائے تو کیا آپ نماز پر پوری توجہ قائم رکھ سکیں گے؟ یہ ناممکن ہے۔

● فرشتے صاف ستھرے (پاک) ہیں شیاطین غلیظ اور ناپاک ہیں، شیطان فرشتوں کو شکست نہیں دے سکتا، لیکن فرشتوں میں ایک کمزوری ہے، وہ کسی غلیظ جگہ نہیں جاسکتے ہیں، اس لئے شیطان خدائی پولیس (فرشتوں) سے بچنے کیلئے غلیظ جگہوں میں چھپ جاتے ہیں۔

● غسل کرتے وقت اپنے بالوں میں شیمپو لگائیں، اسے تین منٹ رکھیں پھر سر دھولیں، آپ کے بال ریشم کی طرح نرم اور چمکیلے ہو جائیں گے، پھر اس کے بعد شمپو کے اثر کو ختم کرنے کے لئے آپ بالوں کو تین گھنٹہ بھی دھوئیں تو بھی بال ریشم کی طرح ملائم ہی رہیں گے، شیمپو کا اثر ختم نہیں ہوگا کیوں کہ بال نائلون کے دھاگوں کی طرح نہیں ہیں، یہ جسم کے خلیوں سے بنتے ہیں، پانی اور کیمیائی ذرات جذب کرتے ہیں اور باقی رکھتے ہیں۔

● منی اور حیض کا خون مذہباً ناپاک ہیں، اگر منی اور حیض کا خون بالوں کو لگ جائے تو وہ اسے جذب کر لیتے ہیں، اسی طرح پسینہ بھی بدبودار اور گندہ ہوتا ہے وہ بھی بال جذب کر لیتے ہیں، نہانے کے بعد تو ہم شرعی طور سے پاک ہو جاتے ہیں، کیوں کہ شریعت میں نرمی ہے اور ہر انسان ہر روز بال صاف نہیں کر سکتا، اس لئے بال صاف کرنے کی معیاد چالیس دن ہے، اس کے بعد نماز نہیں ہوگی، مگر اصل میں اگر بال ایک ہفتہ پرانے ہوں تب بھی کچھ نہ کچھ گندگی تو جذب کئے ہی رہتے ہیں، یہی وہ جگہ ہے جہاں شیطان چھپ کر فرشتوں سے محفوظ رہتا ہے اور مسلسل آپ کے دل میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے، اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاص صحابہ کو ۱۵ دن کے اندر ہی بال صاف کرنے کی نصیحت کرتے تھے۔ (مسلم)

● آپ کا جسم، آپ کی روح کا ذاتی کمرہ ہے، جیسے آپ اگر کمرے کے بیچ نماز پڑھیں اور کوئی کمرے کے چاروں طرف آپ کا پسندیدہ گیت لگادے تو آپ کبھی نماز پوری توجہ سے نہیں پڑھ سکتے اسی طرح جب روح کی گہرائیوں سے آپ خدا کی طرف دھیان لگا کر عبادت کرنا چاہیں گے تو ناپاک بالوں میں چھپا شیطان آپ کی توجہ کو خراب کرتا ہی رہے گا، جیسے آم کا رس لگ جائے تو ناممکن ہے کہ آپ مکھیوں سے بچے رہیں اسی طرح ناپاک بالوں کی وجہ سے ناممکن ہے کہ آپ شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہ سکیں۔

● ناپاکی میں غصہ، حسد فکر، منفی سوچ وغیرہ ذہن پر سوار رہتے ہیں، مگر کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ ناپاکی میں بھی پاکی کی طرح پرسکون ہو کر مثبت سوچ سکتے ہیں، مگر یہ بات غلط ہے، بعض اوقات جذبات، قوت ارادی پر چھا جاتے ہیں، مثال کے طور ہم سب جانتے ہیں کہ ہم کسی بھی وقت مر سکتے ہیں۔ ہمیں ہارٹ اٹیک، سڑک حادثہ، دہشت گردو کے حملہ سے وغیرہ وغیرہ کسی بھی وجہ سے موت آسکتی ہے، لیکن ہم میں سے کوئی بھی اس سے پریشان نہیں رہتا؛ لیکن کینسر کا مریض یا وہ مجرم جسے پھانسی کی سزا سنائی جا چکی ہے، مایوس رہتا ہے، اگر ہم انھیں یقین بھی دلائیں کہ آئندہ چھ مہینے تک وہ مرنے والا نہیں، تب بھی وہ کتنی بھی خوش رہنے کی کوشش کریں آخیر میں اداسی کے جذبات ان پر غالب آجاتے ہیں اور وہ غمگین ہی ہو جاتے ہیں اسی طرح ایک ناپاک آدمی، اپنی قوت ارادی سے مثبت طریقہ سے سوچ سوچنے کی کتنی ہی کوشش کرے وہ خود بخود منفی انداز میں سوچنے لگتا ہے۔

● پاک لوگ عام عوام کی طرح ہوتے ہیں جو جانتے ہیں کہ موت ناگزیر ہے، لیکن وہ پرسکون رہتے ہیں اور ایک غلیظ ناپاک آدمی ایک کینسر کے مریض کی طرح

یا پھانسی کا سزایافتہ مجرم کی طرح ہے جو منفی انداز میں سوچنے سے باز نہیں رہ سکتا۔

- شیطان ہمیشہ ڈر، ٹینشن، غصہ، حسد، جنسی خواہش، لالچ، نفرت، مایوسی اور ہر قسم کے منفی جذبات پیدا کرتا ہے اور ایک منفی جذبہ تمام مثبت خیالات کا خاتمہ کر دیتا ہے، چونکہ خیالات، حقیقت میں بدل سکتے ہیں، اس لئے منفی خیالات سے بچنے کیلئے اور خوشحال بننے کیلئے ہمیشہ صاف ستھرے رہیں۔

- اس لئے اپنے اعلیٰ کیریئر کیلئے اعلیٰ ڈیزائن بناتے ہوئے خیال رکھیں کہ شیطان کہیں آپ کے گھر میں گھونسلہ نہ بنا سکے، اپنے زیر بغل اور زیر ناف بال ہر ۱۵/دن بعد یا جتنی جلدی ہو سکے صاف کر لیں، ۴۰/دن کے بعد ممکن ہے آپ کی کوئی عبادت قبول کے لائق نہ ہو۔

- آپ حتیٰ الامکان کوشش کریں کہ پیشاب کا ایک قطرہ بھی آپ کے زیر جامہ، یا کپڑوں میں جذب نہ ہو، جنہیں پیشاب کے قطرے آنے کی کمزوری ہے وہ اپنے انڈرویئر میں ایک ٹیشو پیپر (Tissue Paper) رکھ لیتے ہیں اور وقفہ وقفہ سے انھیں بدلتے رہتے ہیں۔

اسلام میں صفائی پر زور:

- سورہ مدثر کا نزول اسلام کے اوّل دور میں ہوا، اسلام میں صفائی کی اتنی اہمیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورہ میں خصوصی طور سے صفائی کی ہدایت فرمائی۔

''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کپڑا لپیٹے پڑے ہو، اٹھو اور ہدایت کرو اور اپنے پرور دگار کی بڑائی کرو اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو اور ناپاکی سے دور رہو''۔ (سورۂ مدثر آیات ۱تا۵)

اسی طرح پاکی کی فضیلت پر بہت ساری آیات اور حدیثیں ہیں، مثال کے طور پر:

- ''اور خدا پاک رہنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے''۔ (سورۃ توبہ آیت ۱۰۸)

- حضرت ابو مالک اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''پاکی حاصل کرنا آدھا ایمان ہے''۔ (جنت کی کنجی صفحہ ۳۱)

- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ''جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی صفائی ہے''۔ (احمد جمع الغوامہ ۶:۳۸۳، رقم الحدیث: ۱۹۹۲)

- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو ہمیشہ پاک رہتے ہیں (یعنی جو باوضو رہتے ہیں) ان کی دولت میں اضافہ ہوگا''۔ (نفع خلائق صفحہ ۳۳۱)

- اپنے افرادِ خاندان میں اس کی ہیئت کو دیکھے بغیر ہم کسی کے قدموں کی چاپ سُن کر ہی اسے پہچان لیتے ہیں۔

اسی طرح شب معراج میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں حضرت بلالؓ کے قدموں کی چاپ سُنی، زمین پر واپسی کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ ان کی اہم اور خفیہ عبادت کیا ہے جس کی وجہ سے انہیں جنت عطا ہوئی ہے؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمیشہ کوشش کرتا ہوں کہ باوضو رہوں اور جب میں وضو کرتا ہوں تو دو رکعت نفل ادا کرتا ہوں، صرف یہی ایک خاص عبادت ہے یا احتیاط ہے، جس پر میں عمل کرتا ہوں''۔

اس بیان سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ صاف رہنے کی کیا برکتیں اور فائدے ہیں اور باوضو رہنے سے کیا انعام ملتا ہے۔

- حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کرنے کے بعد مٹی سے فوراً تیمم کر لیتے، میں عرض کرتا یارسول اللہ! پانی تو آپ کے بہت قریب ہے؟ (یعنی جب پانی بہت قریب ہے تو پھر تیمم کیوں کرتے ہیں؟) حضور صلی اللہ علیہ وسلم (میری اس بات کے جواب میں) ارشاد فرمایا مجھے کیا معلوم کہ میں اس پانی تک پہنچ بھی سکوں گا یا نہیں''۔ (بغوی وابن جوزی منتخب ابواب جلد۲ حدیث ۱۳۳۱)

- فرض نماز کی ادائیگی کیلئے سنت کے مطابق مکمل وضو کر لینا چاہئے؛ لیکن عام حالات میں باوضو رہنے کیلئے لازمی نہیں کہ تمام اعضاء تین بار دھوئیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کرتے ہوئے اپنے اعضاء ایک، دو یا تین بار دھو لیتے تھے اور تین وقت دھونا عام تھا اور اسے سنت سمجھا جاتا ہے؛ لیکن عام حالات میں باوضو رہنے کے لئے ایک بار دھونا بھی کافی ہے، اس لئے اگر آپ تین بار اعضاء دھونا مشکل سمجھتے ہیں تو بھی وضو سے غافل نہ ہوں، بلکہ اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھوئیں (ایک بار) چہرہ ایک بار دھولیں، سر کے چوتھائی حصہ پر مسح کریں اور پیر ٹخنوں تک ایک بار دھولیں، اس طرح آپ کا وضو پورا ہو جائیگا اور آپ کو باوضو ہونے کا پرسکون احساس ہوگا۔

- وضو میں چار باتیں لازم ہیں: چہرہ دھونا، کہنی تک ہاتھ دھونا، چوتھائی سر کا مسح کرنا اور پیر دھونا، اگر آپ چمڑے کے موزے پہنتے ہیں اور اگر آپ نے وضو کے بعد چمڑے کا موزہ پہنا ہے تو وضو ٹوٹنے کے بعد پیر دھونے کے بدلے اگر آپ صرف چمڑے کے موزے پر مسح کرتے ہیں تو تو بھی آپ کا وضو ہو جائے گا، شریعت کے مطابق اگر موزہ چمڑے کا نہیں ہے اور کسی دوسری چیز کا بنا ہے تو موزے پر مسح کرنے سے آپ کا وضو مکمل نہیں ہوگا اور نامکمل وضو سے آپ نماز پڑھیں گے تو وہ بھی نامکمل ہوگی۔

اگر آپ کا وضو ایسی جگہ ٹوٹتا ہے جہاں پیروں کو دھونا ممکن نہیں ہے، جیسے ائرپورٹ یا سفر میں یا سردی کے دن اور آپ نے وضو کے بعد جوتا اور کپڑے کا موزہ پہنا ہے تو ایسے وقت آپ چہرہ دھولیں، کہنیوں تک ہاتھ دھولیں، سر کا مسح کرلیں اور اپنے کپڑوں کے موزوں پر بھی مسح کرلیں، اس طرح کرنے سے آپ کا

وضو نہیں ہوگا، اس طرح کے وضو سے نہ آپ نماز پڑھ سکتے ہیں اور نہ قرآن شریف کو ہاتھ لگا سکتے ہیں، مگر چونکہ آپ نے مجبوری میں ایسا کیا ہے اور جہاں آپ کی طاقت ختم ہوتی ہے وہاں سے اللہ تعالیٰ کی مدد شروع ہوتی ہے اس لئے جس طرح وضو سے رہنے سے ذہن پرسکون رہتا ہے، آپ اس ناقص وضو کے بعد بھی اپنے آپ کو اس طرح پرسکون محسوس کریں گے، اس لئے کچھ نہ کرنے سے اچھا ہے کہ آپ اس طرح ناقص وضو کی حالت میں ضرور رہئے۔

میں آپ کو ایک غیر شرعی بات کیوں سکھا رہا ہوں؟ کیوں کہ میرا مقصد آپ کو دولت مند بنانا ہے اور میں آپ کو ہر وہ جائز طریقہ بتانا چاہتا ہوں جس سے آپ پر سکون رہیں، صحیح سمت میں سوچیں اور ترقی کریں، کبھی کبھی لمحے بھر کے گناہ پر صدیوں کی سزا ملتی ہے، بغیر وضو کے جذباتی ہو کر آپ کسی سے الجھ پڑیں اور وقت اور دولت برباد کریں اس سے اچھا ہے ناقص وضو کے ساتھ پرسکون اور امن کے ساتھ رہیں اور جو میں ذاتی طور سے تجربہ کر چکا ہوں وہی آپ کو بتا رہا ہوں۔

● آپ، آپ کے گھر کے نزدیک یا کارخانے کے باہر سڑک پر کسی جانور کے فضلہ پر کئی دنوں تک نظر رکھئے، وہ فضلہ آہستہ سوکھ کر لوگوں کے قدموں اور موٹر کار کی ٹائروں سے دب کر آہستہ آہستہ دھول بن کر اڑ جائے گا۔

تو شہروں میں جو دھول اڑتی ہے اس کا کھیت کھلیان کی مٹی کی طرح پاک ہونا ضروری نہیں ہے، وہ سوکھی گٹر اور جانوروں کا فضلہ بھی ہو سکتا ہے، اسی طرح کی دھول اگر بالوں میں گھس جائے تو سارے ناپاکی والے اثرات پیدا کرتیں ہیں، اس لئے جب تیز ہوا چلے اور دھول اڑنے لگے تو اپنے سر کو ڈھانک لیجئے، سر ڈھانکنا سنت تو ہے ہی اس کے ساتھ مکمل پاکی کے لیے بے حد ضروری بھی ہے، ورنہ شیطان کی سنگیت (وسوسہ) اپنے کانوں سے کبھی دور نہ ہوگی۔

اسی طرح چپل یا سینڈیل کے بدلے جوتا پہننے کی عادت ڈالئے، اگر آپ موزہ اور جوتا پہنتے ہیں تو آپ کے قدم راستوں کی گندگی سے ناپاک ہونے سے محفوظ رہتے ہیں، چپل یا سینڈیل سے قدم خاک آلود تو ہو ہی جاتے ہیں اور وہ دھول اکثر ناپاک ہوتی ہے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک طویل حدیث روایت کی ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے بہت سارے اعمال بتائے ہیں جس سے خوشحالی آتی ہے، جیسے ایمان داری کے ساتھ تجارت کرنا، حج عمرہ کرنا، والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا وغیرہ وغیرہ، ان میں ایک عمل پیروں میں جوتا پہننا بھی ہے۔ (آسان رزق صفحہ ۱۶)

اس لئے خوشحالی اور مثبت رویہ کیلئے مکمل صفائی یقینی بنائیں اور ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش کریں۔

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

﴿بقیہ.....صفحہ ۸۴ کا﴾

● اگر ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مندرجہ ذیل ہدایت یاد رکھیں تو بڑی حد تک ہم موقعے گنوانے سے بچے رہیں گے، حضرت عمرؓ نے یہ ہدایت اپنے گورنر حضرت موسیٰ اشعری کو خط کے ذریعے دیا تھا۔

اے موسیٰ اشعریؓ: مضبوطی عمل کی یہ ہے کہ آج کا کام کل پر نہ اٹھا رکھو، ایسا کروگے تو تمہارے پاس بہت سے کام جمع ہو جائیں گے پھر پریشان ہو جاؤ گے کہ کس کو کریں اور کس کو چھوڑ دیں اس طرح کچھ بھی نہ ہو سکے گا۔ (حضرت عمرؓ)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دو نعمتیں ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ فریب اور دھوکے میں رہتے ہیں، ایک صحت و تندرستی، اور دوسری فراغت و فرصت''۔ (بخاری، منتخب ابواب: ۱۲۱۳)

ہمارے سنہرے موقعے گنوانے کی یہی دو اہم وجوہات ہیں:

(۱) ہم سوچتے ہیں کہ ہماری تندرستی اور صحت ہمیشہ ایسے ہی اچھی رہے گی، اس لئے بڑھاپے کی کوئی فکر نہیں ہے، ابھی بہت وقت ہے، آگے آنے والے دنوں میں کاروبار میں جو کامیابی چاہئے اس کے لئے سخت محنت کر لیں گے۔

(۲) ابھی اچھا جو کاروبار چل رہا ہے، یہ ہمیشہ ایسا ہی چلتا رہے گا، اس لئے آرام کرو اور مزے کرو، مستقبل کا ٹینشن مت لو۔

سستی اور کاہلی کی وجہ سے ہم ہر کام کل کرنا چاہتے ہیں، اور کل کبھی نہیں آتا، موت کی مسلسل یاد کرنے سے اور مندرجہ ذیل دعا ہر نماز کے بعد پڑھنے سے اوپر بیان کی گئی کچھ خامیاں ہمارے فطرت میں سے کم ہو جاتی ہے، یعنی سستی، کاروبار میں خطرہ لینے سے ڈر، پیسوں کی تنگی وغیرہ اس دعا سے کم ہو جاتی ہے اور ہم دوڑ کر ہر موقع کا فائدہ اٹھانے والے بن جاتے ہیں۔

(۱) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحَزَنِ

اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں، پریشانی سے اور غم سے۔

(۲) وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ

عاجز ہو جانے سے، اور کاہلی سے۔

(۳) وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ

بزدلی اور کنجوسی سے۔

(۴) وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَ قَھْرِ الرِّجَالِ

قرض کے بوجھ سے اور اس سے کہ لوگ مجھ پر قہر ڈھائے۔

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

(۳۴) عبادت

اس مضمون میں ہم مطالعہ کریں گے کہ خوشحالی اور دائمی کامیابی کے لئے دیندار ہونا کیوں ضروری ہے، پھر ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ کیا دین اور بے دینی کے بیچ کا راستہ بھی اختیار کیا جاسکتا ہے؟ پھر مطالعہ کریں گے کہ اسلام کیا ہے اور خوشحالی کے لئے کون سی مخصوص عبادت کریں۔ پھر ہم مطالعہ کریں گے کہ وہ خوشحالی والی عبادت کیسے کریں اور عام زندگی کیسے گزاریں، اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح بات کہنے سننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کوئی ایک راستہ اختیار کرو:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اور یہ کہ وہی دولتمند بناتا ہے اور مفلس کرتا ہے''۔ (سورۃ نجم آیت ۴۸)

- ''جو شخص نیک اعمال کرے گا مرد ہو یا عورت وہ مومن بھی ہوگا تو ہم اس کو (دنیا میں) پاک (اور آرام کی) زندگی سے زندہ رکھیں گے اور (آخرت میں) اُن کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے''۔ (سورۃ نحل آیت ۹۷)

- ''اور اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک ہی جماعت ہو جائیں گے تو جو لوگ خدا سے انکار کرتے ہیں ہم ان کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بنا دیتے اور سیڑھیاں (بھی) جن پر وہ چڑھتے ہیں اور ان کے گھروں کے دروازے بھی اور تخت بھی جن پر تکیہ لگاتے ہیں اور (خوب) تجمل و آرائش (کردیتے) اور یہ سب دنیا کی زندگی کا تھوڑا سا سامان ہے اور آخرت تمہارے پروردگار کے ہاں پرہیزگاروں کے لئے ہے''۔ (سورۃ زُخرف آیات ۳۳ تا ۳۵)

- اس لئے اگر آپ بے انتہا دولت چاہتے ہیں تو اس کیلئے دو راستے ہیں، یا تو آپ اللہ تعالیٰ کے مکمل فرمانبردار بندے بن جائیں یا ایسے کافر بنیں کہ ایسی کوئی امید نہ ہو کہ کبھی آپ ایک خدا کی عبادت کریں گے اور اس کے احکام کی پابندی کریں گے۔

- پہلی حالت میں (جب آپ اللہ کی فرمانبرداری کریں گے) تو خوشحالی آپ کو نقد رقم یا جائداد کی صورت میں نہیں ملے گی بلکہ پاکیزہ اور آرام دہ زندگی کی شکل میں ملے گی، آپ کو اپنے بیوی بچے دیکھ کر سکون حاصل ہوگا صحت اچھی ہوگی، جسمانی اور روحانی سکون ہوگا، تمام ضروریات پوری کرنے کیلئے کافی روپیہ ہوگا اور سخاوت کرنے والا دل ہوگا، خوشحالی کے بعد آپ کو پُرسکون موت آئے گی اور مرنے کے بعد تمام مرحلے آسان ہوں گے اللہ تعالیٰ آپ کو جنت عطا فرمائیں گے۔

دوسری حالت میں (جب آپ خدا کی ذات سے انکار کریں پھر) خوشحالی عام طور پر نقد رقم اور جائداد کی شکل میں ملے گی، اس جائداد کے ساتھ آپ کو طویل عمری سے گہری محبت ہوگی؛ لیکن موت کے وقت آپ بڑی پریشانی کا شکار ہوں گے اور آپ کو احساس ہوگا کہ آپ نے کوئی اہم چیز کھو دی ہے (یعنی تقویٰ کی اور مذہبی زندگی) آپ کو یقین ہوگا کہ دوزخ آپ کا بے صبری سے انتظار کر رہی ہے، اس لئے آپ کا ذہن اور روح، نہایت خوفزدہ ہو جائیں گے اور موت کے وقت آپ کو بہت تکلیف ہوگی اور آپ مرنے کے بعد ہمیشہ کے لیے آپ جہنم کی آگ میں جلتے رہیں گے۔

کوئی درمیانی راستہ نہیں:

- اگر آپ ایسا کہیں کہ نہ میں سَو فیصد مذہبی بننا چاہتا ہوں اور نہ سَو فیصد مادّیت پسند بلکہ درمیانی راستہ اختیار کرنا چاہتا ہوں تو کیا ہوگا؟۔

- اگر آپ کی بیوی کہے کہ میں درمیانی راستے پر چلنا چاہتی ہوں، نہ تو میں سَو فیصد پاکیزہ رہنا چاہتی ہوں اور نہ سَو فیصد بدچلن! پھر آپ کیا کریں گے؟۔

- پہلے آپ اپنی بیوی کو نصیحت کریں گے، اگر وہ نہ مانے تو پھر آپ اس کو وارننگ دیں گے، اس کے بعد اسے سزا دیں گے، آخر میں اگر آپ کو کوئی امید نہ رہی کہ وہ کبھی باعصمت رہے گی تو آپ اسے طلاق دے کر کہیں گے کہ وہ باعزت طریقے سے آپ کا گھر ہمیشہ کیلئے چھوڑ دے۔

- مذہب کے معاملہ میں بھی یہی ہوگا، آپ کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ پہلے قرآن کریم، ولیوں، متقیوں اور نیک عوام کو ذریعہ بنائے گا۔

- اگر بندہ ماننے سے انکار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ غریبی اور بیماری وغیرہ سے وارننگ دیتا ہے، پھر بھی اگر وہ اڑا رہا تو اس کیلئے خوشحالی کے تمام دروازے کھول دیتا ہے اور پھر اسے اچانک پکڑ لیتا ہے۔

مندرجہ بالا حقائق کو قرآن کریم یوں بیان کرتا ہے۔

● ''اور ہم نے تم سے پہلے بہت سی امتوں کی طرف پیغمبر بھیجے، پھر (ان کی نافرمانیوں کے سبب) ہم انہیں سختیوں اور تکلیفوں میں پکڑتے رہے تا کہ عاجزی کریں، تو جب ان پر ہمارا عذاب آتا رہا کیوں نہیں عاجزی کرتے رہے، مگر ان کے تو دل ہی سخت ہوگئے تھے اور جو وہ کام کرتے تھے شیطان ان کو (ان کی نظروں میں) آراستہ کر دکھاتا تھا، پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو جو ان کو کی گئی تھی فراموش کر دیا تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے، یہاں تک کہ جب ان چیزوں سے جوان کو دی گئی تھیں خوب خوش ہوگئے تو ہم نے ان کو نا گہاں پکڑ لیا اور وہ اس وقت مایوس ہو کر رہ گئے''۔ (سورۃ انعام آیات ۴۲ تا ۴۴)

اس طرح ہر درمیانی راستہ اچھا نہیں ہے، آپ کو کوئی ایک راستہ تو منتخب کرنا ہی ہوگا، اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

● اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ''مومنو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ چلو وہ تمہارا صریح دشمن ہے''۔ (سورۃ بقرہ آیت ۲۰۸)

اتنے واضح احکام کے بعد بھی کیا آپ کو فیصلہ کرنے میں دیر لگے گی؟۔

اسلام کیا ھے؟:

● حضرت معاویہ بن حیدہؓ......اپنے اسلام لانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مکہ) پہنچا، میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا چیز دے کر بھیجا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: میں دین کے ساتھ بھیجا گیا ہوں، میں نے کہا، دین اسلام کیا ہے؟ اس کی تعلیمات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اپنے پورے وجود کو اللہ کے سپرد کر دو اور اپنی ہر چیز سے دست کش ہو جاؤ، اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو''۔ (الاستیعاب لابن عبدالبر، سفینۂ نجات صفحہ ۱۶۲)

● حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے زندہ آدمی کی سی ہے جو اپنے رب کو یاد نہیں کرتا ہے وہ مردہ کی طرح ہے۔ (بخاری، مسلم، سفینۂ نجات صفحہ نمبر ۳۶۰)

● حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا کہ قیامت کب ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا ''تمہارا بھلا ہو تم نے اس کیلئے کچھ تیاری کی ہے؟ اس نے کہا میں نے اس کیلئے کچھ زیادہ تیاری تو نہیں کی البتہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہوں، نبیؐ نے فرمایا کہ آدمی کو انہی لوگوں کی رفاقت نصیب ہوگی جن سے وہ محبت کرتا ہے، حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اسلام لانے کے بعد لوگوں کو کبھی اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی حضورؐ کی یہ بات سن کر لوگوں کو خوشی ہوئی''۔

(مسلم، بخاری، سفینۂ نجات حدیث ۴۰۵)

● حضرت عبیدہ ملیکیؓ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے قرآن پڑھنے والو! قرآن کو تکیہ نہ بنانا، دن و رات کے اوقات میں اس کی کماحقہٗ تلاوت کرنا، اس کے پڑھانے کو عام کرنا رواج دینا، قرآن کے سوا کسی دوسری چیز کی طرف مائل نہ ہونا اور اس میں غور و فکر کرنا تا کہ تم کامیاب ہو، اس کتاب کے ذریعہ دنیا کے طلب گار نہ ہونا، بلکہ ہمیشہ باقی رہنے والے انعام کے طلب گار بننا۔ (مشکوٰۃ، سفینۂ نجات حدیث ۳۲۹)

● اللہ تعالیٰ کسی بھی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جو نیکی وہ کرے وہ اس کے لئے اور جو برائی وہ کرے وہ اس پر ہے۔ (سورۃ بقرہ آیت ۲۸۶)

● ''اے پیغمبر! (میری طرف سے لوگوں کو) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہونا خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے (اور) وہ تو بخشنے والا مہربان ہے''۔ (سورۃ زمر آیت ۵۳)

● حضرت نعمان بن بشیرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ: مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا''۔

(احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، منتخب ابواب جلد ا حدیث ۳۸۱)

● (قرآن کریم کی آیات کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اس طرح دعا کرتے ہیں) ''پروردگار ہم کو دنیا میں بھی نعمت عطا فرما اور آخرت میں بھی نعمت بخشیو اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھیو''۔ (سورۃ بقرہ آیت ۲۰۱)

● حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تقدیرِ الٰہی کو دعا کے علاوہ کوئی چیز نہیں بدلتی، اور ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے علاوہ کوئی چیز عمر کو دراز نہیں کرتی، اور انسان روزی سے محروم کر دیا جاتا، اس گناہ کی وجہ سے جس کا وہ ارتکاب کرتا ہے''۔ (ابن ماجہ، منتخب ابواب جلد ا حدیث ۹۹۳)

مندرجہ بالا آیات اور احادیث کا مفہوم ہے کہ:

● اسلام اللہ تعالیٰ کی پوری طرح فرمانبرداری کا نام ہے۔

● دنیا و آخرت میں کامیابی کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بہت ضروری ہے۔

● لوگوں کو تکلیف خود ان کے اعمال سے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ تو رحیم و کریم ہے۔

● دعا تقدیر بدل سکتی ہے۔

● اس لئے دنیا اور آخرت کی کامیابی کے لئے اسلام میں پوری طرح داخل ہوں، سنت کے مطابق زندگی گزاریں، گناہوں سے بچیں، خوب دعا واستغفار کریں اس کے سوا کامیابی کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

ھم اپنے مالی مسائل کیسے حل کریں:

● جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ پر کوئی مصیبت آتی تو وہ نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ لیتے، آپ انہیں اس مسئلے کا حل بتاتے، صحابہ کرامؓ آپ کی نصیحتوں پر عمل کر کے اپنے مسئلے حل کر لیتے، اگر ہم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کریں تا کہ ہمارے مسائل حل ہوں تو یقیناً فائدہ ہوگا، میں نے ذاتی طور پر عمل کر کے بڑا فائدہ اٹھایا ہے، مجھے یقین ہے کہ آپ کو بھی اس سے فائدہ ہوگا، صحابہ کرامؓ کی چند مثالیں درج ہیں:

سورہ قدر کی برکت:

● ایک مرتبہ دیہی علاقے سے کوئی شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی غریبی کی حالت بیان کی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نصیحت فرمائی کہ سورۂ قدر کی تلاوت دس بار ہر فرض نماز کے بعد کرے، مزید فرمایا کہ ہر جمعہ کو اپنے ناخن تراشے، اس شخص نے ایسا ہی کیا اور مالدار بن گیا۔(نفع خلائق صفحہ ۳۱۶)

● امام ولی احمدؒ سے کسی شخص نے فقر کی شکایت کی انھوں نے کہا کہ سورۃ قدر کثرت سے پڑھا کر۔(وظیفہ کریمیہ ھدیٰ دسمبر ۱۹۹۷)

سورہ قدر کو پڑھنے کا ثواب ربع (ایک چوتھائی) قرآن کے برابر ہے۔(کنزالعمال)

ملائکہ کی تسبیح:

● حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' سبحان اللہ وبحمدہٖ'' اس کائنات کی ہر مخلوق کی دعا ہے اور اس آیت کی تلاوت سے انہیں اللہ تعالیٰ رزق عطا فرماتا ہے، کائنات کی ہر مخلوق اللہ کی حمد وثنا کرتی ہے، مگر انسان نہیں سمجھ سکتا۔(نسائی، حکیم، ترغیب، بزر)

ایک مرتبہ ایک صحابیؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا'' اے! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! دنیا میری طرف سے پیٹھ پھیر کر چلی گئی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلمنے نصیحت فرمائی کہ ملائکہ کی تسبیح پڑھا کرو، عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ملائکہ کی تسبیح کیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح صادق کے بعد سورج نکلنے سے پہلے'' سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ ، سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم''۔

سو مرتبہ پڑھا کرو یہ سن کر وہ صحابی چلے گئے اور چند روز کے بعد آ کر عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی نے مجھے اتنا عطا کیا ہے کہ میرے گھر میں رکھنے کی جگہ نہ رہی۔(مواہب لدنیا)

عرش کے خزانے کا ایک موتی:

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو نصیحت کی کہ ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ'' کثرت سے پڑھا کریں کہ یہ تسبیح اللہ تعالی کے خزانوں میں سے ایک ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جو کوئی اس تسبیح کو ۱۰۰ / بار پڑھے گا وہ ۷۰ / طرح کی مشکلوں اور تکلیفوں سے بچا رہے گا، اور ان تکلیفوں میں سب سے کم جو پریشانی ہے وہ 'مفلسی' ہے۔(نفع خلائق صفحہ نمبر ۳۱۵)

اس تسبیح کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ نیکی کرنے کی توفیق اور برائی سے بچنے کی توفیق اللہ تعالی کے کرم سے ہی ہے، اگر اس تسبیح کا مفہوم دل میں بیٹھ جائے تو پھر انسان کبھی اپنی نیکی پر فخر نہیں کرے گا اور یہ اپنی نیکی پر فخر ہی انسان کو لے ڈوبتی ہے۔

درود شریف کی برکت:

● حضرت ابی سعیدؓ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری خوشحالی میں کمی نہ ہو بلکہ اضافہ ہو تو مندرجہ ذیل درود پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ، وَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔(نفع خلائق، صفحہ ۳۲۹، حصن حصین، صفحہ ۲۳۳، ابویعلیٰ)

آیت الکرسی کی برکت:

● رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو'' آیت الکرسی ہر فرض نماز کے بعد تلاوت کرے گا تو موت کے فوراً بعد وہ جنّت میں داخل ہوگا''۔(نسائی)

آیت الکرسی کا دوسرا فائدہ یہ کہ اس سے خوشحالی میں بہت اضافہ ہوتا ہے۔(نفع خلائق صفحہ ۳۱۴)

سورہ حمد کی برکت:

● حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ (ایک دن) حضرت جبرئیلؑ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے (یعنی حضرت جبرئیلؑ نے) اوپر کی طرف دروازہ کھلنے کی آواز سنی، چنانچہ انہوں نے اپنا سر اوپر اُٹھایا اور کہا'' یہ آسمان کا دروازہ آج ہی کھولا گیا ہے؛ آج کے علاوہ کبھی نہیں کھولا گیا''، پھر اس دروازے سے ایک فرشتہ اُترا'' حضرت جبرئیل صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا:'' یہ فرشتہ آج ہی زمین پر اُترا ہے، آج سے پہلے کبھی نہیں اترا ہے'' پھر اُس فرشتے نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو) سلام کیا اور کہا:'' خوش ہوں آپ دونوروں سے، جو آپ ہی کو دیئے گئے؛ آپ سے پہلے اور کسی نبی کو نہیں دیئے گئے، وہ (دونور) سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کا آخری حصہ ہیں، آپ ان میں سے جو حرف (یعنی کلمہ) پڑھیں گے، وہ آپ کو ضرور دیا جائے گا (یعنی اجر و ثواب ملے گا یا دعا قبول کی جائے گی)''۔(مسلم منتخب ابواب جلد احدیث ۲۷۷)

● کتاب ''آسان رزق'' میں بیان کیا گیا ہے کہ جو کوئی سورہ فاتحہ علی الصبح کو ۴۱ مرتبہ تلاوت کرے گا اسے کم ازکم محنت سے دولت حاصل ہوگی۔

● حضرت عبدالملک بن عمیرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''سورہ فاتحہ ہر بیماری کے لئے شفاء ہے''۔ (دری،بیہقی،منتخب ابواب جلدا حدیث ۳۲۱)

اس لئے ہمیں اس سورۃ کی ہر روز تلاوت کرنے کی عادت بنانی چاہئے۔

اُمتِ مسلمہ کے لئے دعا کی برکت:

● حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو مسلمان بندہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے غائبانہ دعا کرتا ہے، وہ قبول کی جاتی اور دعا کرنے والے کے سر کے قریب ایک فرشتہ متعین کر دیا جاتا ہے، جب وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھلائی کی دعا کرتا ہے تو وہ متعین شدہ فرشتہ کہتا ہے کہ اے اللہ! اس کی دعا قبول کر اور (یہ بھی کہتا ہے کہ) تیرے لئے بھی ایسا ہو''۔ (مسلم،منتخب ابواب جلدا حدیث ۳۷۹)

اگر ہم خدا سے یہ دعا کریں ''اے! خدا دنیا کے تمام نیک بندوں کو خوشحال بنا دے، دولتمند بنادے تو فرشتے ہمارے لئے دعا کریں گے اور کہیں گے ''اے! خدا اس بندے کو بھی خوشحال اور دولتمند بنادے'' اگر ہزاروں فرشتے ہمارے لئے یہ دعا کریں گے تو یقیناً خدا اس دعا کو قبول فرمائے گا (اور ہمیں خوشحال بنائے گا) اس لئے ہمیں ہر دعا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری امت کے لئے امن اور خوشحالی کی دعا کرنا چاہئے۔

صلوٰۃ الحاجات کی برکت:

● اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورہ بقرہ، آیت نمبر ۱۵۳ میں فرماتا ہے: ''(مصیبت کے وقت) اے ایمان والوں! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو'' اس لئے اگر ہم دو رکعت نماز پڑھ کر دعا مانگیں کہ خدا ہماری مدد فرمائے اور ہماری خوشحالی میں اضافہ کرے تو یہ دعا زیادہ مؤثر ہوگی اور اس کا عمدہ نتیجہ برآمد ہوگا۔

● قرآن کریم کے سورہ الفرقان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، متقی بندوں کی بہت سی صفات ہیں اور وہ خدا کا فضل مندرجہ ذیل آیت سے تلاش کرتے ہیں: رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

''اے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے (دل کا چین) اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا''۔ (سورۃ فرقان آیت ۷۴)

اس آیت کو دعا کی طرح بار بار پڑھنے سے خاندانی زندگی بیحد خوش گوار ہو جاتی ہے، اس لئے ہر دعا میں اس کی تلاوت کرنے کی عادت ڈالیں۔

صدقہ کی برکت:

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے خوش کرنے کے لئے سماج کے نچلے درجے کے لوگوں کی خدمت کرو، کیوں کہ خدا ان کی بدولت تمہیں خوشحالی دیتا ہے۔ (مسند احمد ۱۹۸/۵، ابوداؤد ۲۵۹۱، ترمذی ۱۸۳/۷)

اس لئے اپنی خوشحالی بڑھانے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ہر ماہ غریبوں کو کچھ رقم کا صدقہ ضرور کریں۔

● مولانا عبدالغنی پھولپوری کے مطابق، حضرت حاجی امداد اللہؒ نے فرمایا ''جو بندہ مندرجہ ذیل آیت کی ۷۰ بار تلاوت کرے گا کبھی مالی مشکل میں گرفتار نہیں ہوگا''۔ (معارف القرآن، سورۃ شوریٰ کا ترجمہ)

''اللہ لطیف بعبادہ یرزق من یشآء وھو القوی العزیز'' خدا اپنے بندوں پر مہربان ہے وہ جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور وہ زور والا (اور) زبردست ہے''۔ (سورۃ شوریٰ آیت ۱۹)

پاکیزگی کی برکت:

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمیشہ پاک رہو (باوضو رہو) اس سے خوشحالی میں اضافہ ہوتا ہے''۔ (نفع خلائق صفحہ ۳۳۱)

کیوں کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ''اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور خدا پاک رہنے والوں کو ہی پسند کرتا ہے''۔ (سورہ توبہ آیت ۱۰۸)۔

اللہ تعالیٰ جس کو پسند کرتا ہے اسے دنیا اور آخرت دونوں جگہ خوشحال رکھتا ہے۔

استغفار کی اهمیت:

● حضرت نوح نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! اپنے رب سے اپنے گناہ کی معافی مانگو وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے، وہ تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑے گا، اور تمہیں خوب پے در پے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہیں باغات دے گا، اور تمہارے لئے نہریں نکال دے گا۔ (سورۃ نوح آیات ۱۰ سے ۱۲)

یعنی گناہ گار اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور اپنے گناہوں سے خلوص دل سے توبہ کرے تو جب اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتے ہیں تو نہ صرف گناہ معاف کرتے ہیں بلکہ اپنی نعمت اور رحمت کی بارش بھی کر دیتے ہیں۔

ہماری آج کی زندگی اس طرح ہے کہ ہم روز سیکڑوں گناہ کرتے ہیں مگر ہمیں پتہ بھی نہیں چلتا کہ ہم گناہ کر رہے ہیں، اور ہم اسے روزمرہ کی زندگی کا حصہ سمجھ کر کرتے ہیں، جیسے غیر محرم کو دیکھنا، گانا اور موسیقی سننا، دوسروں کی برائی کرنا، جھوٹ

بولنا وغیرہ وغیرہ، مگر یہ ساری باتیں تو ہمارے نامۂ اعمال میں گناہ ہی لکھی جائیں گی، اس لئے اپنے نامۂ اعمال کو کورا رکھنے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت اور رحمت سمیٹنے کے لئے ہمیں روزانہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہنا چاہئے۔

اس لئے کم سے کم دن میں سو بار استغفار پڑھیں:

● حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ نعمت سے نوازے وہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کثرت سے پڑھا کرے اور جسے رنج وغم سے زیادہ سابقہ پڑے وہ "استغفار" اور جسے رزق میں تنگی ہو وہ "لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ" خوب کثرت سے پڑھا کرے۔ (الدعاء، جلد۳ صفحہ ۱۶۰۶، زادِ مومن صفحہ ۳۹۴)

حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جو استغفار کو لازم پکڑے گا (بہت کثرت سے استغفار پڑھا کرے گا) خدا پاک ہر تنگی و پریشانی سے نجات ہر رنج وغم سے چھٹکارا دے گا اور ایسی جگہ سے رزق دیگا جہاں اسے گمان بھی نہ ہوگا۔ (ابوداؤد، الترغیب جلد۲ صفحہ ۴۶۸، زادِ مومن صفحہ ۳۹۴)

سلام کی برکت:

● حضرت سہیل بن حادؓ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے گھر میں داخل ہوتے ہوئے سلام کرو، چاہے وہ گھر خالی ہی کیوں نہ ہو، اس کے بعد کہو" صلوٰۃ سلاماً علیٰ رسول اللہ، صلوٰۃ ھو وآلہٖ وسلّم" پھر سورۂ اخلاص کی تلاوت کریں (سورہ نمبر ۱۱۲) جس سے تمہاری خوشحالی میں اضافہ ہوگا۔

(القول البدیع صفحہ ۱۲۴ حوالہ زادِ مومن از مولانا منیر)

اوپر بیان کی گئی عبادت کی برکت کب اور کس طرح حاصل کریں؟

روحانی اور مادّی خوشحالی کے لئے کیلئے مندرجہ ذیل اعمال ضروری ہیں۔

۱۔ علی الصبح بیدار ہوں۔

مسجد میں عبادت:

۲۔ فجر کی سنت گھر پر ادا کریں اور فرض نماز جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کریں اور سورج طلوع ہونے تک مسجد میں بیٹھیں، یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورج طلوع ہوئے تک ہمیشہ مسجد میں قیام فرماتے۔

مسجد میں رہتے ہوئے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کریں:

۳۔ آیۃ الکرسی کی تلاوت (خالدون) تک ایک بار کریں۔ اسے ہر فرض نماز کے بعد دوہرائیں۔

۴۔ سورۂ قدر کی ۱۰ بار تلاوت کریں، اسے ہر فرض نماز کے بعد دوہرائیں۔

۵۔ ۵۱ مرتبہ درود شریف پڑھیں، عبادت کی روحانی قوت میں اضافہ کیلئے درود شریف کی تلاوت تسبیحات پڑنے سے پہلے اور بعد میں کریں، درود شریف پڑھنے کی مقدار مقرر نہیں ہے، آپ اپنی سہولت سے کم یا زیادہ کر سکتے ہیں، درود شریف شروع اور آخر میں پڑھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ درود شریف کو ضرور قبول فرماتا ہے کیوں کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک دعاء ہے اور یہ اس کے شان کے خلاف ہے کہ شروع اور آخر عبادت (درود شریف کے ورد) کو تو قبول کرلے اور بیچ والا چھوڑ دے۔ اس لئے درود کے ساتھ ساری عبادت قبول ہو جاتی ہے۔

۶۔ سورہ فاتحہ کی ۴۱ بار تلاوت کریں (اگر سو بار کریں تو اور اچھا ہے)۔

۷۔ سو بار "لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم"

۸۔ سو بار" سبحان اللہ و بحمدہٖ، سبحان اللہ العلی العظیم"

۹۔ ۵۱ مرتبہ درود شریف پڑھیں جیسا پہلے بیان کیا گیا ہے۔

۱۰۔ "استغفار" پڑھیں (یعنی ہم خدا سے اپنے گناہوں کی معافی کے لئے التجاء کریں) توبہ کے الفاظ اپنی سہولت سے طے کریں آپ عربی کے بدلے جب اپنی مادری زبان میں خدا سے معافی مانگیں گے تو دل سے بات نکلے گی جو اثر رکھے گی، ورنہ تو لوگ Automatic Mode میں تسبیح پڑھتے ہیں استغفار بھی آپ اپنی طاقت کے مطابق جتنی بار چاہیں دوہرائیں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ ۷۰ بار دوہراتے ہیں)۔

۱۱۔ سورج طلوع ہونے کے بعد نماز اشراق ادا کریں اور اپنے گھر جائیں، اگر تمام آیات کی تلاوت میں بہت زیادہ وقت صرف ہوتا ہے تو آپ "استغفار" کی تلاوت مسجد جاتے ہوئے یا گھر لوٹتے ہوئے کریں (تاکہ وقت کی بچت ہو)۔

۱۲۔ وقت ضائع کئے بغیر ناشتہ کریں، اخباروں کی صرف اہم خبروں کو پڑھیں، غیر ضروری خبریں نہ پڑھیں (مثلاً زِنا، ڈکیتی، سیاسی ڈرامہ بازی وغیرہ) اور اپنے کاروبار کی جگہ چلے جائیں۔

۱۳۔ اپنے کاروبار کے مقام پر پہنچنے کے بعد تھوڑی دیر تک قرآن کریم کی تلاوت کریں (اپنی سہولت کے مطابق) اور جو آیات تلاوت کی ہیں ان کا ثواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائیں اور تمام امت محمدی کو پہنچائیں۔

اپنا کاروبار پوری توجہ سے کریں:

۱۴۔ ایک ڈائری رکھیں اور اس میں تمام چھوٹے بڑے (مختصر مدتی اور طویل مدتی) کاموں کی تفصیل لکھیں۔

۱۵۔ انتہائی اہم کام سب سے پہلے کریں۔

اپنی تجارتی مشغولیات میں ہر کسی کے لئے دروازہ کھلا نہ رکھیں،صرف کاروبار سے متعلقہ افراد سے ہی ملاقات کریں، غیر متعلق لوگ آپ کا وقت ضائع کریں گے، اپنا کام ماتحتوں میں تقسیم کریں، غیر اہم کام نہ کریں، یہ کام ماتحتوں سے لیں، وہ اہم کام کریں جو صرف آپ کر سکتے ہیں، فرصت کے وقت اپنے کاروبار کے مستقبل اور طویل مدتی منصوبوں پر سوچیں۔

سماجی زندگی کس طرح گزاریں:

● اپنے علاقہ کی مسجدوں، مدارسوں اور یتیم خانوں کی فہرست بنائیں اور ہر جگہ باقاعدہ ہر مہینے مالی مدد کریں۔

● اپنے دوستوں کا ایک گروپ بنائیں، اپنی سوسائٹی کی بیواؤں اور غریب خاندانوں کی فہرست بنائیں، اپنی اور دوستوں کی طرف سے ہر ماہ روپیہ جمع کریں اور فہرست میں درج تمام غریب گھروں میں راشن، دوائیں، کپڑے، اسکول فیس وغیرہ بانٹ دیا کریں۔

● تمام نمازیں وقت پر پابندی سے ادا کریں۔

● اپنے دوستوں سے اپنی تجارت اور مالی معلومات پر گفتگو نہ کریں؛ کیونکہ گفتگو میں کچھ باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے، مثال کے طور پر اگر آپ مستقبل میں کچھ اہم کام شروع کرنا چاہتے ہیں تو بات کرنے سے پہلے آپ انشاء اللہ کہیں، اگر آپ کو زیادہ نفع ملے تو آپ کو کہنا چاہئے الحمدللہ، اگر آپ کی مشینیں اور کاریگر اچھے ہیں تو آپ کہیں، ماشاء اللہ لیکن عموماً دورانِ گفتگو ہم ان تسبیح کے الفاظ کو بھول جاتے ہیں، جس کے نتیجہ میں شدید نقصان اٹھاتے ہیں، ہم کسی اہم کام کو وقت پر اور اچھی طرح نہیں پورا کر سکے گیں، اگر ہم اس کام کا ذکر کرتے ہوئے انشاء اللہ نہیں کہا ہوگا اگر زیادہ نفع پر الحمدللہ نہ کہا گیا تو مستقبل میں یہ گھٹ جائے گا، اچھی مشینوں اور کاریگروں کی کارکردگی بیان کرتے وقت ماشاء اللہ نہ کہا گیا تو وہ بھی خراب ہو جائیں گے، اس لئے بہتری اسی میں ہے کہ اپنی زبان بند رکھیں۔

● حضرت ابن عمرؓ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ کا ذکر کئے بغیر زیادہ باتیں نہ کریں کیونکہ ایسی بات سے دل سخت ہو جاتا ہے۔ اور جو بندہ سخت دل ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے''۔(ترمذی)

● حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ ایک بات اپنی زبان سے نکالتا ہے جو خدا کو خوش کرنے والی ہوتی ہے، بندہ اس کو اہم نہیں جانتا لیکن اللہ اس بات کی وجہ سے اس کے درجے بلند کرتا ہے، اسی طرح آدمی خدا کو ناراض کرنے والی بات بول جاتا ہے اور اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتا، حالانکہ وہی بات اسے جہنم میں لے جا گراتی ہے''۔(بخاری، سفینۂ نجات، حدیث نمبر:۲۸۱)

● حضرت معاذؓ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا میں تمہیں نہ سکھاؤں کہ سخت دل ہونے سے کیسے قابو پایا جائے؟'' میں نے کہا ''ہاں! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ نے اپنی زبان انگلیوں سے پکڑی اور فرمایا ''اس پر قابو رکھو'' میں نے عرض کیا ''اے اللہ کے رسول! کیا ہم اپنے کہے کا بھی حساب دیں گے؟'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تیری ماں تجھ پر روئے (یہ ایک کہاوت ہے جو دوستی میں کہی جاتی ہے) کیا زبان کی فصل سے بڑی کوئی چیز ہے جو بندوں کو چہرے کے بل جہنم میں گرا دیتی ہے''۔(ترمذی)

اس کا مطلب یہ ہے کہ زبان ہماری دنیا اور آخرت کی بربادی کا بڑا ذریعہ ہے اس لئے اسے بہت احتیاط سے استعمال کریں۔

● آپ کا گھر، آپ کا کاروبار کا مقام اور مسجد، یہی آپ کی دنیا ہے۔ یہی وہ مقامات ہیں جہاں سے آپ کو خوشحالی عطا ہوگی اور اس کا مزہ ملے گا۔

ان تینوں مقام کے علاوہ چوتھا مقام وہ ہے جہاں خوشحالی گنوائی جاتی ہے، وقت برباد کیا جاتا ہے اور گناہ مول لئے جاتے ہیں (ان میں غیبت کا بڑا حصہ ہوتا ہے) اور جہنم کا دروازہ اپنے لئے کھولا جاتا ہے، ان مقامات پر جائز وجہ کے بغیر نہ جائیں۔

● جلد سے جلد حج ادا کریں، مکہ اور مدینہ میں اگر آپ تمام نمازیں باجماعت ادا کریں، اگر مکہ مدینہ میں بازار سے دور رہیں اور دوستوں سے باتوں میں وقت ضائع نہ کریں اور حج کے تمام ارکان صحیح طور پر ادا کریں تو حج کے بعد آپ کے کاروبار میں چوگنا اضافہ ہوگا۔(انشاء اللہ)

● کوشش کریں کہ اپنے گھر سے تصویریں، فوٹوگراف، مجسمے اور موسیقی کے آلات ہٹا دیں، اگر ممکن ہو تو ٹائم ٹیبل بنا کر، ٹی، وی دیکھیں، شروع میں صبح اور دن میں ٹی، وی، بالکل نہ دیکھیں پھر دھیرے دھیرے شام اور رات میں بھی ٹی، وی دیکھنا کم کریں، پھر اسے بالکل بند کر دیں۔

کیا یہ ناممکن ہے؟ نہیں! آپ ٹی، وی مستقل طور پر بند کر سکتے ہیں، میں نے اور ہزاروں لوگوں نے یہ کیا ہے؟۔

میرے گھر میں دو ٹی وی تھے، ایک رہائشی کمرے میں اور ایک بیڈروم میں تھا اور میں اس کا بڑا شوقین تھا، پرائمری اسکول میں میرے بچوں کا پرفارمنس اور نتیجہ بہت اچھا رہتا تھا، مگر جیسے جیسے وہ بڑے ہوئے ان کی دلچسپی ٹی وی میں بڑھنے لگی اور ان کا پرفارمنس تیزی سے گھٹ گیا، بچوں کا مستقبل سنوارنے کے لئے میں نے گھر کے لوگوں کو آمادہ کیا کہ ٹی، وی دیکھنا مستقلاً بند کر دیں، اب میرے یہاں ٹی، وی نہیں ہے، میں اخباروں سے خبریں پڑھ لیتا ہوں، میرے بچے تفریح کے

لئے کمپیوٹر اور انٹرنیٹ استعمال کرتے ہیں، اب ہم Chennel Surfing کے مریض نہیں ہیں اور نہ میرا خاندان T.V کے اسکرین سے چپکا رہتا ہے، ہماری زندگی ٹی، وی کے بغیر بہت پرسکون ہے، آپ بھی یہی کریں، آپ کو پتہ چلے گا کہ بغیر T.V کے گھر میں کتنا پرسکون ماحول رہتا ہے اور ہم اپنی فیمیلی کے ساتھ کتنا خوشگوار وقت گزارتے ہیں T.V ہماری زندگی کے ۲/ سے ۴/ گھنٹے چرالیتا ہے، جس کی وجہ سے ہمارے پاس اپنے خاندان کیلئے بھی وقت نہیں رہتا۔

- حضرت جریر بن عبداللہؓ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجنبی عورت پر اچانک نگاہ پڑنے کے بارے میں پوچھا، آپؐ نے فرمایا تم اپنی نگاہ پھیر لو۔ (مسلم، سفینۂ نجات، حدیث نمبر: ۲۶۹)

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فرمایا: اے علیؓ! پرائی عورت پر دوبارہ نظر نہ ڈالو، پہلی تو معاف ہے، دوسری نظر ڈالنا تمہارے لیے جائز نہیں ہے۔ (مسلم، سفینۂ نجات، حدیث نمبر: ۲۷۰)

T.V پر غیر محرم عورتیں اور مرد ہی ہوتے ہیں اس لئے T.V دیکھنا صحیح نہیں ہے۔

پنج وقت نماز ادا کرنے کے فوائد:

- حافظ ابن قیّم اپنی کتاب ''زاد المعاد'' میں فرماتے ہیں ''نماز دولت کو کھینچتی ہے، صحت کی حفاظت کرتی ہے، بیماریوں کا دفاع کرتی ہے، دل کو غنی اور روشن کرتی ہے، چہرہ روشن کرتی ہے، روح کو قوت عطا کرتی ہے، اعضاء کو مضبوط بناتی، کاہلی دور کرتی ہے، یہ روح کی غذا ہے، خدا کا فضل یقینی بناتی ہے، خدا کے جلال سے بچاتی ہے، شیطان کو بھگاتی ہے اور خدائی انعام دلاتی ہے اور عام طور پر دنیا اور آخرت میں نقصان سے بچاتی ہے اور کامیابی یقینی بناتی ہے۔

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمنے فرمایا ''جس نے اپنی نماز عصر گنوائی اس نے اپنا گھر بار لوٹا دیا''۔ (ترمذی۔۴۳/۱)

- اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ''تباہی ہے ان نماز پڑھنے والوں کے لئے جو نماز کی طرف سے غافل رہتے ہیں اور جو ریاکاری کرتے ہیں''۔ (سورۃ ماعون آیات ۴ تا ۶)

- اس طرح نماز ادا کرنے کا بڑا انعام ہے اور بھولنے کی بڑی خرابی ہے۔

- بندوں کو جنت میں جانے کے بعد بھی ایک بات کا پچھتاوا ہوگا، وہ یہ کہ انہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا وقت پر نہیں کی (یعنی وقت پر نماز ادا نہیں کی)۔ (طبرانی، حصن حصین صفحہ ۲۶)

نماز اشراق کے فائدے:

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے! آدم کی اولاد: میرے لئے دن کی ابتداء میں دو رکعت نماز اشراق ادا کرو اور یہ تمہارے لئے دن کے خاتمہ تک کافی ہوگا''۔ (ابوداؤد ۸۳/۱)

اس کا مطلب یہ ہے کہ دن کی ابتدا میں تم اللہ کی حمد وثنا (نماز اشراق) کرو تو وہ تمہیں دن کے خاتمہ تک نوازے گا حفاظت کرے گا اور انعام دے گا کام آسان کرے گا۔

- حضرت انسؓ کے مطابق رسول اللہصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو بندہ نماز فجر ادا کرکے، اسی مسجد میں عبادت میں مشغول رہے اور سورج طلوع ہونے کے بعد نمازِ اشراق ادا کرے انہیں حج مبرور کا ثواب ملتا ہے''۔ (ترمذی، حصن حصین صفحہ ۲۴)

- حضرت ابوذر غفاریؓ کے مطابق رسول اکرمؐ نے فرمایا ''ہر شخص کے بدن میں ۳۶۰ جوڑ ہیں، اس لئے ہر شخص کو دن بھر میں ۳۶۰/ نیکیاں کرنی چاہئیں تاکہ ۳۶۰ جوڑ جہنم کی آگ سے محفوظ رہیں، اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی عبادتیں اور اعمال گنائے جنہیں نیک اعمال سمجھا جاسکتا ہے اور آخر میں آپؐ نے فرمایا ''اور ان نیک اعمال کی بجائے دو رکعت نمازِ اشراق کافی ہے''۔ (صحیح مسلم)

- حضرت ابوہریرہؓ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو بندہ بغیر ناغا کئے مسلسل نمازِ اشراق ادا کرے تو اس کے تمام صغیرہ گناہ معاف ہو جائے گے چاہے وہ سطح سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں ہی نہ ہوں''۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

اس لئے نماز اشراق کو اپنی روزمرہ کی زندگی کا ایک معمول بنالیں۔

- لوگوں کی موج مزے کی زندگی شام سے شروع ہوتی ہے اور آدھی رات تک رہتی ہے اور اس طرح کی زندگی میں سب شامل ہیں، چھوٹے بچوں سے لے کر بوڑھوں تک، رات کو ۱۲ بجے تک جاگنے کے بعد صبح فجر کے وقت اٹھ کر فجر کی نماز کو بوجھ کی طرح اتارا جاتا ہے اور پھر بہت چاہ، پسند اور نفس کے ہاتھوں مجبور ہوکر ٹھاٹ سے دو سے تین گھنٹہ سوکر نیند پوری کی جاتی ہے اور اسی کمزوری کی وجہ سے اشراق کی نماز پڑھنا بہت مشکل کام ہے اور اس کا پڑھنا مشکل ہی ہے اس لئے صرف دو رکعات نماز پر ایک حج مبرور کا ثواب ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد بات چیت کرنے کو ناپسند فرمایا ہے، اگر آپ کو حضور سے محبت ہوگی تبھی آپ عشاء کے بعد سونے اور فجر کے بعد جاگتے رہنے کی کوشش کریں گے ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے سارے دعوے تو اکثر صرف زبانی خرچ ہی ہوتے ہیں اور انسان اپنی من مانی زندگی ہی گزارتا ہے۔

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

(۳۵) صدقے کی اہمیت

صدقہ کرنا کیوں ضروری ہے ؟

● ایمان دین کی بنیاد ہے، ایمان کا یہ مطلب ہے کہ خدا کے وجود، جنت، جہنم، فرشتوں اور یوم الحشر کو بغیر دیکھے مانا جائے یا ان کے ہونے کا یقین کیا جائے۔

اگر خدا، جنّت اور جہنم نظر آنے لگیں تو خدا پر ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا، ایسا دو موقوں پر ہوسکتا ہے، پہلا مرتے وقت دوسرا اگر قیامت آجائے تو اور ایسے دونوں موقوں پر خدا پر ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، اس لئے ایسے معجزے اور واقعات بھی نہیں ہوں گے جس سے خدا کا وجود جنت اور جہنم ثابت ہو۔

● فرض کیجیے ایک بچے کے ماں اور باپ دونوں کسی حادثہ میں ہلاک ہوگئے اور خدا اس یتیم کو رزق دینا چاہتا ہے (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کو رزق دینے کی ذمہ داری خود لی ہے، تو وہ یہ کام کس طرح کرے گا؟ فرشتے اس کیلئے دودھ کی بوتل لے کر آسمان سے نہیں اتریں گے، اس کی بجائے اللہ تعالی اس بچے کے قریبی رشتہ داروں اور عزیزوں کی آمدنی میں اضافہ فرمائے گا اور ان کے ذریعہ اس بچے کی پرورش کا انتظام فرمائے گا۔

اس طرح سماج میں اگر ایک بوڑھی عورت بیوہ ہو جائے اور دنیا میں اس کا اور کوئی سہارا بھی نہ ہو تو اس کے لئے بھی آسمان سے کھانا نہیں اترے گا بلکہ سماج کے مالدار لوگوں کی آمدنی سے ہی اس کا خرچ پورا ہوگا، کیونکہ ہر مالدار آدمی کی آمدنی میں غریبوں کا حصہ ہوتا ہے اور یہ حصہ خدا اُتارہے، اس لئے کوئی مالدار بغیر صدقہ وخیرات کئے اپنی ساری کمائی اکیلے کھاتا ہے تو وہ اس یتیم اور بیوہ کے حصے کی دولت بھی کھا جاتا ہے، جو اللہ تعالی نے اس مالدار کے آمدنی میں یتیم اور بیوہ کے لئے بھیجا تھا اور یہ گناہ کا کام ہے۔

● حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اپنے بارے میں اس رائے کا اظہار کیا کہ انہیں مالِ غنیمت سے ان لوگوں کے مقابلے میں زیادہ حصہ ملنا چاہئے جو (شجاعت اور قوت میں) ان سے کم ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دشمن کے مقابلے میں تمہاری مدد نہیں کی جاتی اور تمہیں رزق نہیں دیا جاتا مگر ان لوگوں کی دعا اور برکت سے جو تم میں کمزور ہیں۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ترجمان حدیث جلد۲ حدیث ۲۳۱)

● حضرت ابودرداء سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سماج کے کمزور لوگوں کی خدمت کر کے مجھے خوش کرو، کیوں کہ اللہ انہی کی بدولت تمہیں دولت دیتا ہے۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ترجمان حدیث جلد۲ حدیث ۲۳۱)

● حضرت ابوموسیٰؓ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''صدقہ دینا ہر مسلم پر واجب ہے''۔ (بخاری، اردو ۶۹۵)

● رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک قبیلہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس قبیلے کے خلاف اعلانِ جنگ کیا اور اسے شکست دی اور انہیں مجبور کیا کہ اڑھائی فیصد منافع زکوٰۃ میں ادا کریں جسے خدا نے غریبوں کیلئے اتارا اور ان سے زکوٰۃ وصول کر کے اسے غریبوں میں تقسیم کردیا۔

● حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''خدا کی راہ میں دینے سے مال کم نہیں ہوتا، اور جب کوئی بندہ مال دینے کیلئے ہاتھ بڑھاتا ہے تو سائل کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے خدا کے ہاتھ میں پہنچتا ہے۔ (طبرانی، سفینۂ نجات حدیث ۳۴۶)

اگر ہم صدقہ نہ کریں تو کیا ہوگا؟

اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے ان لوگوں پر جو اپنی کمائی کا کچھ حصہ غریبوں میں تقسیم نہیں کرتے، ایسی ہی کچھ آیات قرآنی مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ''جو لوگ مال میں جو خدا نے اپنے فضل سے انکو عطا فرمایا ہے بخل کرتے ہیں وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں (وہ اچھا نہیں) بلکہ ان کے لئے برا ہے۔ وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں، قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائیگا اور آسمانوں اور زمین کا وارث خدا ہی ہے اور جو عمل تم کرتے ہو خدا کو معلوم ہے''۔ (سورۃ آل عمران آیت ۱۸۰)

(۲) ''اور جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو خدا کے رستے میں خرچ نہیں کرتے ان کو اس عذاب الیم کی خبر سنادو، اور جس دن وہ مال دوزخ کی آگ میں (خوب) گرم کیا جائے گا، پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا کہ) یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا سو جو تم جمع

کرتے تھے (اب) اس کا مزا چکھو"۔ (سورۃ توبہ آیت ۳۴ تا ۳۵)

(۳) "جو مال جمع کرتا ہے اور اس کو گن گن کر رکھتا ہے، (اور) خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اس کی ہمیشہ کی زندگی کا موجب ہوگا۔ ہرگز نہیں وہ ضرور حطمہ میں ڈالا جائے گا۔ اور تم کیا سمجھے حطمہ کیا ہے؟ وہ خدا کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے، جو دلوں پر جا لپٹے گی"۔ (سورۃ ہمزہ ۲ تا ۷)

صدقہ دینے کے فائدے:

- خدا نے جو آمدنی غریبوں کیلئے عطا فرمائی ہے جیسے اسے روکنے کی سزا بہت سخت ہے۔ اس طرح صدقہ، زکوٰۃ اور خیرات دینے کا انعام بھی بڑا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم وکرم سے ہمیں دولت سے نوازا ہے؛ لیکن واپس لیتے ہوئے وہ یہ نہیں فرماتا کہ تمہیں جو دولت عطا کی گئی ہے اسے واپس کرو بلکہ یہ فرماتا ہے کہ مجھے قرض دو، تم جو روپیہ غریبوں کو دو گے میں یہ سمجھوں گا کہ تم نے مجھے قرض دیا اور میں اسے کئی گنا بڑھا کر تمہیں لوٹا دوں گا اور اس کے ساتھ تمہیں جنت میں بھی جگہ دوں گا۔

قرآن کریم کی وہ آیات جس میں صدقہ کی فضیلت کا بیان ہے مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) "اور جو تم زکوٰۃ دیتے ہو اور اُس سے خدا کی رضا مندی طلب کرتے ہو تو (وہ موجبِ برکت ہے اور) ایسے ہی لوگ (اپنے مال کو) اللہ تعالیٰ کے پاس بڑھاتے رہیں گے"۔ (سورۃ روم آیت ۳۹)

(۲) "کوئی ہے جو خدا کو قرض حسنہ دے کہ وہ اس کے بدلے اس کو کئی حصے زیادہ دے گا۔ اور خدا ہی روزی کو تنگ کرتا ہے اور (وہی اسے) کشادہ کرتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے"۔ (سورۃ بقرہ آیت ۲۴۵)

(۳) "جو لوگ خیرات کرنے والے ہیں مرد بھی اور عورتیں بھی۔ اور خدا کو (نیت) نیک (اور خلوص سے) قرض دیتے ہیں ان کو دو چند ادا کیا جائے گا اور ان کے لئے عزت کا صلہ ہے"۔ (سورۃ حدید آیت ۱۸)

(۴) "اگر تم خدا کو (اخلاص اور نیک نیت سے) قرض دو گے تو وہ تم کو اس کا دو چند دے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف کردے گا"۔ (سورۃ تغابن آیت ۱۷)

(۵) "تو جس نے (خدا کے رستے میں) مال دیا اور پرہیزگاری کی اور نیک بات کو سچ جانا اس کو ہم آسان طریقے کی توفیق دیں گے"۔ (سورۃ لیل آیت ۵ تا ۷)

اس لئے اگر ہم دولت مند بننا چاہتے ہیں تو اللہ تعالی اور اس کے غریب بندوں کے درمیان ایک واسطہ بنیں یعنی اللہ تعالی سے مال لے کر اس کے غریب بندوں میں دیں، جیسے جیسے ہمارے صدقے اور خیرات میں اضافہ ہوگا، اللہ تعالی کی رحمت مال و دولت کی شکل میں ہم پر اوراترے گی، انشاء اللہ۔

تجارت میں مالی کامیابی کو یقینی کیسے بنائیں؟۔

جو کچھ میں نے اُوپر بیان کیا ہے وہ صرف نظریاتی نہیں ہے بلکہ میں نے اس پر ذاتی تجربہ کیا ہے اور اس بات کو سچ پایا ہے کہ صدقہ آمدنی بڑھاتا ہے، میرا عملی تجربہ مندرجہ ذیل ہے:

- میں ہائیڈرولک پریس بناتا ہوں، اس پریس کو بنانے کیلئے میرے پاس ۲۵/ سے زیادہ مشینیں ہیں، جن میں چھ لیتھ مشینیں ہیں، میرے ورکشاپ میں اتنی مشینوں کے باوجود چونکہ ہنر مند آپریٹروں کی کمی ہے اس لئے مجھے ۶۰/ سے ۸۰/ فیصد ہائڈرولک پریس کے کل پرزے بنانے کا کام باہر کے سب کنٹراکٹروں کو دینا پڑتا ہے اور میں انہیں ہر مہینے اس کام کے ایک لاکھ روپئے سے زیادہ کا بل ادا کرتا ہوں، اس سے میرے نفع کی شرح نہ صرف کم ہوتی ہے بلکہ مشینیں بنانے میں دیر بھی ہوتی ہے، ایک مرتبہ میں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ اگر مجھے اچھے کاریگر ملے اور پریس بنانے کیلئے کل پرزے بنانے کا کام باہر دینے کے بدلے میں ہی اپنی مشینیں استعمال کروں، تو اس کام میں جتنا بھنگار scrap نکلے گا میں اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کردوں گا۔

اس وعدے کے بعد یکے بعد دیگر مجھے اچھے آپریٹر ملنے لگے، اب میں اپنا زیادہ تر کام اپنے کارخانہ میں کرتا ہوں، میں ہر ماہ ۱۵/ سے ۲۰/ ہزار روپیہ کا بھنگار بیچتا ہوں اور دیگر اخراجات ادا کرنے کے بعد نئے آپریٹروں کو تنخواہ دے کر بھی ہر ماہ ۳۰/ سے ۴۰/ ہزار روپے بچا لیتا ہوں اور جس طرح میں نے اللہ سے وعدہ کیا، میں ہر ماہ ۱۵/ سے ۲۰/ ہزار روپیہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہوں، ایک غیر آدمی جو میری اندرونی حالت نہیں جانتا وہ یہ سمجھے گا کہ میں ہر ماہ ۱۵/ ہزار روپیہ صدقہ کرتا ہوں لیکن صرف میں یہ بات جانتا ہوں کہ ہر ماہ میں ۱۵/ ہزار روپیہ صدقہ نہیں کر رہا ہوں بلکہ ۳۰/ سے ۴۰/ ہزار ہر ماہ بچا رہا ہوں اور اس کے ساتھ اچھی قسم کی مشینیں بنا رہا ہوں اور ان کی ڈیلیوری وقت پر کر رہا ہوں۔

بھنگار کے روپے سے میں ممبئی میں ایک لڑکیوں کی عربی کلاس چلاتا ہوں جس میں ۷۰/ طالبات پڑھ رہیں ہیں اور لڑکیوں کی سلائی کلاس چلاتا ہوں جس میں ۴۰/ طلبات سلائی سیکھ رہی ہیں جہاں ان سے کوئی فیس نہیں لی جاتی اور اپنے وطن بلرام پور میں ایک مدرسہ چلاتا ہوں جس میں تقریباً ۵۰/ بچے پڑھتے ہیں۔

- آپ جو کاروبار کر رہے ہیں اگر اس میں سے کچھ بھنگار جمع ہوتا ہے تو اسے اپنے نفع میں نہ ملائیں بلکہ فی سبیل اللہ صدقہ کریں، مجھے یقین ہے کہ جتنا آپ صدقہ کریں گے اس سے کئی گنا زیادہ کمائیں گے۔

- اگر آپ کاروبار کی بجائے ملازمت کرتے ہیں تب بھی فی سبیل اللہ صدقہ کو

اپنے خاندان کا ایک زائد رکن سمجھیں اور اسی لحاظ سے خرچ کریں، مثلاً اگر آپ کے خاندان میں ۱۰/ارکان ہیں اور اگر آپ ہر فرد پر ۵۰۰/روپے ماہانہ خرچ کرتے ہیں تو آپ آئندہ اپنے خاندان کے ۱۱/ارکان گنیں گیارہواں رکن فی سبیل اللہ ہے، آپ کو پتہ چلے گا کہ فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے آپ پر کوئی مالی بوجھ نہیں پڑے گا بلکہ آپ کے غیر ضروری اخراجات کم ہوں جائے گے اور آپ فی سبیل اللہ جو کچھ صدقہ کریں اس سے دگنی کمائی آپ کو ملنے لگے گی۔ (انشاء اللہ)

اپنی نجات و مغفرت کیلئے صدقہ دیجئے:

صدقہ کو غریبوں پر خرچ کرنے کی اہمیت آپ مندرجہ ذیل مثال سے لگا سکتے ہیں۔

- حضرت ابو بکر صدیقؓ قبول اسلام سے پہلے مکہ کے ایک مالدار تاجر تھے، اسلام قبول کرنے کے بعد آپؓ نے اپنا مال غلاموں کو آزاد کرانے میں خرچ کر دیا کیونکہ مشرکین مکہ جو ان کے مالک تھے ان پر بہت ظلم ڈھاتے تھے، ہجرتِ مدینہ کے بعد آپ کے پاس کاروبار کیلئے زیادہ وقت نہیں تھا، اس لئے آپ کی مالی حالت مکہ کی طرح زیادہ مستحکم نہیں تھی؛ لیکن کمزور مالی حالت کے باوجود آپ حضرت مسطحؓ (ایک غریب صحابی) کی تمام مالی ضروریات پوری کرتے تھے۔

جب منافق عبد اللہ بن اُبی بن سلول نے حضرت عائشہؓ پر الزام لگایا تو حضرت مسطحؓ نے اس بات پر یقین کرلیا اور ام المومنین حضرت عائشہؓ کے خلاف آپ نے بھی باتیں کیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آیات نازل فرما کر حضرت عائشہؓ کو معصوم قرار دیا۔

اس واقعہ کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت مسطحؓ کے رویہ سے بہت مایوس ہوئے کیونکہ ان کی تمام تر آمدنی حضرت ابو بکر صدیقؓ کے صدقے پر تھی، اس کے باوجود انہوں نے حضرت عائشہؓ کی بدنامی میں حصہ لیا اس لئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ حضرت مسطحؓ کی مستقبل میں کوئی مالی مدد نہیں کریں گے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اس فیصلے پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات نازل فرمائی: ''اور جو لوگ تم میں صاحب فضل (اور صاحب) وسعت ہیں، وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں اور محتاجوں اور وطن چھوڑ جانے والوں کو کچھ خرچ پات نہیں دیں گے، ان کو چاہئے کہ معاف کردیں اور درگزر کریں۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ خدا تم کو بخش دے؟ اور خدا تو بخشنے والا مہربان ہے''۔ (سورۃ نور آیت ۲۲)

اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے دوبارہ حضرت مسطحؓ کو روپیہ دینا شروع کردیا اور وعدہ کیا کہ اپنا صدقہ کبھی بند نہیں کریں گے۔

اس واقعہ سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ غریبوں کو صدقہ دینے کی خدا کے نزدیک کتنی اہمیت ہے۔

آپ کو کس نے دولتمند بنایا ہے؟

حضرت ابو ہریرہؓ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بنی اسرائیل میں ایک اندھا، ایک جذامی، ایک گنجا تھا، اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا کہ تینوں کی آزمائش کی جائے، اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ انسانی شکل میں بھیجا، فرشتے نے جذامی سے پوچھا ''تمہاری کیا خواہش ہے؟'' اس نے کہا ''میرے مرض کا علاج ہونا چاہئے کیونکہ اس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں'' فرشتے نے اس کے جسم پر اپنا ہاتھ پھیرا اور وہ اچھا ہوگیا، پھر فرشتے نے اس سے پوچھا ''تمہیں کس قسم کی دولت چاہئے؟'' جذامی نے جواب دیا ''اُونٹ'' تو فرشتے نے اسے ایک حاملہ اُونٹنی دی اور کہا ''اللہ تعالیٰ تمہیں دولت کی نعمت سے نوازے۔

اسی طرح فرشتہ اندھے اور گنجے کے پاس گیا، ان کا علاج کیا اور انہیں حاملہ بکری اور حاملہ گائے دی، اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنا نوازا کہ ہر ایک کے پاس جانوروں کے بڑے ریوڑ جمع ہوگئے، آزمائش کے کچھ عرصہ بعد فرشتہ ایک گمشدہ مسافر بن کر ان کے پاس آیا اور کہا ''میں ایک مسافر ہوں، میرا تمام سامان کھوگیا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وطن تک پہنچنے میں میری مدد کرے، اس نے جذامی سے کہا کہ وہ اسے ایک اُونٹ دے (اللہ کے نام پر) تاکہ میں اپنے وطن پہنچ جاؤں، جذامی نے اس کی مدد کرنے سے انکار کردیا، پھر فرشتے نے کہا ''شاید میں تمہیں جانتا ہوں، تم ایک جذامی تھے، اللہ نے تمہارا علاج کیا، تم غریب تھے، اللہ نے تمہیں دولت سے نوازا، جذامی نے جواب دیا ''نہیں، یہ دولت موروثی ہے اور کئی نسلوں کی وراثت ہے''۔

فرشتے نے کہا ''اگر تم جھوٹے ہو تو خدا تمہیں تمہاری پہلی حالت پر لوٹا دے، یہ کہہ کر وہ واپس چلا گیا (اور ایسا ہی ہوا یعنی وہ دوبارہ جذامی اور غریب ہوگیا)۔

گنجے کے ساتھ بھی یہی ہوا، اس نے بھی انکار کیا اور فرشتے نے اسے بددعا دی، آخر میں وہ اندھے کے پاس گیا، اندھے نے قبول کیا کہ وہ پہلے اندھا تھا، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور فرشتے سے کہا کہ جتنی بکریاں چاہے تو لے جائے، فرشتے نے کہا ''تم اپنی دولت محفوظ رکھو، یہ تم تینوں کا صرف امتحان تھا اور اللہ تمہارے رویہ سے خوش ہے اور دونوں سے ناراض ہے''۔ (بخاری اردو، صفحہ نمبر ۲۷۲)

- دنیا میں ہزاروں افراد ہیں جو آپ سے زیادہ ہنر مند ہیں لیکن وہ آپ کی طرح خوشحال نہیں، یہ محض اللہ کا فضل ہے جس کی وجہ سے آپ اتنے دولت مند ہیں، اس لئے اللہ کا شکر ادا کریں اور اپنی دولت کے مطابق صدقہ کریں، اپنی

دولت پر کبھی گھمنڈ نہ کریں اور کبھی اللہ کی ناشکری نہ کریں، صدقہ کے مقابلے میں قرض دینا زیادہ باعث برکت ہے۔

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''ایک آدمی جنت میں داخل ہوا تو اس نے جنّت کے دروازے پر لکھا دیکھا کہ صدقہ کا اجروثواب دس گنا ہے اور قرض دینے کا اٹھارہ گنا''۔

ابن ماجہ نے اس حدیث کو اس اضافے کے ساتھ روایت کیا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) جبریلؑ سے پوچھا کہ قرض میں کیا خاص بات ہے کہ وہ صدقہ سے افضل ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ سائل (جس کو صدقہ دیا جاتا ہے) اس حالت میں بھی سوال کرتا اور صدقہ لے لیتا ہے جبکہ اس کے پاس کچھ ہوتا ہے اور قرض مانگنے والا قرض جب ہی مانگتا ہے جب وہ محتاج اور ضرورت مند ہوتا ہے''۔ (معجم کبیر طبرانی، ترمذی، معارف الحدیث جلد ۷ صفحہ ۹۰)

اس لئے کسی ضرورتمند کو قرض دینا، کسی فقیر کو صدقہ دینے کی بہ نسبت زیادہ انسانیت اور ثواب کا کام ہے۔

معاف کردیا کرو جنت کے مستحق بن جاؤگے:

- حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ تم میں سے پہلی کسی امت میں ایک آدمی تھا، جب موت کا فرشتہ اس کی روح قبض کرنے آیا (اور قبض کرنے کے بعد وہ اس دنیا سے دوسرے عالم کی طرف منتقل ہوگیا) تو اس سے پوچھا گیا کہ تو نے دنیا میں کوئی نیک عمل کیا تھا؟ (جو تیرے لئے وسیلۂ نجات بن سکے) اس نے عرض کیا کہ میرے علم میں میرا کوئی (ایسا) عمل نہیں ہے، اس سے کہا گیا کہ (اپنی زندگی پر) نظر ڈال (اور غور کر)، اس نے پھر عرض کیا کہ میرے علم میں (میرا ایسا کوئی عمل اور) کوئی چیز نہیں سوا اس کے کہ میں لوگوں کے ساتھ کاروبار اور خرید وفروخت کا معاملہ کیا کرتا تھا تو میرا رویہ ان کے ساتھ درگذر اور احسان کا ہوتا تھا، میں پیسے والوں اور اصحابِ دولت کو بھی مہلت دے دیتا تھا (کہ وہ بعد میں جب چاہیں ادا کردیں) اور غریبوں مفلسوں کو معاف بھی کردیتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لئے جنت میں داخلہ کا حکم فرمادیا۔

مسلم کی ایک اور وایت میں اس طرح کے مزید الفاظ ملتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اس شخص سے فرمایا کہ احسان و درگذر کا جو معاملہ تو میرے بندوں سے کرتا تھا (کہ غریبوں مفلسوں کو معاف بھی کردیتا تھا) یہ (کریمانہ روّیہ) میرے لئے زیادہ سزاوار ہے اور میں اس کا تجھ سے زیادہ حقدار ہوں (کہ معافی اور درگذر کا معاملہ کروں) اور اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ میرے اس بندے سے درگذر کرو (یہ معاف کردیا گیا اور بخش دیا گیا)۔ (بخاری، مسلم، معارف الحدیث جلد ۷ صفحہ ۸۶)

- حضرت عمران حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس آدمی کا کسی دوسرے بھائی پر کوئی حق (قرضہ وغیرہ) واجب الادا ہو اور وہ اُس مقروض کو ادا کرنے کے لئے دیر تک مہلت دیدے تو اس کو ہر دن کے عوض صدقہ کا ثواب ملے گا''۔ (مسند احمد، معارف الحدیث جلد ۷ صفحہ ۸۹)
- حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ بیان کرتے ہیں کہ میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپؐ ارشاد فرماتے تھے کہ جس بندہ نے کسی غریب تنگ دست کو مہلت دی یا (اپنا مطالبہ پورا یا کچھ حصہ) معاف کردیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی تکلیفوں اور پریشانیوں سے اس بندہ کو نجات عطا فرمائے گا۔ (مسلم، معارف الحدیث جلد ۷، صفحہ ۸۸)

قرض لینے سے حتی الامکان بچئے:

- حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اُن کبیرہ گناہوں کے بعد جن سے اللہ تعالیٰ نے سختی سے منع فرمایا ہے (جیسے شرک اور زنا وغیرہ) سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اس حال میں مرے کہ اس پر قرض ہو اور اس کی ادائیگی کا سامان چھوڑ نہ گیا ہو۔ (مسند احمد، ابوداؤد، معارف الحدیث جلد ۷ صفحہ ۹۲)
- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن بندہ کی روح اس کے قرضہ کی وجہ سے بیچ میں معلق اور رُکی رہتی ہے جب تک وہ قرضہ ادا نہ کردیا جائے جو اُس پر ہے۔ (مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد، دارمی، معارف الحدیث جلد ۷ صفحہ ۹۲)
- حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے بتلایئے کہ اگر میں اللہ کے راستے میں صبر اور ثابت قدمی کے ساتھ اور اللہ کی رضا اور ثوابِ آخرت کی طلب ہی میں جہاد کروں اور مجھے اس حالت میں شہید کردیا جائے کہ میں پیچھے نہ ہٹ رہا ہوں بلکہ پیش قدمی کررہا ہوں تو کیا میری اس شہادت اور قربانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ میرے سارے گناہ معاف کردے گا؟ آپؐ نے میں فرمایاہاں (اللہ تمہارے سارے گناہ معاف فرمادے گا)۔

پھر جب وہ آدمی (آپؐ سے یہ جواب پاکر) لوٹنے لگا تو آپؐ نے اس کو پھر پکارا اور فرمایاہاں (تمہارے سب گناہ معاف ہوجائیں گے) سوائے قرضہ کے، یہ بات اللہ کے فرشتہ جبرئیل امینؑ نے بتلائی ہے۔ (مسلم، معارف الحدیث جلد ۷ صفحہ ۹۴)

﴿بقیہ صفحہ اگلے صفحہ ۱۰۳ پر......﴾

(۳۶) اللہ تعالیٰ پر کب توکل کرنا چاہئے

- حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر تم اللہ تعالیٰ پر صحیح توکل کے ساتھ بھروسہ کرو تو وہ تمہیں رزق عطا فرمائے گا جس طرح پرندوں کو عطا کرتا ہے وہ صبح خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام میں پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں''۔ (ترمذی)
- حضرت جبیر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ایک بندہ کو اس وقت تک موت نہیں آتی جب تک وہ اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ رزق نہیں کھالیتا''۔ (السنن الکبریٰ ۴۳۵/۵)
- زید ابن ثابتؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جو شخص دنیا کو اپنا نصب العین بنا ئیگا، اللہ اس کے دل کا اطمینان وسکون چھین لے گا اور ہر وقت مال جمع کرنے کی حرص اور احتیاج کا شکار ہوگا، لیکن دنیا کا اتنا ہی حصہ اسے ملے گا جتنا اللہ نے اس کے لیے مقدر کیا ہوگا اور جن لوگوں کا نصب العین آخرت ہوگی، اللہ تعالیٰ ان کو قلبی سکون واطمینان نصیب فرمائے گا اور مال کی حرص سے ان کے قلب کو محفوظ رکھے گا اور دنیا کا جتنا حصہ ان کے مقدر میں ہوگا وہ لازماً ملے گا۔ (ترغیب وترہیب، زادراہ حدیث ۱۱)
- قرآن کریم کی سورۃ طلاق کی آیات نمبر ۲/ اور ۳/ اور مندرجہ بالا احادیث سے کچھ لوگوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ اگر آپ کا اللہ تعالیٰ پر توکل ہو تو راہبوں کی طرح اگر کوئی کام نہ بھی کریں تو بھی اللہ تعالیٰ آپ کی ساری ضروریات پوری کرے گا۔

اب ہم دیکھیں گے کہ یہ عقیدہ کتنا صحیح ہے:

- انسانوں میں اللہ تعالیٰ پر توکل ایک پیغمبر جتنا کرتے ہیں اس سے زیادہ اور کون کر سکتا ہے؟ اس لئے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ پر کتنا توکل کرتے تھے اس کا مطالعہ کرتے ہیں، توکل کے مطالعہ کے لئے ہم نبی کریم کے ہجرت والے واقعہ کا جائزہ لیتے ہیں، مدینہ ہجرت کرتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تمام پیشگی احتیاط کرلی جو کسی انسان کی مکہ سے محفوظ روانگی اور مدینہ میں محفوظ آمد کیلئے ضروری تھی۔

آپؐ کی پیشگی احتیاط مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ہجرت کا خفیہ منصوبہ بنایا۔
(۲) ہجرت کا وقت مشرکین کی توقع کے خلاف (یعنی رات میں) طے کیا۔
(۳) حضرت علیؓ کو حکم دینا کہ آپؐ کے بستر پر سوئیں تا کہ ہجرت کا پتہ نہ چلے۔
(۴) تین دن چھپے رہنے کیلئے غذا کا انتظام کرنا اور سات دن سفر کیلئے بھی کھانا ساتھ رکھنا۔
(۵) وفادار رہنما کا انتظام کرنا۔
(۶) اونٹوں کا انتظام اس وقت کرنا جب تین دن بعد خفیہ مقام سے روانگی ہونی تھی۔
(۷) اس راستہ کا انتخاب کرنا جس پر سفر بہت کم ہوتا ہو (تا کہ کوئی پیچھا نہ کر سکے)۔

جب آپؐ نے تمام احتیاط مکمل فرمائی (جو کسی انسان کیلئے ممکن تھی) تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ پر اتنا توکل فرمایا کہ نتائج سے بے نیاز ہو گئے، یہ آپؐ کے بے مثال توکل کا مظاہرہ تھا کہ جب غار ثور کو گھیر لیا گیا اور حضرتِ ابوبکرؓ پریشان ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یقین دلایا ''پریشان نہ ہوں، اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ پہلے ہمیں اپنا فرض بہترین طریقہ سے انجام دینا چاہئے، صرف اس کے بعد ہی ہم اللہ تعالیٰ پر توکل کر سکتے ہیں، جہاں پر ہماری طاقت یہ پہنچ ختم ہوگی وہاں سے اللہ کی مدد شروع ہوگی۔

- اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر پرندے کو رزق عطا کرتا ہے؛ لیکن کیا آپ جانتے ہیں اس رزق کو حاصل کرنے کیلئے پرندے کو کیا کرنا پڑتا ہے؟

(۱) پرندے شہر کے مصروف اور روشن علاقوں میں بھی جلد سو جاتے ہیں اور جلدی اٹھ جاتے ہیں (سورج طلوع ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے)۔
(۲) قرآن حکیم کے اس آیات کے مطابق وہ عبادت کرتے ہیں ''ساتوں آسمان اور زمین اور جو لوگ ان میں ہیں سب اسی کی تسبیح کرتے ہیں اور (مخلوقات میں سے) کوئی چیز نہیں مگر اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو؛ لیکن تم اس کی تسبیح کو نہیں سمجھتے، بے شک وہ بردبار اور غفار ہے''۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۴۴)
(۳) وہ ان مقامات پر سب سے پہلے پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں جہاں رزق ملنے کا امکان ہو۔
(۴) خراب اور خطرناک موسم میں بھی وہ چھ ہزار کلومیٹر تک ہجرت کرتے ہیں۔
(۵) غذا حاصل کرنے کیلئے وہ دن بھر جدوجہد کرتے ہیں۔
(۶) وہ اپنے جھنڈ میں پرامن اور مل جل کر رہتے ہیں۔
(۷) وہ اپنے ساتھیوں (ہم جنسوں) کو دھوکہ، فریب نہیں دیتے نہ ان کا استحصال کرتے ہیں۔
(۸) وہ اپنے گھونسلوں میں آرام سے بیٹھنا پسند نہیں کرتے، نہ اپنی مرضی سے کوئی

غلط کام کرتے ہیں بلکہ غذا تلاش کرنے میں لگے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے پرندوں کی طرح مفت رزق کھانے کے لئے اگر انسان پرندوں کی طرح محنت بھی کرے اور دوسروں سے مل جل کر رہے تو یہ دنیا جنت بن جائے مگر انسان فطرتاً کام چور ہے وہ اللہ کے نام پر صرف بغیر محنت کے صرف روٹی توڑنا چاہتا ہے، اس لئے ''اللہ پر توکل'' جیسے پاکیزہ الفاظ سے اپنی کمزوری کو چھپاتا ہے اور کام نہ کرنے کا بہانا ڈھونڈتا ہے۔

● حضرت ابوظبیان کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمرؓ ابن خطاب نے فرمایا: اے ابوظبیان! تمہاری آمدنی کس قدر ہے، میں نے کہا: ڈھائی ہزار، حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا: ابوظبیان کھیتی باڑی کرو اور مویشی پالو قبل اس کے کہ قریش کے نوجوان تم پر والی ہو جائیں، جن کے عطیے کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔ (ارشاداتِ نبوی کی روشنی میں نظامِ معاشرت امام بخاری کی کتاب 'الادب المفرد' کا اردو ترجمہ، جلد۱ حدیث، روایت: ۵۷۶)

اس روایت میں غور کرنے والی بات یہ ہے کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ ایک مسلمان کو جس کی اس وقت کی آمدنی اچھی مگر آئندہ خراب ہو سکتی ہے آپ اسے اپنی آمدنی اور سنوارنے کے لئے کوشش کرنے کی صلاح دے رہے ہیں۔

● حج کو جاتے ہوئے یمن کے لوگ کھانے کا سامان ساتھ نہیں لے جاتے تھے اور ان کا پختہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ انہیں کھلائے گا (جیسا وہ ہر پرندوں کو کھلاتا ہے) لیکن مکہ میں جب وہ بھوک سے بیتاب ہو جاتے تو وہ کھانے کیلئے بھیک مانگتے تھے، اللہ تعالیٰ نے یہ طریقہ پسند نہیں فرمایا اور مندرجہ ذیل آیات نازل فرمائیں: ''حج کے مہینے متعین ہیں جو معلوم ہیں، تو جو شخص ان مہینوں میں حج کی نیت کر لے تو حج کے دنوں میں نہ عورتوں سے اختلاط کرے نہ کوئی برا کام کرے اور نہ کسی سے جھگڑے اور جو نیک کام تم کرو گے وہ خدا کو معلوم ہو جائے گا اور زادِ راہ یعنی راستے کا خرچ ساتھ لے جاؤ کیونکہ بہر فائدہ زاد راہ کا پرہیزگاری ہے، اور اے اہل عقل مجھ سے ڈرتے رہو۔ (سورۃ بقرہ آیت ۱۹۷)

● حضرت عون بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو مسلمان اپنے کسی تنازے کا فیصلہ کرانے آئے، آپ نے ایک کے حق میں فیصلہ کر دیا، دوسرا اداس ہوا اور ''حسبنا اللہ و نعمل الوکیل'' پڑھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سمجھایا ''اپنے معاملات کی پوری فکر کرو۔ جو بندے اپنے معاملات کی فکر نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان پر ملامت کرتا ہے، اپنے معاملات کی فکر کرنے کے بعد بھی اگر آپ کا نقصان ہو تب پڑھو: ''حسبنا اللہ و نعمل الوکیل''۔ (سنن ابوداؤد)

اس لئے اپنے معاملات کی فکر کریں، اپنی آمدنی کی فکر کریں اور اپنی پوری طاقت اور قابلیت صرف کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں، وہ کام جو آپ کے طاقت اور بس کے باہر ہوگا، انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ اس میں آپ کی ضرور مدد کریں گے۔

﴿بقیہ پچھلے صفحہ ۱۰۲ کا............﴾

● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے لوگوں کا مال بطور قرض لیا اور اسے واپس کرنے کی نیت رکھتا ہے اور کسی وجہ سے واپس نہ کر سکا تو اللہ اس کی طرف سے ادا کر دے گا اور جس نے قرض لیا اور نیت اس کو واپس کرنے کی نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اس بُری نیت کی وجہ سے اسے برباد کر کے رہے گا''۔ (بخاری، سفینۂ نجات حدیث نمبر: ۱۹۹، معارف الحدیث جلد ۷ صفحہ ۹۹)

● حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ مقروض کے ساتھ ہے جب تک کہ اس کا قرضہ ادا ہو، بشرطیکہ یہ قرضہ کسی برے کام کیلئے نہ لیا گیا ہو''۔ (ابن ماجہ، معارف الحدیث جلد ۷ صفحہ ۱۰۰)

● حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ قرض تھا تو آپؐ نے جب وہ ادا فرمایا تو (میری واجبی رقم سے) زیادہ عطا فرمایا۔ (ابوداؤد، معارف الحدیث جلد ۷ صفحہ ۱۰۱)

قرض دار کا ادائیگی قرض کے وقت اپنی طرف سے کچھ زیادہ رقم (بطور ہدیہ یا تحفہ) ادا کرنا جائز بلکہ مستحب اور سنت ہے (یہ ان سنتوں میں سے ہے جس کو بتلانے اور رواج دینے کی ضرورت ہے) یہ سود نہیں ہے کیونکہ سود طے شدہ ہوتا ہے اور اس کا مطالبہ قرض دینے والے کی طرف سے ہوتا ہے، جب کہ تحفہ، ہدیہ یا قرض لینے والے کی مرضی و خوشی پر موقوف ہوتا ہے کہ وہ چاہے تو دے اور نہ چاہے تو نہ دے۔

● حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے چالیس ہزار قرض لیا، پھر آپؐ کے پاس سرمایہ آ گیا تو آپؐ نے مجھے عطا فرما دیا اور ساتھ ہی مجھے دعا دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اہل و عیال اور مال میں برکت دے، قرض کا بدلہ یہ ہے کہ ادا کیا جائے اور (قرض دینے والے کی) تعریف اور شکریہ ادا کیا جائے۔ (نسائی، معارف الحدیث جلد ۷ صفحہ ۱۰۴)

اس طرح آیات قرآنی اور احادیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ:

● سود لینا، اور دوسروں سے لیا ہوا قرض ادا نہ کرنا اسلام میں حرام ہے اور اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے، صدقہ دینا، قرض کی ادائیگی میں مہلت دینا اور قرض معاف کر دینا سب نیک اعمال میں شامل ہیں اور اللہ کا فضل حاصل کرنے کا ذریعہ۔

● اس لئے ہمیں حتی الامکان قرض لینے سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے اور صدقہ خیرات کر کے اللہ تعالیٰ کا فضل حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

(۳۷) مسلمان کی زندگی میں صبح کی کیا اہمیت ہے؟

رات کے نماز کی اہمیت:

● اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: ''قیام کیا کرو مگر تھوڑی سی رات یعنی نصف رات یا اس سے کچھ کم، یا کچھ زیادہ اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو''۔ (سورۃ المزمل آیات نمبر ۲ سے ۴)

شروع میں اسلام میں رات کی عبادت فرض تھی، پھر الرحم الراحمین نے انسانوں پر رحم کیا اور عبادت کے لئے صبح صادق سے طلوع آفتاب تک کے لئے مہلت دے دیا۔ وہ آیات اس طرح ہے:

''وہ (اللہ تعالیٰ) جانتا ہے کہ تم اسے ہرگز نہ نبھا سکو گے تو اس نے تم پر مہربانی کی لہٰذا جتنا قرآن تمہارے لئے آسان ہو اتنا ہی پڑھو''۔ (سورۃ المزمل آیت نمبر ۲۰)

● صبح کا اٹھنا اسلام میں بہت ضروری ہے، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ: ''کچھ شک نہیں کہ رات کا اٹھنا دل جمعی کے لئے انتہائی مناسب ہے اور اس وقت ذکر بھی خوب درست ہوتا ہے''۔ (سورۃ المزمل آیت نمبر ۶)

● عوام کیلئے پنج وقتہ نماز فرض ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے چھ وقت کی نمازیں فرض تھی، چھٹے وقت کی نماز تہجد ہے، یعنی صبح صادق کی نماز، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اے محمد! رات کے آخری پہر تہجد نماز پڑھنے کے لئے اٹھا کرو۔ یہ زیادتی تمہارے لئے ہے اور عنقریب خدا تمہیں مقامِ محمود میں کھڑا کریگا۔ (سورہ بنی اسرائیل آیات نمبر ۷۹)

● اللہ تعالیٰ نے پہلے رات کی عبادت فرض کیا پھر انسانوں کی کمزوری دیکھ کر چھوٹ دیدی مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تہجد کی نماز فرض ہی رہی، اس حقیقت سے آپ اسلام میں رات کے آخری حصے کی عبادت کی اہمیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

نمازِ فجر کی اہمیت:

● مندرجہ ذیل آیات میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر انسانوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب سے پہلے عبادتِ الٰہی میں مصروف رہیں۔

● تو جو کچھ یہ کفار بکتے ہیں اس پر صبر کرو اور آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہو۔ (سورۃ ق آیات نمبر ۳۹)

● اے محمدؐ سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں اور صبح کو قرآن پڑھا کرو کیونکہ صبح کے وقت قرآن کا پڑھنا موجب حضور ملائکہ ہے۔ (سورہ بنی اسرائیل آیات نمبر ۷۸)

● یوں تو تمام نمازوں میں قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے لیکن خاص طور پر فجر کی نماز میں اللہ نے ہدایت فرمائی کہ لمبی سورتیں پڑھا کریں کیوں کہ فجر کی نماز کی بڑی اہمیت ہے۔

بندوں کی سہولت کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرامؓ کو ہدایت فرمائی کہ نمازِ عشاء میں ان سورتوں کی تلاوت کریں جو سورۃ الشمس اور سورۃ اللیل کے مساوی ہوں جن میں قرآن کریم کی چھ سات آیات ہوں، کیونکہ دن بھر کی کاروباری مصروفیات سے لوگ تھک جاتے ہیں، لیکن نمازِ فجر میں آپؐ نے ہدایت فرمائی کہ ۴۰/ آیات تلاوت کریں۔ (ابوداؤد)

طلوعِ آفتاب کے فوراً بعد عبادت کی اہمیت:

● حضرت نعیم بن حمزہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''اے ابن آدمؑ، میرے لئے دو رکعت نماز (اشراق) ادا کر، جو دن کی شروعات میں ہے اور یہ تمہارے لئے دن کے آخیر تک کے لئے کافی ہوگی''۔ (ابوداؤد، ۱۸۳۔ جلد نمبر ۱)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ دن کی شروعات میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں یعنی دو رکعات اشراق پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے گا اور برکت عطا کرے گا اور دن کے خاتمہ تک آپ کے سارے کام بنائے گا۔

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نماز فجر ادا کر کے وہیں مسجد میں بیٹھا رہے، عبادت میں مصروف رہے اور نمازِ اشراق ادا کرے (طلوعِ آفتاب کے

بعد) اسے اتنی برکت ہوگی اور ثواب ملے گا جو ایک حج مبرور (وہ حج جسے اللہ تبارک تعالیٰ نے قبول فرمایا) کے مساوی ہوگا۔ (ترمذی)

● حضرت ابی مالکؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ میں دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میرے دن کے آغاز کو نیک اعمال کا حصہ بنا کہ مجھے نیک اعمال کی توفیق ہو جائے تاکہ سارا دن اللہ کی نصرت اور مدد میرے ساتھ رہے''۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ المصابیح صفحہ نمبر ۲۱۲)

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہ معمول تھا آپ فجر کی نماز کے بعد مسجد میں چارزانوں (پالتی مارکر) بیٹھ کر سورج نکلنے تک عبادت کرتے رہتے اور اشراق کے بعد ہی اپنے گھر تشریف لے جاتے۔ (ابوداؤد، منتخب ابواب حدیث ۷۹۲)

● ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کی ٹکڑی ''نجد'' روانہ فرمائی مجاہدین مختصر عرصہ میں فتح یاب ہو کر اور بہت سارا مال لے کر لوٹے، لوگوں کو اس مختصر مدت میں فتح اور مال ملنے پر تعجب ہوا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا میں تمہیں ان لوگوں کا حال بتاؤں جو اس سے بھی کم مدت میں اس سے زیادہ مال حاصل کر لیتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو مسجد میں نماز فجر وقت پر ادا کرتے ہیں اور پھر نمازِ اشراق ادا کرتے ہیں''۔ (فضائل اعمال، فضائل نماز، صفحہ ۱۹)

خوشحالی اورصبح کا وقت:

● حضرت صخر غامدیؓ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے برکت (دولت اور خوشحالی) کا وقت میرے امتیوں کیلئے صبح مقرر فرمایا ہے''۔ (ابوداؤد ۳۵۰، سفر کی شروعات، منتخب احادیث، صفحہ نمبر ۱۷۰)

یعنی جو صبح اٹھ کر اللہ کو یاد کرے گا وہی اللہ تعالیٰ کی خوشحالی والی نعمت کو پائے گا۔

● حضرت عمر بن عثمان بن عفانؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''صبح سونے سے روزی کم ہوتی ہے۔ فجر کی نماز سے طلوع آفتاب تک سونا ممنوع ہے، جبکہ کوئی شرعی عذر نہ ہو''۔ (مسند احمد، جلد ا صفحہ ۷۳)

● حضرت فاطمہؓ نے فرمایا ''میں صبح کے وقت سوئی ہوئی تھی جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب سے گزرے آپؐ نے مجھے جگایا اور فرمایا ''اے میری پیاری بیٹی! کھڑی ہو جاؤ اور اپنی روزی اللہ تعالیٰ سے حاصل کرو، غافل مت بنو، اللہ تعالیٰ علی الصبح سے طلوع آفتاب تک روزی تقسیم فرماتا ہے''۔ (بیہقی)

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو نہ صرف علی الصبح اُٹھنے اور عبادت کرنے کی ہدایت فرمائی بلکہ دن کی ابتدا میں برکت کا نزول ہونے کی وجہ سے اپنا کاروبار بھی صبح ہی شروع کرنے کی نصیحت فرمائی اور آپؐ کے ایک صحابی حضرت صخرؓ نے فرمایا کہ کاروبار دن کی ابتدا میں شروع کرنے سے انہیں اتنا منافع ہوا کہ لوگوں کو مجھ پر تعجب ہونے لگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء سے پہلے سونے اور عشاء کے بعد فضول باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ (متفق علیہ، مرقاۃ، جلد دوم، صفحہ ۱۲۹)

● قدیم زمانے میں لوگ آدھی رات تک کہانیاں سنانے میں وقت گنواتے تھے اور روزمرہ کی بیکار باتیں کرتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عشاء کے بعد ایسی تمام چیزوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ (ترغیب وترہیب، حدیث بخاری کی تلخیص) (عشاء کے بعد T.V بھی نہیں دیکھنا چاہئے)۔

اس لئے اگر آپ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور خوشحالی چاہتے ہیں تو رات میں جلد سو جائیں، صبح جلد اُٹھیں، فجر کے بعد اشراق تک عبادت کریں اور بغیر وقت برباد کئے صبح ہی اپنے کاروبار کی شروعات کریں۔

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

آپ زندہ ہیں یا مردہ؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دل کو بھی زنگ لگتا ہے جس طرح لوہے کو زنگ لگتا ہے جب بھیگ جاتا ہے، عرض کیا گیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دل کا زنگ کس چیز سے دور ہوگا؟ فرمایا، موت کو بہ کثرت یاد کرنے سے اور قرآن کی تلاوت سے۔ (مشکوٰۃ، سفینہ نجات حدیث نمبر ۳۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے زندہ آدمی کی سی ہے، اور جو اپنے رب کو یاد نہیں کرتا ہے وہ مُردہ کی طرح ہے''۔ (بخاری ومسلم، سفینہ نجات حدیث نمبر: ۳۶۰)

صدقہ کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کے لئے صدقہ کرنا ضروری قرار دیتے ہیں، خواہ مفلس ہی کیوں نہ ہو، اس کی وضاحت میں حدیث ہے۔

نبی کریمؐ نے فرمایا: ہر مسلمان پر صدقہ کرنا لازم ہے، لوگوں نے کہا، جسے کچھ میسّر ہی نہ ہو، وہ کیا کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنے ہاتھوں سے کام کرے اور پھر خود کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے، لوگوں نے عرض کیا، اگر اس پر بھی اس کو کچھ حاصل نہ ہو سکے، تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی مصیبت زدہ حاجت مند کی مدد کرے، صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ اگر اس سے یہ بھی نہ ہو سکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس صورت میں اسے چاہئے کہ خود اپنا طرزِ عمل درست رکھے اور برائی سے بچتے رہے کہ یہی اس کے حق میں صدقہ قرار پائے گا۔ (صحیح بخاری ومسلم)

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

(۳۸) ترقی کے لیے نیک لوگوں کی صحبت ضروری ہے

فرض کیجیے چھ لوگ جنگل میں سفر کر رہے ہیں، ان مین سے پانچ کے پاس لمبی لاٹھیاں ہیں اور ایک کے پاس پلاسٹک کی موٹی چادر ہے، اگر ان لوگوں کو کئی دن جنگل میں سفر کرنا ہوا تو مندرجہ ذیل دو طریقوں میں سے کون سا طریقہ ان کے لئے زیادہ محفوظ اور آرام دہ رہے گا۔

(۱) پہلا طریقہ یہ ہے کہ ہر شخص کسی دوسرے کی مدد کے بغیر خود اپنی حفاظت کرے، یعنی اکیلا سفر کرے، اکیلے کھانے کا انتظام کرے، اکیلے رات گزارے، اکیلے اپنی حفاظت کرے وغیرہ وغیرہ۔

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک گروپ بنالیں، ہر ایک اپنی ایک ذمہ داری قبول کرلے، کوئی کھانے کا انتظام کرے، کوئی حفاظت پر توجہ دے، کوئی رہبری پر توجہ دے، سب اپنی لاٹھیوں اور پلاسٹک کی چادر سے ایک خیمہ بنا کر رات گزاریں وغیرہ وغیرہ۔

اس میں کوئی دورائے نہیں کہ دوسرا طریقہ ہی محفوظ اور آرام دہ ہے۔

● ہمیں غور اس بات پر کرنا ہے کہ جب چھ لوگ مل گئے تو حفاظت اور آرام کتنا گنا بڑھا۔

کیا چھ گنا؟۔

نہیں۔

بلکہ سو گنا یا اس سے زیادہ۔

● کسی ٹارچ میں ایک بیٹری ہو تو اگر روشنی دس فٹ دور تک جاتی ہے، اسی ٹارچ میں اگر دو بیٹری لگا دو تو روشنی کتنی دور تک جائے گی

۲۰ فٹ؟۔

نہیں۔

تقریباً چالیس فٹ دور تک روشنی پہنچے گی۔

● انسانی دماغ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے، ایک انسان کی سوچ کی جو قوت ہے، جب دو یا دو سے زیادہ لوگ مل کر اسی سمت سوچتے ہیں تو وہ دوگنی اور تگنی نہیں ہوتی بلکہ ایک گروہ کی سوچ زمانہ بدل دیتی ہے، تاریخ رقم کرتی ہے۔

● مثال کے طور پر آج سے سو سال پہلے موٹر کار بنانے والی کمپنیاں صرف چند موٹر کاریں ہی بناتی تھیں، جن کی قیمت بہت زیادہ ہوتی تھی اور بہت امیر لوگ ہی اسے خرید پاتے تھے۔

ہنری فورڈ ایک بہت کم پڑھے لکھے آدمی تھے، وہ انجینئر نہیں تھے، مگر جب ان کی دوستی سائنس داں تھامس اڈیسن سے اور ذہین اور کاروباری لوگ جیسے فائر اسٹون، جان بروز اور لوتھر بربینک سے ہوئی تو انھوں نے ناممکن کو ممکن کر دکھایا، وہ کانوں سے مٹی (لوہے کے معدنیات) خریدتے اور اس سے کاریں اتنی سستی بنا کر بیچتے کہ موٹر کار خریدنا پھر عام آدمی کی پہنچ تک ہوگیا۔

ہنری فورڈ لوہے کی معدنیات سے لوہا بناتے پھر اس لوہے سے موٹر کار کے پرزے بناتے، اسی طرح موٹر کار میں لگنے والی ہر چیز وہ بناتے، آج فورڈ کمپنی دنیا کی بڑی کمپنیوں میں سے ایک ہے اور یہ عظیم کامیابی ذہین لوگوں کے ایک گروپ کی سوچنے کا نتیجہ ہے۔

● موجودہ دور میں دنیا کا امیر ترین شخص کون ہے؟

مکیش امبانی۔

کیا وہ ہندوستان کا ذہین ترین انسان بھی ہے؟

نہیں۔

وہ ایک عام انسانوں کی طرح ہی ہے، مگر اس نے اور اس کے والد دھیرو بھائی امبانی نے اس حقیقت کو سمجھ لیا تھا کہ ایک اور ایک دو نہیں بلکہ گیارہ ہوتے ہیں۔

انھوں نے ایسے قابل اور ذہین لوگوں کو اپنے پاس ملازمت میں یا Profitsharing پر رکھ لیا، جو آنے والے سو سالوں کا بھی صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں اور آنے والے مستقبل کے مطابق کاروبار شروع کر کے اسے کامیاب بنا سکتے ہیں۔

مثال کے طور پر پلاسٹک کے دانے بنانا، پیٹرول ریفائن کرنا، زمین سے گیس نکالنا، بجلی پیدا کرنا وغیرہ وغیرہ، ریلائنس انڈسٹریز میں کام کرنے والے ہزاروں انتہائی ذہین اور سخت محنت کرنے والے دماغ نے ہی مکیش امبانی کو ہندوستان کا دولت مند ترین انسان بنا دیا۔

● اس لئے کسی بھی عظیم کامیابی کے لئے ایک جیسا سوچنے والا ایک گروہ کا ہونا بہت ضروری ہے۔ چاہے وہ کاروبار ہو، سیاست ہو یا دینی کام ہو۔

● اس حقیقت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر اور کون جان سکتا ہے؟ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو پانچ چیزوں کا حکم دیا تھا، اس میں سب سے پہلا حکم جماعت بنانے کا تھا، وہ پانچ حکم مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) جماعت بنو، جماعتی زندگی گزارو۔

(۲) تمہارے اجتماعی معاملات کا جو ذمہ دار ہو اس کی بات غور سے سنو!

(۳) اس کی اطاعت کرو۔

(۴) ہجرت کرو۔

(۵) جہاد کرو۔ (مشکوٰۃ، مسند احمد، ترمذی، زادِ راہ حدیث نمبر ۱۸۸)۔

● اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ''خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ ایسا کرو گے تو بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہیگا اور صبر سے کام لو کہ خدا صبر کرنے والوں کا مددگار ہے۔ (سورۃ انفال آیات ۴۶)

آپسی جھگڑا نہ صرف ایک گروپ کو منتشر کر دیتا ہے بلکہ ترقی کی طرف سوچنے کی ذہنی طاقت ہی کو بلکل کمزور کر دیتا ہے، اکیلا چنا بھاڑ نہیں پھوڑتا، اگر مسلمانوں کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کے بھاڑ کو پھوڑنا ہے تو گروپ بنانا ہی ہوگا۔

● اب تک ہم نے پڑھا کہ لوگ کس طرح ذہین لوگوں کی جماعت بنا کر کاروبار میں بہت کامیاب ہوتے ہیں۔ صرف کاروبار ہی میں نہیں بلکہ زندگی کے جس شعبے میں بھی آپ کو کامیاب ہونا ہے وہاں پر بھی آپ جس انسان سے ملتے ہیں ان کا بھی آپ کو خیال رکھنا ہوگا کہ وہ آپ کی ترقی میں ذہنی طور پر مدد کرنے والے ہوں، اس کی وجہ اور تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

نیک لوگوں کی صحبت کیوں ضروری ہے؟

سائنس کے مطابق ہر انسان اپنے اطراف میں ارتعاش vibration اور روحانی شعائیں خارج کرتا رہتا ہے اور یہ دوسروں سے ارتعاش اور روحانی شعائیں حاصل کرتا یہ جذب بھی کرتا رہتا ہے۔

● ایک نیک خیال، بلند حوصلہ، محبت اور امن وامان چاہنے والا اور ہر قسم کے مثبت جذبات والا شخص اپنے ماحول میں اسی طرح کے ارتعاش یا روحانی شعاعیں چھوڑتا رہتا ہے، دوسرے ان ارتعاش اور روحانی شعاعوں کو جزب کرتے ہیں اور ان میں بھی ویسے ہی خیال اور جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

اسی طرح ایک مجرمانہ اور منفی ذہنیت رکھنے والا انسان اطراف میں ویسی ہی ارتعاش اور شعاعیں خارج کرتا ہے اور دوسروں میں ویسے ہی خیال اور جذبات پیدا کرتا ہے۔

● چونکہ بلند حوصلہ، مثبت خیالات زندگی اور کاروبار میں کامیابی کے لئے لازمی ہیں، اس لئے جو لوگ کاروبار میں اور زندگی میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں انھیں لازمی ہے کہ متقی، پرہیزگار، بلند حوصلہ، صنعت کار، مال کی قدر کرنے والا اور امن وامان چاہنے والوں کی ہی صحبت میں رہیں اور مجرم، متعصب، منفی ذہنیت رکھنے والے اور کھلے عام گناہ کرنے والوں کی صحبت سے دور رہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ''اور خدا نے مومنوں پر اپنی کتاب میں یہ حکم نازل فرمایا ہے کہ جب تم کہیں سنو کہ خدا کی آیتوں سے انکار ہو رہا ہے اور ان کی ہنسی اڑائی جاتی ہے تو جب تک وہ لوگ اور باتیں نہ کرنے لگے ان کے پاس مت بیٹھو ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو جاؤ گے، کچھ شک نہیں کہ خدا منافقوں اور کافروں سب کو دوزخ میں اکٹھا کرنے والا ہے''۔ (سورۃ نساء آیت ۱۴۰)

''اور جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیاتوں کے بارے میں بیہودہ بکواس کر رہے ہیں تو ان سے الگ ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ اور باتوں میں مصروف ہو جائیں، اور اگر یہ بات شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے پر ظالم لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو''۔ (سورہ انعام آیت ۶۸)

● حضرت حَنظَلَہ بن رُبَیع اُسَیدِیؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ملاقات ہوئی تو وہ مجھ سے پوچھنے لگے ''حظلہ! تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے کہا: حظلہ تو منافق ہو گیا'' حضرت ابوبکر نے کہا: ''سبحان اللہ!! حظلہ! یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟'' میں نے کہا: جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں اور جس وقت آپ ہمیں دوزخ کے عذاب سے ڈراتے ہیں، اور جنت کی نعمتوں کی بشارت سناتے ہیں، تو اس وقت ایسا محسوس ہوتا ہے گویا ہم جنت اور دوزخ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں مگر جب ہم رسولِ خدا کی صحبت سے جدا ہوتے ہیں، اور اپنی بیویوں، اپنی اولاد اور اپنی زمینوں اور اپنے باغات میں مشغول ہوتے ہیں، تو بہت کچھ بھول جاتے ہیں'' حضرت ابوبکر نے فرمایا: خدا کی قسم! ہم بھی اسی حالت کو پہنچے ہوئے ہیں'' (یعنی ہمارا بھی یہی حال ہے) اس کے بعد میں اور حضرت ابوبکر دونوں چلے یہاں تک کہ رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے، پھر میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! حظلہ منافق ہو گیا ہے'' آنحضرت نے پوچھا: اس کا سبب کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ہمیں دوزخ اور جنت (کے حالات بتا کر) نصیحت کرتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا ہم ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں مگر جب ہم آپ کے پاس سے اُٹھ جاتے ہیں اور اپنی بیویوں، اپنی اولاد اور اپنی زمینوں اور اپنے باغات میں مشغول

ہوتے ہیں، تو ہم نصیحت کی بہت سی باتیں بھول جاتے ہیں'' یہ سن کر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ''قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر تم پر ہمیشہ وہی کیفیت طاری رہے جو میری صحبت اور حالت ذکر میں تم پر ہوتی ہے تو یقیناً فرشتے تم سے تمہارے بچھونوں پر اور تمہاری راہوں میں مصافحہ کریں، لیکن اے حنظلہ! یہ وقت وقت کی بات ہے'' اور آپ نے یہ (آخری بات) تین مرتبہ بیان فرمائی۔ (مسلم، منتخب ابواب جلد اول:۴۱۶)

یعنی روحانیت کی اعلی ترین اور تقوی کی جو خیالات ایک پیغمبر کی صحبت میں حاصل ہوتے ہیں وہ صرف پیغمبر کی صحبت میں ہی حاصل ہوسکیں گے، پیغمبر سے دور ہٹتے ہی جیسے ہی وہ ارتعاش اور شعاعیں آپ جذب کرنا بند کردیں گے تو آپ کی روحانیت اور ذہنی کیفیت بھی اپنے پہلے والی سطح پر آجائے گی۔

اگر کوئی اتنا قابل ہوجائے کہ خود سے اعلی ترین روحانی کیفیت پیدا کرے تو وہ انسان اتنا محترم اور قابل ہوگا کہ فرشتے اس سے مصحافہ کرنے لگیں گے، اس لئے یہ وقت وقت کی بات ہے، آپ جس کی صحبت میں ہوں گے، آپ ویسا ہی سوچیں گے۔

- حضرت شعیبؓ بن ابی روحہ روایت کرتے ہیں کہ ''ایک بار فجر کی نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ روم کی تلاوت کر رہے تھے اور آپ کو تلاوت میں کچھ رکاوٹ محسوس ہورہی تھی'' نماز ختم کرکے آپؐ نے فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ ایک پیغمبر کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور اپنی صفائی کا خیال نہیں رکھتے''۔ (سنن نسائی، معاروف الحدیث جلد۲ حدیث ۲۳)

اس کا مفہوم یہ ہے کہ فجر کی جماعت میں جو مقتدی تھے ان میں سے کسی نے احتیاط کے ساتھ وضو وغیرہ نہیں کیا تھا، ناقص وضو سے اس شخص کو شیطانی وسوسے آرہے تھے اور یہ ذہن کا منتشر ہونا دوسروں کی یکسوئی Concentration پر اثر ڈال رہا تھا۔

- اسی روایت سے ہم دو سبق سیکھ سکتے ہیں۔

(ا) ناپاکی انسان کے خیالات کو منتشر کرتی رہتی ہے یا ناپاک انسان Concentrate نہیں ہوسکتا۔

(۲) ایک انسان کے دماغ میں جس طرح کے خیالات ہوں گے وہ دوسروں پر اثر انداز ہوں گے، ایک منتشر سوچ اور خیالات والا شخص دوسروں کے سوچ اور خیالات کو بھی منتشر کردیتا ہے۔

- اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہر شخص اپنے دوست کے مذہب کی پیروی کرتا ہے، اس لئے تم میں سے ہر ایک نے یہ تحقیق کرلینی چاہئے کہ وہ کس سے دوستی کررہا ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

- حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم کسی مومن ہی کو اپنا ساتھی بناؤ اور متقی آدمی کے سوا کسی اور کو کھانا نہ کھلاؤ (فاسق وفاجر آدمیوں کو دعوتِ طعام نہ دو)۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ابن حبان، زادِراہ حدیث نمبر ۱۷۱)

- حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''متقی اور نیک اعمال والا دوست ایک عطر فروش کی طرح ہے اگر آپ ان سے کچھ بھی نہ خریدیں تو بھی آپ کو خوشبو ملے گی اور برا دوست لوہار کی طرح ہے (جو بھٹّی جلاتا ہے) اگر وہ آپ کے کپڑے گندے نہ کرے تب بھی آپ دھواں اور شعلے سے ضرور پریشان ہوں گے۔ (بخاری، ابوداؤد، نسائی)

یہ خوشبو وہی روحانی ارتعاش اور شعاعیں ہیں جو آپ نیک لوگوں کی صحبت میں حاصل کریں گے، اگر وہ نیک شخص آپ سے کچھ بات چیت نہ بھی کرے تب بھی آپ کو اس سے نکلنے والی خوشبو یا روحانی شعاعوں یا ارتعاش سے فائدہ ہوگا۔

- ''اللہ تعالی قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ ''اے ایمان والوں! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ تعالی کی صاف حجت قائم کرلو''۔ (سورۃ النساء آیات نمبر ۱۴۴)

اسی لئے اگر ہم کاروبار اور آخرت میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے صرف نیک لوگوں کی صحبت لازمی ہے۔

❁❁❁❁

گزارش

ماہنامہ نقوش اسلام ایک دینی، دعوتی، تاریخی، معلوماتی، ادبی اور اصلاحی رسالہ ہے، اسے خود بھی پڑھئے اور اپنے زیادہ سے زیادہ احباب کو بھی اس کے پڑھنے کی ترغیب دیجئے، اس کی سال بھر کی ممبری فیس صرف ۱۲۰/روپیہ ہے۔

(۳۹) کچھ حیرت انگیز حقیقتیں

نام، مقام اور سمت کا بھی خوشحالی پر اثر ہوتا ہے؛ لیکن ہم یہ برے اثرات کیوں ہوتے ہیں اس پر بحث نہیں کریں گے، ہم صرف یہ پڑھیں گے کہ ہم ان کے بُرے اثرات سے کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

نام:

● حضرت عبداللہ بن سائبؓ کہتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے سال جب کہ صلح اور جنگ کی باتیں چل رہی تھیں تو حضرت عثمان بن عفانؓ نے آ کر خبر دی کہ سہیل کو ان کی قوم نے اس بات پر صلح کیلئے بھیجا ہے کہ آپؐ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس سال واپس جائیں اور آئندہ سال تین دن کے لئے آئیں، اور جب کہا گیا کہ سہیل (مطلب آسان) آئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سہیل آیا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے معاملہ کو بھی سہل کرے گا، راوی حدیث عبداللہ بن السائبؓ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ انوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا تھا۔ (الادب المفرد، ارشاد نبوی کی روشنی میں نظامِ معاشرت جلد، دوم، صفحہ نمبر ۲۳۵)

اس کا مطلب ہے کہ آدمی کے اچھے نام کے اثرات سماج اور اس سے منسلک لوگوں پر بھی پڑھتے ہیں۔

● حضرت عبدالحمید بن جبیر بن شیبہؒ کہتے ہیں کہ (ایک دن) میں حضرت سعید بن مسیّب کے پاس بیٹھا تھا کہ انہوں نے مجھ سے یہ بات بیان کی کہ میرے دادا (جن کا نام حَـزْن تھا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میرا نام حَـــــــزْن (سخت مزاج) ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (سن کر) فرمایا: ''(حزن کوئی اچھا نام نہیں ہے) بلکہ تم سہل ہو (یعنی میں تمہارا نام سہل رکھتا ہوں)'' میرے دادا نے کہا: میرے باپ نے میرا جو نام رکھا ہے میں اس کو بدل نہیں سکتا، حضرت سعید بن مسیّب نے فرمایا (اس نام کی وجہ سے) اب تک ہمارے خاندان میں مزاج میں سختی ہے۔ (بخاری، مسلم، منتخب ابواب جلد اول: ۸۵۷)

● ایک زمین ایسی تھی جس میں کوئی چیز نہیں اگتی تھی، لوگوں نے اس کا نام خضرہ (بنجر زمین) رکھ دیا تھا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام بدل کر خضرہ (سرسبز و شاداب) رکھدیا، تھوڑے دنوں کے بعد وہ زمین سرسبز ہوگئی۔ (جنت کی کنجی: صفحہ نمبر ۱۷۷)

● میں نے اپنا کاروبار ''ہائڈرو الیکٹرک مشینری'' کے نام سے شروع کیا، جب میرا کاروبار جم گیا تو میں کاپی رائٹ قانون کے تحت اپنی کمپنی کا نام رجسٹر کرنا چاہا، مگر رجسٹرار نے انکار کردیا۔

اس لئے میں نے اپنی کمپنی کا نیا نام ''ہائڈرو شمس مشینری'' رکھ دیا، اس کے بعد میرے کمپنی کی (پروڈکشن) پیداوار گھٹ گئی اور مشینری کے پکّے آرڈر کینسل ہو گئے، کاروبار جاری رکھنے کیلئے مجھے کمپنی کا پرانا نام پھر سے رکھنے کے سوائے کوئی چارہ نہ تھا۔

● میرے دوست راجیو کمار نے اپنی کمپنی کا پرانا نام (Jolly Alloys) ''جولی الائیس'' بدل کر نیا نام (Texon Enterprises) ''ٹیکسن انٹر پرائزیز'' رکھ لیا کیوں کہ ٹیکسن نیا نام لگتا ہے، اس نام سے اسے اپنے گاہکوں سے روپیہ وصول کرنا مشکل ہوگیا، دیوالیہ ہونے کے بعد اس نے دوبارہ پرانا نام ''جولی الائیس'' رکھا اور دوبارہ اس کا کاروبار چل نکلا۔

● کسی شخص یا ادارے کی کامیابی اور ناکامی میں نام کا گہرا اثر ہوتا ہے، اس لئے بغیر تحقیق کئے اپنے کاروبار کے لئے کوئی بھی نام نہ رکھیں، پہلے اچھے نام کا انتخاب کریں اور اپنا کاروبار شروع کریں اگر منافع ہو تو وہی نام مستقل طور پر رکھ لیں، ورنہ نام بدلتے جائیں حتیٰ کہ آپ کو کوئی مبارک نام مل جائے۔

نا مبارک مکان:

● حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم پہلے ایک گھر میں تھے، اچھی تعداد تھی ہمارے اموال (بھیڑ، بکری، اونٹ) بھی زیادہ تھے، پھر اس کو چھوڑ کر دوسرے گھر میں منتقل ہوگئے یہاں ہماری مقدار کم ہوگئی ہمارے اموال بھی کم ہوگئے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو واپس کردو یا اس کو چھوڑ دو یہ نا مبارک ہے۔ الادب المفرد، ارشاد نبوی کی روشنی میں نظامِ معاشرت جلد، دوم، صفحہ نمبر ۲۳۸)

- میرے پرانے کاروباری جگہ پر میرے تین ورک شاپ ہیں۔ان کے نمبر اس طرح ہیں:(A/12) (A/13-1) (A/13-2)

ورک شاپ نمبر(A/12) کا حال یہ ہے کہ جب بھی میں نے اس ورک شاپ میں کوئی مشین بناتا ہوں تو مشین ہر طرح سے مکمل ہونے کے باوٗجود اس کی ڈیلیوری ۲ سے ۳ مہینے دیری سے ہوتی ہے، اللہ تعالی کے فضل سے میرا(A/13-1) ورکشاپ میرے لئے مبارک ہے اور میں اس ورکشاپ میں بیٹھتا ہوں اور مشین یہیں بنتی ہیں اور بغیر دیر کئے ڈسپیچ کی جاتی ہیں۔

میں نے(A/13-2) نمبر کا ورکشاپ، جمال تیجانی سے خریدا تھا، ان کا رنگ یا پینٹ کا بڑا منافع بخش کاروبار ہے، جمال تیجانی نے یہ ورکشاپ پینٹ کا گودام اور ساتھ ہی شوروم جیسا بنایا تھا؛ لیکن کسی وجہ کے بغیر وہ یہ ورک شاپ استعمال نہیں کر سکا، اس نے اسے دو یا تین سال بند رکھا چونکہ میں اس کا دوست اور پڑوسی تھا اس لئے اس نے یہ ورک شاپ مجھے بیچ دیا، اس ورک شاپ کو خریدنے کے بعد میں نے اسے ایک سال تک بند رکھا، پھر اسے استعمال کرنے کے لئے میں نے ایک 32 K.V.A. کا جنریٹر لگایا اور مشینیں جوڑنے کیلئے اس میں پانچ ٹن کی کرین لگائی؛ لیکن بغیر کسی وجہ کے یہ ورکشاپ ہمیشہ خالی پڑا رہا۔

اس لئے میں نے جنریٹر دوسرے ورکشاپ میں منتقل کیا اور اس جگہ کو ایک آفس کی طرح آراستہ کر دیا؛ لیکن کئی برس تک میں نے اس ورکشاپ کا دروازہ، ۱۲/ گھنٹے تک بھی نہیں کھولا، میرا اسٹاف اسے ایک اسٹور کی طرح استعمال کرتا تھا، اور یہاں غیر ضروری سامان بھر دیا جاتا تھا، اس لئے مکان یا ورکشاپ میں بھی عجیب اثرات اور خصوصیات ہوتی ہیں، اس لئے انہیں کچھ مدت استعمال کر کے ان کے اثرات کا تجزیہ کر لینا چاہئے اور اگر اثرات مبارک معلوم ہوں تو ہی استعمال کریں ورنہ اپنی توانائی اور وقت کو تقدیر کے خلاف لڑنے میں نہیں ضائع کرنا چاہئے۔

آخرمیں ورکشاپ نمبر (A/13/2) کا کیا حشر ہوا؟

A/13/2 نمبر کا ورکشاپ ۱۹۹۵ء سے ۲۰۰۹ء تک بند رہا، اس لئے ۲۰۱۰ء سے میں نے اس ورک شاپ کو صرف دینی کام کے لئے مخصوص کر دیا، رمضان میں یہاں تراویح پڑھنے کا انتظام کیا اور عام دنوں میں چار وقت کی اذان سننے کے لئے یہاں اسپیکر لگا دیا، اسلام کی دعوت کے سلسلے میں لکھیں گئیں کتابیں ٹائپ کرنے اور اشاعت کے لئے اس جگہ کو مخصوص کو دیا، اس کے بعد اس کے منفی اثرات کم ہونا شروع ہو گئے اور اب میرے اسٹاف کے تین لوگ وہاں بیٹھ کر کتاب کو مرتب کرنے کا کام کرتے ہیں، اس کتاب کو بھی اسی جگہ سے ترتیب دے کر حتمی شکل دی گئی ہے، مذہبی کام کرنے کی وجہ سے جگہ کے برے اثرات کم ہوتے ہوئے محسوس ہو رہے ہیں۔

نا مبارک سواری:

- حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نحوست گھر میں ہوتی ہے یا عورت میں یا گھوڑے میں۔(الادب المفرد، ارشاد نبویؐ کی روشنی میں نظامِ معاشرت جلد، دوم، صفحہ نمبر ۲۳۶)

میرے بھتیجے یوسف خان نے اپنے دوست سے پرانی سومو کار نمبر (U.P.75-B-8842) خریدی، اس کے دوست نے یہ کار اپنے گیراج میں بغیر کسی وجہ کے کئی برس تک بند کر رکھی، یوسف نے اس کار کو ٹورسٹ کار بنا دیا؛ لیکن جو کچھ وہ اس کار سے کما رہا تھا اس کی درستگی اور قائم رکھنے کے لئے اس سے زیادہ خرچ کر رہا تھا اور آخر کار ایک دن اس نے کار کو تیز چلاتے ہوئے ایک کھڑی ہوئی ایس، ٹی بس سے ٹکرا دی، اس کے ساتھ بیٹھا ہوا عبداللہ جائے حادثہ پر فوت ہو گیا، یوسف کا نچلا جبڑا ٹوٹ گیا اور اس کی زخمی گردن پر ۲۰/ ٹانکے لگے، اسپتال سے باہر آنے کے بعد اس نے اس کار کی مرمت کی اور اسے اپنے گیراج میں پھر سے کھڑی کر دیا۔

اس حادثہ کے ایک سال بعد میں نے سوچا کہ گیراج میں رکھنے کی بجائے میں خود اس کار کو استعمال کروں۔اس لئے میں نے اسے خرید لیا اور لکھنؤ سے ممبئ لے آیا۔

تقریباً ڈیڑھ سال تک میں اسے استعمال نہیں کر سکا اس کی وجہ رجسٹریشن کے مسائل تھے میں نے اس کار کی رجسٹریشن، ٹرانسفر، ٹیکس اور مرمت اور آر، ٹی، او کے دوسرے اخراجات کے لئے ۵۰ ہزار روپیہ خرچ کئے مگر کسی نہ کسی وجہ سے میں اسے استعمال نہیں کر پاتا تھا اس لئے تھک ہار کر آخر میں ۵ ۷/ ہزار روپیہ کا نقصان اٹھا کر اسے بیچ دیا، جس شخص نے مجھ سے یہ کار خریدی وہ بھی حادثہ کا شکار ہوا، وہ بچ گیا لیکن اس کے ساتھ بیٹھا ہوا شخص مر گیا، اس نے دوبارہ اس کی مرمت نہیں کی بلکہ اسے ایک بھنگار والے کو بیچ دیا۔

۱۹۹۰ء اور ۲۰۰۸ء کے درمیان میں نے دس قسم کی گاڑیاں خریدیں، دس گاڑیوں میں ایک سومو اور ایک میٹاڈور میں آرام سے استعمال نہیں کر سکا اور بھاری نقصان اٹھا کر انہیں بیچ دیا، اسی طرح کوئی گاڑی آپ کے لئے بھی نامبارک اور بد قسمت ہو سکتی ہے اور آپ کو بھاری نقصان یا حادثہ پہنچا سکتی ہے، اس لئے اگر آپ کو احساس ہو کہ کوئی گاڑی آپ کے لئے نامبارک ہے تو تقدیر سے لڑ کر اسے ہرانے کی کوشش مت کیجئے آپ خود ٹوٹ جائیں گے خیر اسی میں ہے کہ خاموشی سے

آپ اسے بیچ ڈالئے۔

شریک حیات کا انتخاب:

● بہت سی ایسی عادتیں ہوتی ہے، جس سے ہم غریبی اور مفلسی میں یقیناً مبتلا ہو جاتے ہیں ان میں سے کچھ عادتیں مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) عبادت سے غفلت

(۲) اللہ تعالیٰ کی ناشکری

(۳) جسم کو ناپاک رکھنا

(۴) گھر کو ناپاک اور گندہ رکھنا

(۵) فضول خرچی

(۶) جھوٹ، فریب اور گناہ کا عادی ہونا

(۷) سورج طلوع کے بعد اور دیر تک سونا وغیرہ۔

(۸) کھانے پینے کی چیزوں کی بے حرمتی کرنا

(۹) مذہبی کتابوں کی بے حرمتی کرنا وغیرہ۔

آپ کے خاندان میں جوان بری عادتوں کا شکار ہوگا وہ تکلیف اٹھائے گا، چاہے وہ آپ کی بیوی ہی کیوں نہ ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ متقی بھی ہوں لیکن آپ کی بیوی کی خراب عادتوں کی وجہ سے اگر غریبی آتی ہے تو آپ بھی اس کے ساتھ تکلیف اٹھائیں گے۔ اس لئے غلط شادی میں پھنسنے سے پہلے مندرجہ ذیل حدیث کو یاد رکھنا چاہئے۔

● حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "عورت سے چار چیزوں کی وجہ سے شادی کی جاتی ہے"۔

(۱) اس کے مال کی وجہ سے۔

(۲) اس کی خاندانی شرافت کی وجہ سے۔

(۳) اس کی خوبصورتی کی وجہ سے۔

(۴) اس کے دیندار ہونے کی وجہ سے۔

تم ہمیشہ دینداری کو اہمیت دو (یعنی دیندار لڑکی سے ہی شادی کرو)۔ (بخاری)

اس لئے اگر آپ کو انتخاب کا موقع ملے تو آپ بھی دیندار لڑکی سے ہی شادی کریں ورنہ اس کی غلط عادتوں سے آپ بھی غریبی کے گڑھے میں گر سکتے ہیں۔

سمت:

عظیم شاعر علامہ اقبال نے فرمایا:

میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے

میرا وطن وہیں ہے، میرا وطن وہیں ہے

مندرجہ بالا شعر کا مطلب ہے "جس سمت سے میرِ عرب (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو ٹھنڈی ہوا آتی ہوئی محسوس ہوتی ہے میرا وطن اسی سمت ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر مشرق کی طرف رخ کر تشریف رکھتے تھے، جب صحابہ کرامؓ نے آپؐ سے دریافت کیا کہ آپؐ مشرق کی طرف رخ کر کے ہمیشہ کیوں بیٹھتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے اس سمت سے ٹھنڈی ہوا آتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

● ایک جھوپڑ پٹی والے علاقہ میں جایئے اور وہاں کی گلیوں میں دونوں طرف دوکانوں اور گھروں کا مشاہدہ اور مطالعہ کیجیے، آپ کو پتہ چلے گا کہ جن دوکانیں اور ہوٹلس کا رخ مشرق یا شمال کی طرف ہیں وہ اچھا کاروبار کر رہی ہیں اور خوشحال ہیں جبکہ مغرب اور جنوب کی طرف رخ والی دوکانیں اتنا اچھا کاروبار نہیں کر رہی ہیں۔

● زمین کے اطراف مقناطیسی حلقہ شمال اور جنوب کی سمت ہے، اس لئے اگر ایک مقناطیس کو آزادانہ لٹکایا جائے تو وہ خود بخود شمالی اور جنوبی سمت اختیار کرلے گا، اسی طرح ایک اور توانائی کی لہر شمال مشرق سے جنوب مغرب کی طرف بہتی ہے۔

اس لئے وہ دوکانیں اور افراد جو شمال مشرق کی طرف رخ اختیار کرتے ہیں یا شمال یا مشرق کی طرف رخ کرتے ہیں انہیں خود بخود یہ عمدہ توانائی حاصل ہوتی ہے، اس توانائی کے اثر سے حوصلۂ مثبت سوچ، سکون، توانائی، خوشحالی اور عمدہ تخیل حاصل ہوتا ہے۔

● سورج کی روشنی اللہ تعالیٰ کے فضل کی طرح ہے اگر آپ اپنی کھڑکیاں مشرقی سمت کھولیں تو آپ کو دھوپ ملے گی، اس سے آپ کا گھر روشن ہوگا، جراثیم کا صفایا ہوگا، گھر کی فضا تر و تازہ ہوگی، اگر کسی کمرے میں سورج کی روشنی نہیں پہنچ پاتی ہے تو اس کمرے میں رہنا ناممکن نہیں ہوگا؛ لیکن فضا بوجھل، اداس، سست اور خالی خالی ہوگی، ایک روشن اور ایک تاریک کمرے میں سے کسی ایک کمرے کا انتخاب کرنے کا اگر آپ کو موقع دیا گیا تو آپ ہمیشہ روشن کمرہ منتخب کریں گے۔

اس طرح جنوب یا مغرب کی سمت رخ کرنے سے کوئی دیوالیہ نہیں ہوتا لیکن جب لوگوں (گاہک) کو انتخاب کی آزادی ہو تو وہ ہمیشہ توانائی والی دوکانوں کا رخ کرتے ہیں، اس لئے مشرق اور شمال کی سمت رخ والی دوکانوں کا کاروبار ہمیشہ ترقی کرتا ہے۔

اس لئے جائیداد خریدتے وقت شمال یا مشرق کا رخ یا شمال مشرق کی طرف رخ والی جگہ خریدئے، اسی سمت رخ کر کے اپنے آفس میں بیٹھیں اور اپنی مشینوں

میں خام مال ڈالنے کی سمت صرف یہی رکھیں تاکہ مفت میں توانائی ملے اور کم محنت میں زیادہ خوشحالی آئے۔

INERTIA کا اثر:

اگر آپ کھڑے کھڑے بس میں سفر کریں تو جونہی بس آگے بڑھے گی آپ پیچھے کی طرف دباؤ محسوس کریں گے اور اگر آپ ہینڈل کو مضبوطی سے نہ پکڑیں تو آپ پیچھے کی طرف گر پڑیں گے۔

Inertia یا جمود ایک فطری قوت ہے اور یہ انسانیت کے لئے مفید بھی ہے، اگر آپ رفتار تبدیل کرتے ہوئے احتیاط برتیں تو اس کے تکلیف سے بچیں رہیں گے۔

اسی طرح جمود کی قوت روحانی سطح پر بھی ہوتی ہے، جب آپ خوشحال ہونا شروع ہوں یا جب آپ کے پاس زیادہ مقدار میں دولت آنے لگے تو ممکن ہے آپ ایک منفی قوت محسوس کریں جو حادثہ، بیماری، مال کا نقصان، خاندان کی طرف سے پریشانی یا ساتھیوں سے پریشانی وغیرہ کی شکل میں ظاہر ہو، یہ قوت آپ کو پچھلی مالی حالت پر برقرار رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔

بس میں گرنے سے بچنے کے لئے آپ اس کے چھت کے ہینڈل کا سہارا لیتے ہیں، مالی حالت بگڑنے سے بچانے کے لئے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنا چاہئے۔ اس کے علاوہ خود کو بچانے کا آپ کے پاس کوئی راستہ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

- جو شخص اللہ پر ایمان لے آیا، اس نے مضبوط رسی کو تھام لیا، جو کبھی ٹوٹے گا نہیں اور اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔ (سورہ بقرہ آیات نمبر ۲۵۶)

اپنے ذاتی مشاہدے سے میں نے پایا کہ ترقی کرتے وقت یہ منفی دباؤ جیسا ایک فرد محسوس کرتا ہے ویسے ہی ایک قوم بھی محسوس کرتی ہے۔ مثال کے طور پر: حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں قومِ مسلم نے دو بڑی عالمی طاقتوں یعنی رومیوں اور فارسیوں کو شکست دی، رومیوں کی ۲/لاکھ فوج کو ۶۰/ ہزار مسلم مجاہدین نے شکست دی، اس جنگ میں صرف ۳/ ہزار مجاہدین شہید ہوئے، فارسیوں کی ڈیڑھ لاکھ فوج کو ۳۰/ ہزار مسلم مجاہدین نے شکست دی اور ۳ سے ۵ ہزار مجاہدین شہید ہوئے اس فتح کے بعد مسلمانوں کی خوشحالی میں بے پناہ اضافہ ہوا مگر قدرت کے منفی اثرات بھی ظاہر ہوئے مثال کے طور پر دونوں عالمی طاقتوں کو شکست دینے کے بعد ۲۵/ ہزار مسلم مجاہدین کو پلیگ (طاعون) کی بیماری کی وجہ سے اپنے بستر پر ہی موت آگئی اور ان کے دار الخلا مدینہ میں زبردست قحط پڑ گیا۔

قدیم زمانے سے قحط کا علاج صرف بارش ہی ہے اور بارش برسانا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، حضرت عمر فاروقؓ نے قحط سے نجات پانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے رو رو کر اتنی دعائیں مانگیں کہ رونے کی وجہ سے ان کے چہرے پر آنسوؤں کے نشان بن گئے کچھ عرصہ بعد واقعی اللہ تعالیٰ نے نجات عطا فرمائی اور قومِ مسلم خوشحال اور پُرسکون ہوگئی مگر جمود کے اثر کے بغیر نہیں۔

- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: عصر کی قسم کہ انسان نقصان میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں حق بات کی تلقین اور صبر کرتے رہے۔ (سورہ العصر آیات نمبر ۱۔۳)

ہمیں جمود کے منفی اثرات سے بچنے کے لئے صبر اور عبادت سے اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرنا چاہئے یہی جمود کے منفی اثرات سے بچنے کا واحد راستہ ہے۔

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

کیا قیامت میں آپ اپنے اعمال کو چیک کرنا چاہتے ہیں؟

عبداللہ بن قرط کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر بندہ اس میں پورا اُترا تو بقیہ اعمال میں بھی کامیاب ہوگا اور اگر نماز میں پورا نہ اُترا تو بقیہ سارے اعمال خراب ہو جائیں گے''۔ (المنذری بحوالہ طبرانی، سفینہ نجات، حدیث نمبر:۴۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو لوگ خدا کا انکار کرتے ہیں اور جو لوگ ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں ان دونوں گروہ میں فرق صرف نماز کا ہے''۔ (مسلم)

یعنی جو لوگ نماز نہیں پڑھتے وہ خدا کا انکار کرنے والوں کی طرح ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو جان بوجھ کر نماز نہیں پڑھتے انہیں جنت سے نکال دیا جائے گا''۔ (طبرانی)

پارٹنر شپ کاروبار کے ترقی کا راز

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک کسی کاروبار کے دو شریک باہم خیانت اور بے ایمانی نہ کریں میں ان کے ساتھ رہتا ہوں (کاروبار میں برکت اور ترقی ہوتی ہے) لیکن جب ان میں سے ایک شریک اپنے ساتھی سے خیانت کرتا ہے تو میں ان سے علیحدہ ہو جاتا ہوں اور شیطان آجاتا ہے، میں اپنی رحمت اور مدد کا ہاتھ کھینچ لیتا ہوں اور شیطان آکر ان کے کاروبار کو تباہی کی راہ پر ڈال دیتا ہے۔ (ابو داؤد، سفینہ نجات، حدیث نمبر:۲۱۲)

اس لئے اگر آپ کا کاروبار پارٹنر شپ میں ہے تو اپنے ساتھی سے کبھی بھی خیانت مت کیجیے، انشاءاللہ آپ کا کاروبار ترقی کرے گا۔

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

(۴۰) ایک ہی وقت میں متقی اور دولت مند بننا کیا ممکن ہے؟

ہاں! ایک شخص بیک وقت متقی اور انتہائی دولتمند ہوسکتا ہے، ایسے چند افراد کی مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں جو بڑے متقی اور انتہائی دولتمند تھے۔

حضرت عثمان بن عفانؓ:

ہمارے پاس صحیح ریکارڈ نہیں ہے کہ حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس کتنے ملین یا بلین درہم یا دینار تھے؛ لیکن غزوۂ تبوک کے موقع پر انہوں نے جتنی دولت کا عطیہ دیا اسی سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ کتنے مخیّر مالدار تھے۔

موجودہ زمانے میں ایک غریب آدمی اسکوٹر رکھتا ہے، ایک متوسط طبقہ کا آدمی ایک ماروتی کار رکھتا ہے، اور ایک دولتمند آدمی ایک ہونڈا سٹی یا ایسی ہی کوئی کار رکھتا ہے جس کی قیمت ۱۰ لاکھ یا اس سے زیادہ ہوتی ہے، اس طرح قدیم زمانے میں ایک غریب آدمی بھیڑ بکری پالتا تھا، متوسط طبقہ کا آدمی اونٹ رکھتا تھا اور دولت مند آدمی گھوڑے پالتا تھا، اس زمانے میں گھوڑے کی قیمت آج کے دَور کی ہونڈا سٹی کار کے برابر تھی، غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت عثمانؓ بن عفان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ہزار گھوڑے پیش کئے، اس صدقہ کے بعد بھی آپ کی غناء میں کوئی فرق نہیں آیا بلکہ پہلے ہی کی طرح دولتمند بنے رہے، اس مثال سے آپ ان کی دولتمندی اور خوشحالی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

حضرت عثمان بن عفانؓ ان دس صحابہ کرامؓ (عشرۂ مبشرہ) میں تھے، جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں جنّت کی بشارت دی تھی۔

- ایک مرتبہ ایک شخص کسی دوسرے شہر سے مدینہ آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مالی امداد طلب کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حضرت عثمان بن عفانؓ کی خدمت روانہ فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ حضرت عثمانؓ سے اپنی حالت بیان کرے اور اسے یقین دلایا کہ حضرت عثمانؓ اس کی مدد ضرور کریں گے، وہ شام کے وقت حضرت عثمانؓ کے گھر پہنچا، جب وہ گھر میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ حضرت عثمانؓ ایک غلام کو ڈانٹ رہے تھے کیونکہ اس نے کمرے میں دو چراغ روشن کردیے تھے، جبکہ روشنی کے لئے ایک ہی کافی تھا، مہمان نے سوچا کہ یہ آدمی (حضرت عثمانؓ بن عفان) جب زیادہ تیل جلانے پر غلام کو ڈانٹ رہا ہے، اگر وہ روپیہ بچانے کے لئے اتنی احتیاط کررہے ہیں تو میری مدد کیلئے سخاوت کیوں کریں گے۔

اس لئے اس نے حضرت عثمانؓ سے کچھ طلب نہیں کیا، دوسرے دن وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت عثمانؓ کے گھر کا حال سنایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو کچھ تم نے دیکھا وہ ایک مالک اور اس کے غلام کے درمیان کا معاملہ تھا، تمہیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں، تم حضرت عثمانؓ بن عفان سے مالی امداد طلب کرو"۔

دوسرے دن وہ شخص پھر حضرت عثمانؓ کی خدمت میں پہنچا، اپنے حالات سنائے اور مالی امداد طلب کی، حضرت عثمانؓ نے اس کی مانگ کے مطابق اسے مال عطا کیا اور پھر اس رقم کو یہ کہہ کر دوگنا کردیا کہ یہ زائد رقم اس اعزاز کے جواب ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر صحابہ کرامؓ کے مقابلہ میں مجھے کسی کی مالی امداد کیلئے منتخب فرمایا ہے۔

حضرت عثمانؓ غلط اور بے جا اخراجات کے بارے میں سخت احتیاط برتتے تھے؛ لیکن نیک اعمال (خیر) کیلئے خرچ کرنے میں ہمیشہ مستعد رہتے تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان پر برکتوں کی بارش فرمائی اور انہیں لامحدود دولت اور خوشحالی عطا فرمائی۔

حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ:

- اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اپنی تمام جائداد مکہ میں چھوڑ دی اور خالی ہاتھ مدینہ ہجرت فرما گئے مدینہ پہنچنے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری (مقامی مسلم) سے فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو اپنے گھر میں جگہ دیں اور ان کی مالی امداد کریں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے مالی امداد لینے سے انکار کیا، انھوں نے صرف یہ دریافت کیا "مجھے بازار کا راستہ دکھاؤ" انہیں بازار کا راستہ دکھا دیا گیا، بازار میں انہوں نے کچھ مال ادھار لیا اور اسے پھیری لگا کر بیچا، شام تک آپ نے ایک کلو گھی منافع میں کمایا، آپ نے اس طرح کاروبار جاری رکھا اور دین کی خدمت بھی کی، جب آپ کی موت ہوئی تو مدینہ میں حضرت عثمان بن عفانؓ کے بعد آپ سب سے زیادہ دولتمند صحابیؓ تھے۔

آپ بھی ان دس خوش نصیب صحابہ کرامؓ میں شامل تھے، جن کو زندگی میں ہی

جنت کی بشارت مل گئی تھی۔

- ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''حشر کے دن میرے صحابہ کرامؓ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ جنت میں داخل ہونے والے سب سے آخری صحابیؓ ہوں گے، کیوں کہ ان کے پاس بے انتہا دولت ہے اور اپنی آمدنی اور اخراجات کا حساب دینے میں انہیں بہت دیر لگے گی'' جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو اس بات کی خبر ہوئی تو انہوں نے فرمایا میں اس دیری سے بچنے کی کوشش کروں گا اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے اور اپنا حساب آسان کرنے کے لئے آپ نے اپنا بہترین اور قیمتی باغ فی سبیل اللہ عطیہ کردیا۔

- یہ عظیم شخصیات آخرت کی کامیابی کے اتنے متمنّی تھے کہ انہوں نے اپنی تمام جائداد یا اپنا بہترین قیمتی فارم (باغ) فی سبیل اللہ وقف کرنے میں کوئی تکلف نہیں کیا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان پر دولت کی بارش کی، جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے انتقال فرمایا تو ان کے پاس اتنا زیادہ سونا تھا کہ سونے کی سلاخوں کو ان کے ورثاء میں تقسیم کرنے کیلئے کلہاڑی سے کاٹا گیا۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ:

حضرت امام ابوحنیفہؒ ایک عالم، عابد اور عراق کے بیحد دولت مند انسان تھے، آپ کی ملکیت میں کئی کپڑے کی دوکانیں تھیں، ایک مرتبہ اپنی دوکانوں کا دورہ کرتے ہوئے ایک ناقص کپڑا نظر آیا، آپ نے اپنے کاروباری شریک حافظ بن غیاث کو ہدایت کی کہ ناقص کپڑا بیچتے ہوئے گاہک کو اس کا عیب ضرور بتائیں، دوسرے دن آپ دوبارہ اس دوکان میں گئے ناقص کپڑے کے بارے میں پوچھا، حافظ بن غیاث نے کہا، ''افسوس کپڑا بیچتے ہوئے میں یہ عیب بتانا بھول گیا'' حضرت امام ابوحنیفہؒ کو بڑی مایوسی ہوئی، آپ نے اس دن کی تمام آمدنی یعنی تین ہزار دینار کا عطیہ دے دیا اور حفاظ بن غیاث کو اپنے کاروبار سے الگ کردیا۔

- اسلام میں سود لینا حرام ہے، اگر آپ کسی کو قرض دیں اور اگر آپ قرضدار سے کوئی ناجائز فائدہ اُٹھائیں تو وہ بھی سود میں شمار ہوگا، امام ابوحنیفہؒ بھی اس سلسلہ میں اتنے محتاط تھے کہ قرضدار کے مکان کے سائے میں بھی کھڑا رہنا پسند نہیں کرتے تھے۔

آپ تابعین میں سے تھے، یعنی آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہ کو ایمان کی حالت میں دیکھا تھا، آپ مشہور صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگردوں کے شاگرد تھے، اسی لئے آپ کی ساری تعلیمات حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی تعلیمات پر ہی منحصر ہیں، آپ نے امت مسلمہ کو اس دور میں رہنمائی فرمائی جب حدیث کی کتابیں جیسے بخاری شریف، مسلم شریف وغیرہ نہیں لکھی گئی تھیں اور جھوٹی روایات کثرت سے عام تھی، حضرت بخاریؒ نے بھی آپ کے شاگرد جیسے مکی بن ابراہیمؒ وغیرہ سے حدیثیں سیکھیں ہیں۔

تقوے کے ساتھ آپ کی عبادت کا یہ حال تھا کہ کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ نے چالیس سال ساری رات عبادت کی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی قبر پر رحمت کی برکت کی بارش فرمائے۔

کتاب ''سیرتِ امام ابوحنیفہؒ'' مصنفہ مفتی عزیزالرحمٰن بجنوری نے امام اعظم کی مکمل سوانح حیات تحریر کی ہے، زیادہ معلومات کیلئے یہ کتاب ضرور پڑھیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ:

آپ بڑے بزرگ ولی اور عابد تھے اور بغداد (عراق) میں قیام فرماتے تھے، ایک مرتبہ آپ مسجد میں وعظ فرمارہے تھے، ایک شخص آیا اور بری خبر لایا کہ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کا تجارتی جہاز سمندر میں غرق ہوگیا، آپ چند لمحے خاموش رہے اور پھر اپنا وعظ جاری رکھا، کچھ دیر بعد دوسرا شخص یہ خوشخبری لایا کہ پہلی خبر غلط تھی، ان کا جہاز محفوظ ہے۔ کسی دوسرے شخص کا جہاز غرق ہوا ہے، آپ ایک لمحہ خاموش رہے اور پھر اپنا وعظ جاری رکھا۔ جب آپ کا وعظ ختم ہوا تو ایک مرید نے پوچھا کہ آپ بری اور اچھی خبر سننے کے بعد کیوں خاموش رہے؟ آپ نے جواب دیا ''میں اپنے دل پر غور کررہا تھا کہ بری اور اچھی خبر سننے کے بعد اس پر کیا اثر (ردِّعمل) ہوا، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ دل پر کوئی اثر نہیں ہوا''۔

موجودہ دَور میں سمندری جہازوں کے مالک دنیا میں سب سے زیادہ مالدار ہیں، اسی طرح اس زمانے میں بھی وہ سماج کے سب سے زیادہ دولت مند افراد تھے، ہم ان کے تقویٰ کا اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جہاز کے بچنے اور غرق ہونے کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

حضرت عبدالقادر جیلانیؒ نے بچپن ہی میں قرآن کریم، حدیث اور دینی علم حاصل کرلیا تھا اور تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۲۵ برس تک آپ کھنڈرات اور اجڑے ہوئے مکانوں میں رہے تاکہ بغداد میں تنہائی نصیب ہو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوتی رہے، ولایت حاصل کرنے کے بعد آپ نے عوام میں صراطِ مستقیم پر چلنے کی تبلیغ اور رہنمائی فرمائی، آپ کی خانقاہ میں ہزاروں طالب علم اور عبادت گزار رہتے تھے، جس طرح آپ نے اپنی زندگی اعمال صالحہ اور پیغام الٰہی پہنچانے کے لئے وقف کردی تو اللہ تعالیٰ نے بھی آپ پر اپنی برکتیں نازل فرمائیں اور انہیں بیحد مال اور خوشحالی عطا کی، تاکہ آپ ہزاروں یتیموں کی پرورش کریں اور ان بندوں کو پناہ دیں جو تنہا رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہتے ہوں۔

- حضرت سلیمانؑ اور داؤدؑ نہ صرف پیغمبر تھے بلکہ اپنے ملک کے بادشاہ بھی تھے۔ وہ دونوں پیغمبران کرامؑ کے پاس بیحد دولت اور اقتدار تھا۔ پھر بھی وہ بیحد متقی اور عبادت گزار تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دونوں کی تعریف فرمائی۔ اس لئے بیک وقت متقی اور مالدار ہونا ممکن ہے۔

حصہ پنجم امت مسلمہ کیسے ترقی کرے؟

(۴۱) غریبی اور مفلسی کے اسباب

غریبی اور مفلسی لانے والے آٹھ اہم وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) تعلیم کی کمی۔

(۲) مالِ حرام کھانا۔

(۳) نمازوں سے غفلت۔

(۴) اللہ تعالیٰ کی ناشکری

(۵) بداعمالی اور گناہوں کا ارتکاب۔

(۶) بددعا لینا۔

(۷) سورج طلوع ہوئے تک سونا۔

(۸) دیگر وجوہات۔

مندرجہ بالا آٹھ وجوہات کی تشریحات نیچے دی جارہی ہیں:

(۱) تعلیم کی اہمیت:

تعلیم کی اہمیت کی بنیادی وجوہات دو ہیں:

- انسان کی ذہنی تربیت تعلیم کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔

تعلیم انسان میں صحیح فکر پیدا کرتی ہے۔ تعلیم انسان کی صحیح فکر کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور صحیح قوتِ فیصلہ پیدا کرتی ہے۔

- تعلیم کی اہمیت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ علم حاصل کرنے کے بعد ہی آدمی اس قابل ہوتا ہے کہ اپنے اطراف کی دنیا کے بارے میں جانے۔ (مثال کے طور پر صرف ایک بی۔ کام ہی اعلیٰ (Accoutancy) کی تکنیک سمجھ سکتا ہے۔

اس طرح تعلیم انسان کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ ماضی کی تاریخ کا علم حاصل کرے اور موجودہ دور کے سائنس اور دوسرے علوم حاصل کرکے اور تمام معلومات اور علم سے لیس ہولر زمانے کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر چلے۔

تعلیم کے بغیر انسان ان لوگوں جیسا ہے جو بند کھڑکیوں والے بند کمرے میں رہتے ہیں اور تعلیم حاصل کرکے انسان اس کمرے میں رہتا ہے جس کی کھڑکیاں بیرونی دنیا کی طرف کھلی ہوئی ہوں۔

ہر لحاظ سے تعلیم ایک اہم ذریعہ ہے جس سے ہم میں مثبت تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں، جن سے ہم بہتر انسان بنتے ہیں اور اپنی قوم کے لئے بھی کار آمد ثابت ہوتے ہیں۔

- موجودہ دور میں دنیا میں تمام ترقی کا دارومدار تعلیم پر ہے، اس لئے نئی نسل اگر ایک عزت دار اور باوقار زندگی گزارنا چاہتی ہے تو علم حاصل کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔

- بغیر تعلیم کے عموماً انسان ایسے چھوٹے پیشے اختیار کرتا ہے جن سے کافی روپیہ نہیں کما سکتا نہ اپنی تمام ضروریات پوری کرسکتا ہے اور نہ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلا سکتا ہے، غیر تعلیم یافتہ بچے اور غریبی کا سبب بن جاتے ہیں، اسی طرح پورا خاندان غریبی کے سمندر میں ڈوب جاتا ہے۔

(۲) **مالِ حرام:**

۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے وہ صرف پاک ہی قبول کرتا ہے اور اس نے اس بارے میں جو حکم اپنے پیغمبروں کو دیا ہے وہی اپنے سب مومن بندوں کو دیا ہے، پیغمبروں کے لئے اس کا ارشاد ہے کہ "اے پیغمبرو! تم کھاؤ، پاک اور حلال غذا اور عمل کرو صالح" اور اہل ایمان کو مخاطب کرکے اس نے فرمایا ہے کہ "اے ایمان والو تم ہمارے رزق میں سے حلال اور طیب کھاؤ (اور حرام سے بچو)" اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ ایک ایسے آدمی کا جو طویل سفر کرکے (کسی مقدس مقام پر) ایسے حال میں جاتا ہے کہ اُس کے بال پرگندہ ہیں اور جسم اور کپڑوں پر گرد وغبار ہے، اور آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر دعا کرتا ہے، اے میرے رب، اے میرے پروردگار! (مگر اس کی دعاء قبول نہیں ہوتی ہے) اور حالت یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے اس پینا حرام ہے، اس کا لباس حرام ہے، اور حرام غذا سے اُس کا نشو نما ہوا ہے، تو اس آدمی کی دعا کیسے قبول ہوگی؟۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث، جلد ہفتم صفحہ نمبر: ۷۶)

۲۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر تمہارے کپڑے کی قیمت دس درہم ہے اور دس درہم میں اگر ایک درہم بھی مال حرام کا ہے تو اللہ تعالیٰ تمہاری نماز قبول نہیں کرے گا جب تک تم اس کپڑے کو پہنے رہوگے۔ (مسند احمد)

۳۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر کوئی مالِ حرام کا ایک نوالہ بھی کھائے تو اللہ تعالیٰ ۴۰/دن تک اس کی کوئی نماز قبول نہیں کرے گا۔(ترغیب، حدیث نمبر ۲۴۸۴)

۴۔ اگر کوئی بندہ اپنی حرام کی کمائی کی جائیداد یا کاروبار سے مسلسل کھاتا رہے تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول کریگا؟ ''نہیں!'' ایسا بندہ ہمیشہ مسائل میں گھرا رہے گا؛ بیماری، پریشانی اور خراب مالی مسائل میں مبتلا رہیگا، مسلمانوں کی کثیر تعداد اس عذاب میں مبتلا ہے۔

۵۔ مال اس وقت حرام ہو جاتا ہے، جب وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے خلاف کمایا جائے، ہم نے اس موضوع پر باب ''ہمارا تجارتی اصول کیا ہونا چاہئے'' میں مفصل بحث کی ہے اس میں سے کچھ اصول ہم پھر دہراتے ہیں:

۶۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے مال میں کمی کرتا ہے تب وہ کہتا ہے کہ میرے اللہ نے مجھے ذلیل کیا ہے، لیکن یہ سچ نہیں ہے'' تمہاری ذلت کا سبب تمہاری بداعمالی ہے۔

مثلاً: ''تم کسی یتیم کی قدر نہیں کرتے''۔

''تم غریبوں کو کھلانے کی ہمت افزائی نہیں کرتے''۔

''تم غیر قانونی طور پر موروثی جائداد ہتھیا لیتے ہو''۔

''تم مال سے بیحد محبت کرتے ہو''۔ (قرآن کریم، سورہ فجر، آیات: ۱۶تا۲۰ کا خلاصہ)

مندرجہ بالا آیات کی تفسیر:

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی ہر مخلوق کو رزق دینے کی ذمہ داری لی ہے، فرض کرو ایک بچے کے والدین حادثے کا شکار ہوتے ہیں یا ایک خاتون ضعیفی میں بیوہ ہو جاتی ہے اور ان کے پاس کوئی ذریعۂ آمدنی نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اس یتیم اور بیوہ کو رزق کیسے دے گا؟ فرشتے کھانے کی تھالی لے کر آسمان سے نہیں اتریں گے، اللہ تعالیٰ انہیں ان کے پڑوسیوں اور سماج کے دیگر افراد کے ذریعہ رزق دے گا، اللہ تعالیٰ پڑوسیوں اور دیگر افراد کی آمدنی میں اضافہ کرے گا اور یہ پڑوسیوں اور دیگر افراد کی لازمی ذمہ داری ہے کہ وہ یتیم، بیوہ اور سماج کے غریب افراد کو کھانا کھلائیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ تمہیں غریبوں کی وجہ سے خوشحال بناتا ہے''۔(مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی، ترجمان الحدیث، حدیث نمبر ۲۳۱ کا خلاصہ)

جو بندے یتیموں اور غریبوں کو صدقہ نہیں دیتے وہ دھوکے باز اور چور ہیں جو یتیموں اور غریبوں کا مال کھاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی آمدنی میں غریبوں کا حصہ بھی بھیجا تھا جو وہ اکیلے کھا گیا، اپنی کمائی اکیلے کھانے والا انسان ہمیشہ پریشان ہی رہے گا۔

- اللہ تعالیٰ نے جائداد میں عورتوں کا حصہ مقرر فرمادیا ہے، جائداد کی تقسیم کے وقت ماں، بہن اور بیٹی کا حصہ انہیں ملنا چاہئے، ہندوستانی رواج کے مطابق باپ کی تمام جائداد صرف بیٹوں میں تقسیم کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کا قانون رواجوں سے نہیں بدلتا، یہ لازمی طور پر مقرر ہے اور اسے قیامت تک قائم رہنا ہے۔

اگر جائداد میں سے ماں، بہن اور بیٹی کا حصہ نہیں دیا گیا تو ان کے حصہ سے کمایا ہوا مال، مالِ حرام کہلائے گا اور اسے کھانے والا غریب رہے گا۔

۷۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مال کا بیچنا ممنوع قرار دیا ہے، جس کے صحیح ہونے کی آپ ضمانت نہیں دے سکتے، یا جس مال کی Guarantee آپ نہیں دے سکتے۔(ابن ماجہ، ۲۲۶۵)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نقلی، ناقص اور چوری کا مال بیچنا بھی ممنوع قرار دیا ہے۔(ابن ماجہ، ۲۲۲۰)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل اور باغوں کی پیداوار بیچنا اس وقت تک منع فرمایا ہے جب تک ان کی مقدار اور معیار صاف نہ ہو جائے۔(ابن ماجہ، ۲۲۶۵)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گاہک کو دھوکہ دینے اور زیادہ نفع لینے سے بھی منع فرمایا ہے۔(ابن ماجہ، ۲۲۰۳)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور لینے والے پر لعنت کی ہے۔(ابوداؤد، ترجمان الحدیث، جلد اول، حدیث نمبر: ۲۹۹)

مند رجہ بالا ذرائع سے کمایا ہوا مال، مال حرام ہے:

(۸) ''خدا سود کو نابود یعنی بے برکت کرتا ہے''۔(قرآن کریم، سورہ بقرہ، آیت: ۲۷۶)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام لوگوں پر لعنت کی ہے جو سود کا لین دین کرتے ہیں، مثلاً:

(۱) جو سود کھاتے ہیں۔
(۲) جو سود ادا کرتے ہیں۔
(۳) سود دلانے والے دلاّل۔
(۴) جو سود کی رقم کا حساب کتاب لکھتے ہیں۔

جن لوگوں پر یہ لعنت کی گئی ہے وہ ہمیشہ مالی مسائل میں مبتلا رہیں گے، سود سے کمایا ہوا مال، مالِ حرام ہے۔(ترمذی، مسلم)

(۹) اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ''اور یہ کہ وہی دولتمند بناتا ہے اور مفلس کرتا ہے۔(قرآن کریم، سورہ نجم، آیت: ۴۸)

حرام مال کما کر اگر آپ اللہ کا غصہ مول لے لیں تو اگر اللہ تعالیٰ آپ کو غریب

بنائے تو کون آپ کو خوشحال بنا سکتا ہے؟۔

اس لئے آپ جو بھی کاروبار کرتے ہیں اور اس سے جتنی بھی آپ کو آمدنی ہو اگر یہ کاروبار اور آمدنی مال حرام کی ہو (جو سزا دلائے گی) تو آپ کے مقدر میں غریبی ہی آئے گی، چونکہ ۹۵؍فیصد مسلمان موروثی جائداد میں بہن کا حق مار دیتے ہیں اس لئے تعلیم کی کمی کے بعد یہ مالِ حرام بھی مسلمانوں کی غریبی کا ایک بڑا سبب ہے۔

عبادت سے غفلت:

● اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے ''پھر تباہی ہے ان نماز پڑھنے والوں کے لئے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں جو ریاکاری کرتے ہیں۔'' (قرآن کریم، سورہ ماعون، آیات ۴تا۵)

● ''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں میں ان سے طالب رزق نہیں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ مجھے کھانا کھلائیں، خدا ہی تو رزق دینے والا زورآور اور مضبوط ہے۔'' (قرآن کریم: سورۃ ذاریٰت آیات ۵۶)

● اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ فرمایا ''اے میرے بندو! میری عبادت میں مشغول رہو اور میں تمہیں آرام سے رکھوں گا، خوشحال بناؤں گا اور تمہارے دل سخاوت سے بھر دوں گا، لیکن اگر تم میری عبادت سے غافل ہوئے تو میں تمہارا ہاتھ ہمیشہ مصروف رکھوں گا اور تمہاری مفلسی بھی کبھی دور نہیں کروں گا''۔ (ابن ماجہ،۴۱۰ ترمذی 2466 عن ابی ہریرہؓ)

● حکیم بن حزامؓ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''حکیم! یہ مال بڑا لذیذ اور رنگین ہے، جو شخص اسے کشادہ ظرفی اور فیاضی سے لے گا وہ اس میں برکت محسوس کرے گا اور جو شخص اس کے حاصل کرنے میں حرص اور بے تابی کا مظاہرہ کرے گا اس کے مال میں برکت نہ ہوگی''۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، ترجمانِ حدیث جلد اول، حدیث نمبر ۲۰)

● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (۱) جسے سب سے زیادہ فکر آخرت کی ہو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور اُس کے اُلجھے ہوئے کاموں کو سلجھا کر اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل وخوار ہو کر آتی ہے (یعنی دنیا کا مال ومتاع جو اس کی قسمت میں لکھا ہے بغیر کسی شدید مشقت کے آسانی سے اس کے پاس پہنچ جاتا ہے) (۲) اور جو شخص دنیا کے عیش پر مرمٹنے کا فیصلہ کر چکا ہو اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کو مسلط کر دیتا ہے (یعنی وہ محسوس کرتا ہے کہ میں لوگوں کا محتاج ہوں) اور اللہ تعالیٰ اس کے سُلجھے ہوئے معاملات کو پراگندہ کر کے اُلجھا دیتا ہے، اس لئے وہ سکونِ قلب کی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے اور دنیا کا رزق (زیادہ نہیں بلکہ) اسے صرف اتنا ہی ملتا ہے جتنا اس کے مقدر میں ہوتا ہے۔ (ترمذی، ترجمانِ حدیث جلد اول، حدیث نمبر ۲۲)

● میں نے مسجد میں نماز ادا کرنے والوں کا تجزیہ کیا اور مندرجہ نتائج اخذ کیے:

(۱) تقریباً ۵؍فیصد مسلمان مسجد میں پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہیں۔

(۲) ۹۰؍فیصد مسلمان ہفتہ میں صرف ایک نماز مسجد میں پڑھتے ہیں یعنی صرف نماز جمعہ کی۔

(۳) ۵؍فیصد مسلمان سال میں صرف ۳؍نمازیں پڑھتے ہیں (یعنی رمضان کا جمعۃ الوداع، رمضان عید اور بقرعید۔ (عیدالضحیٰ)

یعنی عام طور پر ۹۵؍فیصد مسلمان نماز سے غافل ہیں، اس لئے ۹۵؍فیصد مسلمان یا تو غریب ہیں یا مقروض ہیں یا کاروباری خسارے میں ہیں، یا بے مکان ہیں یا بے روزگار وغیرہ وغیرہ ہیں اور مسلمانوں کی غریبی کی تیسری بڑی وجہ نماز سے غفلت ہے روزمرہ کی نمازوں سے غافل رہنا مصیبتوں کو دعوت دیتا ہے، یہ قانونِ الٰہی ہے جو بدل نہیں سکتا، خوشحال بننے کیلئے عبادت کو ترجیح (اولیت) دیں۔

اللہ تعالیٰ کی ناشکری اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

● ''اور جب تمہارے پروردگار نے تم کو آگاہ کیا کہ اگر شکر کروگے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کروگے تو یاد رکھو کہ میرا عذاب بھی سخت ہے۔'' (قران کریم، سورہ ابراہیم: ۷)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: ''اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور سافروں کو ان کا حق ادا کرو اور فضول خرچی سے بچو اور مال نہ اُڑاؤ۔ (قران کریم، سورہ بنی اسرائیل، آیت: ۲۶)

● ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں، تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرے میں تشریف لائے، روٹی کا ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا، اسے لے کر صاف کیا اور پھر کھا لیا اور فرمایا ''عائشہؓ اچھی چیز کا احترام کرو کہ یہ چیز (یعنی روٹی) جس کسی قوم سے بھاگی ہے، لوٹ کر نہیں آئی''۔ (سنن ابن ماجہ)

● فرض کیجئے میں نے آپ کی سالگرہ پر ایک قیمتی اور خوبصورت رومال کا تحفہ آپ کو دیا، آپ نے وہ رومال لیا، اس سے ناک صاف کی اور میرے سامنے اسے کوڑے دان میں ڈال دیا، ذرا سوچیں کہ اس سلوک کا میرے دل پر کیا اثر ہوگا؟ میں قسم کھاؤں گا کہ آئندہ تحفہ تو کیا میں آپ کو مانگنے پر بھی ایک ٹیشو پیپر بھی نہیں دوں گا۔

● اللہ تعالیٰ نے آپ کو صحت عطا کی، دولت سے نوازا اور خودمختار زندگی عنایت کی، اگر آپ ان نعمتوں کا استعمال اللہ تعالیٰ کی ہی نافرمانی میں کریں تو مجھے یقین ہے کہ آپ ان نعمتوں کو کھودیں گے اور انہیں دوبارہ حاصل نہیں کریں گے چاہے آپ اللہ تعالیٰ سے کتنی بھی دعائیں کریں۔

اسی لئے یہ ناشکری بھی مسلمانوں کی مفلسی کی ایک وجہ ہے۔

گناہوں کا ارتکاب:

● ''اور جس نے (حقوق واجبہ سے) بخل کیا اور (بجائے خدا سے ڈرنے کے خدا سے) بے پروائی اختیار کی۔ اور اچھی بات (یعنی اسلام) کو جھٹلایا۔ تو ہم اسے سختی میں پہنچائیں گے''۔ (قرآن کریم، سورہ لیل، ۸ تا ۱۰)

● ''خدا شریروں کے کام سنوارا نہیں کرتا''۔ (قرآن کریم، سورہ یونس، آیت ۸۱)

● تین قسم کے لوگ ہمیشہ غریب رہیں گے۔

(۱) والدین کا نافرمان بچہ۔

(۲) زنا کرنے والی بیوی۔

(۳) وہ لوگ جو پڑوسیوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ (آسان رزق، نفع خلائق)

● حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''کوئی شک نہیں ہے کہ گناہوں کی وجہ سے خدا انسان سے اس کی روزی چھین لیتا ہے''۔ (ابن ماجہ، مسند احمد ۲۱۸۸۱، منتخب ابواب ۹۳۳)

● قرآن کریم میں کئی آیات میں ارشاد ہے کہ خدا کی نافرمانی کرنے والا اس دنیا میں اور آخرت میں ذلیل ہوگا۔

اس لئے ممکنہ حد تک گناہوں سے بچیں تا کہ خوشحالی نصیب ہو۔

بددعاء:

● نہ کسی کو بددعا دیں نہ ہی کسی کی بددعا لیں اور ایسی جگہوں پر نہ جائیں جہاں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہے یا جہاں عذاب آچکا ہو۔

● حضرت جابرؓ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے لئے بددعا نہ کرو، نہ اولاد کے لئے بددعا کرو اور نہ اپنے مال (یعنی غلام، لونڈیوں، جانوروں اور دوسرے مال واسباب) کے لئے بددعا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں اللہ کی طرف سے وہی گھڑی مل جائے جس میں جو چیز مانگی جاتی ہے وہ تمہارے لئے قبول کی جاتی ہے۔ (مسلم، منتخب ابواب جلد اول، حدیث نمبر: ۳۸۰)

● حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص ہیں جن کی دعا رَد نہیں ہوتی (۱) روزے دار کی دعا جب افطار کرتا ہے (۲) اور انصاف کرنے والے سردار کی دعا (۳) اور مظلوم کی دعاء، اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو بادلوں کے اوپر اُٹھا لیتا ہے اور اس کی دعا کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور پروردگار فرماتا ہے: ''قسم ہے میری عزت کی! میں تیری مدد ضرور کروں گا اگر چہ کچھ مدت کے بعد ہو، یعنی تیرا حق ضائع نہیں کروں گا، اور تیری دعا رَد نہیں کروں گا اگر چہ مدت دراز گزر جائے۔ (ترمذی، منتخب ابواب جلد اول، حدیث نمبر: ۳۹۸)

اس لئے ان لوگوں سے آپ کا برتاؤ ایسا ہو کہ ان کے دل سے آپ کے لئے صرف دعا نکلے بددعا کبھی نہ نکلے۔

● رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عذابِ الٰہی کی شکار جگہوں سے گزرتے تو اپنا چہرۂ مبارک کو ڈھانک لیتے اور آیات قرآنی کی تلاوت کرتے ہوئے ان مقامات سے تیزی سے گزر جاتے۔

● ہر انسان اپنے بدن سے ارتعاش اور شعاعیں خارج کرتا ہے، جب ہم نیک لوگوں سے ملتے ہیں تو ہمارے دل میں نیک خیالات اور جذبات پیدا ہوتے ہیں اور جب ہم مجرموں اور بددعائیں لینے والے لوگوں سے ملتے ہیں تو ہمارے دل میں برے خیالات اور جذبات پیدا ہوتے ہیں، جیسے ہمارے خیالات ہوتے ہیں ویسے ہمارے اعمال ہوتے ہیں، اس لئے ہمیں ان لوگوں سے دور رہنا چاہئے جو اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مستحق ہیں، ورنہ ہمارے دل بھی ان جیسے ہو جائیں گے اور ہم پر بھی لعنت ہوگی۔

صبح دیر تک سونا:

● حضرت عمرو بن عثمان بن عفانؓ ان کے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ صبح کا سونا روزی سے محروم کر دیتا ہے۔ (مسند احمد، جلد اول، صفحہ ۷۳)

● حضرت فاطمہؓ سے روایت ہے کہ میں صبح کو سوئی ہوئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے تو آپؐ نے مجھے ہلا کر فرمایا ''اے میرے پیاری بچی! کھڑی ہو جا، پروردگار کی روزی کے پاس حاضر ہو، غافلین میں سے مت ہو، اللہ تعالیٰ صبح صادق اور آفتابِ طلوع ہونے تک کے درمیان لوگوں کو روزیاں تقسیم کرتا ہے''۔ (بیہقی)

● امام بخاریؒ اپنی کتاب ''الادب المفرد میں لکھتے ہیں، حضرت خوات بن جبیر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ: شروع دن کا سونا پھوہڑ پن ہے، اور درمیان دن کا سونا عادت، اور آخری دن کا سونا حماقت ہے۔ (ارشادات نبوی کی روشنی میں، جلد دوم، حدیث نمبر ۱۲۴۲)

● حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جہنم کو مرغوباتِ نفس سے ڈھانک دیا گیا ہے اور بہشت کو ناگوار اُمور سے''۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، ترجمان الحدیث، جلد اول، حدیث نمبر ۲۴)

صبح جلدی اُٹھنا ایک دشوار کام ہے؛ لیکن آپ کو روزی حاصل کرنے اور جنت پانے کے لئے اپنی میٹھی نیند کو قربان کرنا ہوگا۔

● حضرت صخر غامدی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کے لئے صبح سویرے میں برکت رکھی ہے۔ اے اللہ میری امت کے لئے صبح کے وقت میں برکتیں نازل فرما۔ (ابوداؤد ۳۵۰، باب آغاز سفر)

● اور یہ بات آپؐ نے صرف ذکر یا عبادت کی حد تک نہیں فرمائی بلکہ ایک شخص جو تاجر تھے (اور کاروبار کی لائن سے پریشان تھے) ان سے آپؐ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا کہ تم صبح سویرے اپنی تجارت کے کام کو انجام دیا کرو وہ صحابی فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سننے کے بعد میں نے اس پر عمل کیا اور صبح ہی اول وقت میں تجارت کا عمل شروع کیا تو اللہ نے مجھے اس کی برکت سے اتنا مال عطا فرمایا کہ لوگ مجھ پر رشک کرنے لگے۔

● مسلمانوں کی اکثریت سورج طلوع ہونے کے بعد تک سوتی رہتی ہے، اس لئے ان کی غریبی کا ایک سبب یہ بھی ہے۔

اوپر بیان کئے گئے غریبی کے اسباب، غریبی کے اہم اور واضح اسباب تھے ان کے علاوہ بھی بہت سے چھوٹے اسباب ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

غریبی کے مختلف اسباب:

● ''حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا: جس مال کی زکوٰۃ نہ نکالی جائے اور اسی میں ملی جلی رہے تو وہ مال کو تباہ کر کے چھوڑتی ہے''۔ (مشکوٰۃ، سفینۂ نجات، حدیث نمبر: ۶۰)

● ''جس شخص نے لوگوں کا مال بہ بطور قرض لیا اور اسے واپس کرنے کی نیت رکھتا ہے اور کسی وجہ سے واپس نہ کر سکا تو اللہ اس کی طرف سے ادا کر دے گا اور جس نے قرض لیا اور نیت اس کو واپس کرنے کی نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اس بُری نیت کی وجہ سے اسے برباد کر کے رہے گا''۔ (بخاری، سفینۂ نجات، حدیث نمبر ۱۹۹)

● حضرت ابو ہریرہؓ کے مطابق: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک کسی کاروبار کے دو شریک باہم خیانت اور بے ایمانی نہ کریں میں ان کے ساتھ رہتا ہوں (کاروبار میں برکت اور ترقی ہوتی ہے) لیکن جب ان میں سے ایک شریک اپنے ساتھی سے خیانت کرتا ہے تو میں ان سے علیحدہ ہو جاتا ہوں اور شیطان آجاتا ہے (میں اپنی رحمت اور مدد کا ہاتھ کھینچ لیتا ہوں اور شیطان آکر ان کے کاروبار کو تباہی کی راہ پر ڈال دیتا ہے۔ (ابو داؤد، سفینۂ نجات، حدیث نمبر: ۲۱۲)

● حضرت واثلہؓ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اپنے بھائی کی مصیبت پر خوش نہ ہو، ورنہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائیگا اور تجھے مصیبت میں مبتلا کر دیگا۔ (ترمذی، سفینۂ نجات، حدیث نمبر: ۲۳۸)

● حضرت بہز بن حکیمؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خرابی ہے اس کے لیے جو جھوٹی باتیں کہے لوگوں کو ہنسانے کے لیے، خرابی ہے اس کے لیے، خرابی ہے اس کے لیے''۔ (ترمذی، سفینۂ نجات، حدیث نمبر: ۲۴۵)

﴿ایسے لوگ ہمیشہ مالی پریشانی میں مبتلا رہیں گے﴾

● حضرت شرید سلمیؓ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وہ مقروض جو قرض واپس کر سکتا ہو وہ اگر ٹال مٹول کرے تو جائز ہے کہ سوسائٹی کی نگاہ میں گرایا جائے اور سزا دی جائے''۔ (ابو داؤد، سفینۂ نجات، حدیث نمبر: ۱۹۶)

● حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان آدمی کے بھیس میں لوگوں کے پاس آکر جھوٹی بات کہتا ہے پھر اہل مجلس منتشر ہو جاتے ہیں، تو ان میں سے کوئی یوں کہتا ہے، ایک آدمی جس کے چہرہ کو میں پہچانتا ہوں لیکن نام نہیں جانتا، وہ یہ بات کہہ رہا تھا۔ (مسلم، سفینۂ نجات، حدیث نمبر: ۲۶۴)

اس حدیث میں مسلمانوں کو اس بات سے روکا گیا ہے کہ کوئی بات بغیر تحقیق نہ کہی جائے نہ پھیلائی جائے، ہو سکتا ہے جس نے وہ بات کہی ہے وہ شیطان ہو، لہٰذا کہنے والے کے بارے میں تحقیق کرو، بلا تحقیق بات پھیلانے سے معاشرہ کو سنگین نقصانات پہنچ سکتے ہیں، اس لئے افواہیں نہ پھیلائیں، اگر اس سے فساد برپا ہو گا تو آپ پر لعنت ہوگی اور لعنت زدہ شخص ترقی نہیں کر سکتا۔

غریبی کی دیگر وجوہات پندونصائح کی کتابوں کی تعلیمات:

''نفع خلائق'' اور صوفی عبدالرحمٰن کی کتاب 'آسان رزق' کے مطابق مندرجہ ذیل وجوہات سے خوشحالی کم ہوتی ہے۔

وہ رویّہ اور فکر جس سے غریبی آتی ہے۔

(۱) لالچ کا جذبہ
(۲) تقدیر پر یقین نہ ہونا
(۳) اسلامی تعلیمات فراموش کر دینا

وہ اعمال جن سے غریبی آتی ہے:

(۱) گھر میں مکڑی کے جالے۔
(۲) گھر میں کوڑا کرکٹ رکھنا۔
(۳) گھر کے فرش سے گرا ہوا کھانا نہ اُٹھانا اور احترام سے اسے مقررہ مقام پر نہ رکھنا۔
(۴) گھر کے دروازے پر ہی ہاتھ وغیرہ دھونا اور گندگی کرنا۔
(۵) نکلے ہوئے کھانے میں دیر کرنا۔
(۶) برتن جھوٹے رکھنا۔
(۷) قلم اور پینسل کے تراشے پر پیر رکھنا
(۸) سورج غروب ہونے پر بھی چراغ نہ جلانا۔
(۹) کپڑے سے گھر میں جھاڑو دینا، پہننے والے لباس سے۔

جسم کی ناپاکی کی حالتیں:

(۱) گلاس کے ٹوٹے ہوئے حصہ سے پانی پینا، برتن کے شگاف میں مضر مادّہ ہو

سکتا ہے جو پانی کو ناپاک کرتا ہے۔

(۲) باسی کھانا کھانا۔

(۳) زیر بغل اور زیر ناف کے بال قینچی سے تراشنا۔(انہیں پوری طرح بلیڈ سے صاف کرنا چاہئے)۔

(۴)) جوتے کا تلاّ دیکھنا۔

(۵) قمیض سے ہاتھ اور چہرہ پوچھنا۔

(۶) ہاتھ دھوئے بغیر کھانا۔

(۷) فقیروں سے کھانا خریدنا۔

(۸) ناخوں کا بڑھا ہونا۔

(۹) دانتوں سے ناخن تراشنا۔

(۱۰) ناپاکی حالت میں بغیر کلی کے کھانا کھانا۔

(۱۱) ننگے پیر بازار جانا (غلیظ جگہ جانا)۔

غلط طرزِ زندگی:

(۱) سورج کے طلوع اور غروب سے ذرا پہلے سونا۔

(۲) سورج طلوع ہونے کے بعد سونا۔

(۳) زیادہ سونا۔

(۴) غذا کا احترام نہ کرنا۔

(۵) کھڑے ہو کر بالوں میں کنگھی کرنا۔

(۶) پیشاب کرتے ہوئے بات کرنا (اس سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے)۔

(۷) اپنی دولت پر مغرور ہو کر دوسروں کو ستانا۔

(۸) جسم پر پہنے ہوئے لباس کو سینا۔

(۹) غیر ضروری خرچ کرنا۔

(۱۰) ننگے ہو کر پیشاب کرنا۔

غیر اسلامی طرزِ زندگی:

(۱) جھوٹی قسم کھانا۔

(۲) سورج غروب ہوئے بعد کسی فقیر کو خالی ہاتھ لوٹانا۔

(۳) دینی کتابوں کا احترام نہ کرنا۔

(۴) استادوں کا ادب نہ کرنا۔

(۵) والدین کی بے ادبی کرنا اور انہیں ستانا۔

(۶) عادی چور بننا۔

(۷) ناجائز جنسی تعلقات رکھنا۔

(۸) رشتہ داروں کا احترام نہ کرنا۔

(۹) کھڑے ہو کر پاجامہ پہننا (یہ عمل خلافِ سنت ہے)۔

(۱۰) لوگوں سے روکھے پن سے ملنا۔

(۱۱) جھوٹ کا عادی ہونا۔

(۱۲) مہمانوں اور بچوں کی عزت نہ کرنا۔

(۱۳) والدین کا نام لے کر پکارنا۔

(۱۴) کام کی جگہ پر نامحرم کو دیکھنا۔

(۱۵) گھر میں کتا، شراب، فوٹو اور تصویر رکھنا۔

(۱۶) گھر میں موسیقی بجانا اور موسیقی کے آلات رکھنا۔

(۱۷) آیات قرآنی یاد کرنے کے بعد بھول جانا۔

(۱۸) نماز وقت پر نہ پڑھنا۔

(۱۹) وضو کرتے ہوئے دنیاوی باتیں کرنا۔

(۲۰) پیشاب خانہ میں وضو کرنا۔

(۲۱) نماز فجر کے فوراً بعد مسجد سے باہر آنا۔

(۲۲) تلاوت قرآن کے بعد سجدہ ٹالنا۔

(۲۳) بغیر وضو کے قرآن کریم کو چھونا۔

● رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''صفائی نصف ایمان ہے، مندرجہ بالا حقائق سے ظاہر ہوتا ہے کہ صفائی کا خوشحالی پر گہرا اثر ہوتا ہے، ایک غلیظ اور ناپاک آدمی نہ مذہبی ہوسکتا ہے اور نہ خوشحال!

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

اپنے آمدنی کی فکر کریں

حضرت ابوظبیان کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمرؓ ابن خطاب نے فرمایا: اے ابوظبیان! تمہاری آمدنی کس قدر ہے، میں نے کہا: ڈھائی ہزار۔ حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا: ابوظبیان کھیتی باڑی کرو اور مویشی پالو۔ قبل اس کے کہ قریش کے نوجوان تم پر والی ہوجائیں، جن کے عطیے کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔ (ارشادات نبوی کی روشنی میں نظامِ معاشرت امام بخاری کی کتاب 'الادب المفرد' کا اردو ترجمہ، جلد ا، حدیث، روایت: ۵۷۶)۔

اس روایت میں غور کرنے والی بات یہ ہے کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ ایک مسلمان کو جس کی اس وقت کی آمدنی اچھی مگر آئندہ خراب ہوسکتی ہے آپ اسے اپنی آمدنی اور سنوارنے کے لئے کوشش کرنے کی صلاح دے رہے ہیں، اس لئے ہمیں بھی اپنے مستقبل کی فکر کرنی چاہئے۔

(۴۲) مسلمان غریب کیوں ہے؟

۳۰۰ برس پہلے ہندوستان میں مارواڑی، گجراتی اور مسلمان تجارت پر چھائے ہوئے تھے؛ لیکن وقت بدلنے کے ساتھ مارواڑی اور گجراتی بھی زمانے کے ساتھ بدل گئے، تاجر، صنعت کار بن گئے، انہوں نے ہر قسم کی صنعت بالکل نئی ٹیکنالوجی کے ساتھ قائم کی اور اس میدان پر قابض رہے۔

برہمن بھی سائنس اور کامرس کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے ہندوستان کے حاکم بن گئے؛ لیکن مختلف وجوہات کی بنا پر مسلمان وقت کے ساتھ نہیں بدلے، نہ ہی انہوں نے تعلیم حاصل کی اور نہ اپنی صنعتوں کو ترقی دی، اس لئے رفتہ رفتہ وہ خوشحالی کی دوڑ سے باہر ہو گئے۔

مسلمان کیوں نہیں بدلے؟:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب تمہیں وراثت میں کوئی چیز ملے تو تمہیں احتیاط سے اس کی حفاظت کرنی چاہئے''۔ (ابن ماجہ: ۲۲۲۳)

اس کا مطلب یہ کہ اگر تمہیں وراثت میں آبائی کاروبار اور جائداد ملے تو اسے ترقی دینے کی کوشش کریں یا کم از کم اسے باقی رکھیں یا اگر آپ کو ورثہ میں تعلیم ملے تو اسے نئی نسل تک منتقل کریں وغیرہ۔

ممتاز اسلامی عالم اور مفکر امام غزالیؒ نے اپنی کتاب ''احیاء العلوم'' میں تحریر کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''علم حاصل کرو اور اسے حاصل کرنے کیلئے اگر چین تک جانا پڑے تو جاؤ''۔ (ضعیف حدیث)

مستقبل کی فکر کرنے والے صرف چند مسلمانوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے سبق حاصل کیا بقیہ تمام امت تعلیم جدید اور علم دین سے غافل رہی بلکہ کچھ لوگوں نے دنیاوی تعلیم کی مخالفت بھی کی، اس لئے وہ وقت کے ساتھ نہیں بدلے اور ہندوستان میں دیگر قوموں سے زیادہ پچھڑ گئے۔

سر سید احمد خاں، حاجی صابو صدیق، نواب میر عثمان علی خاں (حاکم حیدر آباد) وغیرہ نے کالج اور یونیورسٹیاں قائم کیں، مولانا قاسم نانوتویؒ اور دیگر علماء نے دارالعلوم قائم کیا؛ لیکن یہ صرف چند دانشور تھے جنہیں مسلمانوں کی فکر تھی؛ لیکن اکثر و بیشتر اس امت میں دانشور اور رہنماؤں کا فقدان رہا، اس لئے مسلمان بغیر چرواہے کے ریوڑ کی طرح رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کو کس قسم کی تعلیم حاصل کرنے کی ہدایت فرمائی ہے؟۔

غزوۂ بدر کے بعد قیدیوں سے کہا گیا کہ وہ فدیہ (مال) دے کر آزاد ہوں، لیکن کچھ قیدی اور ان کے خاندان کے لوگ اس قابل نہیں تھے کہ آزادی کیلئے مال ادا کریں، ایسے قیدیوں کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مسلم بچوں کو تعلیم دیں اور تعلیم کی تکمیل کے بعد وہ آزاد ہو جائیں گے۔

یہ قیدی اسلام کے دشمن تھے، تو وہ مسلم بچوں کو کس قسم کی تعلیم دے سکتے تھے؟ بے شک یہ مذہبی تعلیم نہیں تھی، بلکہ پڑھائی، لکھائی، حساب، تاریخ اور سائنس وغیرہ کی تعلیم تھی (جو اس عہد کے مطابق تھی) جسے انسان روزمرہ کی زندگی کیلئے ضروری سمجھتا ہے، اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر قسم کا علم جو بچے کی آئندہ باعزت اور خوشحال زندگی میں مددگار ہو وہ اس کا پیدائشی حق ہے جو اسے ہر حال ملنا چاہئے۔

توریت اول عبرانی زبان میں تھی، یہودی اپنے تنازعات حل کرنے کیلئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور آپؐ سے انصاف یا حل ملنے کے بعد مسلمانوں کو مشکوک اور گمراہ کرنے کے لئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں پر حجت کرتے اور تورات سے غلط حوالے دیتے، نہ تورات غلط ہے نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے یہودیوں کے شرارتوں سے محفوظ رہنے کے لئے جب وہ تورات کے غلط حوالے دیتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ثابتؓ کو حکم دیا کے عبرانی زبان سیکھیں (تاکہ تورات صحیح سمجھ سکیں) تو حضرت زید بن ثابتؓ نے قلیل عرصہ میں عبرانی زبان میں مہارت حاسل کر لی۔

اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمیں ہر اس علم میں مہارت حاصل کرنی چاہئے جس سے ہم غیر مسلموں کی شرارتوں سے محفوظ رہ سکیں اور آج یہ علم سائنس اور ٹیکنولوجی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ ایک پیدائشی مسلمان تھی، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی پیدائش کے وقت ان کے والد اور والدہ دونوں مسلمان تھے، اسلامی قانون کے

ایک تہائی حصہ کا انحصار حضرت عائشہؓ کے بیان کئے گئے احادیث پر ہے، حضرت عائشہؓ انتہائی ذہین اور مختلف علوم کی ماہر تھی، لیکن کچھ علوم کا تعلق اسلامی تعلیمات سے نہیں تھا، مثلاً؛ وہ انسانی تاریخ کی ماہر تھی، ایسا ماہر انسان ہر خاندان اور سماج کے خاندانی شجرہ سے واقف ہوتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ مکہ اور مدینہ کے کسی قبیلے یا فرد کی ۱۰/ سے ۲۰/ نسلوں کی تفصیلات بیان کرسکتی تھیں، قدیم زمانے میں ایسے علم یا سائنس کی بڑی اہمیت تھی اس سائنس یا علم کی وجہ سے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابراہیمؑ تک کے تمام آباواجداد کے ناموں سے واقف ہیں، اس سائنس کا اسلامی علوم سے کوئی واسطہ نہیں تھا؛ لیکن حضرت عائشہؓ اس میں مہارت رکھتی تھیں، اس لئے موجودہ دَور میں جو سائنسی، ٹیکنالوجی اور علم جو ہمارے لئے مفید ہے اور غیر اسلامی نہیں ہے اسے ہمیں ضرور حاصل کرنا چاہئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ علم حاصل کرنے کیلئے اگر چین جانا پڑے تو جانا چاہئے؛ کیونکہ ۳۰۰/ برس قبل مسیح سے ۱۲۰۰/ عیسوی تک چین سائنس اور ٹیکنالوجی کا بڑا مرکز تھا، یورپ کی ترقی ۱۲۰۰/ عیسوی کے بعد ہوئی، آپ کو قائل کرنے کیلئے میں اس باب کے آخر میں ان کی ایجادات کی فہرست تحریر کررہا ہوں، انٹرنیٹ پر آپ کو قدیم چین کی ۱۰۰/ سے زیادہ ایجادات کی تفصیل ملے گی۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''حکمت و دانائی کی بات حکیم کی کھوئی چیز ہے، لہٰذا جہاں بھی اس کو پائے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے''۔ (ترمذی، ابن ماجہ، منتخب ابواب: ۲۰۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سب سے پہلے وحی اتری تھی، وہ آیات مندرجہ ذیل ہیں:

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ''اے محمدؐ اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے (عالم کو) پیدا کیا''۔ (سورۃ علق آیت ۱)

اقراء کے معنی ہیں کہ پڑھو، اس طرح اسلام تعلیم سے شروع ہوا ہے، ہمیں اپنی دینی علم کے ساتھ سائنس اور ٹیکنالوجی کے وہ علم بھی حاصل کرنا ضروری ہے، جس سے ہم غیر مسلموں کی برتری کو اپنے اوپر سے ہٹاسکیں۔

علم دین کتنی اہمیت رکھتا ہے؟

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دین کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے اور نااہلوں کو علم سکھانا ایسا ہے جیسے سوروں کو جواہرات، موتیوں اور سونے کا ہار پہنانا''۔ (ابن ماجہ، منتخب ابواب جلد ا حدیث ۲۰۷)

علم دین حاصل کرنا ہر مسلم کا فرض ہے، اس کا دارومدار آپ کی مرضی یا خواہش پر نہیں ہے۔

آخری راستہ:

سچر کمیشن کی رپورٹ کے مطابق مسلمانوں کی معاشی حالت SC/ST یعنی بھنگی اور چماروں سے بھی بدتر ہے، مسلمان اگر غریبی کے گڑھے سے نکلنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے بہترین راستہ تعلیم حاصل کرنا ہی ہے اور یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیمات کے عین مطابق ہے، اس لئے مسلمانوں کی غریبی کا پہلا اور بنیادی سبب علم کا فقدان اور جہالت ہے اور اس کا حل تعلیم ہے۔

خوشحالی کا سفر کہاں سے شروع کیا جائے؟

حضرت ابن عباسؓ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''حجتہ الوداع'' کے موقع پر فرمایا تھا'' میں اپنے پیچھے تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں، اگر تم انہیں مضبوطی سے پکڑو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ پہلی چیز قرآن کریم ہے اور دوسری چیز میری سنت، طرز زندگی''۔ (خطبۂ وداع، بخاری)

قرآن کریم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہمیں سکھاتی ہیں کہ معاشی اور روحانی طور پر ہم کس طرح ترقی کریں، اگر ہم خلوص سے ان کی پیروی کریں تو یقیناً ترقی کریں گے، یہ کتاب اسی لئے لکھی گئی ہے کہ اسلامی طریقے سے خوشحالی حاصل کرنے میں آپ کی رہنمائی کریں، ان میں سے ایک اہم تعلیم مندرجہ ذیل ہیں:

حضرت حارث اشعریؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' میں تمہیں پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں، جماعت کا، سننے کا، اطاعت کا، ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ کا''۔

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کو مندرجہ ذیل پانچ چیزوں کا حکم دیتے ہیں:

(۱) جماعت بنو، جماعتی زندگی گزارو۔
(۲) تمہارے اجتماعی معاملات کا جوذمہ دار ہو اس کی بات غور سے سنو۔
(۳) اس کی اطاعت کرو۔
(۴) اگر حالات، قیام کا مقام، حکومت کی پالیسی وغیرہ ایک دیندار زندگی کے لئے موزوں نہ ہو تو موزوں جگہ پر ہجرت کرنے کی کوشش کریں۔
(۵) جہاد یعنی جدوجہد، اپنے اور تمام مسلمانوں کی زندگی میں ۱۰۰% فی صد دین لانے کی جدوجہد کرو، اسی طرح اس زمانے کے سارے لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں، ان تک بھی اسلام کا پیغام پہنچانے کی کوشش کرو۔ (مشکوۃ، مسند احمد ترمذی، زادِراہ حدیث ۱۸۸)

حضرت ابواُمامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے بحث ومباحثہ میں الجھنے کو ترک کر دیا، خواہ وہ حق ہی پر کیوں نہ ہو میں اس کے لئے جنت کے آس پاس گھر دلانے کا ضامن ہوں اور جس شخص نے جھوٹ کو ترک کیا خواہ مذاق ہی میں کیوں نہ ہو میں اس کے لئے جنت کے اندر مکان دلانے کا ضامن ہوں اور جس کے اخلاق اچھے ہوں، میں اس کو جنت کے اندر اعلیٰ علیین میں مکان دلانے کا ضامن ہوں''۔ (ابوداؤد، حدیث نبوی حدیث ۳۵۳)

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا کہ ''مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحمت کی جائے''۔ (سورۃ حجرات آیت ۱۰)

''اور خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ ایسا کرو گے تو تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہیگا اور صبر سے کام لو کہ خدا صبر کرنے والوں کا مددگار ہے''۔ (سورۃ انفال آیت ۴۶)

''اور دیکھو بے دل نہ ہو اور نہ ہی کسی طرح کا غم کرنا اگر تم مومن صادق ہو تو تم ہی غالب رہو گے''۔ (سورۃ آل عمران آیت ۱۳۹)

مندرجہ بالا آیت قرآنی اور احادیث شریفہ کو یاد کرلیں اور خلوص سے ان کی پیروی کریں۔

(۶) اگر آپ سنّی، دیوبندی، اہل حدیث یا جو بھی ہوں اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ صرف آپ ہی صحیح ہیں، تو ٹھیک ہے آپ اس کی پیروی کرتے رہیں لیکن دوسروں سے حجّت نہ کریں، اس سے تلخی بڑھے گی اور مسلمانوں کا اتحاد کمزور ہو جائے گا، اس لئے مسلمانوں کو احکام الٰہی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر خلوص سے عمل کرنا چاہئے اور مسلمانوں کا رویہ مثبت اور پرامن ہونا چاہئے اور ایک متحدہ اور مضبوط جماعت بننے کی کوشش کرنا چاہئے، مسلمانوں کے مسائل تشدد یا سیاسی سرپرستی سے کبھی حل نہیں ہوں گے۔

کون مسلمان کی مدد کر سکتا ھے؟

مسلمانوں کی مدد کوئی نہیں کرسکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے کہ: ''خدا اس نعمت کو جو کسی قوم کو حاصل ہے نہیں بدلتا جب تک کہ وہ (وہ قوم خود) اپنی حالت کو نہیں بدلے اور جب خدا کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے پھر وہ پھر نہیں سکتی اور خدا کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔ (سورۃ رعد آیت ۱۱)

اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کسی قوم کی حالت خراب نہیں کرتا جب تک اس قوم کے لوگ خود اپنے گناہوں اور بداعمالیوں سے اپنے اوپر ذلت اور رسوائی لازم نہ کرلیں، اس طرح خدا کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں درست کرتا جب تک وہ خود ترقی کرنے کی کوشش نہ کریں اور ترقی صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر چل کر ہوسکتی ہے۔

حضرت ابودرداؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود و مالک نہیں، میں حکمرانوں کا مالک ہوں اور بادشاہ ہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہاں عالم کے دل میرے ہاتھ میں ہیں (اور میرا قانون ہے کہ) جب میرے بندے میری اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں تو میں اُن کے حکمرانوں کے دلوں کو رحمت وشفقت کے ساتھ اُن بندوں پر متوجہ کر دیتا ہوں اور جب بندے میری نافرمانی کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں تو میں اُن کے حکمرانوں کے قلوب کو خفگی اور عذاب کے ساتھ ان بندوں کی طرف موڑ دیتا ہوں پھر وہ ان کو سخت تکلیفیں پہنچاتے ہیں، پس تم اپنے کو حکمرانوں کیلئے بددعا میں مشغول نہ کرو بلکہ مشغول کرواپنے کو میری یاد میں اور میری بارگاہ میں الحاح وزاری میں، تا کہ میں تمہارے لئے کافی ہو جاؤں حکمرانوں کے عذاب سے نجات دینے کے لئے۔ (حلیۃ الاولیاء لابی نعیم: معارف الحدیث، جلد ہفتم، صفحہ نمبر ۲۴۶)

مسلم قوم اپنی بداعمالی کی وجہ سے دنیا میں ذلت اور رسوائی کے عذاب میں مبتلا ہے، اس قوم نے احکام الٰہی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات بھلادی ہیں، اس لئے ذلت اور مصیبت اس پر مسلط کر دی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے بغیر نہ کوئی ان کی مدد کرسکتا اور نہ ان کو ترقی دے سکتا، نہ ان کو خوشحال کرسکتا ہے اور نہ انھیں دنیا میں باعزت مقام دلاسکتا ہے، اس لئے اگر مسلم قوم ترقی کرنا چاہتی ہے تو پہلے اسے اپنے اعمال درست کرنے ہوں گے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر عمل کرنا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا ہوگا، اگر اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو ہی اس قوم کی حالت درست ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ ''جو شخص نیک اعمال کرے گا مرد ہو یا عورت وہ مومن بھی ہوگا تو ہم اس کو دنیا میں پاک اور آرام کی زندگی سے زندہ رکھیں گے اور آخرت میں ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے''۔ (سورۃ نحل آیت ۹۷)

اللہ تعالیٰ سچے ہیں، اللہ کا کلام سچا ہے۔ آزما کے دیکھ لو، مسلم قوم متحد ہو کر کیوں جدوجہد نہیں کرسکتی؟

جواب ہے، تخریبی رہنمائی۔

تخریبی رہنمائی کیا ہے اسے ہم تفصیل سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

کون سی قوم دنیا میں سب سے زیادہ پریشان کی گئی، لُوٹی گئی اور برباد کی گئی ہے؟

مسلم؟

نہیں؟

یہ یہودی قوم ہے۔

گذشتہ دو ہزار برس سے اس قوم کو مسلسل لوٹا گیا برباد کیا گیا اور دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور گیا (ان کی شرارتوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے) لیکن نہ وہ صرف باقی رہے بلکہ دنیا کے حاکم بن گئے، وہ امریکہ پر حکومت کرتے ہیں اور امریکہ دنیا پر حکومت کرتا ہے، اس لئے وہ بالواسطہ دنیا کے حاکم ہیں۔

ان کی کامیابی کا راز کیا ہے؟

میرے ذاتی مطالعہ اور نظریہ کے مطابق ان کی کامیابی کا راز مندرجہ ذیل ہے:

(۱) اپنی برتری کا پختہ عقیدہ۔
(۲) دور اندیشی۔
(۳) اپنی مالیات پر بہتر قابو۔
(۴) قوم میں اتحاد۔

اپنی برتری کا پختہ عقیدہ:

یہودیوں کا پختہ عقیدہ ہے کہ وہ خدا کے محبوب بندے ہیں، اگر انہیں جہنم کی سزا بھی دی گئی تو وہ صرف ۴۰/دن کے لئے ہوگی، اس کے بعد جنت میں داخل ہونا ان کا پیدائشی حق ہے اور خدا نے ان سے یہ وعدہ بھی کیا ہے کہ دنیا میں بھی ان کی حکومت ایک وسیع علاقہ پر ہوگی جس میں سعودی عرب اور عراق شامل رہیں گے، یہ پختہ عقیدہ اور مستقبل میں کامیابی کی مثبت امید انہیں رجائی، پرعزم، بہادر اور ضدی بناتی ہے، مسلسل یا عارضی ناکامی کی صورت میں بھی ان کے حوصلے بلند رہتے ہیں۔

دور اندیشی:

دنیا پر حکومت کرنے کا ان کے پاس ایک تحریری منصوبہ ہے، جو ''پروٹوکول'' کہلاتا ہے، ان کے دانشوروں نے اس پر غور وفکر کر کے اسے تحریر کیا ہے اور تمام یہودی اس پر خلوص کے ساتھ عمل کر رہے ہیں، پروٹوکول کے مطابق ان کی کامیابی کا راستہ معصوم لوگوں کی لاشوں پر سے گزرتا ہے، اپنی ذاتی کامیابی کیلئے وہ دنیا میں کسی بھی فرد کا استحصال کرتے ہیں اور اسے موت کے گھاٹ بھی اتار دیتے ہیں۔

پروٹوکول ایک خفیہ دستاویز ہے، جسے غلطی سے ایک یہودی عورت نے ظاہر کر دیا۔ دنیا میں بہت کم لوگوں کو اس کا علم تھا، ہندوستان میں ''الرحمٰن پرنٹرز اور پبلشرز (کولکاتا) نے اس خفیہ دستاویز کو کتابی شکل میں شائع کر دیا ہے۔

یہودیوں کی قوت ان کی مالی طاقت ہے، دنیا کے اکثر بڑے بینک ان کے کنٹرول میں ہیں دنیا کی بڑی بڑی صنعتیں ان کی ہیں، دنیا کے تقریبا سارے بڑے T.V چینل ان کے ہیں، گذشتہ دو ہزار برس سے وہ دنیا کو قرض دیتے رہے ہیں، حتیٰ کے بارہا لوٹے جانے اور برباد ہونے باوجود انہوں نے مالیات میں اپنی برتری برقرار رکھی ہے، اس لئے آج وہ دنیا کو قرض دینے والے (Financer) ہیں اور اکثر دنیا ان کی مقروض ہے۔

کامیابی کیلئے دنیا بھر کے یہودی متحد ہیں اور اپنی قوم اور اپنے ملک اسرائیل کی طاقت اور خوشحالی کیلئے جدوجہد کرتے ہیں۔

کیا مسلم قوم میں بھی یہودیوں کی طرح چار صفات موجود ہیں؟

آیئے مطالعہ کرتے ھیں:

اپنی برتری کا پختہ عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے'' اور دیکھو بے دل نہ ہو اور نہ ہی کسی طرح کا غم کرنا اگر تم مومن صادق ہو تو تم ہی غالب رہوگے۔ (سورۃ آل عمران آیت ۱۳۹)

جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے خدا کا وعدہ ہے کہ ان کو ملک کا حاکم بنادے گا جیسا ان سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے مستحکم و پائدار کرے گا اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا، وہ میری عبادت کرینگے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں گے اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے لوگ بدکار ہیں''۔ (سورۃ نور آیت ۵۵)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے گا اور اس کے احکام کی پابندی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا کا حاکم بنادے گا۔

جب توراۃ میں یہ وعدہ خدا نے یہودیوں سے کیا تھا تو انہوں نے اس پر یقین کیا اور آج اسے ۲۵۰۰/برس بعد بھی یاد رکھا؛ لیکن توراۃ کے بعد جب قرآن کریم کا نزول ہوا اور خدا نے یہی وعدہ مسلم قوم سے کیا تو اس سے اکثر مسلم قوم ناواقف ہے۔

وہ قوم جو خدا کا وعدہ بھی نہیں جانتی یا جسے دنیوی کامیابی کا پختہ یقین ہی نہیں ہے تو وہ پرامید، رجائی، باحوصلہ اور ضدی کیسے رہ سکتی ہے، وہ تو اپنی قوم پر بھی حکومت نہیں کرسکتی۔

ہر مسلم کو جاننا چاہئے کہ قرآن کریم میں کیا لکھا ہوا ہے اسی صورت میں وہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور احکامات سے واقف ہوگا۔

دور اندیشی:

رہنما اور دانشور کسی قوم کی ذہنی تربیت میں بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مسلم قوم میں کوئی مقبول اور بااثر رہنما نہیں ہے، علماء کو نائب رسول کہا گیا ہے، اس لئے علماء کے طبقے کو ہی رہنما سمجھا جاسکتا ہے، اسلام نے اس بات کا انتظام کیا ہے کہ عام لوگ اپنے رہنما (امام) سے براہِ راست ہر ہفتے ملیں مگر چونکہ علماء میں دور اندیشی اور اتحاد کی کمی ہے اس لئے اس اسلامی انتظام سے بھی کوئی فائدہ نہیں

ہوتا ہے۔

جمعہ کے دن امام کا خطبہ تقریباً ۳۰/ سے ۴۵/منٹ کا ہوتا ہے اور ۹۰ فی صد مسلمان مرد اسے سنتے ہیں، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ خطبہ میں قرآن کی تعلیم کا ذکر ہوتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا ذکر ہوتا اور دنیا اور آخرت میں ترقی کے لئے فکر کیا جاتا مگر اس کے برعکس اکثر و بیشتر مسجدوں میں خطبہ کا اہم عنوان مسلک ہوتا ہے اور ہر امام ایڑی چوٹی کا زور لوگوں کے ذہن میں صرف یہی ایک بات ذہن نشین کرانے کے لئے لگاتا ہے کہ اس کے مسلک کے علاوہ سارے مسلک باطل ہے، سارے جہنمی ہیں، غیر مسلموں سے زیادہ نقصان اسلام کو خود ان مسلمانوں سے ہے جو دوسرے مسلک کے ہیں کیوں کہ غیر مسلموں سے صرف جان کا خطرہ ہے، مگر دوسرے مسلک کے مسلمانوں سے ایمان جانے کا خطرہ ہوتا ہے اس لئے کافروں سے زیادہ تم دوسرے مسلک کے مسلمانوں سے نفرت کرو، ان کا بائیکاٹ کرواور ان سے کسی طرح کا میل جول نہ رکھو۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ ''تمام مسلم ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو کلمہ پڑھے گا وہ آخرکار جنت میں ضرور داخل ہوگا''، لیکن ہر جمعہ کو علماء لوگوں کو قرآن اور حدیث کے اس تعلیم کے بالکل خلاف تعلیم دیتے ہیں۔

جب ہر جمعہ کو یا ہر موقع پر عام مسلم یہ زہریلا انجکشن لیتے رہیں گے، تو وہ دور اندیش اور متحدہ کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ ناممکن ہے۔

علماء کا طبقہ کیوں مسلم عوام کو گمراہ کرتا ھے؟:

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دین کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے اور نا اہلوں کو علم سکھانا ایسا ہے جیسے سوروں کو جوہرات، موتیوں اور سونے کا ہار پہنانا''۔ (ابن ماجہ منتخب ابواب جلد ا حدیث ۲۰۷)

امام قومی رہنما کی طرح ہوتا ہے، جب ایک غیر ذمہ دار اور نا اہل شخص (جس میں ذہانت اور دور اندیشی کی کمی ہے) مذہبی تعلیم حاصل کرکے رہنما بن جاتا ہے، تو اسے تعلیم بھی دور اندیش اور عقلمند نہیں بناتی، ایسا شخص ہی مسلک کی بنیاد پر نفرت پھیلاتا ہے تاکہ لوگوں میں اس کی شہرت ہو، ایسے خطیب کیلئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ایسا خنزیر ہے جس کے گلے میں جواہرات کے ہار (تعلیم کی ڈگریوں کے ہار) پڑے ہوں، یعنی علم و تعلیم کے ہیرے جواہرات کے ہار پہن کر بھی وہ کمینے کا کمینے ہی رہے۔

خطیبوں کا یہ مسئلہ کیسے حل کیا جائے؟:

- اس مسئلہ کا حل آسان نہیں ہے، تعلیم کو کنٹرول کرکے ہم اس پر قابو نہیں پاسکتے کیونکہ ہر بچہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے آزاد ہے، لیکن خطبہ کے اسٹیج پر اسے قابو میں کیا جاسکتا ہے۔

خطیبوں کی اکثریت کو مسجد یا دارالعلوم (مدرسوں) سے تنخواہ ملتی ہے، مسجدوں اور مدرسوں پر ٹرسٹیوں کا کنٹرول ہوتا ہے، ٹرسٹیوں کو مسلم معاشرے سے مالی امداد ملتی ہے۔

تعلیم یافتہ اور روشن دماغ لوگوں کو آگے بڑھ کر سوچنا چاہئے کہ مسلم معاشرہ میں آپسی نفرت کسی طرح کم ہو اور مسجدوں میں مسلکی بحث کبھی نہیں ہونی چاہئے، اور ٹرسٹیوں کو جتلانا چاہئے کہ اگر خطیب مسلک کے مسئلے پر زہر اگلنا بند نہ کرے گا تو سماج سے مالی مدد نہیں ملے گی اور اگر ٹرسٹی یہ بات نہ مانیں اور خطیب کی نفرت پھیلانے کا سلسلہ جاری رہے تو معاشرے کو بیدار کرنا چاہئے کہ ایسی مسجد اور مدرسہ کی مالی امداد بند کردیں۔

ٹرسٹی عموماً زیادہ تعلیم یافتہ نہیں ہوتے اکثر عام تاجر طبقہ سے ہوتے ہیں، اگر ان پر صحیح سیاسی اور سماجی دباؤ ڈالا جائے تو وہ صحیح بات مان لیتے ہیں، خطیب، ٹرسٹیوں کا حکم ماننے سے انکار نہیں کرسکتے، اس طرح ٹرسٹیوں کے ذریعہ ان پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

مسلم قوم میں اتحاد نہیں ہے اور وہ دنیا پر حکومت کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی اس کی بڑی وجہ خطیبوں کی تخریبی رہنمائی ہے اور یہ مسلمانوں کی کامیابی اور خوشحالی کے راستے کا سب سے بڑا روڑا ہے اور تخریبی رہنمائی کے مسئلہ کی وجہ سے ہی مسلم قوم میں دور اندیشی نہیں آسکتی نہ ہی وہ ایک دوسرے کی مدد کیلئے متحد ہوسکتی ہے، اور نہ ہی خوشحالی کیلئے جدوجہد کرسکتی ہے۔

مختصراً اس مسلم قوم کی غریبی کی دو خاص وجوھات ھیں:

۱۔ تعلیم کی کمی
۲۔ تخریبی رہنمائی

مسلم قوم کو فوری طور پر کیا کرنا چاھئے؟:

حضرت ابو درداءؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''سنو! کیا میں تمہیں نماز، روزہ اور صدقہ سے زیادہ اہم چیز نہ بتاؤں؟'' لوگوں نے عرض کیا ضرور بتائیے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''باہمی اتفاق سب سے افضل ہے کیوں کہ آپس کی نااتفاقی (دین کو) مونڈنے والی ہے یعنی جیسے استرے سے بال ایک دم صاف ہوجاتے ہیں ایسے ہی آپس کی لڑائی سے دین ختم ہوجاتا ہے''۔ (ترمذی)

﴿بقیہ اگلے صفحہ ۱۲۷/ پر......﴾

(۴۳) سائنس اور ٹیکنالوجی کا علم حاصل کرنے

ہم ۶۰۰ء میں کہاں جاتے ہیں؟

چین کی کچھ بہت مشہور ایجادات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) تحریر: چین نے ۱۷۰۰ ر قبل مسیح میں تحریر (لکھنا) کرنا سیکھا اور ۱۲۰۰ ر قبل مسیح میں اس فن کو کامل بنادیا۔

(۲) مقناطیسی کمپاس: چین نے ۵۰۰ ر قبل مسیح میں مقناطیسی کمپاس ایجاد کرلیا۔

(۳) چین نے **بحری کشتی** بنائی اور رڈر ایجاد کیا جس کی مدد سے انھوں نے ۱۰۰ ر عیسوی میں ہندوستان کا سفر کیا۔

(۴) چین نے **کوئلہ اور لوہا صاف کرنے کا طریقہ** ۴۰۰ ر ق م میں ایجاد کیا۔

(۵) چین نے ۲۲۱ ر ق م میں **عظیم دیوار تعمیر کی۔**

(۶) ایک چینی 'تاؤیؤ' نے ۶۰۰ ر عیسوی میں پورسیلین ایجاد کی۔

(۷) **Canal Lock**: ۶۰۰ ر عیسوی میں چینیوں نے ییلو دریا کو دریائے ینگ زی سے نہر کے ذریعہ ملا دیا Canal Lock کے ذریعہ وہ پانی کی سطح بلند کرتے تاکہ جہاز نہر میں اوپر تک جاسکیں۔

(۸) **سڑکیں اور ہوٹلیں اور پوسٹل سسٹم**: ۷۰۰ ر عیسوی میں چینیوں نے سڑکیں بنائیں (قومی شاہراہ کی طرح) مسافروں کے قیام کیلئے ہوٹلیں بنائی اور پوسٹل سسٹم (ڈاک خانہ) شروع کیا۔

(۹) **گن پوڈر**: ۲۰۰ ر عیسوی میں چین نے آتش گیر مادہ دریافت کیا، اور ۹۰۰ ر عیسوی میں اسے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔

(۱۰) **میکینکل کلاک**: ۷۵۰ ر عیسوی میں یہ گھڑی ایجاد کی۔

(۱۱) **چیچک کا ٹیکہ**: ۱۰۰۰ ر عیسوی میں چین نے ٹیکہ Innoculation کا نظریہ دریافت کیا اور ۱۶۰۰ ر عیسوی میں اسے بڑے پیمانے پر استعمال کیا، یورپ نے ۱۸۰۰ ر عیسوی اس طریقہ کو اپنایا۔

(۱۲) **اباسکس** (Calculating Machine): ۱۰۰ ر عیسوی میں چین نے اسے بنایا ۱۳۰۰ ر عیسوی میں اسے کامل بنالیا اور عوام اسے استعمال کرنے لگے۔

(۱۳) **چرخہ** (Spining Wheel): ریشم کا دھاگا بنانے کیلئے ۱۵۰۰ ر قبل مسیح چین نے چرخہ بنایا، یورپ نے اس کا استعمال ۱۴۰۰ ر عیسوی میں کیا (۲۹۰۰ برس بعد)۔

(۱۴) **متحرک ٹائپ (بلاک کے ذریعہ کتابوں کی چھپائی)**: چین نے اس ٹائپ کو ۷۰۰ ر عیسوی میں ایجاد کیا اور ۹۶۰ ر عیسوی میں اس کا استعمال عام کیا، یورپ نے اسے ۱۴۰۰ ر عیسوی میں ترقی دی۔

(۱۵) **کاغذی نوٹ** (Paper Currency): چین میں کاغذی نوٹ کا استعمال ۹۰۰ ر عیسوی سے ہی شروع ہو گیا تھا، مسلمانوں نے اس کا استعمال ۱۲۰۰ ر عیسوی میں کیا اور یورپ نے اسے ۱۴۰۰ ر عیسوی میں اپنایا۔

(۱۶) **ایکوپنکچر**: اس کا ذکر پہلے ہوانگ ڈی نچنگ میں ہوا اور دوسری اور تیسری صدی قبل مسیح اسے بنایا گیا۔

(۱۷) **Bellows**: (Hydrolic Powered) کی ایجاد ہان نسل (۲۰۲ ق م، ۲۲۰ عیسوی) کے درمیان ہوئی۔

(۱۸) **سول سروس کے امتحانات**: ہان نسل (۲۰۲ ق م، ۲۲۰ عیسوی) ٹیاؤلین سسٹم سے سفارس کے ذریعہ سرکاری افسروں کا تقرر کیا جاتا تھا یہی اس دور کا خاص طریقہ تھا۔

(۱۹) **غذائیت کی کمی سے ہونے والے امراض، ان کا صحیح غذا سے علاج**: چوتھی صدی قبل مسیح (Warrin States221-430 ق م) میں شروع ہوا۔

(۲۰) **Drawloom**: اولین ڈرالوم کپڑا، چینی ریاست چو سے آیا (۴۰۰ ر ق م)

(۲۱) **گیس سلنڈر**: ہان نسل (۲۰۲ ق م، ۲۲۰ عیسوی) کے دور میں ڈیپ بور ہول ڈرینگ کا استعمال ہوا، چین نے بانس کے پائپ لائن سے قدرتی گیس گھریلو چولہوں تک پہنچائی۔

(۲۲) **روٹری فین**: دستی اور آبی قوت والا: ہان نسل (۲۰۲ ق م، ۲۲۰ عیسوی) ائیر

کنڈیشننگ کیلئے ایجاد کیا۔

(۲۳) نوڈل: ۲۰۰۵ عیسوی میں لاجیا (قیجیا کلچر) کے مقام پر کھدائی کے دوران (۲۴۰۰/۱۹۰۰ ق م) نوڈل ملے جو گیہوں کی بجائے باجرے کے آٹے سے بنائے گئے تھے۔

(۲۴) ریشم: چین میں پایا جانا والا قدیم ترین ریشم، چین کے نیولیتھک دور کا ہے اس کا زمانہ ۶۳۰ قبل مسیح کا ہے۔

(۲۵) چاپ اسٹکس: زہو آف شانگ پہلا چینی تھا جس نے ہاتھی دانت سے گیارہویں صدی قبل مسیح میں چاپ اسٹکس بنائیں۔

(۲۶) کوجو (فٹ بال): کوجو یعنی فٹبال کا ذکر پہلی بار چین کی دو تاریخی کتابوں میں ملتا ہے ''زہان گوسے'' جسے تیسری صدی قبل مسیح ترتیب دی گئی۔

(۲۷) ذیابطیس کی شناخت اور علاج: ہوانگ ڈی نجنگ نے ہان نسل کے دَور میں (۲۰۲ ق م ۲۲۰ عیسوی) اس مرض کی شناخت کی، مریض وہ تھے جو شکر بہت کھاتے تھے اور چربی دار کھانے بھی استعمال کرتے تھے۔

یہ چین کی چند ایجادات ہیں، تمام کی فہرست بنانے کیلئے ہمیں ایک الگ الگ کتاب کی ضرورت ہے، مکمل معلومات کیلئے انٹرنیٹ ، وزٹ کریں۔
(www.chinahistoryforum.com)

۵۰۰ قبل مسیح سے کے کر ۱۰۰۰ عیسوی تک چین سائنس اور ٹیکنالوجی کا واحد مرکز تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ۶۰۰ عیسوی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی کو اگر سائنس اور ٹیکنالوجی سیکھنا ہوتا تو وہ کہاں جا کر سیکھتا؟۔

امام غزالی اپنی کتاب احیاء العلوم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث نقل کی ہے، وہ اس طرح ہے''علم حاصل کرو اور علم حاصل کرنے کے لئے اگر چین بھی جانا پڑے تو وہاں جاؤ''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ'' حکمت مومن کی میراث ہے، اسے وہ جہاں سے ملے حاصل کرے''، اگر مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چین والی حدیث پر یقین رکھتے اور سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں بھی ترقی کرنے کی کوشش کرتے تو آج سعودی حکومت کو اپنی اور حرمین شریفین کی حفاظت کے لئے اسلام کے سب سے بڑے دشمن امریکہ کی پناہ لینے کی ضرورت نہ پڑتی۔

﴿بقیہ پچھلے صفحہ ۱۲۵/کا............﴾

مختلف فرقوں (مسلکوں) میں باہم دوستی اور تعاون نماز، روزہ اور زکوٰۃ سے زیادہ اہم ہے، اس لئے کوئی مسلک والے کسی دوسرے مسلک والوں کو نہ بدعتی کہے نہ کافر کہے، ہر ایک کو اختیار ہے کہ وہ اپنے فرقے یا مسلک کو بالکل صحیح سمجھیں اور اس کی پیروی کرے، لیکن اسے یہ حق نہیں دوسروں پر تنقید کرے اور ان سے نفرت کرے۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی (معاہدہ کیا) کہ: ہر حالت میں اللہ و رسولؐ اور ان لوگوں کی جن کو امیر مقرر کیا گیا ہو، بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے، خواہ تنگی کی حالت ہو یا فراخی کی، اور خوشی کی حالت میں بھی اور ناپسندگی کی حالت میں بھی اور اس حالت میں بھی ہم امیر کی بات مانیں گے جب کہ دوسروں کو ہمارے مقابلے میں ترجیح دی جاتی ہو اور اس بات پر ہم نے آپؐ سے معاہدہ کیا کہ جو لوگ ذمہ دار ہوں گے ان سے اقتدار اور عہدہ چھیننے کی کوشش نہیں کریں گے، البتہ اس صورت میں جب کہ امیر سے کھلا ہوا کفر سرزد ہو، اس وقت ہمارے پاس اس بات کی دلیل ہوگی کہ ہم اس کی بات نہ مانیں گے (اور حالات سازگار ہوں تو عہدے سے ہٹا دیں) اور اس بات پر بھی ہم نے آپؐ سے معاہدہ کیا کہ جہاں کہیں بھی ہوں گے حق بات کہیں گے، اللہ کے سلسلے میں کسی ملامت کرنے والے سے نہیں ڈریں گے۔
(مسلم، بخاری ترغیب وترہیب، زادِراہ حدیث ۱۹۲)

حضرت انسؓ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اپنے امیر کی اطاعت کرو چاہے تمہارا امیر سیاہ حبشی ہی کیوں نہ ہو''۔ (بخاری اردو، ۱۹۹۹)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جسے تم ناپسند کرتے ہو اگر وہ تمہارا لیڈر بن جائے تو یہ تمہاری مذہبی ذمہ داری ہے کہ اس کا حکم مانو۔

قوم مسلم میں چند دانشور اور رہنما ہیں لیکن مسلم رہنما غیر معروف اور بے اقتدار ہیں کیونکہ کوئی انہیں اہمیت نہیں دیتا، کوئی ان کی نہیں سنتا، کوئی ان کی پیروی نہیں کرتا، کوئی ان کی عزت نہیں کرتا، اس لئے بااثر لیڈر اور دانشور رہنما بھی بے فائدہ ہو جاتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عباد بن صامتؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ سے چھ وعدے لیے؛ کیونکہ اطاعت کے اس اصول کے بغیر ایک مضبوط جماعت اور قوم نہیں بنائی جا سکتی، ہر مسلم کو ایک دیندار، دوراندیشی اور اعتدل پسند رہنما کو پہچاننا چاہئے اور پھر چھ وعدوں پر عمل کرنا چاہئے، صرف اسی صورت میں ایک مضبوط اور خوشحال قوم کی تعمیر ہو سکتی ہے۔

(۴۴) قرض کے جال سے کیسے آزاد ہوں؟

چار عوامل ھیں جن کی وجه سے کوئی بندہ قرض کے جال میں پھنستا ھے؟:

(۱) خدا کا غضب

(۲) امتحان

(۳) غلط فیصلہ

(۴) تقدیر

● خدا کے غضب کی وجہ سے ایک بندہ مال و دولت کھو دیتا ہے۔ اور عارضی یا مستقل طور پر قرضدار بن جاتا ہے۔

● امتحان (آزمائش) میں بندہ عارضی طور پر مال و دولت کھوتا ہے اور قرض کے جال میں گرفتار ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس آزمائشی دور میں اس بندے کے کردار پر نظر رکھتا ہے، امتحان میں کامیابی کے بعد وہ بندہ اپنی پچھلی حالت پر لوٹ آتا ہے، یا اگر امتحان میں کامیاب ہوا تو اور خوشحال ہوجاتا ہے۔

● غلط فیصلہ میں بندہ مذہبی تعلیم فراموش کر کے خطرناک فیصلے کرتا ہے، نتیجہ میں مال کا نقصان اور قرض کا بڑا بھار اُٹھاتا ہے۔

● تقدیر کے مطابق اگر کسی بندے کے تقدیر میں صرف آرام والی زندگی تو ہے مگر زیادہ مال و دولت اور جائیداد نہیں ہے اور اگر ایسا آدمی زیادہ مال کمانے کیلئے بینک وغیرہ سے بڑا قرض لیتا ہے اور اسے کسی کاروبار میں لگاتا ہے یا اپنی پیداوار بڑھانے پر خرچ کرتا ہے تاکہ دوسروں کی طرح وہ بھی مالدار بن جائے تو بھی ایسی تقدیر والا شخص مالدار نہیں بنے گا، وہ ہمیشہ قرضدار رہے گا مگر ہمیشہ قرض ادا کرتا رہے گا، اس لئے وہ ذلیل ہونے سے تو بچے گا مگر قرض سے کبھی چھٹکارہ نہیں پائیگا، اس قسم کے لوگوں کی اکثریت تاجروں میں ہوتی ہے۔

● اب ہم چاروں قرض کے وجوہات کا تفصیل سے مطالعہ کریں گے اور ان سے بچنے کا راستہ تلاش کریں گے۔

(۱) خدا کا هلکا غضب:

عابدہ ایک گھریلو عورت ہے، وہ گھر کے اخراجات سے کافی رقم بچا لیتی ہے، ایک بار اس نے بغیر کسی خاص وجہ کے اپنے خسر کی خدمت کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے شوہر کو مجبور کیا کہ وہ اپنے باپ کی خود خدمت کرے، اپنے رشتہ داروں کے سامنے اس نے اپنے شوہر کی بے عزتی بھی کی، اس کے شوہر نے کوئی ردِ عمل ظاہر نہیں کیا اور صبر سکون سے اپنا فرض ادا کرتا رہا۔

اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد عابدہ کے بھائی نے اس کے سامنے ایک تجارتی منصوبہ رکھا، اس نے تجارت کے سبز باغ دکھائے اور منافع کا لالچ دے کر کہا کہ عابدہ دو لاکھ کا سرمایہ اس کاروبار میں لگائے، عابدہ کے پاس ایک لاکھ روپیہ تھا اس لئے اس نے ایک لاکھ روپیہ اپنی سہیلی سے بطور قرض لیا اور اپنے بھائی کو یہ کہہ کر دیا کہ منافع برابر سے تقسیم ہوگا۔

اس کاروبار میں منافع کی بجائے نقصان ہوا، عابدہ کا ایک لاکھ روپیہ ڈوب گیا اور اس پر ایک لاکھ روپیہ کا قرض باقی رہا، ۲/لاکھ روپیہ کا نقصان ایک گھریلو عورت کیلئے بڑا صدمہ تھا، وہ بہت پست ہمت ہوگئی اور پریشان رہنے لگی اور قرض کی وقت پر ادائیگی نہ ہونے سے ذلیل بھی ہوتی رہی۔

اسلامی قانون کے مطابق بہو پر خسر کی خدمت کرنا فرض نہیں ہے؛ لیکن اڑیل فطرت کی وجہ سے شوہر کی بے عزتی کرنا اور عیش و آرام کی زندگی کیلئے ایک بڑے مکان میں بغیر کسی خاص وجہ کے خسر کی کوئی خدمت نہ کرنا اور خسر کے کام شوہر سے کروانا یہ عابدہ کا غلط قدم یا گناہ تھا، اسے اپنی غلطی کا احساس قرض میں ڈوبنے کے بعد ہوا۔

کسی سے معافی مانگے بغیر اس نے اپنا رویہ بہتر بنایا، شوہر اور خسر سے اچھا برتاؤ شروع کیا۔ وہ دیندار بھی ہوگئی اس کے بعد اس کی حالت بہتر ہونے لگی اور تین سال میں اس نے اپنا قرض ادا کر دیا۔

خدا کے هلکے غضب کی یه ایک مثال هے:

● قرآن کریم میں ارشاد ہے: ''اور ہم نے تم سے پہلے بہت سی امتوں کی طرف پیغمبر بھیجے، پھر ان کی نافرمانیوں کے سبب ہم انہیں سختیوں اور تکلیفوں میں پکڑتے رہے، تاکہ عاجزی کرتے رہے مگر ان کے تو دل ہی سخت ہوگئے تھے اور جو

کام وہ کرتے تھے شیطان ان کو ان کی نظروں میں آراستہ کر دکھاتا تھا، جب انہوں نے اس نصیحت کو جو انکو کی گئی تھی فراموش کر دیا تھا تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے ہیں یہاں تک کہ جب ان چیزوں سے جو ان کو دی گئی تھی خوب خوش ہوئے تو ہم نے ان کو پکڑ لیا اور وہ اس وقت مایوس ہو کر رہ گئے''۔(سورۃ انعام آیات ۴۲ تا ۴۴)

عابدہ کی سزا مالی نقصان کی شکل میں تھا اور جیسے جیسے اس نے اپنا رویہ صحیح کیا اور دیندار بنتی گئی رفتہ رفتہ اس کی سزا بھی کم ہوتے ہوتے ختم ہوگئی۔

خدا کا بھاری غضب (قہرِ الٰہی):

● عمر شریف اپنے مالدار والدین کا اکلوتا بیٹا تھا، چونکہ انھیں کوئی مالی مسائل نہ تھے اور ان کا تعلق سماج کے باعزت خاندان میں ہوتا تھا، اس لئے عمر شریف کی شادی کم عمر میں ہوگئی، اس کے والد کا انتقال ہوگیا اور عمر شریف اپنا موروثی کاروبار کامیابی سے چلانے لگا، شادی کے ۱۵ر برس بعد وہ ایک خوبصورت لڑکی سے محبت کرنے لگا اور اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھا، اس نے اپنی نیک اور پارسا بیوی کو طلاق دے دی، اپنے بچوں اور اپنی ماں کو چھوڑ دیا اور نئی بیوی کے ساتھ ایک نئے فلیٹ میں رہنے لگا۔

دوسری شادی تک اس کا کاروبار کامیاب اور جما ہوا تھا اور اس کا مستقبل روشن تھا؛ لیکن دوسری شادی کے بعد یہ سب بدل گیا، اپنے کاروبار کو بڑھانے کیلئے اس نے بینک سے ۷۰ر لاکھ روپیہ کا قرض لیا اور مجھ سے ایک نئی مشین خریدی، ۱۹۹۷ء کے بعد ۵ر سال تک کساد بازاری رہی، اس دوران عمر شریف اپنے قرض کی قسطیں ادا نہیں کرسکا، ۲ر سال تک باقاعدہ قسطیں ادا نہیں ہوئی تو بینک کا صبر ختم ہوگیا اور بینک نے اس کی فیکٹری نیلام کردی، ۷۰ر لاکھ کے قرض کیلئے اس نے اپنی ۳ر کروڑ کی فیکٹری گنوادی، اب وہ ذلت کی زندگی گذار رہا ہے۔

عمر شریف سے بہت ساری غلطیاں سرزد ہوئیں، مثلاً: اس نے اپنی نیک بیوی کو بلا وجہ طلاق دی، اپنے بچوں اور ماں کو چھوڑ دیا، بینک سے سودی قرض لیا اور جب قرض کے جال میں پھنس گیا تو دو سال تک نہ اس نے اپنی غلطیاں سدھاریں نہ ہی خدا کی طرف پوری طرح سے رجوع ہوا، اس لئے اس پر خدا کا بھاری غضب ہوا اور یہ قرض اس کیلئے مال و دولت اور جائیداد کی بربادی اور مستقل غریبی اور مفلسی کا سبب بن گیا۔

● قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے''اور جب تم (بنی اسرائیل) نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام ہم سے ایک ہی کھانے پر صبر نہیں ہوسکتا تو اپنے پروردگار سے درخواست کیجئے کہ ترکاری، ککڑی، گیہوں، مسور اور پیاز وغیرہ جو نباتات زمین سے اگتی ہے ہمارے لئے پیدا کردے، انہوں نے کہا کہ بھلا عمدہ چیزیں چھوڑ کر ان کے بدلے ناقص چیزیں کیوں چاہتے ہو اگر یہی چیزیں مطلوب ہیں تو کسی شہر میں جا اترو وہاں جو مانگتے ہو مل جائے گا اور آخر کار ذلت ورسوائی اور محتاجی و بے نوائی ان سے چمٹا دی گئی اور وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہوگئے، یہ اس لئے کہ خدا کی آیتوں سے انکار کرتے تھے اور اس کے نبیوں کو ناحق قتل کر دیتے تھے، یعنی یہ اس لئے کہ نافرمانی کئے جاتے ہیں اور حد سے بڑھے جاتے تھے''۔(سورۃ بقرہ آیت ۶۱)

عمر شریف حد سے بڑھ گیا تھا، اسے نہ اپنی غلطیوں کا احساس تھا نہ دینداری اختیار کی، اس لئے ذلت ورسوائی مفلسی اس سے چمٹا دی گئی۔

نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کی توفیق صرف اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہوتی ہے، اس لئے اس قسم کی غلطی اور گناہ سے بچنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل دعا پڑھتے رہیں:

''اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں ایسے کام کرنے سے جس سے آپ ناراض ہوں، میں فقر وفاقہ سے اور دنیا اور آخرت کی رسوائی سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں'' یہ دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم طواف کے وقت پڑھا کرتے تھے۔

(۲) امتحان (آزمائش):

● اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے''کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ یونہی بہشت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تم کو پہلے لوگوں کی سی مشکلیں تو پیش آئی ہی نہیں، ان کو بڑی بڑی سختیاں اور تکلیفیں پہنچی اور وہ صعوبتوں میں ہلا ہلا دیے گئے، یہاں تک کہ پیغمبر اور مومن لوگ جو ان کے ساتھ تھے سب پکار اٹھے کہ کب خدا کی مدد آئے گی، دیکھو خدا کی مدد عنقریب آیا چاہتی ہے''۔(سورۃ بقرہ آیت ۲۱۴)

● ''اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میوں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے تو صبر کرنے والوں کو خدا کی خوشنودی کی بشارت سنادو، ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم خدا ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی مہربانی اور رحمت ہے اور یہی سیدھے رستہ پر ہیں''۔(سورۃ بقرہ آیت ۱۵۴ تا ۱۵۷)

● اللہ تعالیٰ جب امتحان لیتے ہیں تو کبھی کبھی مالی نقصان ہوتا ہے اور انسان بھاری قرض کے بوجھ کے نیچے دب جاتا ہے؛ لیکن آزمائش اور امتحان صرف مختصر مدت کے لئے ہوتا ہے اور اگر آپ امتحان میں پاس ہوگئے تو آزمائش کے بعد اور زیادہ خوشحالی اور مال ودولت جمع ہو جاتی ہے۔

● مالی نقصان اللہ کے غضب سے بھی ہوتا ہے اور آزمائش سے ہوتا ہے، تو ہم یہ کیسے پتہ کریں کہ کون سا نقصان آزمائش ہے اور کون سا نقصان اللہ کے غضب سے ہے؟

علماء کہتے ہیں کہ آزمائش میں بندے کی سوچنے کی قوت قائم رہتی ہے وہ پر سکون ہو کر اپنے ہوش وحواس کے ساتھ سوچ سکتا ہے، جبکہ خدا کے غضب میں سب سے پہلے صحیح سوچ ختم ہوجاتی ہے اور اپنے غلط فیصلہ سے ہی بندہ غریبی کے گڑھے میں جا گرتا ہے اور قرض کے جال میں پھنس جاتا ہے۔

- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: ''جو شخص نیک اعمال کرے گا، مرد ہو یا عورت وہ مومن بھی ہوگا تو ہم اس کو دنیا میں پاک اور آرام کی زندگی سے زندہ رکھیں گے اور آخرت میں ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے''۔ (سورۃ نحل آیت ۹۷)

اس لئے ایک متقی بندہ مستقل طور پر کبھی قرضدار نہیں رہے گا۔

(۳) غلط فیصلہ:

- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ''خدا کسی شخص کو اسکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جو اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا برا کریگا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا''۔ (سورۃ بقرہ آیت ۲۸۶)
- اکثر ہم اپنے غلط فیصلوں کی وجہ سے قرض کے بوجھ تلے دب جاتے ہیں، یہ قرض کا بوجھ نہ تو اللہ تعالیٰ کا غضب ہوتا ہے اور نہ آزمائش بلکہ ہماری غلطیوں کا انجام ہوتا ہے۔
- مالی معاملات میں ہم غلطیاں اپنے غلط عقیدوں کی وجہ سے کرتے ہیں ، ہمارے کچھ غلط عقیدے مندرجہ ذیل ہیں۔

غلط عقیدے:

(۱) سود لینا اور دینا صرف گناہ ہے، اس سے خوشحالی یا غریبی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(۲) اگر ایک اچھے مقام پر ایک کشادہ اور ایک اچھی دوکان ہو اور اس میں بیچے جانے والا مال اچھا ہو تو آپ اس دوکان سے اچھا مال کما سکتے ہیں، چاہے آپ کی تقدیر کیسی ہی ہو، اسی طرح ایک کاروبار جس میں دوسرے لوگ اچھا پیسہ کما رہے ہیں اگر ہم بھی وہ کاروبار کریں تو اچھا مال کما سکتے ہیں، اس میں تقدیر کا کوئی دخل نہیں ہے۔

(۳) مذہب ایک الگ چیز ہے کاروبار اور پیسہ کمانا ایک الگ چیز ہے، کاروبار یا دولت کمانے میں یا خوشحال ہونے میں مذہب کا یا اللہ کا کوئی ہاتھ نہیں، انسان اپنے سوچ سمجھ عقلمندی قابلیت ہنر اور ہوشیاری وغیرہ وغیرہ سے کامیاب ہوتا ہے۔

عقیدے کی اصلاح کیسے کریں، پہلے عقیدے کی اصلاح:

- کسی بھی قسم کا سودی لین دین آپ کی کمائی سے برکت ختم کردے گا اور آپ قرض میں ڈوبے رہیں گے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سودی لین دین پر سخت پابندی لگائی ہے۔
- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام لوگوں پر لعنت کی ہے جو سود کا لین دین کرتے ہیں، مثلاً:

(۱) جو سود کھاتے ہیں۔

(۲) جو سود ادا کرتے ہیں۔

(۳) سود دلانے والے دلاّل۔

(۴) جو سود کی رقم کا حساب کتاب لکھتے ہیں۔ (ترمذی، مسلم)

جن لوگوں پر یہ لعنت کی گئی ہے وہ ہمیشہ مالی مسائل میں مبتلا رہیں گے، سود سے کمایا ہوا مال، مالِ حرام ہے۔

- خدا سود کو نابود یعنی بے برکت کرتا ہے اور خیرات کی برکت کو بڑھاتا ہے اور خدا کسی ناشکرے گنہگار کو دوست نہیں رکھتا۔ (سورۃ بقرہ آیت ۲۷۶)
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے ان سب بندوں پر لعنت کی ہے جو سودی لین دین میں مصروف ہیں''۔ (ترمذی، مسلم)
- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر سودی لین دین اور سودی کاروبار کے ذریعہ بڑا مال کما لیا جائے تو بھی آخر کار وہ شخص مالی خسارے میں مبتلا ہوگا''۔ (ترغیب وترہیب، ابن ماجہ، حکیم)

اگر آپ نے سودی قرض لیا ہے تو مالی نقصان اور قرض کا بوجھ آپ کی تقدیر کا حصہ ہے، سود لینا دینا صرف گناہ ہی نہیں ہے اس سے برکت بھی ختم ہوتی ہے اور انسان قرضدار ہوجاتا ہے۔

عقیدہ نمبر دو اور تین کی اصلاح:

- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: ''اور اگر خدا اپنے بندوں کے لئے رزق میں فراخی کر دیتا تو زمین میں فساد کرنے لگتے، اسی لئے وہ جس قدر چاہتا ہے اندازے کے ساتھ نازل کرتا ہے بے شک وہ اپنے بندوں کو جانتا اور دیکھتا ہے''۔ (سورۃ شوریٰ ۲۷)
- ''اور اگر خدا تم کو کوئی تکلیف پہنچائے، تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر تم سے بھلائی کرنی چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فائدہ پہنچاتا ہے''۔ (سورۃ یونس آیت ۱۰۷)
- ''کیا یہ لوگ تمہارے پروردگار کی رحمت کو بانٹتے ہیں؟ ہم نے ان میں ان کی معیشت کو دنیا کی زندگی میں تقسیم کر دیا اور ایک دوسرے پر درجے بلند کئے تاکہ ایک دوسرے سے خدمت لے اور جو کچھ یہ جمع کرتے ہیں تمہارے پروردگار کی رحمت اس سے کہیں بہتر ہے''۔ (سورۃ بقرہ آیت ۴۳)

مندرجہ بالا آیات اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ خوشحالی مال و دولت، سماج میں آپ مالک ہے یا مزدور ان سب کا فیصلہ خود اللہ تعالی کرتے ہیں، اس لئے کاروبار میں تجربہ، ذہانت، ہوشیاری چالاکی وغیرہ سے زیادہ اہم اللہ تعالی کا کرم ہے، اس لئے اگر اللہ تعالی چاہیں گے تو ہی بندہ خوشحال اور مالدار ہوگا ورنہ بہترین دوکان پر بہترین مال بھی بیچے تب بھی نقصان ہی ہوگا۔

لوگ غلط فیصلے کس طرح کرتے ھیں؟

اکثر و بیشتر مندرجہ ذیل غلط فیصلے کرتے ہیں۔

(۱) کاروبار بڑھانے کے لئے سودی قرض لے لیتے ہیں۔

(۲) پرانا کاروبار بند کرکے نیا کاروبار شروع کرتے ہیں۔

(۳) کاروبار میں ترقی کے لئے صرف دنیاوی اسباب کا سہارا لیتے ہیں، کبھی اللہ تعالی کی مدد کو تلاش نہیں کرتے۔

سودی کاروبار سے بے برکتی ہوتی ہے اللہ تعالی کی لعنت ہوتی ہے اس لئے منافع نہیں ہوتا، یہ بات تو سمجھ میں آئی مگر پرانا کاروبار ختم کرکے نیا کاروبار کیوں شروع نہیں کرنا چاہئے؟۔

آیئے! اس کا جواب ہم حدیث شریف کی کتابوں میں تلاش کرتے ہیں۔

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کسی بھی پیشے یا ذریعہ آمدنی سے کوئی اپنی روزی حاصل کرتا ہے تو اس نے اس روزی کو بدلنا نہیں چاہئے نہ اسے اپنی مرضی یا فیصلہ سے چھوڑنا چاہئے تاوقت یہ کہ اس روزی میں خود بخود کوئی تبدیلی نہ آئے یا اس میں خرابی آئے یا اس سے ضرورت کے مطابق کمائی نہ ہو"۔ (کنز الاعمال ۹۲۸۶، اتحاف سعادت التعوین ۴/۲۸۷)

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو لوگ مادّی خوشحالی کے لئے جدوجہد کرتے ہیں انہیں درمیانی راستہ اختیار کرنا چاہئے، کیونکہ جس مقصد کے لئے بندے کی تخلیق کی گئی ہے وہ مقصد حاصل کرنا اللہ تعالی اس بندے کے لئے آسان کردیتا ہے"۔ (ابن ماجہ ۲۲۱۸)

- اللہ تعالیٰ نے ہر بندے کو اس دنیا میں کسی نہ کسی مقصد کیلئے پیدا فرمایا اور اسے اس مقصد کو پورا کرنے کی اہلیت عطا فرمائی تاکہ وہ اپنا فرض کامیابی سے ادا کرے، ایک بچہ، اپنی فطرت کے مطابق بچپن ہی سے کسی پیشے یا کاروبار کی طرف کشش محسوس کرتا ہے اور بعد میں اسے اپنی روزی کا ذریعہ بنالیتا ہے، کچھ عرصے تک وہ اس سے روزی کو حاصل بھی کرتا ہے؛ لیکن اپنی زندگی میں کبھی وہ مالدار اور مشہور لوگوں سے متاثر ہوجاتا ہے اور ان کی روزی، یا تجارت یا ان کا پیشہ اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ وہ بھی بڑا مالدار بن جائے؛ لیکن یہ سوچ یا قدم غلط ہے، ہر ایک نے اپنا پہلا پیشہ ہی قائم رکھنا چاہئے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی پسندیدہ روزی بھی شروع کرنی چاہئے، اگر دوسری روزی سے کافی آمدنی ہونے لگے، اسی صورت میں پہلا پیشہ کم کیا جاسکتا ہے، ورنہ پہلے پیشے کو کبھی ترک نہ کریں، ورنہ نقصان ہوگا اور قرض کا بوجھ سر پر آپڑے گا۔

(۴) تقدیر:

- اللہ تعالی قران کریم میں فرماتا ہے "اللہ تعالی ہی دولتمند بناتا ہے اور مفلس کرتا ہے"۔ (سورۃ نجم آیت ۴۸)

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جو اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے، آپ اسے بغیر اللہ تعالی کو خوش کئے حاصل نہیں کرسکتے۔ (بیہقی)

یعنی مال و دولت صرف اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے اسے آپ صرف اور صرف اللہ تعالی کی مرضی سے ہی حاصل کرسکتے ہو۔

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (۱) جسے سب سے زیادہ فکر آخرت کی ہو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی کردیتا ہے اور اُس کے اُلجھے ہوئے کاموں کو سُلجھا کر اس کے دل کو غنی کردیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل وخوار ہوکر آتی ہے (یعنی دنیا کا مال ومتاع جو اس کی قسمت میں لکھا ہے بغیر کسی شدید مشقت کے آسانی سے اس کے پاس پہنچ جاتا ہے) (۲) اور جو شخص دنیا کے عیش پر مرمٹنے کا فیصلہ کرچکا ہو اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کو مسلط کردیتا ہے (یعنی وہ محسوس کرتا ہے کہ میں لوگوں کا محتاج ہوں) اور اللہ تعالی اس کے سُلجھے ہوئے معاملات کو پراگندہ کرکے اُلجھا دیتا ہے، اس لئے وہ سکونِ قلب کی نعمت سے محروم ہوجاتا ہے اور دنیا کا رزق (زیادہ نہیں بلکہ) اسے صرف اتنا ہی ملتا ہے جتنا اس کے مقدر میں ہوتا ہے۔ (ترمذی، ترجمانِ حدیث جلد اول، حدیث نمبر ۲۲)

اس لئے کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے اپنی تقدیر پر نظر رکھیں اور اگر رزق میں برکت چاہئے تو جس کے ہاتھ میں رزق ہے اس سے حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

- اللہ تعالی سے مال و دولت حاصل کرنے کے لئے ہم کیا کریں؟

(۱) اپنے ایمان اور خیالات کو بہتر بنائیں۔

(۲) اپنی انتظامی اہلیت میں اضافہ کریں، اخلاق کو بہتر بنائیں۔

(۳) نیک اعمال کریں کامیابی کے لئے اسلامی طریقہ اپنالیں (اسی کتاب میں اسلامی طریقے کی تفصیل ہے)۔

مندرجہ بالا ہدایات پر عمل کئے بغیر آپ کی مالی حالت ویسی ہی رہے گی جو آپ کی تقدیر میں ہے۔

- فرض کیجئے مندرجہ بالا ہدایات کو نظر انداز کرکے آپ نے کوئی بڑا کاروبار

شروع کیا۔ آپ نے بینک سے ۱۰۰ ارکروڑ روپیہ قرض لیا اور کوئی صنعت شروع کی اور اپنا صنعتی مال بیچنا شروع کیا۔ آپ کو قرض لینے اور کاروبار بڑھانے سے کوئی نہیں روکے گا، کیونکہ یہ ۱۰۰ ارفیصد آپ کے ہاتھ میں ہے۔لیکن

(گاہک سے وصول ہونے والی رقم)-(بینک اور سپلائر کو ادا کی جانے والی رقم)=منافع

یہ مساوات (Equation) آپ کے اختیار میں نہیں ہے۔

● اگر آپ کے تقدیر میں خوشحالی نہیں ہے تو آپ کے اخراجات اتنے زیادہ ہوں گے کہ آپ کی ادائیگی کی ذمہ داری آپ کے آمدنی سے ہمیشہ زیادہ ہوگی۔ سپلائر کو دینے والی رقم گاہک سے ملنے والی رقم سے ہمیشہ زیادہ رہے گی۔ اور آپ ہمیشہ مقروض رہیں گے۔

● اس قسم کا قرض عام طور پر تاجر لیتے ہیں جو زیادہ منافع کی ہوس میں، ضرورت سے زیادہ روپیہ لوگوں سے یا بینک سے قرض لے کر کاروبار میں لگا دیتے ہیں اور ساری زندگی قرض چکاتے رہتے ہیں اور قرض کے بوجھ تلے دبے رہتے ہیں۔

● ''حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اخراجات میں میانہ روی اختیار کرنا آدھی معیشت ہے، اور لوگوں سے میل محبت رکھنا آدھی دانشمندی ہے اور اچھا سوال کرنا آدھا علم ہے''۔ (بیہقی، منتخب ابواب جلد ا حدیث ۱۱۳۱)

● رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مشورہ میں خیر کا عنصر ہے''۔(مشکوٰۃ)

اس لئے پہلے خود کو بہتر بنائیں اور خلوص سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور زندگی کا معتدل اور درمیانی راستہ اختیار کریں، صحیح لوگوں سے مشورہ کریں اور قرض سے بچتے رہیں۔

قرض کے جال سے روحانی طور پر کیسے نکلیں؟

(۱) ہم نے ان عوامل کا مطالعہ کیا جن سے لوگ مقروض ہو جاتے ہیں، اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کیسے قرض سے آزاد ہوں۔

(۲) قہرِ الٰہی سے اگر آپ قرض کا شکار ہوں تو سب سے پہلے اپنے اخلاق درست کریں اور خدا کے سامنے گڑگڑائیں، معافی مانگیں، توبہ کریں۔

(۳) قرض کے جال میں اگر آپ آزمائشی طور پر پھنسے ہیں تو صبر کریں، عبادت میں مصروف رہیں اور صراطِ مستقیم پر سختی سے قائم رہیں۔

(۴) غلط فیصلہ کی وجہ سے اگر مقروض ہوں تو اللہ سے دعا کریں کہ وہ آپ کی مالی مدد کرے اور رزق میں برکت والی آیات اور تسبیحات کا پابندی سے ورد کریں۔

● حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو آدمی لوگوں سے (قرض) مال لے اور اس کی نیت اور ارادہ ادا کرنے کا ہو تو اللہ تعالیٰ اُس سے ادا کرا دے گا (یعنی ادائیگی میں اس کی مدد فرمائے گا اور اگر زندگی میں وہ ادا نہ کرسکا تو آخرت میں اس کی طرف سے ادا فرما کر اس کو سبکدوش فرمادے گا) اور جو کوئی کسی سے (قرض) لے اور اس کا ارادہ ہی مار لینے کا ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کو تلف اور تباہی کرا دے گا (یعنی دنیا میں بھی وہ اُس بدنیت آدمی کو ذلیل ہونا ہوگا اور آخرت میں اس کے لئے وبالِ عظیم ہوگا)۔(صحیح بخاری، معارف الحدیث جلد ۷ صفحہ ۹۹)

اس لئے ہمیشہ ایماندار رہیں اور قرض لوٹانے کی سچی نیت رکھیں تا کہ خدائی مدد ملے۔

(۵) باب: ''غریبی اور مفلسی کے اسباب'' دوبارہ پڑھیں اور ان اعمال سے بچیں جو غریبی کا سبب ہیں کیونکہ تہہ کا سوراخ بند کئے بغیر آپ بالٹی میں پانی نہیں بھر سکتے، اس طرح غریبی لانے والے اعمال سے بچے بغیر آپ کو اللہ سے برکت نہیں ملتی اور اس برکت کے بغیر آپ کا قرض کم نہیں ہوسکتا۔

(۶) ہر مہینہ صدقہ کریں اور ہر سال زکوٰۃ ادا کریں اور زکوٰۃ کا جو حساب کریں اس سے تھوڑا زیادہ دیں، اگر آپ نے موروثی جائداد میں سے ماں اور بہن کا حصہ نہیں دیا تو ان کا حصہ انہیں فوراً ادا کریں اور غریبوں کی بھی وہ تمام چیزیں واپس کر دیں جو آپ نے ناجائز طریقہ سے دبا رکھی ہیں۔

قرض سے آزاد ہونے کی خاص دعائیں مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابوامامہؓ مسجد میں بے وقت بیٹھے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ وہ اس وقت مسجد میں کیوں بیٹھے ہیں جو کہ نماز کا وقت نہیں ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ میں پریشانی اور قرض میں مبتلا ہوں، ذہنی سکون کے لئے میں مسجد میں بیٹھا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا میں تمہیں ایسی دعا سکھاؤں جو تمہیں پریشانی اور قرض سے نجات دے؟'' پھر آپؐ نے فرمایا کہ مندرجہ ذیل دعاء پڑھیں:

۱۔اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحَزَنِ

۲۔وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ

۳۔ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ

٤۔وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَ قَھْرِ الرِّجَالِ۔

(۱) اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں، پریشانی سے۔

(۲) اورغم سے، عاجز ہوجانے سے، اور کاہلی سے۔

(۳) بزدلی اور کنجوسی سے۔

(۴) قرض کے بوجھ سے اور اس سے کہ لوگ مجھ پر قہر ڈھائے۔ (ترمذی، نسائی، حصن حصین)

اس دعاء کی تلاوت کے بعد بہت قلیل عرصہ میں ابوامامہؓ کے مسائل حل ہو گئے، ہر نماز کے بعد ان آیات کی تلاوت کریں۔

(۲) جامع ترمذی کے مطابق (کتاب احادیث) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشکلات کے زمانے میں مندرجہ ذیل تسبیح پڑھا کرتے تھے۔

"یَا حَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ"

ترجمہ: "اے ابدی خدا! جو کائنات کا منتظم ہے، میں تجھ سے تیرے رحم کی دعاء کرتا ہوں"۔

(۳) حضرت سعید بن وقاصؓ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "حضرت یونسؑ کی دعاء ہر پریشانی اور مصیبت کا بہترین علاج ہے"۔ (ابن سینی، حصن حصین صفحہ ۲۱۰)

"لَااِلٰهَ اِلَّااَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ"

ترجمہ: "یعنی عبادت کے لائق تیرے سوا کوئی نہیں (اے خدا) اور تو ہر عیب سے پاک ہے اور واقعی میں ایک گنہگار رہوں"۔

(۴) حضرت علیؓ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مندرجہ ذیل دعاء تمہارا قرض کم کردے گی چاہے وہ پہاڑ کے برابر ہی کیوں نہ ہو"۔ (ترمذی، دعوت کبیر، بیہقی، معارف الحدیث صفحہ ۲۳۴)

اس لئے لوگوں کا قرض ادا کرنے کیلئے یہ دعاء ہر فرض نماز کے بعد پڑھیں:

"اَللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ"

ترجمہ: "یعنی اے خدا! تو میرے لئے رزق حلال کے ذریعے سے کافی ہوجا اور اپنے فضل سے ہمیں غریبی اور محتاجی سے آزاد فرما"۔

(۵) حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص ہر شب میں سورۂ واقعہ پڑھتا ہے وہ کبھی فاقہ کی حالت کو نہیں پہنچتا" اور حضرت ابن مسعود اپنی صاحب زادیوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ وہ ہر شب میں یہ سورت پڑھا کریں"۔ (بیہقی، منتخب ابواب جلد احدیث ۳۳۲)

(۶) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہیں جا رہا تھا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پریشان اور عاجز بندے کو دیکھا، آپؐ نے اس سے دریافت فرمایا "تمہاری اتنی بری حالت کیوں ہے؟" اس نے جواب دیا "بیماری اور مالی بحران کی وجہ سے میری حالت اتنی بری ہے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تمہیں کچھ آیات سکھاؤں گا، تم ان کی تلاوت کرو، اس سے تمہاری حالت بہتر ہوجائے گی" کچھ عرصہ بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بندے کو بہتر حالت میں دیکھا، آپؐ اسے دیکھ کر خوش ہوئے اور اس بندے نے کہا "آپ نے جو آیات مجھے سکھائی ہیں میں ان کی بلاناغہ تلاوت کررہا ہوں"۔ (معارف القرآن، جلد ۵، صفحہ ۵۳۱، بکھرے موتی: جلد:۱، صفحہ ۹۰-۸۹)

وہ آیت مندرجہ ذیل ہے:

تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ

فِی الْمُلْكِ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا

یعنی میرا، خدا پر ایمان ہے جو ازلی و ابدی ہے، جسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں نہ ہی اس عظیم کائنات کے انتظام میں اس کا کوئی معاون بیٹا ہے اور نہ ہی کوئی شریک۔ اسے کسی اور کی مدد کی کبھی ضرورت نہیں۔ ہمیں ہمیشہ اس کی حمد و تحمید کرنی چاہیے۔

(۷) روزانہ کی عبادات اور تسبیحات کا معمول بنائیں۔

(۱) آیت الکرسی ہر فرض نماز کے بعد۔

(۲) سورۂ قدر (۱۰/ بار ہر فرض نماز کے بعد)

(۳) سورۂ حمد (۴۱/ بار ہر روز) (اگر سو بار پڑھیں تو اور فائدہ ہوگا۔)

(۴) "لاحول ولا قوۃ اِلّا باللّٰہِ العلی العظیم" (۱۰۰/ بار، ہر روز)

(۵) "سبحان اللہ وبحمدہٖ، سبحان اللہ العظیم" (۱۰۰/ بار، ہر روز سورج طلوع ہونے سے پہلے)۔

(۶) استغفار، دوہرائیں (۱۰۰/ بار ہر روز)۔

(۷) ان آیات کی تلاوت سے دولت میں بیحد اضافہ ہوتا ہے، اس طرح بلا واسطہ قرض کم ہوتا ہے۔

(۸) قرض کم کرنے کی اور بہت سی آیات اور دعائیں ہیں، براہ کرم آسان رزق، مصنفہ صوفی عبدالرحمٰن مطبوعہ فرید بک ڈپو، دہلی کا مطالعہ کریں، یہ کتاب ویب سائٹ www.scribd.com پر بھی موجود ہے (فری ریڈنگ اور ڈاؤن لوڈ کیلئے) یہ کتاب، اردو، رومن اردو اور ہندی میں بھی دستیاب ہے۔

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

(۴۵) دولت کے روحانی نقائص

بد نصیب ثعلبہ:

● ثعلبہ نام کا ایک شخص بہت غریب تھا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اس کی خوشحالی کیلئے دعا فرمائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تمہاری غریبی تمہاری مغفرت کیلئے اچھی ہے'' لیکن ثعلبہ ضد کرتا رہا اور وعدہ کیا کہ خوشحال ہونے کے بعد وہ نیک اعمال کرتا رہے گا اور سخاوت کے ساتھ صدقہ ادا کرتا رہے گا، آخر کار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا ''تمہیں دولت کس شکل میں چاہیئے؟'' اس نے جواب دیا ''مجھے بڑی تعداد میں بکریاں چاہیئے'' اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اللہ اسے بڑی تعداد میں بکریاں عطا کرے، چونکہ پیغمبرؐ کی دعا کبھی نا قبول نہیں ہوتی، اس لئے اس صحابیؓ کی خوشحالی میں اضافہ ہونے لگا، مختصر مدت میں اس کے ریوڑ میں اتنا اضافہ ہوا کہ اسے مدینہ میں قیام جاری رکھنا مشکل ہوگیا، اس لئے وہ ایک وادی میں ہجرت کر گیا جہاں اس کے جانوروں کو مفت چارہ ملتا تھا؛ لیکن اس ہجرت کی وجہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے محروم ہوگیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں جو نمازیں ادا کرتا تھا وہ نعمت بھی چھن گئی، مسجد نبویؐ میں نماز کی سعادت گنوادی۔

جب کوئی شخص مالدار ہوتا ہے تو اسے اسلامی قانون کے مطابق ۲٫۵ فیصد زکوٰۃ ادا کرنی لازمی ہے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ثعلبہ سے زکوٰۃ لانے کیلئے بھیجا۔

ثعلبہ کو مال و دولت سے اتنی محبت تھی کہ اس کو یہ بات بری لگی اور اس نے زکوٰۃ وصول کرنے والے کی بے عزتی کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ نازیبا کلمات استعمال کئے، آپؐ نے اس سے زکوٰۃ لینے سے انکار فرمادیا۔

صحابہؓ پورے خلوص سے اپنے محبوب پیغمبرؐ کے اعمال حسنہ کی پیروی کرتے تھے، اس لئے آپؐ کی وفات کے بعد کسی خلیفہ نے ثعلبہ سے زکوٰۃ وصول نہیں کیا، زکوٰۃ ادا کرنا ہر مسلم پر فرض ہے، زکوٰۃ ادا نہیں کرنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم میں مندرجہ بالا واقعہ کا حوالہ اس طرح دیا گیا ہے۔

● ''اور ان میں بعض ایسے ہیں جنہوں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہم کو اپنی مہربانی سے مال عطا فرمائے گا تو ہم ضرور خیرات کیا کریں گیا ور نیکوکاروں میں ہو جائیں گے؛ لیکن خدا نے جب اپنے فضل سے انکو مال دیا تو اس میں بخل کرنے لگے اور اپنے عہد سے روگردانی کر کے پھر بیٹھے، تو خدا نے انکو اسکا انجام یہ کیا کہ اس روز تک کے لئے جس میں وہ خدا کے روبرو حاضر ہوں گے ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا کہ انہوں نے خدا سے جو وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا اور اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے''۔ (سورۃ توبہ آیات ۷۵ تا ۷۷)

اس لئے دولت کی محبت نے ثعلبہ کو آخرت کی کامیابی سے محروم کردیا۔

دولت انسانوں کو نقصان کیوں پہنچاتی ہے؟:

● دولت انسان کو دو وجہ سے نقصان پہنچاتی ہے:

پہلی وجہ ہے دولت سے محبت۔

اور دوسری وجہ ہے نفس امارہ۔

دولت سے محبت کی وجہ یہ ہے کہ انسان کی تخلیق کچھ اس طرح ہوئی ہے کہ وہ دولت، عورت، جائداد اور اچھی سواری کو بے حد پسند کرتا ہے اور اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

● قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات اس حقیقت پر اس طرح روشنی ڈالتی ہے۔

''مرغوب چیزوں کی محبت لوگوں کے لئے مزین کردی گئی ہے، جیسے عورتیں، بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشاندار گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی، یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور لوٹنے کا اچھا ٹھکانا تو اللہ ہی کے پاس ہے''۔ (سورۃ آل عمران آیات ۱۴)

دولت، عورت، جائداد اور اچھی سواری کی ہی محبت کی وجہ سے آج یہ دنیا اتنی رنگین ہے، ان جذبات کے بغیر تو لوگ راہبوں کی طرح زندگی گزارتے، اس لئے اس دنیا کو قائم کرنے کے لئے یہ جذبات بے حد ضروری ہیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہ جذبات انسانوں میں رکھے ہیں؛ لیکن ان جذبات کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل سلیم عطا فرمایا اور قرآن اور اپنے پیغمبر کے ذریعے دین کا علم عطا کیا تا کہ وہ صحیح اور غلط کے فرق کو سمجھے اور صحیح راستے پر ہی چلے، جب انسان شریعت اور دین سے بے تعلق ہو جاتا صرف اسی وقت یہ دولت سے محبت والے جذبات اسے

نقصان پہنچاتے ہیں۔

- دولت سے نقصان ہونے کی دوسری وجہ نفس امارہ ہے: نفسِ امّارہ اس قدر خطرناک ہے کہ پیغمبرانِ اکرام بھی اس سے خائف رہتے تھے، مثال کے طور پر قرآن کریم میں حضرت یوسفؑ کے الفاظ درج ہیں، جو نفسِ امارہ کے خطرناک ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

''اور میں اپنے تئیں پاک صاف نہیں کہتا کیوں کہ نفس امارہ انسان کو برائی ہی سکھاتا ہے، مگر یہ کہ میرا پروردگار رحم کرے بیشک میرا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے''۔ (سورۃ یوسف آیت ۵۳)

- ہم نفس کے بارے میں کچھ اور معلومات حاصل کرتے ہیں تاکہ نفسِ امارہ کو بہتر طریقے سے سمجھ سکیں۔
- نفس دراصل دل کی چاہ ہے اور اس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) نفسِ امّارہ۔

(۲) نفسِ لوّامہ۔

(۳) نفسِ مطمئنّہ۔

نفس امارہ کے اثر میں لوگ خوشی، سرور، مزہ، آرام، لذت اور Excitement چاہتے ہیں، جائز طریقے سے یہ چیزیں تو مفت میں حاصل ہوتی نہیں، اس لئے لوگ اکثر اسے غلط طریقے سے غیر شرعی طریقے سے حاصل کرتے ہیں۔

نفسِ لوامہ کے اثر میں لوگ سمجھ داری والی زندگی گزارنا چاہتے ہیں، وہ دین اور دنیا کے مطابق صحیح اور غلط کو سمجھتے ہیں اور صحیح راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

نفسِ مطمئنّہ کے زیرِ اثر وہ اللہ تعالیٰ اور دین سے محبت کرتا ہے اور یہ محبت اس کے دوسرے تمام جذبات پر غالب رہتی ہے، وہ اللہ اور اس کے دین کے لئے سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہتا ہے، نفس کو سمجھنے کے لئے ہم گھوڑے کے بچے کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں۔

گھوڑے کا بچہ جیسے وہ آزاد پیدا ہوتا ہے ویسے ہی وہ آزاد رہنا چاہتا ہے، نہ وہ کسی کو اپنے اوپر بیٹھنے دے گا اور نہ آپ کا کوئی حکم مانے گا، وہ صرف کھانا پینا اور آزاد گھومنا چاہتا ہے، یہ چاہ نفسِ امارہ کی چاہ کی طرح ہے۔

گھوڑے کا بچہ جب کچھ بڑا ہوگا تو وہ خود بھی سمجھ دار ہوگا اور آپ بھی جب اسے سزا یا انعام سے تربیت دیں گے تو وہ ایک کارآمد اور عمدہ سواری ثابت ہوگا، یہ صحیح اور غلط کی سمجھ اور اپنے فرائض پورے کرنے کی چاہ، نفسِ لوّامہ کی چاہ کی طرح ہے۔

اگر آپ اپنے گھوڑے سے محبت کریں اس کا پورا خیال رکھیں اور گھوڑا بھی آپ کے محبت کا احساس کرے تو پھر وہ جانور خطرے کے وقت اپنے آپ کو قربان کرکے آپ کی حفاظت کرے گا یا آپ کا حکم مانے گا، یہ جان سے زیادہ محبت یا حکم ماننے کی چاہ نفسِ مطمئنّہ کی چاہ کی طرح ہے، جیسے ایک آزاد گھوڑے کے بچے کو مسلسل کنٹرول کیا جائے تربیت دیا جائے، سزا دی جائے تو وہ آخر میں جانثار بھی ثابت ہوتا ہے، اسی طرح اپنی چاہ پر شریعت کے مطابق کنٹرول کیا جائے، اپنی خوشی اور آرام کے خلاف صبح اٹھ کر اللہ کی عبادت کی جائے مسلسل دین پر چلنے کی کوشش کی جائے، علم حاصل کیا جائے تو انسان کا نفس یا اس کی چاہ نفسِ امارہ سے نفسِ مطمئنّہ کی طرف بدلنے لگتی ہے، مگر جب ایک نفس قوی ہوتا ہے تو دوسرا مر نہیں جاتا بلکہ زندہ رہتا ہے اور ذرا سی غفلت کی جائے، تو پھر قوی ہو جاتا ہے انسان ذرا سا بھی دین سے غافل ہو کر موج مزے کرنے لگتا ہے تو پھر اس کا نفس امارہ قوی ہو جاتا ہے اور وہ اللہ سے بغاوت اور گناہ کی طرف ابھارتا ہے۔

دولت کسے نقصان پہنچاتی ھے :

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بہت سادہ دل تھے، وہ اس بات سے تعجب کر رہے تھے کہ جب دولت اللہ تعالیٰ کا کرم اور فضل ہے تو وہ نقصان کیوں کر پہنچائے گی، حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا بھلائی (دولت جو کہ اللہ کا کرم) اپنے ساتھ برائی بھی لائے گی؟'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''حقیقت یہ ہے کہ بھلائی اپنے ساتھ برائی نہیں لاتی، دولت سے نقصان کیوں ہوتا ہے، اس بات کو اچھی طرح سمجھانے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہار کے موسم میں خوب اگنے والی ہری بھری گھاس اور اسے کھانے والے جانوروں کی مثال دی اور فرمایا، بہار کے موسم میں جو گھاس اُگتی ہے (وہ جانوروں کے لئے مفید ہوتی ہے مگر وہ کسی جانور کو پیٹ پھلا کر مار دیتی ہے یا مرنے کے قریب کر دیتی ہے، کچھ جانور جو بے تحاشہ کھاتے جاتے ہیں وہ زیادہ کھانے کی وجہ سے مرنے کے قریب ہو جاتے ہیں، مگر وہ جانور جو پیٹ بھرنے پر رک جاتے ہیں، پھر جگالی کرتے ہیں، پاخانہ پیشاب خارج کرتے ہیں اور جب پیٹ خالی ہوتا ہے تو پھر کھاتے ہیں، ان کو اس گھاس سے نقصان نہیں ہوتا، اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بے شک یہ مال بڑا سرسبز و شیریں ہے، لہٰذا جو شخص اسے ناجائز طریقے سے حاصل کرتا ہے، وہ اس جانور کی طرح ہے جو زیادہ کھانے سے مرنے کے قریب ہو جاتا ہے، ناجائز طریقے سے کمایا ہوا مال اس کمانے والے شخص کے خلاف قیامت میں گواہی دے گا اور ہلاکت کا سبب بنے گا۔ (بخاری، مسلم، منتخب ابواب جلد اول حدیث ۱۳۲۰)

یعنی جو جائز اور ناجائز کو نظر انداز کر کے بے انتہا دولت کمانا چاہتے ہیں

دولت صرف انہیں کونقصان پہنچاتی ہے۔

اپنی عاقبت کی کامیابی کو خطرے میں مت ڈالو:

صحابہ کرامؓ ساری امت کے لئے ایک مثال یا دین سیکھنے والی کھلی کتاب تھے اور چونکہ عام انسانوں میں دولت، نفس امّارہ کو طاقتور بناتی ہے اور انسانی فطرت کو اللہ اور اس کے احکام سے باغی بناتی اس لئے اس خطرہ سے بچاؤ کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو ہدایت فرمائی کہ سادہ اور روحانی زندگی گزاریں اور مادّی زندگی میں الجھ نہ جائیں اور دولت سمیٹنے کے کبھی نہ ختم ہونے والے چکر میں نہ پھنسیں، ان میں سے کچھ احادیث مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’اگر کوئی آدمی اپنی ضرورت سے زیادہ مکان بناتا ہے تو اس کی موت کے بعد وہ مکانات اور عمارتیں اسے تکلیف کا باعث ہوں گی‘‘۔ (شعبہ الایمان ۱۰۳۰۶)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’جو لوگ دنیا میں بہت مال و دولت رکھتے ہیں وہ آخرت میں نادار ہوں گے مگر وہ شخص (آخرت میں مفلس اور نادار نہ ہوگا بلکہ بہت سی نیکیوں اور بھلائیوں کا حامل ہوگا) جسے اللہ تعالیٰ بہت سا مال دے اور وہ اسے اپنے دائیں بائیں اور آگے پیچھے دیتا رہے اور اسے برابر نیک کاموں میں خرچ کرتا رہے‘‘۔ (بخاری، ترجمان الحدیث جلد اوّل حدیث ۹)

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’اگر تمہارے پاس کم مال و دولت ہے لیکن تمہاری ضروریات کے لئے کافی ہو جاتی ہو، وہ اس زیادہ دولت سے بہتر ہے جو تمہیں اللہ کی عبادت سے غافل کر دے‘‘۔ (مسند احمد حدیث کا خلاصہ)

(۴) زید ابن ثابتؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمکو ارشاد فرماتے سنا ’’جو شخص دنیا کو اپنا نصب العین بنائیگا، اللہ اس کے دل کا اطمینان وسکون چھین لے گا اور ہر وقت مال جمع کرنے کی حرص اور لالچ کا شکار ہوگا، لیکن دنیا کا اتنا ہی حصہ اسے ملے گا جتنا اللہ نے اس کے لیے مقدر کیا ہوگا اور جن لوگوں کا نصب العین آخرت ہوگی، اللہ تعالیٰ ان کو قلبی سکون واطمینان نصیب فرمائے گا اور مال کی حرص سے ان کے قلب کو محفوظ رکھے گا اور دنیا کا جتنا حصہ ان کے مقدر میں ہوگا وہ لازماً ملے گا‘‘۔ (ترغیب وترہیب، زادِراہ حدیث ۱۱)

(۵) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے شانہ کو پکڑ کر فرمایا ’’اے عبداللہ! تم دنیا میں اس طرح رہو گویا کہ تم اجنبی مسافر ہو بلکہ راستہ چلنے والے کی طرح دنیا میں رہو، اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو‘‘۔ (مسند احمد، زادِراہ حدیث ۲۶۴)

(۶) حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ جب انہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن بھیجا تو ان کو یہ نصیحت فرمائی کہ ’’اپنے آپ کو راحت طلبی اور تن آسانی سے بچانا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے آرام وآسائش کی زندگی نہیں گذارتے‘‘۔ (احمد، منتخب ابواب جلد۲ حدیث ۱۳۱۷)

(۷) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’تم لوگ جائداد اور زمین مت بناؤ ورنہ تمہارے اندر دنیا کی حرص آجائے گی‘‘۔ (مسند احمد، زادِراہ حدیث ۲۶۷)

(۸) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’دو۲ حرص کرنے والے کبھی سیر نہیں ہوتے، ایک علم کی حرص رکھنے والا کبھی علم سے سیر نہیں ہوتا، اور دوسرا دنیا کی حرص رکھنے والا، کبھی دنیا سے اس کا پیٹ نہیں بھرتا‘‘۔ (بیہقی، منتخب ابواب جلد اوّل حدیث ۲۴۳)۔

﴿اس لئے کبھی دنیا کی حرص نہ کرنا﴾

(۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’اے عائشہؓ اگر تم میرے ساتھ جنت میں رہنا چاہتی ہو تو اتنی دنیا تمہارے لئے کافی ہونی چاہیے جتنا سامان کسی مسافر کے پاس ہوتا ہے اور خبردار دنیا کے طلب گار مالداروں کے پاس مت بیٹھنا اور کپڑا پُرانا ہو جائے تو اسے مت اُتار پھینکو بلکہ پیوند لگا کر پہنو‘‘۔ (ترغیب وترہیب، ترمذی، زادِراہ حدیث ۲۶۵)

(۱۰) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’بندہ کہتا ہے میرا مال اتنا ہے ایسا ہے، حالانکہ وہ اپنے مال سے صرف تین فائدے حاصل کرتا ہے: (۱) اسے کھا کر ختم کر دیا (۲) پہن کر پرانا کر دیا (۳) اللہ کی راہ میں دے کر آگے بھیج دیا، اس کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ (مرنے کے بعد) اسے لوگوں کے لئے چھوڑ کر چلا جائے گا۔ (مسلم، مشکوٰۃ، ترجمان الحدیث جلد اوّل حدیث ۶۵)

(۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’اللہ کی قسم! آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی حقیقت صرف اتنی ہے جیسے کوئی سمندر میں انگلی ڈال کر دیکھے کہ وہ کتنا پانی لے کر لوٹتی ہے‘‘۔ (مسلم، ترمذی، ترجمان الحدیث حدیث ۵)

دولت مؤمنوں کے لئے آزمائش ہے:

حضرت کعب بن عیاضؓ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں ’’ہر نبی کی امت، کسی نہ کسی فتنہ میں مبتلا رہی ہے اور میری امت مال و دولت کے فتنہ میں مبتلا ہوگی‘‘۔ (ترمذی، ترجمان الحدیث جلد اول صفحہ ۴۸)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’دنیا بڑی لذیذ و رنگین ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا میں حاکم بنا کر دیکھنا چاہتا ہے کہ تم کیسے کام کرتے ہو؟ تم (دنیا کی رنگینیوں سے) پرہیز کرو، اور عورتوں کے فتنہ سے بچو، بنی اسرائیل سب سے پہلے عورتوں کے فتنے میں ہی مبتلاء ہوئے تھے۔ (مسلم، ترجمان الحدیث جلد اوّل حدیث ۱۷)

کیا ہوگا جب مسلم دولت سے محبت کریں گے؟:

(۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا ’’خدا کی قسم! مجھے تمہاری یہ فکر نہیں

ہے کہ تم مفلس ہو جاؤ گے بلکہ مجھے فکر اس بات کی ہے کہ تم بھی بہت سارا مال و دولت حاصل کرو گے جیسا کہ پچھلی قوموں نے حاصل کیا تھا اور وہ اسی وجہ سے ہلاک ہوئیں کہ انہوں نے مال کی زیادتی کی چاہ میں مقابلہ آرائی کی اور تم بھی اسی وجہ سے ہلاک ہو گے''۔(مسلم،ترمذی)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جب تم دنیا سے محبت اور موت سے نفرت کرنے لگو گے تو غیر مسلم قومیں تم پر ٹوٹ پڑیں گی''۔(ابوداؤد، ترجمان الحدیث جلدا حدیث ۳)

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا''جب تم لوگ عینہ کے ساتھ خرید فروخت کرنے لگو گے، بیلوں کی دُم پکڑ لو گے کھیتی باڑی میں مگن رہو گے، اور دین کے لئے محنت کرنا اور جانی و مالی قربانی دینا چھوڑ دو گے تو اللہ تم پر ایسی ذلت اور محکومی مسلّط کرے گا جو تم سے کبھی نہیں ہٹے گی جب تک تم اپنے دین کی طرف نہیں پلٹو گے''۔(ابوداؤد، زادِراہ حدیث ۲۰۶)

حدیث میں''عینہ'' کا لفظ آیا ہے، جس کی مختلف شکلیں ہیں، مختصراً یہ سمجھئے کہ حیلۂ شرعی کے سہارے سودی کاروبار کرنے کا نام عربی میں عینہ ہے۔

رسول اکرمؐ نے اپنے لئے کون سا طرز زندگی پسند فرمایا ہے؟

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا''مجھے دنیا سے کیا دلچسپی ؟ میری اور دُنیا کی مثال ایسی سمجھو جیسے کوئی مسافر گرمی کے زمانے میں کسی درخت کے سائے میں تھوڑی دیر کے لئے دوپہر میں سو رہتا ہے، پھر اس درخت اور اس کے سائے کو چھوڑ کر اپنی منزل کی طرف چل دیتا ہے''۔(مسند احمد، زادِراہ حدیث ۲۶۳)

مکہ میں ۴۰ ؍برس کی عمر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پچیس ہزار دینار تھے، جس کی قیمت آج کے دور میں ۵۵؍کلو سونا یعنی ۹؍کروڑ روپے ہیں اور وہ کامیاب تاجر بھی تھے؛ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی تبلیغ کیلئے تمام دولت صرف کردی، ہجرت کے بعد مدینہ میں جو رقم آپؐ کے پاس آتی وہ آپؐ غریبوں میں تقسیم فرمادیتے، اس وجہ سے آپؐ کی ازواج مطہرات کو کئی مہینہ تک کھانا پکانے کا سامان نہیں ملتا تھا اور ان کا گزارہ کھجور اور پانی پر ہوتا تھا، آپ کی رہائش کا کمرہ زیادہ سے زیادہ ۱۵×۱۲ مربع فیٹ تھا اور اس میں عیش و آرام کا کوئی سامان نہ تھا، وفات سے پہلے آپؐ نے اپنی زرہ بکتر ایک یہودی کے پاس رہن رکھی اور قرض لیا(ممکن ہے کسی غریب صحابیؓ کی مدد کیلئے) حضرت عمر فاروقؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سادگی کو یاد کرکے اکثر آنسو بہاتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت سادہ زندگی بسر فرماتے تھے، آپؐ مندرجہ ذیل الفاظ میں دعا فرماتے''اے اللہ! مجھے غریب رکھ مجھے غریبوں کی صحبت میں رکھ، اور مجھے حشر میں غریبوں کے ساتھ اٹھا''۔(ترمذی)

اللہ اپنے محبوب بندوں کی مدد اور حفاظت کیسے فرماتا ہے؟

حضرت قتادہ بن نعمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اس کو دنیا سے اس طرح بچاتا ہے، جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے مریض کو پانی سے بچاتا ہے''۔(احمد منتخب ابواب حدیث ۱۳۰۵)

تشریح: ایک زخمی کو پانی سے دور رکھا جاتا ہے تاکہ اس کے زخم سڑنے نہ لگیں، اسی طرح اللہ اپنے محبوب بندوں کو زیادہ دولت سے محفوظ رکھتا ہے اور دیگر دنیوی معاملات سے دور رکھتا ہے تاکہ عاقبت میں اس کی کامیابی یقینی ہو جائے۔

دولت کماتے وقت کن باتوں کا خیال رکھیں؟

(۱) اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے''اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے اجتناب رکھو گے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ معاف کردیں گے۔ اور تمہیں عزت کے مکانوں میں داخل کریں گے''۔(سورۃ نساء آیت ۳۱)

﴿یا اللہ ہمیں گناہوں سے بچنے کی توفیق دے﴾

(۲) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، میں بتاؤں تم کو وہ تجارت جو تمہیں عذاب الیم سے بچادے، ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولؐ پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں، اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔(سورۃ صف آیات ۱۰تا۱۱)

﴿یا اللہ تیرے راستے میں مال لگانے کی توفیق دے﴾

(۳) ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''تم دنیا کو اس طرح حاصل نہ کرو کہ اس میں منہمک ہو جاؤ۔(ترمذی، ترجمان الحدیث جلد اوّل حدیث ۲۶)

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ایسے طریقہ سے تجارت نہ کریں جس میں آپ عبادت کے لئے اور اپنے خاندان کے لئے وقت نہ نکال سکیں۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''دو بھوکے بھیڑیئے جنہیں بکریوں کو پھاڑ کھانے کے لئے چھوڑ دیا گیا ہو(اپنا پیٹ بھرنے کے لئے اگر چہ وہ بکریوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں لیکن) اس شخص کی طرح تباہی نہیں مچاتے جو(۱) مال جمع کرنے اور(۲) جاہ مرتبہ حاصل کرنے کی حرص میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اپنے دین کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیتا ہے۔(مشکوٰۃ، ترمذی، ترجمان الحدیث جلدا حدیث ۲۵)

تشریح: اس میں کوئی شک نہیں کہ دو بھوکے بھیڑیئے اپنا پیٹ بھرنے کے

لئے کئی بھیڑ کو مار ڈالیں گے؛لیکن وہ بھیڑوں کے پورے ریوڑ کا صفایا کریں نہیں گے؛لیکن یہ دونوں جذبے یعنی دولت کا لالچ اور اقتدار کی ہوس اتنی خطرناک ہے کہ وہ تمام مذہبی عقیدوں کا صفایا کردیتے ہیں اور ان جذبوں کا شکار بندہ اپنی عاقبت کی زندگی مکمل طور پر تباہ کرلیتا ہے، اس لئے ان دو جذبوں پر مکمل قابو رکھنا چاہئے یا انہیں ترک کردینا چاہئے۔

(۵) حضرت ابوذر غفاریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"جو لوگ دنیا میں بہت مال و دولت رکھتے ہیں وہ آخرت میں نادار ہوں گے مگر وہ شخص (آخرت میں مفلس اور نادار نہ ہوگا بلکہ بہت سی نیکیوں اور بھلائیوں کا حامل ہوگا) جسے اللہ تعالیٰ بہت سا مال دے اور وہ اسے اپنے دائیں بائیں اور آگے پیچھے دیتا رہے اور اسے برابر نیک کاموں میں خرچ کرتا رہے"۔(بخاری، ترجمان الحدیث جلد احدیث ۹)

﴿اس لئے جتنا ممکن ہوسکے خیرات کریں﴾

(۶) حضرت ابی موسیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"جو شخص دنیا سے پیار کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو ضرور نقصان پہنچاتا ہے اور جو شخص آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کو ضرور بگاڑتا ہے،لوگو! دائمی کو عارضی پر ترجیح دو۔(مشکوۃ، ترجمان الحدیث جلد احدیث ۱۱)

(۷) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کون ہے؟ جو مجھ سے یہ باتیں لے کر ان پر عمل کرے یا ایسے آدمی کو بتائے جو اس پر عمل کرے میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تیار ہوں آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ باتوں کو گنا، آپؐ نے فرمایا:

(الف) حرام سے پرہیز کرتُو سب سے زیادہ عابد ہوگا۔

(ب) اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تیری قسمت میں لکھا ہے، اس پر راضی اور مطمئن ہو، تو سب سے زیادہ غنی ہوگا۔

(ج) اپنے پڑوسی سے نیک سلوک کر تو مؤمن ہوگا۔

(د) تو لوگوں کے لئے وہ رویہ پسند کر جو تجھے اپنی ذات کیلئے پسند ہے تو مسلمان ہوگا۔

(ہ) زیادہ نہ ہنس، اس سے دل مردہ ہوتا ہے۔(مشکوۃ، ترجمان الحدیث جلد احدیث ۲۸)

(۸) اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو مسجد نبویؐ میں بلوایا اور ان سے مندرجہ ذیل الفاظ میں خطاب فرمایا"اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام دنیا کیلئے پیغمبر مبعوث فرمایا ہے، اس لئے تم ایک دوسرے سے اختلاف نہ کرو (متحد رہو اور طاقتور بنو) اور زمین میں پھیل جاؤ اور عرب کے علاوہ دنیا کے دوسرے علاقوں میں آباد لوگوں تک میرا پیغام پہنچاؤ"۔(سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۷۹)

﴿اس لئے ہماری دولت کا ایک حصہ دین کی تبلیغ میں ضرور خرچ ہو﴾

دولت سے سخت محبت کرنے والوں کو تنبیہ:

کچھ قرآنی آیات جن میں اللہ تعالیٰ نے دولت کا ذخیرہ کرنے والے لالچی بندوں کو تنبیہ دی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) "اور تمہاری نگاہیں ان میں (گزر کر اور طرف) نہ دوڑیں کہ تم آرائش زندگانی دنیا کے خواستگار ہو جاؤ اور جس شخص کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا ہے اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا کام حد سے بڑھ گیا ہے اس کا کہانہ ماننا"۔(سورۃ کہف آیت ۲۸)

(۲) "اور کئی طرح کے لوگوں کو جو ہم نے دنیا کی زندگی میں آرائش کی چیزوں سے بہرمند کیا ہے تاکہ ان کی آزمائش کریں ان پر نگاہ نہ کرنا اور تمہاری پروردگار کی عطا فرمائی ہوئی روزی بہت بہتر اور باقی رہنے والی ہے"۔(سورہ طٰہٰ آیت ۱۳۱)

(۳) اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان بندوں کو تنبیہ کیا ہے جو اپنی دولت اور خوشحالی کی اللہ کے احکام سے زیادہ محبت کرتے ہیں:

"کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو خدا اور اس کے رسول سے اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہوں تو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ خدا اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے اور خدا نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا"۔(سورۃ توبہ آیت ۲۴)

(۴) دولت زیادہ سے زیادہ سمیٹنے کی جدوجہد میں آخرکار تم اپنی قبروں میں پہنچ جاتے ہو، اب تمہیں حقیقت کا اندازہ ہوگا، اب تمہیں حقیقت ایسی نظر آئے گی کہ تم اس پر یقین کروگے، جب تمہیں خدا جہنم میں ڈالے گا تب تمہیں یقین آئے گا کہ جہنم حقیقت ہے، پھر خدا تم سے اپنے نعمتوں کا حساب لے گا۔(سورۃ تکاثر کا خلاصہ)

(۵) بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کے لیے جو پس پشت عیب نکالنے والا ہو (اور) رو در روطعنہ دینے والا ہو، جو مال جمع کرتا اور اس کو گن گن کر رکھتا ہے (اور) خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اس کی ہمیشہ کی زندگی کا موجب ہوگا، ہرگز نہیں وہ ضرور حطمہ میں ڈالا جائے گا اور تم کیا سمجھے حطمہ کیا ہے؟ وہ خدا کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے، جو دلوں پر جا لپٹے گی (اور) وہ اس میں بند کردیئے جائیں گے، (یعنی آگ کے) لمبے لمبے ستونوں میں"۔(مکمل سورۃ ہمزہ)

(۶) اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو امر حق ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا رستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ ہولیگا، تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دینگے اور اس کو جہنم میں داخل کرینگے اور وہ بُری جگہ ہے جانے کی"۔(سورۃ نساء آیت ۱۱۵)

(۴۶) اللہ تعالیٰ کیلئے بندے مال و دولت سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں

اللہ کے نزدیک دنیا کی کیا حیثیت ہے؟

روشنی کی ایک کرن، ایک سیکنڈ میں تین لاکھ کلومیٹر کا سفر طے کرتی ہے، اس رفتار سے روشنی اگر کئی لاکھ سال سفر کرے تب بھی وہ اس کائنات کے آخری حدود تک نہیں پہنچ سکتی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ کائنات اتنی وسیع ہے، اللہ تعالیٰ کی اس عظیم کائنات کی وسعت کے مقابلے میں زمین کی وسعت ایک ایٹم یا ایک لطیف ذرّہ کے برابر بھی نہیں یا مچھر کے حقیر پر کے مساوی بھی نہیں۔

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی حقیقت صرف اتنی ہے جیسے کوئی سمندر میں انگلی ڈال کر دیکھے کہ وہ کتنا پانی لے کر لوٹتی ہے''۔ (مسلم، ترمذی، ترجمان الحدیث جلد اول صفحہ نمبر ۲۶)

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گاؤں (جو کہ مدینہ کے اطراف میں بلندی پر واقع ہے) سے آتے ہوئے (مدینہ طیبہ کے) بازار سے گزر ہوا، کچھ لوگ آپؐ کے ہمراہ تھے، آپؐ نے چھوٹے کان والے ایک بکری کے مردہ بچے کو پڑا دیکھا تو اسے کان سے پکڑ کر حاضرین سے سوال کیا ''تم میں سے کون ہے جو اِسے ایک درہم میں لینا پسند کرے؟'' انہوں نے عرض کیا: ''حضور! ہم تو اسے کسی قیمت پر بھی لینا پسند نہیں کرتے، یہ ہمارے کس کام آئے گا؟'' آپؐ نے فرمایا: ''نہیں بلکہ تم اسے اپنے لئے پسند کرتے ہی ہو، انہوں نے عرض کیا ''خدا کی قسم! اگر یہ زندہ بھی ہوتا تو معیوب ہونے کی وجہ سے خریدنے کیلئے موزوں نہ تھا، اب تو یہ کانوں کے عیب کے باوجود مُردہ بھی ہے، پھر آپؐ نے (اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا: ''خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے زیادہ حقیر اور بے وزن ہے جتنا یہ مردہ بچہ تمہاری نگاہ میں بے وزن اور حقیر ہے''۔ (مسلم عن جابر بن عبداللہ، ترجمان الحدیث جلد اول صفحہ نمبر ۲۵)

جب اللہ کے نزدیک دنیا اور دولت دنیا کی کوئی اہمیت نہیں تو اس نے انھیں کیوں پیدا کیا؟

- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: ''وہی تو ہے جس نے سب چیزیں جو زمین میں ہیں تمہارے لئے پیدا کیں، پھر آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا تو ان کو ٹھیک سات آسمان بنادیا اور وہ ہر چیز سے خبردار ہے''۔ (سورۃ بقرہ آیت ۲۹)

- ''اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اپنے حکم سے تمہارے کام میں لگا دیا، جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لئے اس میں (قدرت خدا کی) نشانیاں ہیں''۔ (سورۃ جاثیہ آیت ۱۳)

اس طرح اللہ تعالیٰ نے دنیا اور اس میں ہر قسم کی دولت انسانوں کیلئے تخلیق فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمانوں کی ہر چیز انسانوں کی خدمت کیلئے کیوں لگادی؟

- حضرت عمر بن خطابؓ کے مطابق کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں لائے گئے، ان میں ایک عورت بھی تھی جو کسی کو تلاش کر رہی تھی، جب قیدیوں میں اسے ایک بچہ نظر آیا تو اسے اپنے گود میں اٹھالیا، اپنے سینہ سے لگالیا اور اسے اپنا دودھ پلایا، بچہ سے ماں کی یہ محبت دیکھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے دریافت فرمایا ''کیا تم سمجھتے ہو کہ کبھی یہ عورت اپنے بچہ کو آگ (جہنم) میں پھینکے گی؟'' صحابہ کرامؓ نے جواب دیا ''خدا کی قسم! جب تک یہ اس کی گود میں ہے (قبضہ میں) یہ اسے کبھی آگ میں نہیں پھینکے گی'' اس بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے جتنی مہربان یہ ماں اپنے بچہ پر ہے''۔ (بخاری اردو ۱۹۴۵، مسلم)

اللہ اپنے بندوں سے ان کی ماؤں سے ۹۹ / فیصد زیادہ محبت کرتا ہے، اس لئے آرام دہ زندگی کیلئے اس نے اپنے بندوں کو یہ دنیا اور اس کی تمام دولت عطا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو کیوں پیدا فرمایا؟

- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: ''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں''۔ (سورۃ ذاریات آیت ۵۶)

- لاکھوں فرشتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مسلسل مصروف ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جنّوں کو اور انسانوں کو اپنی عبادت کیلئے کیوں پیدا فرمایا؟۔

کیونکہ فرشتے ایسی صورت میں پیدا کئے گئے ہیں کہ ان میں گناہ کی کوئی

خواہش نہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا کبھی سوچ ہی نہیں سکتے، وہ ایسی کوئی بات نہیں کریں گے جسے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہو، فرشتے کھانا بھی نہیں کھاتے، جب وہ کمزوری محسوس کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہیں اور اس کی حمد وثنا سے قوت حاصل کرتے ہیں۔

اس کے برخلاف انسان فطرتاً شریر واقع ہوا ہے، اس کی ہوس کی پیاس کبھی نہیں بجھتی، وہ گناہ سے پیار کرتا ہے، وہ اپنی اوقات سے زیادہ دولت حاصل کرنے کیلئے ہر چیز قربان کر دیتا ہے ہر اصول فراموش کر دیتا ہے اور جب ایسا مصروف بندہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے وقت نکالتا ہے تو یہ بڑی بات ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی عبادت کو فرشتوں کی عبادت سے زیادہ پسند کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کیسا محسوس کرتا ہے جب اس کے بندے اس کی عبادت کرتے ہیں؟

قرآن کریم میں انسان کی تخلیق کا مندرجہ ذیل انداز میں بیان ہے:

- ''اور جس وقت ارشاد فرمایا آپ کے رب نے فرشتوں سے کہ ضرور میں بناؤں گا زمین میں ایک نائب (فرشتے) کہنے لگے کیا آپ پیدا کرینگے زمین میں ایسے لوگوں کو جو فساد کرینگے اور خونریزیاں کرینگے اور ہم برابر تسبیح کرتے رہتے ہیں بحمد اللہ اور تقدیس کرتے رہتے ہیں آپ کی (حق تعالیٰ نے) ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں اس بات کو جس کو تم نہیں جانتے''۔ (سورۃ بقرہ آیت ۳۰)
- حضرت جابر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک عرفہ کا دن تمام دنوں سے بہتر ہے اس دن اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر خاص طور سے متوجہ ہو کر فرشتوں کے سامنے حاجیوں کی حالت پر فخر کرتا ہے، فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے، دیکھو! میرے بندے پریشان حال دھوپ میں میرے سامنے کھڑے ہیں یہ لوگ دور دور سے یہاں آئے ہیں مجھ سے میری رحمت کی اُمید اور طلب انہیں یہاں لائی ہے، حالانکہ انہوں نے میرے عذاب کو نہیں دیکھا، اس فخر ومباہات کے بعد لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرنے کا حکم دیا جاتا ہے، عرفہ کے دن اس قدر لوگ بخشے جاتے ہیں کہ اُتنے کسی دن نہیں بخشے جاتے۔ (ابن حبان، جنت کی کنجی صفحہ ۱۲۴)
- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بندہ گناہ کرنے کے بعد معافی مانگنے کے لئے جب اللہ کی طرف پلٹتا ہے تو اللہ کو اپنے بندہ کے پلٹ آنے پر اس شخص سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جو کسی صحرا میں سفر کر رہا تھا، ایک جگہ ذرا دم لینے کیلئے اُترا اور درخت کے نیچے لیٹا، تھکا ہوا تھا، نیند آ گئی تھوڑی دیر بعد آنکھ کھلی تو اونٹنی غائب، اس کے اوپر کجاوہ میں کھانا اور پانی ہے، صورت حال یہ ہے کہ صحرا میں کھانا اور پانی کہاں، اور واحد ذریعۂ سفر اونٹنی ٹھہری اور وہ ہے غائب، بے چارے نے اِدھر اُدھر چھان مارا مگر اونٹنی نہ ملی، بالآخر مایوس ہو کر اسی درخت کے نیچے آ کر مرنے کیلئے لیٹ گیا، جب دوسری طرف کروٹ لی تو دیکھتا ہے کہ اونٹنی پاس کھڑی ہے، تو انتہائی مسرت میں وہ خدا کا شکر ادا کرنا چاہتا ہے، کہنا یہ چاہتا تھا اے اللہ میں تیرا شکر ادا کرنا چاہتا ہوں تو میرا رب ہے میں تیرا بندہ ہوں؛ لیکن انتہائی مسرت میں اس کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے، اے اللہ میں تیرا رب ہوں اور تو بندہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب کوئی بندہ گناہ کرنے کے بعد شرمندہ ہوتا ہے اور توبہ کرتا ہے تو رب کریم کو اس اونٹنی والے صحرائی مسافر سے زیادہ خوشی ہوتی۔ (بخاری، مسلم، سفینۂ نجات حدیث ۳۵۵)

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو کس طرح انعام دے گا؟:

اللہ تعالیٰ نے اپنے عبادت گزار بندوں کیلئے جنّت بنائی ہے اور اسے خوبصورتی سے سنوارا ہے، جنت اتنی خوبصورت ہے کہ کوئی بندہ اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔

جنت کی کچھ خوبیاں مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) جو بندے خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتے ہیں انہیں دو جنتیں ملیں گی۔
(۲) ان میں ہر قسم کے درخت اور نعمتیں ہوں گی۔
(۳) دونوں جنتوں میں چشمے ہوں گے۔
(۴) جنت میں شراب، دودھ اور شہد کی نہریں ہوں گی۔
(۵) جنت کا ہر پھل ومیوہ دو قسم کا ہوگا۔
(۶) جنت میں بیٹھنے اور آرام کرنے کی بہترین سہولتیں ہوں گی، خوبصورت اور دیدہ زیب گاؤ تکیہ اور انتہائی دبیز قالین ہوں گے اور جنت کے پھل قریب ہوں گے جنہیں حاصل کرنا آسان ہوگا۔
(۷) جنت کے مکان، محلوں کی طرح ہوں گے جو قیمتی پتھروں سے بنائے ہوئے ہوں گے، جنت کی کنیزیں انتہائی خوبصورت ہوں گی جنہیں حور کہا گیا ہے۔
(۸) جنت کی زندگی ابدی (لافانی) ہوگی۔
(۹) اللہ تعالیٰ کا فضل، انعام واکرام ہمیشہ کیلئے ہوگا۔
(۱۰) جنت کا ہر بندہ ہمیشہ جوان رہے گا (زیادہ سے زیادہ ۳۳ برس کا ہوگا)۔

اب بیدار ہو جاؤ:

- اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا اور اس کی دولت اپنے بندوں کیلئے بنائی ہے تا کہ انسان اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق دنیا میں پاک اور پرسکون زندگی گزار سکے، اللہ تعالیٰ نے انسان کیلئے آخرت میں ایک انتہائی خوبصورت اور پرتعیّش جنّت بھی بنائی ہے، جو بندے اس کے احکام کی اس دنیا میں پابندی کرتے ہیں یہ جنّت انہیں کے لئے ہے۔

● اگر کوئی بندہ، خدا کو ناراض کر کے اس دنیا کی دولت سمیٹنے میں اپنی ساٹھ سال کی عمر گنواتا ہے تو وہ بڑے نقصان میں ہے؛ کیونکہ ایسا کر کے وہ عاقبت کی ابدی اور جنّتی زندگی گنوا دیتا ہے۔

● ابدی زندگی، خیالی نہیں ہے، جس زمین پر ہم چلتے ہیں وہ ۴۵۰ کروڑ سال پرانی ہے، جو پیٹرول ہم استعمال کرتے ہیں وہ ۶ کروڑ سال پرانا ہے، ہم اب تک نئے ستارے اور نئی کہکشائیں تلاش کر رہے ہیں جو کئی بلین سال پرانے ہیں۔

● تو اگر آپ ابدی زندگی کا صحیح تصور نہیں کر سکتے تو بس اس مٹی کا ہی تصور کیجیے جس پر چلتے ہیں، یہ یعنی ۴۵۰ کروڑ سال پرانی ہے، اس مدت کو آپ اُنگلیوں پر نہیں گن سکتے، اس لئے یہ مدت بھی آپ کیلئے ابدی ہے، اس لئے فیصلہ کریں کہ مندرجہ ذیل میں آپ کیلئے کون سی بات منافع دینے والی ہے:

(۱) ۶۰ سال کی منظم سپاہیانہ اور مذہبی زندگی اور عاقبت کی ہمیشہ رہنے والی عیش و آرام والی زندگی۔

(۲) کرّہ زمین پر ایک آزاد اور عیش و عشرت والی ۶۰ سالہ عارضی زندگی اور عاقبت کی تکلیف دینے والی جہنم کی ابدی زندگی۔

ایک بیوقوف بھی پہلی زندگی (۱) کو ہی قبول کرے گا؛ لیکن ہم کچھ زیادہ ہی بیوقوف ہیں، ہم ہر بات جانتے ہیں لیکن ہم اسے سنجیدگی سے قبول نہیں کرتے جب تک کہ ہم اپنی موت کو نظروں کے سامنے نہ دیکھ لیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری حالت کا قرآن کریم میں اس طرح ذکر فرماتا ہے: ''دولت زیادہ سے زیادہ سمیٹنے کی جدو جہد میں آخر کار تم اپنی قبروں میں پہنچ گئے، اب تمہیں حقیقت کا اندازہ ہوگا، اب تمہیں حقیقت ایسی نظر آئے گی کہ تم اس پر یقین کرو گے، جب تمہیں خدا جہنم میں ڈالے گا تب تم جہنم کی سزا کا یقین کرو گے، پھر خدا تم سے اپنی نعمتوں کا حساب لے گا۔ (سورۃ تکاثر کا خلاصہ)

● پیارے بھائیوں اور بہنوں! اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق سے پہلے انسانی ارواح کی تخلیق فرمائی، مثال کے طور پر ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریلؑ سے دریافت فرمایا کہ ان کی عمر کتنی ہے؟ جبریلؑ نے جواب دیا کہ ۷۰۰۰۰ سال کے بعد ایک ستارہ (نور) افق پر طلوع ہوتا ہے اور میں نے اسے ۷۰۰۰۰ بار دیکھا ہے، یعنی ۴۹۰ کروڑ سال، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا یہی وہ نور تھا جس سے میں اور انسانی ارواح کی تخلیق کی گئی (یہ ایک ضعیف روایت ہے) سائنس کے مطابق کرّہ زمین تقریباً ۴۵۰ کروڑ سال پرانا ہے، جبریلؑ کی عمر ۴۹۰ کروڑ سال ہے اور انسانی روح کی تخلیق اس سے پہلے ہوئی، اس لئے ہماری ارواح کرّہ زمین سے زیادہ عمر کی ہیں، یعنی ہم ۴۵۰ کروڑ سال سے زیادہ عرصے سے موجود ہیں اور یقیناً ہم اس مدت سے زیادہ مرنے کے بعد موجود رہیں گے۔

● مستقبل میں ہماری پُرسکون زندگی کا دارومدار اس کرّہ ارض پر ہماری قربانیوں اور منظم مذہبی زندگی پر ہے، اس لئے ہمیں اپنے طویل ماضی اور مستقبل کی زندگی سے آگاہ رہنا چاہئے اور اسی کے مطابق اپنی حالیہ زندگی جو کہ ماضی اور مستقبل کی زندگی کے مقابلے میں بہت مختصر ہے اس کی اصلاح کرنی چاہئے۔

● اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا اور اس کی دولت ہماری سہولت اور آرام کیلئے پیدا کی ہے، دنیا اور دولت کمانے کیلئے ہمیں خدا کو بھولنا نہیں چاہئے، بلکہ ہمیں اپنے خالق سے محبت کرنی چاہئے اور خلوص سے صرف اسی کی عبادت کرنی چاہئے اور اس کے تمام احکام کی تعمیل کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اسے سمجھیں اور اس کی ہدایت کی پیروی کریں۔ آمین!

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

دنیا کی زندگی ایک دھوکہ ہے

زندگی انساں کی ہے مانند مرغ خوش نوا ❁ شاخ پر بیٹھا کوئی دم چہچہایا اڑ گیا

یعنی انسان کی زندگی اس پرندہ کی مانند ہے جو ٹہنی پر ابھی تھوڑی دیر ہوا بیٹھا تھا اور فوراً ہی اڑ گیا، قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں "وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور" یہ دنیا کی زندگی دھوکے کا سامان ہے۔

دنیا کی زندگی دھوکے کا سامان اور یہ چند دن کی ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ جس چیز کو ہم عزت دے رہے ہیں خدا تعالیٰ کے یہاں اس کی کوئی اہمیت نہیں، ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ سے تشریف لا رہے تھے، ساتھ میں صحابہ کرام بھی تھے، راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ ایک مری ہوئی بکری پر پڑی، آپؐ نے عرض کیا اس مری ہوئی بکری کو کون خریدے گا، صحابہ نے عرض کیا، حضور اس مری ہوئی بکری کو کون خرید سکتا ہے، اس کو تو کوئی ویسے بھی نہیں لے سکتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ ''بخدا جس طرح یہ بکری تمہارے کسی کام کی نہیں (یعنی تمہارے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہیں) ایسے ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک اس دنیا کی کوئی اہمیت نہیں'' ایک دوسری جگہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب دنیا ایک مردار جانور کی طرح ہیں اور اس کے پیچھے لگنے والے کتوں کی طرح ہیں''۔

اس حدیث سے صاف واضح ہوتا ہے کہ دنیا مردار ہے، نجس ہے، ناپاک ہے اور اس کے طلب کرنے والے کتے ہیں۔ (حمید اللہ قاسمی کبیر نگری ''نقوش اسلام'')

(۴۷) اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے کیسے بنیں؟

اللہ تشدد کو پسند نہیں کرتا:

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: ''اس قتل کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا کہ جوشخص کسی کو (ناحق) قتل کرے گا (یعنی) بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزادی جائے اُس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا اور جو اس کی زندگانی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی زندگانی کا موجب ہوا اور ان لوگوں کے پاس ہمارے پیغمبر روشن دلیلیں لاچکے ہیں پھر اس کے بعد بھی ان سے بہت سے لوگ ملک میں حدِ اعتدال سے نکل جاتے ہیں''۔ (سورۃ مائدہ، آیت۳۲)

- ''اور ملک میں طالب فساد نہ ہو؛ کیونکہ خدا فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا''۔ (سورۃ قصص، آیت ۷۷)
- ''اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو راہبوں کے صومعے اور عیسائیوں کے گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں خدا کا بہت ساذکر کیا جاتا ہے ویران ہو چکی ہوتیں اور جو شخص خدا کی مدد کرتا ہے خدا اس کی ضرور مدد کرتا ہے، بیشک خدا توانا اور غالب ہے''۔ (سورۃ حج، آیت ۴۰)
- حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''دشمن سے جنگ کی خواہش نہ کرو؛ لیکن اگر جنگ شروع ہو جائے تو صبر کرو''۔ (بخاری، کتاب الجہاد: ۵۶)
- عبداللہ بن ابی عفیؓ نے عمر بن عبیداللہؓ کو لکھا کہ ایک بار محاذِ جنگ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام تک دشمن کے حملہ کا انتظار فرمایا لیکن دشمن نے حملہ نہیں کیا، سورج غروب ہونے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج سے خطاب فرمایا اور کہا ''جنگ کی خواہش نہ کرو اور امن وخوشحالی کی دعا کرو؛ لیکن جب تم پر حملہ ہو تو صبر سے انتظار کرو اور بہادری سے لڑو''۔ (بخاری ۵۶/۱۵۶)
- حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا بندہ بہتر اور قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بلند درجہ والا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور عورتیں'' عرض کیا گیا: ''یا رسول اللہ! کیا یہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والوں سے بھی افضل اور بلند مرتبہ ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص کفار اور مشرکین پر اپنی تلوار چلائے یہاں تک کہ وہ تلوار ٹوٹ جائے؛ اور وہ خون سے رنگین ہو جائے (یعنی شہید ہو جائے) پھر بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے کا درجہ اس شخص سے بہتر ہے''۔ (احمد، ترمذی، منتخب ابواب جلد اول حدیث ۴۲۸)
- حضرت ابوبکر صدیقؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ''سب سے زیادہ باعزت شخص کون ہے؟'' (اس کا مطلب یہ ہے کہ کون سا شخص یوم الحساب کے مطابق کامیاب اور ذی عزت ہے) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا ''جس بندے نے لمبی عمر پائی اور نیک اعمال کیے'' پھر اس شخص نے سوال کیا ''سب سے زیادہ برا آدمی کون ہے؟'' (اس کا مطلب یہ ہے کہ کون شخص زیادہ خسارے میں رہے گا اور یوم الحساب میں سزا پائے گا؟) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس بندے نے طویل عمر پائی اور بداعمالی کرتا رہا۔ (مسند احمد، معارف الحدیث ۸۲)
- حضرت عبید بن خالدؓ سے روایت ہے کہ دو شخص مدینہ آکر مسلمان ہوگئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کا ایک انصاری صحابی کے ساتھ رہنے کا انتظام فرمایا پھر یہ ہوا کہ ان میں سے ایک صاحب (قریبی ہی زمانے میں جہاد میں شہید ہوگئے) پھر ایک ہی ہفتہ بعد یا اس کے قریب دوسرے صاحب کا بھی انتقال ہوگیا (یعنی ان کا انتقال کسی بیماری سے گھر ہی پر ہوا) تو صحابہؓ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ جنازہ پڑھنے والے ان اصحاب سے دریافت کیا کہ آپ لوگوں نے (نمازِ جنازہ) میں کیا کہا (یعنی مرنے والے بھائی کے حق میں تم نے اللہ سے کیا دعا کی؟) انھوں نے عرض کیا کہ ہم نے اس کے لئے یہ دعا کی کہ اللہ اس کی مغفرت فرمائے، اس پر رحمت فرمائے اور (ان کے جو ساتھی شہید ہو کے اللہ کے قرب ورضا کا وہ مقام حاصل کر چکے ہیں، جو شہیدوں کو حاصل ہوتا ہے، اللہ ان کو بھی اپنے فضل وکرم سے اسی مقام پر پہنچائے) اپنے اس بھائی اور ساتھی کے ساتھ کردے (تاکہ جنت میں اسی طرح ساتھ رہیں جس طرح کہ یہاں رہتے تھے) یہ جواب سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس کی وہ نمازیں کہاں گئیں جو اس شہید ہونے والے بھائی کی نمازوں کے بعد (یعنی شہادت کی وجہ سے ان کی نمازوں کا سلسلہ ختم ہو جانے کے بعد) انھوں نے پڑھیں اور

دوسرے وہ اعمالِ خیر کہاں گئے، جو اس شہید کے بعد انھوں نے کئے، یا آپ نے یوں فرمایا کہ، اس کے وہ روزے کہاں گئے، جو اس بھائی کے روزوں کے بعد انھوں نے رکھے (راوی کو شک ہے کہ نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام اعمال کا ذکر کیا تھا، یا روزوں کا ذکر فرمایا تھا) اس کے بعد رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کے مقامات میں تو اس سے بھی زیادہ فاصلہ ہے، جتنا کہ زمین آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔

(تشریح) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ تم نے بعد میں مرنے والے اس بھائی کا درجہ پہلے شہید ہونے والے اس بھائی سے کمتر سمجھا، اسی واسطے تم نے اللہ سے دعاء کی کہ اللہ اپنے فضل و کرم سے اس کو بھی اس شہید بھائی کے ساتھ کردے، حالاں کہ بعد میں مرنے والے بھائی نے شہید ہونے والے بھائی کے شہادت کے بعد بھی جو نمازیں پڑھیں، اور جو روزے رکھے، اور جو دوسرے اعمالِ خیر کئے، تمہیں معلوم نہیں کہ ان کی وجہ سے اس کا درجہ پہلے شہید ہونے والے اس بھائی سے بہت زیادہ بلند ہو چکا ہے، یہاں تک کہ دونوں کے مقامات اور درجات میں زمین و آسمان سے بھی زیادہ فرق اور فاصلہ ہے۔ (ابوداؤد، نسائی، معارف الحدیث، جلد دوم، حدیث نمبر ۸۳)

● ایک دوسری حدیث جس میں عبداللہ بن سدادؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی عذرہ میں سے تین آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوئے اور اسلام لائے (اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قیام کا ارادہ کیا) تو آپؐ نے (صحابہ کرام سے) فرمایا کہ ''ان نومسلم مسافروں کی خبر گیری میری طرف سے کون اپنے ذمہ لے سکتا ہے؟ حضرت طلحہؓ نے عرض کیا کہ میں اپنے ذمہ لیتا ہوں، چنانچہ یہ تینوں ان کے پاس رہنے لگے اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کسی جگہ کے لئے روانہ فرمایا تو ان تینوں صاحبوں میں سے ایک اس لشکر میں چلے گئے اور وہاں شہید ہوگئے، پھر آپ نے ایک اور لشکر روانہ فرمایا، تو ایک دوسرے ساتھی اس میں چلے گئے، اور وہ بھی جا کر شہید ہوگئے، پھر (کچھ دنوں بعد) ان میں سے تیسرے جو باقی بچے تھے ان کا انتقال بستر پر ہی ہوگیا (حدیث کے راوی عبداللہ بن شدّاد) کہتے ہیں کہ حضرت طلحہؓ نے ذکر کیا کہ میں نے خواب میں ان تینوں ساتھیوں کو جنت میں دیکھا، اور یہ دیکھا کہ جو صاحب سب سے آخر میں اپنے بستر پر طبعی موت سے مرے، وہ سب سے آگے ہیں، اور ان کے قریب ان کے وہ ساتھی ہیں جو دوسرے نمبر پر شہید ہوئے تھے، اور ان کے قریب ان کے وہ ساتھی جو پہلے شہید ہوئے تھے، اس خواب سے میرے دل میں شبہ اور خلجان پیدا ہوا (کیوں کہ میرا خیال تھا کہ شہید ہونے والے ان دو ساتھیوں کا درجہ اس تیسرے ساتھی سے بلند ہوگا جس کا انتقال بستر پر طبعی موت سے ہوا) پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خواب اور اپنے اس تاثر اور خلجان کا ذکر کیا، آپؐ نے ارشاد فرمایا اس میں تم کو کیا بات اوپری اور غلط معلوم ہوتی ہے، (تم نے ان کے درجات کی جو ترتیب دیکھی ہے وہی ہونا چاہئے اور جو تیسرا ساتھی اپنے دو ساتھیوں کی شہادت کے بعد کچھ عرصہ زندہ رہا اور نمازیں پڑھتا رہا اور اللہ کا ذکر کرتا رہا اسی کو سب سے آگے اور بلند تر ہونا چاہئے، کیوں کہ) اللہ کے نزدیک اس مومن سے کوئی افضل نہیں، جس کو ایمان اور اسلام کے ساتھ عمر دراز ملے جس میں وہ اللہ کی تسبیح (سبحان اللہ کا ذکر) تکبیر (اللہ اکبر) کا ذکر اور تہلیل (سبحان اللہ کا ذکر) کرے۔

(تشریح) اس سے پہلی حدیث کی تشریح میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے اسی سے اس حدیث کی بھی تشریح ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ! اگر سمجھ دے، تو ان دونوں حدیثوں میں ان جزباتی اور باتونی لوگوں کے لئے بڑا سبق ہے، جو جہاد اور شہادت کی صرف باتوں اور جھوٹی تمناؤں میں اپنا وقت گزارتے ہیں، حالانکہ جہاد اور شہادت کا کوئی میدان ان کے سامنے نہیں ہوتا، اور نماز، روزہ اور ذکر و تلاوت وغیرہ اعمالِ خیر کے ذریعے اعلیٰ سے اعلیٰ دینی ترقیوں کا جو موقع اللہ کی طرف سے ان کو ہر وقت ملا ہوا ہے وہ اس کی قدر نہیں کرتے اور ان چیزوں کو معمولی اور ادنی درجہ کی چیزیں سمجھ کر ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے، بلکہ بعض اوقات تو ان اعمالِ خیر کو طنز کا نشانہ بنا کر اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں ''و یحسبحون انعم یحسنون صنعاً''۔

● مندرجہ بالا آیات قرآنی اور حدیث سے ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ نہ ہی خدا تشدد پسند فرماتا ہے اور نہ اس کے رسولؐ تشدد پر عمل کرنے کی ہدایت کرتے ہیں اور حق کیلئے جان دینے والا (شہید) طویل عمر والے اور خلوص سے خدا کی عبادت کرنے والے سے بہتر نہیں ہے، اس لئے ہمیشہ پُرامن رہنے کی کوشش کرنی چاہئے اور لمبی عمر تک زندہ رہنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ زیادہ سے زیادہ نیک عمل کر کے اپنے درجات کو بلند کرسکیں۔

انسانیت سب سے بڑی عبادت ھے:

● حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند وہ ہے جو اس کی مخلوق سے نیک سلوک کرتا ہے''۔ (مشکوۃ، ترجمان الحدیث جلد دوم حدیث ۲۳۹)

● حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا، اے آدم کے بیٹے! میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہیں کی۔

وہ عرض کرے گا، اے میرے رب! میں کیسے آپ کی عیادت کرتا آپ تو ساری کائنات کے رب ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیا تو نہیں جانتا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا، اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔

اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا تو نے مجھے نہ کھلایا۔

وہ عرض کرے گا، اے میرے رب! میں کیسے آپ کو کھانا کھلاتا حالانکہ آپ تو ساری کائنات کے پروردگار ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیا تو نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا اور تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا، کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس کھانے کو میرے یہاں پاتا۔

اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا، تو نے مجھے پانی نہ دیا۔

وہ عرض کرے گا، اے میرے پروردگار! میں کیسے آپ کو پانی پلاتا حالانکہ آپ تو ساری کائنات کے رب ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا لیکن تو نے اسے پانی نہ پلایا، اگر تو اسے پانی پلا دیتا تو اس پلائے ہوئے پانی کو میرے یہاں پاتا۔ (ترجمان الحدیث جلد دوم حدیث ۲۴۵)

- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ایک آدمی کو راستہ چلتے ہوئے بڑی پیاس لگی، پھر وہ ایک کنویں کے قریب پہنچا، کنویں کی تہہ میں اتر کر اپنی پیاس بجھائی اور باہر آیا اس دوران اس نے دیکھا کہ ایک پیاسا کتا گیلی مٹی چاٹ رہا تھا، اس نے اپنے دل میں کہا کہ کتا پیاس کی شدت سے تڑپ رہا ہے، جیسا میں تڑپ رہا تھا، اس لئے وہ دوبارہ کنویں میں اُترا، اپنے جوتے میں پانی بھرا، اپنے دانتوں سے اس جوتے کو پکڑ کر کنویں سے باہر آیا اور کتے کی پیاس بجھائی، اللہ تعالیٰ کو یہ ادا پسند آئی اور اس بندے کو معاف کر دیا، یہ سن کر لوگوں نے عرض کیا ''اے اللہ کے رسول! کیا ہمیں جانوروں کی خدمت پر بھی انعام (ثواب) ہے؟'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر تر کلیجہ والے کی خدمت پر انعام ملے گا، یعنی ہر جاندار کی خدمت پر ثواب ملے گا۔ (بخاری، جلد سوم، کتاب ۴۳/نمبر ۶۴۶)

انسانیت اور خدمت خلق اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے نہ کہ تشدد اور بدامنی جیسا کہ بعض غیر مسلم دانشور ظاہر کرتے ہیں، اس لئے ہمیں اپنے عمل سے دنیا کے سامنے اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنی چاہئے، تاکہ لوگ اسلام کے قریب ہوں اور ہم خود بھی دینی اور دنیاوی لحاظ سے ترقی کریں۔

اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو رسول بنا کر کیوں بھیجا؟

- حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام ملک عرب اور یورپ کیلئے پیغمبر تھے اس لئے ان علاقوں کے تمام لوگ انہیں پیغمبر تسلیم کرتے ہیں۔

حضرت اسمٰعیلؑ بھی پیغمبر تھے اور مکہ میں قیام فرماتے تھے اس لئے عرب کے تمام باشندے حضرت اسماعیل کی تعلیمات سے واقف تھے، وہ شرک تو کرتے تھے مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے بھی وہ ایک خدا کی عبادت کرتے تھے حج بھی کرتے تھے اور غار حرا میں تنہائی میں صرف ایک خدا کی عبادت اور اعتکاف بھی کرتے تھے، اس لئے اہل عرب بلکہ تمام دنیا کے لوگ جانتے تھے کہ اس کائنات کا کوئی واحد خالق و مالک ہے جو خدا کہلاتا ہے، مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:

''ان سے کہو، بتاؤ اگر تم جانتے ہو کہ یہ زمین اور اس کی ساری آبادی کس کی ہے؟ یہ ضرور کہیں گے اللہ کی، ان سے پوچھو ساتوں آسمانوں اور اس عرشِ عظیم کا مالک کون ہے؟ یہ ضرور کہیں گے اللہ، کہو، پھر تم ڈرتے کیوں نہیں؟ ان سے کہو، اگر تم جانتے ہو کہ ہر چیز پر اقتدار کس کا ہے؟ اور کون ہے وہ جو پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا؟ یہ ضرور کہیں گے کہ یہ بات تو اللہ ہی کے لئے ہے۔ پھر کہو، کہاں سے تم کو دھوکا لگتا ہے؟''۔ (سورۃ مؤمنون آیات ۸۴ تا ۸۹)

یہ آیت اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ لوگ اللہ کو اچھی طرح پہچانتے تھے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں بھیجا؟۔

- حضرت امام مالکؒ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے مجھے پیغمبر مقرر فرمایا ہے تاکہ میں دنیا کو بہترین اخلاق کی تعلیم دوں۔ (مؤطا)

بہترین کردار کے ساتھ ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیادی تعلیم یہ تھی کہ '' لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں (یا شرک نہ کرو اور صرف ایک خدا کی عبادت کرو)۔

آپؐ نے فرمایا: ''کلمہ پڑھ لو، کامیاب ہو جاؤ گے۔ (مسند احمد، نسائی)

اس لئے اس زندگی اور آخرت میں کامیاب ہونے کیلئے سب سے پہلے ہمارا ایمان کامل ہونا چاہئے۔ پھر ہمارے اخلاق بہترین ہونے چاہئیں۔

- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ''(اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے''۔ (سورۃ آلِ عمران آیت ۳۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالص اسلام اور بہترین اخلاق کی تعلیم دی تھی، اس ایک راستے کے سوا اور کوئی راستہ نہیں ہے جسے اختیار کر کے کوئی اللہ کا محبوب بن سکتا ہے، اس لئے آیئے اس پر عمل کریں۔

نبی کریم ﷺ کی پیروی کیسے کریں؟:

(۱) اللہ تعالیٰ کے احکامات جاننے کیلئے قرآن کریم کی تلاوت کریں۔ اگر آپ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی تفسیر قرآن 'معارف القرآن' پڑھیں تو آپ کو قرآن کریم کی مکمل معلومات حاصل ہوگی، دیگر تراجم قرآن کی تفصیلات اس کتاب کے آخر میں دی گئی ہے۔ ﴿بقیہ اگلے صفحہ ۱۴۷ پر......﴾

(۴۸) چند قرآنی آیات جو آپ کی پریشانی دور کرسکتی ہیں

حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''بلاشبہ میں ایک ایسی آیت جانتا ہوں کہ اگر لوگ (صرف) اسی آیت پر عمل کریں تو ان کو وہی ایک آیت کافی ہوجائے''۔ (احمد، ابن ماجہ، دارمی، منتخب ابواب جلد ۲ حدیث ۱۳۶۰)

اس ایک آیت کا مفہوم یہ ہے: ''جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے خدا اس کے لئے (ہر مشکل سے) چھٹکارے کا راستہ پیدا کردیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں وہم و گمان بھی نہیں ہوتا''۔ (سورۃ طلاق، آیات ۲ اور ۳)

- مذکورہ بالا آیات کو بہتر سمجھنے کے لئے میں اس سے اگلی آیات بھی درج کررہا ہوں، اگر آپ انہیں سمجھ لیں، ان پر یقین رکھیں، انہیں حفظ کریں اور انہیں بار بار دہرائیں تو ان کی برکت اور آپ کی نئی ایمانی طاقت سے آپ کی زندگی واقعی بدل سکتی ہے۔

(۱) ومن یتق اللّٰہ یجعل له مخرجاً (جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے تو خدا اس کے لئے (ہر مشکل سے چھٹکارے کا) راستہ پیدا کرے گا)۔

(۲) ویرزقه من حیث لایحتسب (خدا مومن کو ایسے ذرائع سے رزق عطا کرتا ہے کہ جہاں سے وہم و گمان بھی نہ ہو)۔

(۳) ومن یتوکل علی اللّٰہ فھو حسبه (خدا مومن کی ہر ضرورت کو پوری کرتا ہے)۔

(۴) ان اللّٰہ بالغ امرہ (خدا اپنے کام کو جو وہ کرنا چاہتا ہے پورا کردیتا ہے)۔

(۵) قد جعل اللّٰہ لکل شیٔ قدیراً (خدا نے ہر بندے کا مقدر، مقرر کردیا ہے، واقعات اسی کے مطابق پیش آتے ہیں)۔

ان آیات سے کیسے استفادہ کریں؟

(۱) بحران کے وقت ان آیات کا مفہوم بار بار زبان سے دہرائیں اور ان آیات کے پیغام پر یقین رکھیں، اگر ایک مرتبہ آپ نے اپنے دل میں مان لیا کہ ''خدا آپ کو بحران (پریشانی، مصیبت) سے بچانے کیلئے کوئی راستہ بنائے گا تو آپ کے دل کو سکون اور روح کو قرار ملے گا اور اس طرح آپ کی ذہنی پریشانیاں اور دباؤ تیزی سے ختم ہوجائے گا۔

(۲) اپنی دعاء میں ایک بار اس آیت کی تلاوت کریں اور خدا سے عاجزانہ التجا کریں کہ وہ اپنے وعدے کے مطابق آپ کو ہر پریشانی سے دور کرنے کا راستہ نکالے، بار بار اس آیت کی تلاوت کریں اور بار بار التجا کریں، اگر آپ نے خلوص سے دعا مانگی تو آپ کے دل کو یقین آجائے گا اور آپ کو مشکل سے بچنے کی ترکیب اور منصوبہ بھی سمجھ میں آجائے گا، اس ترکیب اور منصوبے کو فوراً لکھ لیں کیونکہ بحرانی حالت میں ذہن پراگندہ ہوجاتا ہے، اس لئے ممکن ہے کچھ عرصہ بعد آپ پھر پریشان ہوجائیں یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مشکلوں کا جو حل بتایا گیا ہے وہ آپ پھر سے بھول جائیں۔

(۳) تجارتی بحران کے دوران یا آرڈرز کی کمی کے وقت، مندرجہ بالا پانچ آیات کی روزانہ ۱۰۰/ بار تلاوت کریں اور ہوا میں دم کریں، جو تجارت یا آرڈرز آپ کے مقدر میں تھے، لیکن روحانی وجہ یا کسی اور سبب سے آپ کو ملنے میں دیر ہوئی وہ فوراً آپ تک پہنچیں گے (اس بیان کے لئے میرے پاس کوئی حوالہ نہیں ہے کیونکہ یہ میرے پڑھنے میں نہیں آتا، البتہ ایک بزرگ نے مجھے ایسی ہدایت کی، میں نے اس پر عمل کیا اور اسے سچ پایا)۔

(۴) شیخ الاسلام حضرت فریدالدینؒ کے مطابق جو بندے دولت اور عزت چاہتے ہیں انہیں ہر فرض نماز کے بعد تین بار درود شریف، تین بار سورۂ اخلاص اور تین بار مندرجہ بالا پانچ آیات، پھر تین بار درود شریف پڑھ کر خدا سے دعا کرنی چاہئے، انشاء اللہ خدا آپ کو دولت اور شہرت سے نوازے گا اور غریبی سے آپ کو بچائے گا۔ (نفع خلائق، ۳۱۷)

(۵) ان آیات سے آپ کو امدادِ غیبی ملے گی، اس طرح ان آیات میں ایک عظیم فلسفہ کوزے میں دریا کی طرح ہے، اگر آپ ان آیات کی تعلیم پر یقین رکھیں اور یاد رکھیں تو آپ کا یقین اور ایمان پختہ ہوگا اور آپ زندگی میں کبھی پریشان نہ ہوں گے۔

پریشانیوں اور مصیبتوں پر کیسے قابو پایا جائے؟

جنگ خندق میں ۲۵۰۰۰ دشمن فوجیوں نے مدینہ کا محاصرہ کر لیا تھا، تقریباً ایک مہینے تک انہوں نے خندق پار کرنے کی کوشش کی تاکہ شہر میں داخل ہوں، لیکن ۳۰۰۰ مجاہدین نے شہر کا دفاع کیا اور دشمن کو پیچھے دھکیلتے رہے، دشمن کی تعداد مجاہدین سے آٹھ گنا زیادہ تھی اور ان کے پاس ہتھیار بھی زیادہ تھے، چند مسلمان ضرور پریشان تھے، حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں ''ہم میں کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا ایسے مشکل وقت کیلئے کوئی خاص دعاء ہے جس کے ذریعہ ہم خدا سے مدد طلب کر سکتے ہیں؟ کیونکہ ہم بہت ہراساں اور پریشان ہیں'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! ایک دعاء ہے جس کے ذریعہ خدا کی مدد مانگیں۔

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَآمِنْ رَوْعَاتِنَا (اے خدا! ہمیں محفوظ رکھ اور ہماری پریشانیوں کو جرأت اور امن سے بدل دے)۔

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جیسے ہی ہم نے اس آیت کی تلاوت شروع کی، خدا نے ایک تیز و تند ہوا بھیجی جس نے دشمن کے سپاہیوں کا صفایا کر کے انہیں منتشر کر دیا اور ہمیں آرام اور ذہنی سکون حاصل ہوا''۔ (رواہ احمد ۳/۳، بحوالہ منتخب احادیث صفحہ نمبر ۶۸۸)

- حضرت انسؓ کے مطابق جب بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پریشان ہوتے تو مندرجہ ذیل دعاء فرماتے: ''یَا حَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ''۔

ترجمہ: ''اے ابدی خدا! جو کائنات کو چلاتا ہے، میں تجھ سے تیرے رحم کی درخواست کرتا ہوں''۔ (حاکم، ابن سینا، حصن حصین صفحہ نمبر ۲۰۹)

پچھتانا بند کریں:

- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ سے وہ مانگو جس میں تمہارا فائدہ ہو، اللہ پر ایمان رکھو اور کبھی بزدل (پست ہمت، کمزور) مت بنو، اگر کچھ غلط ہو جائے یا کوئی چیز کھو جائے تو یہ مت کہو ''اگر میں ایسا کرتا تو یہ نقصان نہ ہوتا'' (اپنے سوچے سمجھے صحیح عمل پر نہ پچھتاؤ) پچھتانے کی بجائے یہ کہو ''جو کچھ ہوا ہے اس کا فیصلہ اللہ نے کیا ہے اور اللہ وہی کرتا ہے جس کا فیصلہ کرتا ہے'' کیونکہ ''اگر'' کا لفظ شیطان کیلئے دروازہ کھولتا ہے کہ وہ ہمیں غلط راستے پر چلائے۔ (مسلم)

- بڑے جہازوں میں اوپری خول سے بالکل لگے ہوئے اندر کی طرف جو کمرے ہوتے ہیں ان کی درودیوار اور دروازے بھی فولاد کے ہوتے ہیں، اگر کوئی چیز اوپری خول سے ٹکرا کر اس میں چھید کرتی ہے تو جہاز میں پانی گھسنے لگتا ہے، لیکن اندرونی کمروں کے دروازے بھی فولادی ہوتے ہیں اور اندر سے واٹر پروف ہوتے ہیں، اس لئے کیبن کے دروازے جو چھید کے قریب ہیں فوراً بند کر دئے جاتے ہیں اور اگر وہ مضبوطی سے صحیح طور پر بند ہیں تو پانی صرف اسی ایک کیبن میں بھر کر رُک جاتا ہے اور جہاز محفوظ رہتا ہے اور سمندر میں ڈوبے بغیر اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ جاتا ہے۔

ڈیل کارنیگی نے اپنی مشہور کتاب ''How to stop worrying and start living'' میں ان فولادی دروازوں کی مثال دی ہے اور لکھا ہے کہ ''اگر آپ اپنے ماضی اور مستقبل کو ایسے واٹر پروف فولادی دروازوں سے بند کریں تو صرف اسی وقت آپ کی زندگی کا جہاز منزلِ مقصود تک بحفاظت پہنچے گا'' ورنہ ماضی پر پچھتاوے کا بوجھ اور کل کے شیخ چلّی کی طرح خوب صورت خوابوں کا ناقابل برداشت بوجھ آپ کی زندگی کے جہاز کو ڈبو دے گا۔

اس لئے نہ ماضی پر پچھتائیں نہ دن میں آنے والے کل کے سپنے دیکھیں؛ بلکہ صرف حال پر پوری توجہ دیں۔

اگر آج آپ نے اپنے گذر رہے وقت کا بہترین استعمال کیا تو آپ کا مستقبل اپنے آپ سنور جائے گا۔

پریشانیوں کے اسباب سے بچیں:

- پریشانیوں کے عام طور دو اسباب ہوتے ہیں: تلخ ماضی کو یاد کرنا اور سماج کے دیگر مالدار لوگوں کے مقابلے میں اپنی ناکامیوں پر مایوس ہو جانا، پہلے سبب پر ہم گفتگو کر چکے ہیں، دوسرے سبب کے سلسلے میں ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں:

حضرتِ عائشہؓ کہتی ہیں مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عائشہ! اگر تم میرے ساتھ جنت میں رہنا چاہتی ہو تو اتنی دنیا تمہارے لئے کافی ہونی چاہئے جتنا سامان کسی مسافر کے پاس ہوتا ہے اور خبردار دنیا کے طلب گار مالداروں کے پاس مت بیٹھنا اور کپڑا پُرانا ہو جائے تو اسے مت اُتار پھینکو بلکہ پیوند لگا کر پہنو''۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ترمذی، زادراہ حدیث ۲۶۵)

دنیا کے طلبگار مالدار لوگوں کے پاس بیٹھنا آپ کی مایوسی میں اضافہ کرے گا اور آپ کو گناہگار اور غمگین کر دے گا، اس لئے ایسے مالداروں کی صحبت میں رہنے سے پرہیز کیجئے جو مال کی لالچ میں مبتلا رہتے ہیں۔

- اگر آپ کی بیوی اور بچے آپ کی پریشانی کا سبب ہیں تو دعا کرتے ہوئے قرآن کریم کی سورۃ الفرقان کی آیت نمبر ۷۴ کی مسلسل تلاوت کریں، وہ آیت اس طرح ہے:

''رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا''

''اور وہ جو (خدا سے) دعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں کی

طرف سے (دل کا چین) اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا''۔(سورۃ فرقان، آیت ۷۴)

● اگر زندگی کے مشکل مسائل آپ کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں تو مندرجہ ذیل دعاء ہر نماز کے بعد مانگیں (اس سلسلے میں ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں)۔

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابوامامہؓ مسجد میں بے وقت بیٹھے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ وہ اس وقت مسجد میں کیوں بیٹھے ہیں جو کہ نماز کا وقت نہیں ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ میں پریشانی اور قرض میں مبتلا ہوں، ذہنی سکون کے لئے میں مسجد میں بیٹھا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا میں تمہیں ایسی دعاء سکھاؤں جو تمہیں پریشانی اور قرض سے نجات دے؟'' پھر آپ ؐ نے فرمایا کہ مندرجہ ذیل دعاء پڑھیں۔(بخاری، ترمذی، نسائی، حصن حصین)

عبادت سے غافل نہ ہوں:

● اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ تمام انسانوں کو آگاہ کیا ہے کہ: ''اے میرے بندے! اگر تو میری عبادت میں مصروف رہے گا تو میں تجھے آرام و آسائش سے خوشحال رکھوں گا اور تیرے دل کو سخاوت سے بھر دوں گا؛ لیکن اگر تو میری عبادت سے غافل رہا تو نہ میں تیرے ہاتھ مصروفیت سے کبھی خالی کروں گا اور نہ کبھی تیری محتاجی اور مفلسی دور کروں گا''۔(ابن ماجہ)

اگر عبادت سے غفلت نے آپ کو عذاب میں مبتلا کیا ہے تو پہلے اپنی اصلاح کریں تب ہی آپ کی پریشانی دور ہوگی۔

خوف پر کس طرح قابو پائیں؟:

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر تم خوف اور پریشانی محسوس کرو تو مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت کرو:

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّمَّآتِ مِنْ غَضَبِہٖ ط وَشَرِّ عِبَادِہٖ۔
وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیٰطَانِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ۔

ترجمہ: ''میں اللہ کے اسمائے حسنہ کی پناہ لیتا ہوں، اس کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں، بندوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں، شیطان کے وسوسوں سے پناہ مانگتا ہوں (میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں) کہ شر سے محفوظ رہوں، بچا رہوں''۔(مشکوٰۃ، جلد ا صفحہ ۲۱۷، ابن سینا صفحہ ۲۱۳، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۹۱، حصن حصین صفحہ ۲۱۵)

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

﴿بقیہ پچھلے صفحہ ۱۴۴ کا......﴾

(۲) حدیث شریف کا مطالعہ کریں تاکہ آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور اعمال کا علم ہو۔

(۳) ان پر عمل کرنے کی امکانی کوشش کریں۔

(۴) میں نے تجارتی زندگی سے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی ہدایات اس کتاب میں جمع کردی ہیں، اس لئے کم از کم تجارتی زندگی میں ان کی پیروی کریں۔

(۵) مولانا محمد منظور نعمانی کی کتاب معارف الحدیث کا مطالعہ کریں تاکہ زندگی کے ہر شعبے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا سنت ہے اس کا ہم کو زیادہ سے زیادہ علم ہو۔

● اللہ تعالیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہؓ پر رحمتیں نازل فرمائے، جنہوں نے ہمیں انسانیت کا سبق سکھایا، اللہ تعالیٰ ان تمام ائمہ پر رحمت کا نزول فرمائے جنہوں نے کڑی محنت کرکے ہمارے لئے قیمتی اور اہم دینی کتابیں لکھیں، اللہ تعالیٰ ہمیں عقل عطا فرمائے تاکہ اس کے احکامات کو سمجھیں اور ان پر عمل کریں اللہ تعالیٰ پوری دنیا کو دین حق کے علم کی توفیق عطا فرمائے اور اس پر عمل کرنے کا شعور دے، اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری امت کو دنیا و آخرت میں کامیاب فرمائے۔

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

مسلمان کیوں ستائے جاتے ہیں؟

حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود و مالک نہیں، میں حکمرانوں کا مالک ہوں اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہاں عالم کے دل میرے ہاتھ میں ہیں (اور میرا قانون ہے کہ) جب میرے بندے میری اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں تو میں اُن کے حکمرانوں کے دلوں کو رحمت و شفقت کے ساتھ اُن بندوں پر متوجہ کردیتا ہوں اور جب بندے میری نافرمانی کا راستہ اختیار کرلیتے ہیں تو میں اُن کے حکمرانوں کے قلوب کو خفگی اور عذاب کے ساتھ ان بندوں کی طرف موڑ دیتا ہوں پھر وہ ان کو سخت تکلیفیں پہنچاتے ہیں، پس تم اپنے کو حکمرانوں کیلئے بددعا میں مشغول نہ کرو بلکہ مشغول کرواپنے کو میری یاد میں اور میری بارگاہ میں الحاح وزاری میں، تاکہ میں تمہارے لئے کافی ہو جاؤں حکمرانوں کے عذاب سے نجات دینے کے لئے۔(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم: معارف الحدیث، جلد ہفتم، صفحہ نمبر ۲۴۶)

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: ''جو شخص نیک اعمال کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت (بشرطیکہ) مومن بھی ہوگا، تو ہم اس کو دنیا میں پاک (اور آرام) کی زندگی سے زندہ رکھیں گے اور (آخرت میں) ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے''۔(سورہ نحل آیت ۹۷)

(۴۹) زندگی میں کیسے خوش رہیں؟

اللہ تعالیٰ پربھروسہ (توکل) رکھو:

● جب ہمیں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہوتا ہے تو ہمیں اندرونی سکون اور یقین حاصل ہوتا ہے۔

قرآن کی مندرجہ ذیل آیت سے اس بات کی تائید ہوتی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

● ''کفّار کا پیچھا کرنے میں سُستی نہ کرنا۔ اگر تم بے آرام ہوتے ہو تو جس طرح تم بے آرام ہوتے ہو اس طرح وہ (کفّار) بھی بے آرام ہوتے ہیں اور تم خدا سے ایسی ایسی امیدیں رکھتے ہو جو وہ (کفّار) نہیں رکھ سکتے اور خدا سب کچھ جانتا اور بڑی حکمت والا ہے۔ (سورۃ نساء، آیت ۱۰۴)

(چونکہ مومن کو اللہ سے جنت کی اُمید ہے اور دنیا میں مدد کی اُمید ہے۔ اس لئے ان اُمیدوں کی بنا پر ایک مومن کو رنج و غم ایک کافر کے مقابلہ میں کم ہوتا ہے۔)

● باب ''چند آیتیں جو آپ کی پریشانی دور کرسکتی ہے'' میں ہم نے پڑھا کہ اگر ہم سورۃ الطلاق کی آیت نمبر ۲ اور ۳ یاد رکھیں اور ان کے معنی پر یقین رکھیں تو ہمیں اندرونی قوت اور ذہنی سکون حاصل ہوتا ہے۔

اس آیت میں اس بات کا بیان ہے کہ اگر ہم خدا کا خوف کریں اور اس کے عائد کردہ فرائض پورے کریں تو خدا ہمارے لئے مشکلات سے نکلنے کا راستہ بنائے گا۔

چونکہ اللہ تعالیٰ پر یقین پریشانیوں کو بیحد کم کردیتا ہے اور ہمیں سکون اور اعتماد عطا کرتا ہے، اس لئے زندگی میں خوش رہنے کی پہلی شرط ہے کہ ہمارا اللہ تعالیٰ پر پورا یقین ہو۔

اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہیں:

● ''اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا کہ اس (کی تاثیر) سے پہاڑ چل پڑتے یا زمین پھٹ جاتی یا مُردوں سے کلام کرسکتے (تو یہی قرآن ان اوصاف سے متصف ہوتا) مگر بات یہ ہے کہ سب باتیں خدا کے اختیار میں ہیں''۔ (سورۃ رعد، آیت ۳۱)

یعنی قرآن شریف میں ایسی تاثیر تو ہے مگر اللہ تعالیٰ کسی مصلحت کے تحت اسے ظاہر ہونے نہیں دیتے۔

● ''اور سن رکھو کہ خدا کی یاد سے دل آرام پاتے ہیں''۔ (سورۃ رعد، آیت ۲۸)

● ''لوگوں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نصیحت اور دلوں کی بیماریوں کی شفا اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت آپہنچی ہے''۔ (سورۃ یونس، آیت ۵۷)

● آنکھیں دیکھنے کیلئے، کان سننے کیلئے اور زبان چکھنے کیلئے بنائی گئی ہے آپ کان سے نہیں کھا سکتے یا موسیقی کا مزہ زبان سے نہیں لے سکتے، اگر آپ کان سننے کیلئے استعمال کریں گے تو آپ کو آواز سے خوشی ہوگی، آنکھوں سے دیکھیں اور زبان سے لذیذ غذائیں چکھیں تو مسرت ہوگی۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی تخلیق (انسانی ارواح) اور جنّوں کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا۔ (سورۃ ذاریات، آیت ۵۶)

چونکہ ارواح اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے پیدا کی گئی ہیں اور مندرجہ بالا آیت اس کو ثابت کرتی ہے کہ قرآن کی آیات میں زبردست طاقت اور شفا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہی دل سکون پاتے ہیں، اس لئے جب روح عبادت کرے گی تو اسے زندگی کی صحیح خوشی اور سکون حاصل ہوگا، جیسے کان، غذا سے لطف نہیں اٹھا سکتا، اسی طرح روح مادّی ترقی سے سکون و راحت نہیں پاسکتی۔

اس لئے ذہنی سکون اور دل کا قرار حاصل کرنے کیلئے مسلسل عبادت اور خدا کی حمد و ثنا کرنا چاہئے۔

خود سے کمتر لوگوں کو دیکھو، برتر لوگ کو نہ دیکھو:

● رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ان لوگوں کو دیکھو جو تم سے کمتر ہیں نہ کہ انہیں دیکھو جو تم سے برتر ہیں (مادّی طور پر) کیونکہ اس طرح تم خدا کی دی ہوئی نعمت کی ناقدری نہ کروگے''۔ (بخاری، مسلم)

جب تمہیں اندازہ ہوگا کہ اس دنیا میں بہت سارے ایسے انسان ہیں جن کے پاس نہ اتنی دولت ہے، نہ صحت، نہ فرصت نہ وہ تمام نعمتیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے

تمہیں نوازا ہے تو تم خود کو خوش نصیب سمجھو گے، تم اپنی نعمتوں کی قدر کرو گے اور یہ اچھا احساس تمہارے دل کا دکھ مٹادے گا اور تمہاری خوشی میں اضافہ کرے گا۔

مسنون دعائیں مانگیں:

- مستقبل کو سنوارنے کے بہترین طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ ان دعاؤں کو مانگا جائے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے مانگتے تھے، ان میں سے کچھ مسنون دعائیں مندرجہ ذیل ہیں:

اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ ھُوَعِصْمَۃُ اَمْرِیْ، وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَاشِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ آخِرَتِی الَّتِیْ فِیْھَا مَعَادِیْ، وَاجْعَلِ الْحَیَاۃَ زِیَادَۃً لِّیْ فِیْ کُلِّ خَیْرٍ، وَالْمَوْتَ رَاحَۃً لِّیْ مِنْ کُلِّ شَرٍّ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: اے خدا! میرے لئے مذہب (دین ایمان) کا راستہ صحیح بنا، جس سے میرے گناہ سرزد نہ ہوں، میری زندگی میرے لئے صحیح بنا (جس میں میرا رزق شامل ہے) میری آخرت کی زندگی صحیح بنا کیونکہ مجھے وہیں واپس جانا ہے اور میری زندگی میرے لئے ہر لمحہ بہتر بنا اور موت میرے لئے تمام برائیوں سے بچنے کا ذریعہ بنا۔ (رواہ مسلم)

- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا فضل ان الفاظ میں تلاش فرمایا ہے: اَللّٰھُمَّ رَحْمَتَکَ اَرْجُوْ فَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ، وَاَصْلِحْ لِیْ شَأْنِیْ کُلَّہٗ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ۔ (رواہ ابوداؤد باسناد صحیح)

ترجمہ: اے خدا! مجھ پر رحم فرما۔ ایک لمحہ کیلئے بھی مجھے خود پر بھروسہ کرنے والا مت بنا اور میرے لئے تمام معاملات صحیح کردے اور کوئی بت اس لائق نہیں کہ اس کی تیرے سوائے عبادت کی جائے۔ (ابوداؤد)

اگر کوئی دعا خلوصِ دل، عاجزی اور شدید چاہ کے ساتھ مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ اس دعا کو ضرور قبول کرتا ہے، دعاؤں کی قبولیت کی ایک نشانی یا اثر یہ ہے کہ زندگی میں امن وخوشی محسوس ہونے لگتی ہے۔

قریبی رشتہ داری، خوشی کا پہلا ذریعہ ہے:

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کسی مومن مرد نے کسی مؤمنہ (اس کی بیوی) سے نفرت نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اگر وہ اس کی ایک برائی کو پسند نہیں کرتا تو یقیناً اس کی دوسری خوبی کو پسند کرے گا۔ (مسلم)

- حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے بہتر ہو اور میں تم میں کا سب سے بہتر ہوں اپنی بیویوں کے لئے''۔ (ابن ماجہ، ابن عباسؓ زاد راہ حدیث ۳۲۱)

- اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ اللہ کے نیک بندے اللہ سے اس طرح دعا کرتے ہیں: ''رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَاماً''

''اور وہ جو (خدا سے) دعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے (دل کا چین) اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا''۔ (سورۃ فرقان، آیت ۷۴)

یہ دعا خاندانی زندگی بہتر بناتی ہے اور مسرت میں اضافہ کرتی ہے۔

- خاندان یا گھر کے افراد اور خاندانی زندگی خوشیوں کا سب سے اہم ذریعہ ہے، ان کے لئے دعا بھی کریں، بیوی بچوں کے ساتھ اور گھر میں خوشگوار ماحول کیلئے عملی کوششیں بھی کریں۔

جیسا آپ کا عمل ہوگا ویسے ہی آپ کے جذبات ہونگے:

- اگر آپ عمدہ لباس پہنیں، عطر لگائیں، بالوں کو کنگھے سے اچھا سنواریں اور اچھی شخصیت بنائیں تو خود بخود اپنے آپ کو خوش وخرم اور تروتازہ محسوس کریں گے۔ اگر آپ اپنی غلیظ اور مایوس شخصیت بنائیں گے تو آپ خود بخود دکھی اور مایوس ہوجائیں گے، کیونکہ جیسا آپ کا عمل ہوگا ویسے ہی آپ کے جذبات ہونگے۔

- حضرت جبیرؓ روایت کرتے ہیں کہ ''ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملاقات کے لئے ہمارے ہاں تشریف لائے، تو آپؐ کی نظر ایک پراگندہ حال شخص پر پڑی جس کے سر کے بال بالکل منتشر تھے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ: ''کیا یہ آدمی ایسی کوئی چیز نہیں پاسکتا تھا جس سے اپنے سر کے بال ٹھیک کرلیتا؟'' (اور اسی مجلس میں) آپؐ نے ایک آدمی کو دیکھا جو بہت میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے تھا، تو ارشاد فرمایا: ''کیا اس کو کوئی چیز نہیں مل سکتی تھی جس سے یہ اپنے کپڑے دھوکر صاف کرلیتا؟''۔ (مسند احمد، سنن نسائی، معارف الحدیث جلد ۶ صفحہ ۲۹۸)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم الجھے ہوئے بال اور گندہ لباس پسند نہیں فرماتے تھے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں ہمیشہ اچھا لباس پہننا چاہئے اور اچھی شخصیت رکھنی چاہئے۔

- ایسی ہی ایک حدیث امام مالکؒ نے اپنی کتاب ''مؤطا'' میں بیان کی ہے عطا ابن یسار کے حوالہ سے۔

- ابوالاحوص تابعی اپنے والد (مالک بن فضلہ) سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں بہت معمولی اور گھٹیا قسم کے کپڑے پہنے ہوئے تھا، تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا تمہارے پاس کچھ مال ودولت ہے؟'' میں نے کہا کہ ''ہاں (اللہ کا فضل ہے)'' آپؐ نے پوچھا کہ ''کس

قسم کا مال ہے؟'' میں نے کہا کہ ''اللہ نے مجھے ہر قسم کا مال دے رکھا ہے، اونٹ بھی ہیں، گائے بیل بھی ہیں، بھیڑ بکریاں بھی ہیں، گھوڑے بھی ہیں، غلام باندیاں بھی ہیں'' آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''جب اللہ نے تم کو مال و دولت سے نوازا ہے تو پھر اللہ کے انعام و احسان اور اس کے فضل و کرم کا اثر تمہارے اوپر نظر آنا چاہئے''۔ (مسند احمد، سنن نسائی، معارف الحدیث جلد ۶ صفحہ ۲۹۶)

● حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اجازت ہے خوب کھاؤ پیو، دوسروں پر صدقہ کرو، اور کپڑے بنا کر پہنو، بشرطیکہ اسراف (فضول خرچی) اور نیت میں فخر و استکبار (گھمنڈ اور دوسروں پر برتری جتانا) نہ ہو''۔ (مسند احمد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث جلد ۶ صفحہ ۲۹۸)

● زندگی میں خوش رہنے کیلئے ہمیشہ عمدہ لباس پہنیں اور عطر لگائیں، ہمیشہ مسکرائیں اور مثبت سوچ والے کی طرح برتاؤ کریں اور بہادر بنیں، افرادِ خاندان کو بھی اس پر چلنے کی ہدایت کریں، آپ کی غذا اور لباس آپ کی آمدنی کے مطابق ہونا چاہئے، اس سے آپ کی زندگی میں خوشی آئے گی۔

لوگ اپنے گھروں میں عام طور پر سستے، پھٹے، پرانے کپڑے پہنتے ہیں (خاص طور پر خواتین) اور سادہ غذا اور باسی کھانا کھا کر روپیہ بچانے کی کوشش کرتے ہیں، اس سے زندگی میں خوشی کم ہوجاتی ہے، اپنے پرانے کپڑے اور بچا ہوا کھانا غریبوں میں تقسیم کریں اس سے خدا آپ پر زیادہ مہربان ہوگا، اپنی آمدنی کے مطابق اچھا کھائیں اور اچھا پہنیں اس سے آپ کی خوشی بڑھے گی۔

دوسروں کے کام آنا:

● حضرت ابواُمامہ باہلیؓ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا تذکرہ کیا گیا جن میں سے ایک عابد تھا اور دوسرا عالم (اور آپ سے پوچھا گیا کہ ان دونوں میں افضل کون ہے؟) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''عالم کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی مجھ کو تم میں سب سے معمولی شخص پر فضیلت حاصل ہے''۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور آسمان والے اور زمین والے، یہاں تک کہ اپنے بلوں میں چیونٹیاں اور یہاں تک کہ مچھلیاں، سب کے سب اس شخص کے لئے بھلائی کی دعاء کرتے ہیں جو لوگوں کو بھلائی (یعنی دینی علم) کی تعلیم دینے والا ہے''۔ (ترمذی، منتخب ابواب جلد اول حدیث ۲۰۳)

● حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیوہ عورت اور مسکین کی خبر گیری کرنیوالا اس شخص کے مانند ہے جو خدا کی راہ میں سعی کرے (یعنی جو شخص بیوہ عورت اور مسکین کی دیکھ بھال اور خبر گیری کرتا ہے اور ان کی ضروریات کو پورا کر کے ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے اس کا ثواب اس ثواب کے برابر ہے جو خدا کی راہ میں جہاد اور حج کرنے والے کو ملتا ہے)'' اور میرا گمان ہے کہ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ ''بیوہ عورت اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا اس شخص کے مانند ہے جو نماز و عبادت کے لئے شب بیداری کرتا ہے اور شب بیداری میں نہ سستی کرتا ہے، نہ کسی فتور اور نقصان کو گوارا کرتا ہے، اور اس روزہ دار کے مانند ہے جو کبھی افطار نہیں کرتا''۔ (بخاری مسلم، منتخب ابواب جلد اول حدیث ۱۰۱۹)

جس پر اللہ کی رحمت ہوتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکینت (سکون) بھی اُترتی ہے۔ اس لئے اگر ہم سماج اور غریبوں کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں تو اس کی برکتوں کی وجہ سے ہمارے امن و سکون اور خوشیوں میں اضافہ ہوگا۔

اپنے دشمن کو نظر انداز کرو:

● ایک مرتبہ ایک شخص حضرت ابوبکر صدیقؓ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ناراض ہو رہا تھا، ہر ملامت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ خاموش رہتے اور صبر کرتے، آخر کار حضرت ابوبکر صدیقؓ کا پیمانہ صبر لبریز ہوگیا اور آپ نے اس شخص کو جواب دیا، تب فوراً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور باہر تشریف لے گئے، بعد میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا ''اے اللہ کے رسول! وہ شخص مجھے ملامت کر رہا تھا اور آپؐ خاموش رہے اور مسکراتے رہے اور جب میں نے جواب دیا تو آپ باہر چلے گئے؟'' پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ''جب تک تم صبر کرتے رہے، ایک فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دیتا رہا اس لئے میں مسکرا رہا تھا؛ لیکن جونہی تم نے جواب دیا، فرشتہ وہاں سے چلا گیا اور وہاں ایک شیطان آگیا، اس لئے میں وہاں سے چلا گیا''۔ (مشکوٰۃ)

جب تک ہم پرسکون اور صابر رہتے ہیں ہم اللہ کی حفاظت میں ہوتے ہیں اور ہمارا دشمن ناکام رہتا ہے کیونکہ وہ ہمارا وقت اور توانائی گنوا کر ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچاتا، مگر جیسے ہی ہم اسے اہمیت دیتے ہیں، جذباتی اور جوشیلے ہوجاتے ہیں، اپنا وقت اس کے خلاف سوچنے میں ضائع کرتے ہیں وغیرہ، وہ کامیاب ہوکر خوش ہوجاتا ہے، اس لئے صبر کرنے کی کوشش کریں، اس سے آپ کے ذہنی سکون، مسرت اور ثواب میں اضافہ ہوگا۔

صبر کریں اور کوشش جاری رکھیں:

قرآن کریم کی ایک آیت کا مفہوم ہے کہ ''اور جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے رزق میں فراخی کر دیتا ہے تو وہ زمین میں فساد کرنے لگتے ہیں، اس لئے وہ جس قدر

چاہتا ہے اندازے کے ساتھ نازل کرتا ہے، بیشک وہ اپنے بندوں کو جانتا ہے اور دیکھتا ہے''۔ (سورۃ شوریٰ آیت ۲۷)

- اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہماری دنیا اور آخرت کے لئے ہمارے پاس کتنی دولت ہونی چاہئے، اللہ تعالیٰ بس اُتنی ہی دولت ہمیں دیتے ہیں۔

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی تسبیح کے پڑھنے سے رزق میں برکت ہوگی تو وہ ۱۰۰٪ ہوگی ہی، اس میں کوئی شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اگر ہمیں اس تسبیح کے پڑھنے سے رزق میں برکت نہیں ہو رہی ہے تو یا تو ہم ساتھ میں کوئی گناہ بھی کر رہے ہیں یا پھر موجودہ مالی حالت ہی ہماری دنیا و آخرت میں کامیابی کے لئے ضروری ہے، زیادہ دولت کی وجہ سے ثعلبہ کی طرح ہماری بھی آخرت خراب ہوسکتی ہے۔

- اس لئے اندرونی خوشی کے لئے دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ کے اس مالی نظام کو سمجھتے ہوئے صبر کر لیجئے مگر زیادہ مال و دولت کے لئے کوشش کرتے رہئے، حضرت ایوبؑ نبی تھے، حضرت یوسفؑ کے بچھڑنے کے بعد وہ مسلسل دعا بھی مانگتے رہے اور غم میں روتے بھی رہے، مصر فلسطین سے کوئی بہت دور نہیں تھا، اور باپ بیٹے بہت آسانی سے مل سکتے تھے، مگر مصلحت کے تحت اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا اس وقت قبول کیا جب بیٹا بادشاہ بن چکا تھا۔

اسی طرح ہوسکتا ہے کہ آپ کی دعا اور تسبیح پڑھنے کا پھل بھی آپ کو کسی اہم موقع پر ملے گا اور اگر اس زندگی میں نہ بھی ملے تو ہر دعا اور تسبیح کا بدلہ اللہ تعالیٰ نے آخرت میں دینے کا وعدہ کیا ہے۔

اصلی خوشی:

ہم اپنے دل میں اصلی خوشی اور امن وسکون اسی وقت محسوس کرتے ہیں جب ہمیں اصلی اور ابدی کامیابی کا یقین ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ایسے مختلف بندوں کی فہرست بنائی ہے جنہیں ابدی کامیابی کا یقین دلایا ہے، آپ پوری کوشش کریں کہ ان بندوں کی کسی قسم میں آپ کا بھی شمار ہو، قرآن کریم میں اس قسم کے لوگوں کی مندرجہ ذیل فہرست ہے:

"اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ" یقیناً مرد اور عورتیں (جو خود کو خدا کے سپرد کردیں)۔

"وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ" مرد اور عورتیں جو (وحدانیت پر کامل یقین رکھتے ہیں)۔

"وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ" مرد اور عورتیں جو (خدا کی) فرمانبردار ہیں۔

"وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ" مرد اور عورتیں جو (اپنے قول وفعل میں) سچے ہیں۔

"وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ" مرد اور عورتیں جو صابر ہیں (اللہ کے عائد کردہ تمام فرائض ادا کرتے ہیں اور تمام ممنوع (حرام) کاموں سے دور رہتے ہیں)۔

"وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ" مرد اور عورتیں جو عاجز ہیں (اپنے اللہ کے حضور میں)۔

"وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ" مرد اور عورتیں جو زکوٰۃ اور خیرات دیتے ہیں۔

"وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ" مرد اور عورتیں جو روزے رکھتے ہیں۔ (رمضان کے فرض روزے اور نفلی روزے)۔

"وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ" مرد اور عورتیں جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، باعصمت رہتے ہیں۔

"وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ" مرد اور عورتیں جو اپنے دلوں اور اپنی زبانوں سے اللہ کو یاد کرتے ہیں۔

"اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا" اللہ تعالیٰ نے ان تمام کی مغفرت فرمادی ہے اور انہیں ایک بڑے فضل (جنت) سے نوازا ہے''۔ (سورۃ احزاب، آیت ۳۵)

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

حرفِ آخری

اگر آپ اس کتاب سے کوئی فائدہ اُٹھائیں (استفادہ کریں) تو براہِ کرم اس کتاب کے مصنف کیو۔ایس۔خان کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ مصنف سچے عقیدے اور ایمان کے ساتھ زندہ رہے اور اس ایمان پر اسے موت آئے۔

اللہ تعالیٰ، پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ، آپ کے اہل بیت، صحابہ کرامؓ، اور دنیا کے تمام اہل ایمان پر اپنا فضل فرمائے۔

اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں، اللہ ہمیں اس کے احکام سمجھنے کی عقل اور توفیق دے اور خلوص سے ان پر عمل کرنے کا جذبہ عطا فرمائے۔ آمین!

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

(۵۰) اپنی روح کی بیٹری کیسے چارج کریں؟

کچھ لوگ اس طرح شکایت کرتے ہیں کہ میں سخت محنت کرنا چاہتا ہوں لیکن میں یہ کر نہیں پاتا، میں تھک جاتا ہوں یا کام میں ڈھیل دیتا ہوں یا اپنا کام کل پر ٹال دیتا ہوں، میں عام طور پر نروس، تھکا ماندہ، بجھا ہوا، پریشان، مایوس اور غیر متحرک رہتا ہوں، ہشاش بشاش اور انرجیٹک رہنے کے لئے کیا کروں؟۔

- مندرجہ بالا حالات فطری اور عام ہیں کیونکہ کائنات میں کئی طاقتیں ہیں جو انسان کی کمزوری اور تباہی کیلئے مسلسل کام کرتی ہیں، ان سے محفوظ رہنے اور خوشحالی کی طرف بڑھنے کے لئے آپ کو اپنے اندر روحانی توانائی کو جذب کرنے اور اس کو برقرار رکھنے کا ہنر سیکھنا ہوگا۔
- مندرجہ ذیل طریقے سے آپ اپنے اندر روحانی توانائی پیدا کر سکتے ہیں، جو آپ کو صبح سے شام تک تھکے بغیر کام کرنے کی قوت عطا کرے گی۔

چارج ہونے کا طریقہ:

- حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''سبحان اللہ وبحمدہٖ'' (جس کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ تمام عیوب سے پاک ہے اور تمام تعریفیں اس کیلئے ہی ہیں) ہر مخلوق کی دعا اور عبادت ہے اور اس تسبیح کی تلاوت سے انہیں اللہ تعالیٰ کا فضل یعنی روزمرہ کا رزق حاصل ہوتا ہے، ہر مخلوق اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتی ہے، مگر انسان اسے سمجھ نہیں سکتا۔ (نسائی، حکیم، ترغیب بزار)

اس لئے کائنات کی ہر مخلوق یعنی ستارے، سورج، چاند، زمین، ہوا، پہاڑ، دریا وغیرہ وغیرہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے ذریعے اپنا رزق پاتے ہیں؛ لیکن رزق کے استعمال کے بعد ہم ان کا فضلہ نہیں دیکھتے؛ کیونکہ ان کا رزق توانائی کی شکل میں ہے نہ کہ مادّی شکل میں، اس طرح فرشتے غذا نہیں کھاتے بلکہ جب انہیں بھوک لگتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کر کے توانائی حاصل کرتے ہیں۔

- یہ حقیقت اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں توانائی ہے اور جو بھی صحیح طریقے سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرے گا اس کی روح توانائی حاصل کرے گی۔

ہر تسبیح پڑھنے والا انیرجیٹ کیوں نہیں ہوتا؟:

- لکڑی سے آگ پیدا کی جا سکتی ہے، میں نے ایک ایسا شخص دیکھا ہے، جو ۶۰ سیکنڈ میں لکڑی کے دو ٹکڑے آپس میں رگڑ کر آگ پیدا کر سکتا ہے؛ لیکن اگر میں لکڑی کے دو ٹکڑے ۶۰ منٹ تک بھی رگڑوں تو آگ پیدا نہیں ہوتی، لکڑی رگڑ کر آگ پیدا کرنے کی کچھ تکنیک ہے، اسی طرح دعا اور عبادت سے توانائی حاصل کرنے کی بھی کچھ تکنیک ہے۔
- توانائی حاصل کرنے کی پہلی شرط یہ ہے کہ ہم عبادت میں جو تلاوت کر رہے ہیں ان پر ہماری پوری توجہ قائم رہے، ہم جن آیات کی تلاوت کر رہے ہیں ان کے معنی ہمیں معلوم ہونے چاہئے اور جذبۂ احترام اور عاجزی سے ہمیں انہیں زبان سے صحیح تلفظ کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔
- اپنی آنکھیں بند کرلیں اور کعبہ کی طرف رخ کریں۔
- اللہ تعالیٰ ہر چیز دیکھتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ آپ کیا سوچتے ہیں یا کیا تلاوت کرتے ہیں۔ اس حقیقت کو یاد رکھیں۔ اور آیات کی تلاوت اس یقین سے کریں کہ آپ براہ راست اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہیں۔
- گہری سانس اندر کھینچیں پھر دو سیکنڈ روک کر آہستہ آہستہ سانس چھوڑیں، آپ کو جتنا وقت سانس لینے میں لگا اس سے زیادہ وقت سانس چھوڑتے ہوئے لگنا چاہئے۔
- جب سانس چھوڑنا شروع کریں تو آہستہ آہستہ تسبیح یا آیات یا درود شریف بھی پڑھیں۔
- ایک سانس چھوڑتے وقت آپ ایک تسبیح یا آیات پڑھ سکتے ہیں یہ اگر کوئی بڑی آیات یا درود شریف ہو تو ایک سانس توڑ کر دوسری سانس بھی لے سکتے ہیں، مگر آہستہ آہستہ سانس چھوڑتے وقت ہی پڑھنے کا عمل کریں۔
- اسی سانس والے عمل کو کرتے وقت چمڑے کی کوئی چیز نہ پہنے جیسے گھڑی کا پٹہ، کمر کا پٹہ، پاکٹ وغیرہ، مردہ جانور کی چمڑی ساری توانائی جذب کر لیتی ہے، پلاسٹ یہ دھات کی اشیاء پہن سکتے ہیں۔
- عبادت میں عاجزی اور انکساری کے لئے عبادت کرتے وقت آپ تصور کریں کہ آپ نے دعا کی طرح ہاتھ اٹھا رکھا ہے مگر حقیقت میں دعا کی طرح ہاتھ اٹھا ضروری نہیں ہے۔
- آنکھ کھول کر عبادت کرنے سے آپ کو ثواب وغیرہ تو مل جائے گا، مگر دن بھر

مسلسل کام کرنے کے لئے جوانرجی اور توانائی آپ کے جسم اور روح کو چاہئے وہ توانائی آنکھ بند کر کے عبادت کئے بغیر ملنا مشکل ہے۔

وارننگ(warning):

- قرآن کریم کی آیت ہے کہ ''اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا کہ اس کی تاثیر سے پہاڑ چل پڑتے یا زمین پھٹ جاتی یا مردوں سے کلام کر سکتے تو یہی قرآن ان اوصاف سے متصف ہوتا مگر بات یہ ہے کہ سب باتیں خدا کے اختیار میں ہیں''۔(سورۃ الرعد آیات نمبر ۳۱)

بیشک قرآن اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح کے آیات میں زبردست قوت اور طاقت ہے، اگر آپ مسلسل ایک تسبیح یا آیت ایک مقرر مقدار میں ایک ہی جگہ چالیس دن تک پڑھتے رہے تو موکل یا روح حاضر ہو جاتے ہیں۔

- ان روحوں کو غیر شرعی کام اور گناہ کے کام پسند نہیں ہوتے اس لئے ان کے حاضر ہو جانے کے بعد عابد کو بہت زیادہ احتیاط سے زندگی گزارنا ہوتا ہے جو کہ بہت مشکل ہے اس لئے کبھی کبھی موکل یا روحوں اور عامل کی رسہ کشی میں عامل پاگل ہو جاتے ہیں، اس لئے کوئی آیت یا کوئی تسبیح ایک ہی وقت مقرر مقدار میں چالیس دن ہرگز نہ پڑھیں، وقت بدلتے، مقدار بدلتے، یا ایک دن ناغہ کرنے سے اس طرح کے موکل والے اثرات نہیں ہوتے ہیں اس لئے اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

- پہلے تو شیطان یا نفسِ امارہ آپ پر حاوی ہوگا اور آپ کو نماز اور عبادت کرنے نہیں دیگا، آپ کسی طرح شیطان اور نفس کو شکست دیکر روحانیت کے اعتبار سے ایک درجہ تک پہنچ گئے تو پھر آپ کو نماز اور عبادت میں مزہ آئے گا اور بغیر عبادت کئے آپ کو چین نہیں آئے گا، یہ بہت خطرناک مرحلہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو دین سے زور آزمائی کرے گا وہ ہار جائے گا'' آپؐ نے درمیانی راستہ اختیار کرنے کے لئے کہا ہے، اس لئے درمیانی راستے پر چلتے رہیں۔

زیادہ تسبیحات پڑھ کر میں نے لوگوں کو پاگل ہوتے دیکھا ہے، میں خود بھی بہت تکلیف اٹھا چکا ہوں اس لئے ذاتی تجربے سے آپ کو درمیانی راستہ کی صلاح دے رہا ہوں۔

اس لئے دن بھر مسلسل کام کرنے کی ایزجی بغیر عبادت کے حاصل نہیں ہو سکتی، مگر عبادت میں آپ نے اعتدال کا خیال نہ کیا تو نقصان بھی ہو سکتا ہے اس لئے ہر کام سوچ سمجھ کر کریں۔

- اگر آپ کے پاس بہت فرصت ہے اور دل مزید عبادت کرنا چاہتا ہے تو کیا کریں؟۔

ایک بار حضرت ابی بن کعبؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ''یا رسول اللہ! میں اپنی روزمرہ کی عبادت میں ایک چوتھائی وقت آپ پر درود بھیجنے پر کرتا ہوں کیا یہ سہی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور زیادہ بھیجو گے تو تمہارے لئے بہتر ہوگا، پھر حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! اگر میں اپنی عبادت کا آدھا وقت آپ پر درود بھیجنے پر صرف کروں تو کیا یہ میرے لئے بہتر ہوگا، آپ نے فرمایا اور زیادہ کرو تو تمہارے لئے اچھا ہوگا پھر حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! اگر میں اپنی عبادت کا تین چوتھائی حصہ آپ پر دورد بھیجنے پر صرف کروں تو کیا یہ میرے لئے اچھا ہوگا، اپ نے فرمایا اگر زیادہ کروگے تو تمہارے لئے اچھا ہوگا، پھر حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! اگر میں اپنی عبادت کا پورا وقت آپ پر درود بھیجنے پر صرف کروں تو کیا یہ میرے لئے اچھا ہوگا، آپ نے فرمایا ''ہاں'' یہ تمہارے لئے اچھا ہوگا، پھر حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا یا رسول اللہ میں ایسا ہی کروں گا۔(منتخب ابواب، ترمذی)

اگر آپ کا دل بھی خوب عبادت کرنا چاہے تو جتنا چاہے درود شریف پڑھے آپ ہر طرح سے خوشحال، تندرست اور دنیا اور آخرت میں ترقی کریں گے، مگر دوسری تسبیحات پڑھنے کے لئے ایک کامل استاد کی سرپرستی ضروری ہے۔

- جب آپ کسی عبادت یا نماز کیلئے تیار ہوں، تو پہلے یہ تلاوت کریں۔

اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم

- کیوں کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

"فاذا قرات القرآن فاستعذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم"

''اور جب قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے پناہ مانگ لیا کرو''۔(سورۃ نحل آیت ۹۸)

پھر پڑھیں:

"بسم الله الرحمن الرحیم" اللہ کا نام لے کر شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحیم ہے۔(سورۃ فاتحہ آیت ۱)

پھر پڑھیں:

"رب اعوذ بك من همزات الشیطان و اعوذ بك رب ان یحضرون" اور کہو کہ اے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہو۔(سورۃ مؤمنون آیت ۹۷)

مندرجہ بالا تینوں آیاتیں پڑھنے سے ذہن میں شیطانی وسوسے نہیں آتے، اگر ان کے پڑھنے کے باوجود آپ کا ذہن بھٹکتا رہتا ہے تو سورۃ الناس، سورۃ الفلق اور آیات الکرسی پڑھ کر اپنے پر دم کر کر لیں پھر عبادت کریں۔

- زیادہ مال اور خوشحالی حاصل کرنے کیلئے فجر کی سنت گھر پر ادا کریں اور فرض نماز مسجد میں ادا کریں، نماز فجر کے بعد ایک جگہ آرام سے بیٹھیں، آنکھیں بند کر لیں، گہری سانس لیں اور آہستگی سے اسے خارج کریں اور مندرجہ ذیل تسبیحات اسی ترتیب سے تلاوت کریں:

(۱) ۵۱/بار درود شریف۔

(۲) ۱۰۰/بار

یعنی تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں اور وہ عظیم ہے۔

(۳) ۱۰۰/بار

یعنی کوئی بندہ خود کو گناہ سے محفوظ نہیں رکھ سکتا اور نیک عمل کر نہیں سکتا بغیر اللہ کی مدد کے جو عظیم ہے۔

(۴) ۴۱/بار سورۂ فاتحہ (سو بار پڑھنے سے اور زیادہ فائدہ ہوگا۔)

(۵) ۵۱/بار درود شریف

- اس کے بعد نماز اشراق ادا کریں پھر اپنے گھر جائیں۔
- ۱۰۰/بار استغفار پڑھیں۔
- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں دن میں ۷۰/بار اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔ (بخاری، اردو ۲۰۱۷)
- میں گھر سے مسجد جاتے ہوئے استغفار کرتا ہوں، آپ اپنی سہولت سے اس کو پڑھیں (میں وقت بچانے کیلئے چلتے ہوئے استغفار پڑھتا ہوں)۔
- مقررہ وقت پر تمام نمازیں ادا کریں، پاک رہنے کی کوشش کریں (یعنی باوضو رہیں) اور ہر گناہ سے بچیں۔
- اگر مندرجہ بالا طریقے سے آپ نے عبادت کیا تو انشاء اللہ سارا دن طاقت، تندرستی، سکون کچھ اہم کام کرنے کا ولولہ اور ایزجیٹک رہیں گے، سو بار سورۃ حمد پڑھنے سے پیٹھ کا درد، ڈپریشن، اور کئی بیماریاں کچھ دنوں کے لئے فوری طور سے ٹھیک ہو جاتی ہیں۔

ہم عبادت کے وقت کونسنٹریٹ (Concentrate) کیوں نہیں ہو پاتے؟

- اگر آپ توجہ مرتکز کرنے میں دقت محسوس کرتے ہیں اور سلسلہ وار شیطانی وسوسے آپ کے ذہن میں آتے ہی رہتے ہیں تو سب سے پہلے غلیظ بالوں کے بارے میں سوچئے، اگر پچھلے ۱۵/دن سے زیادہ دنوں تک آپ نے انہیں صاف نہیں کیا ہے تو صاف کر لیں، اگر بال صاف کرنے کے بعد بھی آپ کی توجہ ایک مرکز پر نہ آئے تو اپنے جسم کے تمام تعویذ اور انگوٹھیاں اتار دیں سفید اور سادہ کپڑے پہنیں، اتنی ساری پیش قدمیوں کے بعد بھی اگر آپ توجہ مرتکز نہ کر سکے تو اپنی طرز زندگی کے بارے میں غور کریں؛ ممکن ہے آپ سے ایسی غلطیاں سرزد ہو رہی ہوں جن کا آپ کو علم نہ ہو، اپنی طرز زندگی میں لوگ عموماً تین قسم کی غلطیاں کرتے ہیں:

الف۔ مالِ حرام کھاتے ہیں۔

ب۔ وہ زیادہ تر فرض نمازوں سے غافل رہتے ہیں، اگر پنج وقتہ نمازوں میں سے صرف ایک یا دو نمازیں ادا کریں گے اور توانائی کی توقع رکھیں گے تو ایسا ہونا ممکن نہیں۔

ج۔ بعض اوقات ایک بندہ، اللہ کے غضب کا مسلسل شکار رہتا ہے کیونکہ وہ والدین کی توہین کرتا ہے اور ان سے غافل رہتا ہے، قرآن کریم، احادیث شریف کی تلاوت نہیں کرتا، اپنے گھر میں کتا رکھتا ہے، فوٹوگراف اور آلات موسیقی رکھتا ہے، ان حالات میں بھی عبادت میں توجہ مرتکز ہونا بیحد مشکل ہے۔ تو پہلے اپنی زندگی کو شریعت کے دائرے میں لائیں پھر آپ کو عبادت میں مزہ آئے گا۔

نظر لگنا (نظر بد):

حضرت حسن بصریؒ کے مطابق اگر آپ محسوس کریں کہ آپ کو نظر لگی ہے تو ۴۱/بار سورہ القلم (نمبر ۶۸) آیات ۵۱ اور ۵۲ کی تلاوت کرکے اپنے سینے پر دم کریں۔ (طب نبوی صفحہ ۱۲۷)

وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ ـ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

ترجمہ: "اور کافر جب (یہ) نصیحت (کی کتاب) سنتے ہیں تو یوں لگتے ہیں کہ تم کو اپنی نگاہوں سے پھسلا دیں گے اور کہتے یہ تو دیوانہ ہے) اور (لوگو) یہ (قرآن) اہل عالم کے لئے نصیحت ہے"۔ (سورۃ قلم آیت ۵۱ تا ۵۲)

مکمل فائدے کے لئے میں کبھی کبھی اسے ۱۰۰/بار پڑھتا ہوں۔

- اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی نظر بد سے آپ کے بچوں اور اچھی چیزوں پر برا اثر پڑ رہا ہے تو مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت کریں تاکہ وہ آپ کی نظر بد سے محفوظ رہیں۔ (طبِ نبوی صفحہ ۱۲۷)

"اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْهِ" یعنی اے خدا! اس پر اپنا فضل کر۔

صبح تروتازہ اور توانا کیسے بیدار ہوں؟:

- اگر آپ دن بھر کی جسمانی محنت سے تھک جاتے ہیں اور صبح کمزوری اور کاہلی محسوس کرتے ہیں تو رات میں سوتے وقت وضو کریں اور مندرجہ ذیل تسبیح کا ورد کریں:

"سُبْحَانَ اللّٰهِ" (۳۳/بار) یعنی اللہ تعالیٰ تمام عیوب سے پاک ہے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" (۳۳/بار) یعنی تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہیں۔

"اَللّٰہُ اَکبَرُ" (۳۴ / بار) یعنی اللہ تعالیٰ عظیم ہے۔

اور پورے جسم پر دم کریں، صبح آپ بالکل تروتازہ بیدار ہوں گے، یہ تسبیح فاطمہ کہلاتی ہے۔

حضرت علیؓ کے مطابق حضرت فاطمہؓ دن میں چکّی پیسنے اور کنویں سے اپنے کندھے پر پانی لانے سے بیحد تھک جاتی تھیں، اس لئے آپ نے اپنے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک غلام مانگا لیکن غلام دینے کی بجائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو یہ تسبیح سکھائی، میں ذاتی طور پر اس پر عمل کرتا ہوں اور مجھے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ (متفق علیہ، حدیثِ نبویؐ۔۹۷)

متحرک رہنے کے طبّی نسخے:

- اگر آپ فجر کی عبادت اور اوپر کے وظیفے کے ورد کے بعد بھی خود کو تھکا ہوا نروس اور کاہل محسوس کریں اور غیر متحرک رہیں تو پھر ہوسکتا ہے کہ آپ میں کوئی جسمانی خرابی ہے۔
- مندرجہ ذیل پانچ وجوہات کی وجہ سے انسان تھکا تھکا سا محسوس کرتا ہے۔

(۱) جسم میں حیاتین (وٹامن) بی کامپلیکس کی کمی:

اس کی کمی کو دور کرنے کیلئے وٹامن بی کامپلیکس کا ایک کیپسول یا گولی رات کے کھانے کے بعد ۱۰ / دن تک لیں۔

(۲) غیر متوازن غذا:

اگر غذا آپ کے جسم کے مطابق متوازن نہیں ہے تب بھی آپ غیر متحرک رہیں گے صبح ایک عدد سیب کھائیں، ایک عدد کیلا اور پانچ عدد کھجوریں دوپہر کے کھانے کے ساتھ لیں اور رات کے کھانے کے ساتھ لیں دو چمچہ شہد لیں تا کہ توانائی حاصل ہو۔

(۳) لوہے کی کمی (ہیموگلوبین کی کمی)

اس کی کمی کی وجہ سے انسان جلد تھک جاتا ہے، بہت سوتا ہے اور عام طور پر کمزوری محسوس کرتا ہے، اس لئے مسلسل سیب، گاجر، ٹماٹر، شلجم، شکرقند، چنا، گڑ، سبزی استعمال کریں اور اپنے فیملی ڈاکٹر سے بھی مشورہ کریں۔

(۴): (Depression) ڈپریشن:

اگر طویل عرصہ تک آپ کی سوچ منفی رہے گی تو آپ Depression کا شکار ہو جائیں گے اس کے علاج کے لئے قرآن کریم کی اس آیت کو اس کا مفہوم سمجھتے ہوئے بار بار پڑھیں۔

''اور جو کوئی خدا سے ڈرے گا وہ اس کے لئے ہر مصیبت سے خلاصی کی صورت پیدا کردے گا''۔ (سورۃ طلاق آیت ۲)

اس آیت کے معنی اپنی مادری زبان میں دوہرائیں اور اس پر پختہ عقیدہ رکھیں، چند دنوں میں آپ کو سکون ملے گا اور آپ کی سوچ مثبت ہو جائے گی اور ڈپریشن ختم ہو جائیگا۔

(۵) سست اور کاہل رہنے کی ایک وجہ آرام دہ زندگی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرامؓ کو عیش و آرام سے بچنے اور ایک مجاہدانہ زندگی گزارنے کا حکم دیا تھا (اس کتاب کے باب ''دولت سے روحانی خسارہ'' تفصیلی معلومات کیلئے پڑھیں) اس لئے علی الصبح بیدار ہوں کئی میل تک چلیں یا دوڑ لگائیں اپنے بزرگوں اور ہمدردوں سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد کچھ ایسا کاروبار یا مشغولیت شروع کریں جو مشکل ہو اور ساتھ ہی وہ دنیا و آخرت کے لئے بہت فائدے مند ہو۔

- Auto suggetion کی مشق کریں تاکہ زندگی میں کامیاب ہونے کی شدید خواہش پیدا ہو۔
- حج اور عمرہ کریں تا کہ آپ کی خوشحالی میں اضافہ ہو، دیگر شہروں کی تجارتی نمائش میں شریک ہوں جس سے آپ کی معلومات میں اضافہ ہوگا، اسی طرح اپنے خوشحال رشتہ داروں سے ان کے شہروں میں ملاقات کریں جن سے آپ تجارت کے گر سیکھ سکیں، یا آپ ان سے سبق لے کر (Motivate) متحرک ہو جائیں اور آپ بھی ان کی طرح خوشحال ہونے کی کوشش کریں، اگر آپ عبادت سے روحانی تندرستی اور توانائی حاصل کریں اور ورزش دوا علاج سے جسمانی صحت حاصل کرنے کی کوشش کریں تو انشاء اللہ سارا دن آپ چست اور تندرست رہیں گے اور مسلسل اپنے فرائض انجام دیتے رہیں گے۔

ایک کار آمد مشورہ:

آبِ زمزم ایک طبی معجزہ ہے، حدیث شریف کے مطابق آپ اسے پیتے ہوئے جو دعا مانگیں گے وہ قبول ہوگی۔ حضرت ابن عباسؓ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ ہدایت فرمائی کہ آبِ زمزم پیتے ہوئے یہ دعا کریں۔ (طب نبوی صفحہ ۹۷، حصن حصین)

"اللّٰھم انی اسئلک علماً نافعاً ورزقاً واسعا وشفاء من کل داء" اے خدا! مجھے مفید علم فرما، مجھے خوشحالی سے نواز، اور مجھے تمام امراض سے محفوظ رکھ۔

اس عمل اور وظیفے سے آپ کی صحت اور تمام مالی مسائل ضرور حل ہو سکتے ہیں، مگر شرط یہ ہے کہ آپ پورے یقین کے ساتھ اس عمل کو کریں۔

▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼ ▼

کونسی تسبیحات پڑھنے سے رزق میں برکت ہوتی ہے؟

شخ وحید الرحمن (ممبئی)

۱۹۹۵ء سے ۲۰۰۰ء کے درمیان میری مالی حالت بڑی خراب رہتی تھی، کئی طرح کے کاروبار کئے ، مگر ہر بار نقصان ہوا، کیو۔ایس۔خان سے میری پہچان تو پہلے سے تھی مگر انہوں نے ترقی والے وظائف مجھے بہت بعد میں بتایا، مگر اللہ کا کرم ہے جب سے پڑھنا شروع کیا ہے میں لکھ پتی تو نہیں بن گیا مگر وہ مالی پریشانی اور تنگی بالکل ختم ہوگئی، آج اللہ کا کرم ہے کہ گھر ہے بچے اچھی طرح پڑھ رہے ہیں، میں الحمدللہ حج بھی کرلیا ہے اور زندگی میں ایک طرح کا سکون ہے۔

صابر خان (ممبئی)

میرا ایک چھوٹا ورک شاپ تھا جس میں دو کاری گر کام کرتے تھے۔مگر حالت یہ تھی کہ وقت پر نہ ورک شاپ کا کرایہ ادا کر پاتا تھا نہ کاری گروں کو تنخواہ دے پاتا نہ بجلی کا بل بھر پاتا تھا، کیو۔ایس۔خان کے لئے مشینوں کے کل پُرزے بھی میں اپنے ورک شاپ میں بناتا تھا، ایک بار میری خراب حالت کو دیکھ کر انہوں نے مجھے ہر نماز کے بعد دس بار سورہ قدر اور کچھ تسبیحات پڑھنے کی صلاح دی، اس دن سے آج تک میں اُن تسبیحات کو مسلسل پڑھ رہا ہوں، تسبیحات کا معمول بناتے ہی چھ مہینے کے اندر اللہ تعالیٰ کے کرم سے میں نے اپنا ایک کارخانہ اور چھ لیتھ مشینیں خریدیں اور آج ۲۰۱۱ء میں میرے پاس ایک اور نئی ممبئی میں بڑا کارخانہ اور بہت سی مشینیں اور منافع بخش کاروبار ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے برکت اس طرح دیا کہ مجھے کچھ اسٹین لیس اسٹیل کے پارٹس بنانے کا کام ملا، جس میں خام مال میں سے 75% اسکریپ نکلتا ہے، جو کہ بہت مہنگا بکتا ہے، اس طرح مزدوری سے زیادہ تو مجھے اس کے اسکریپ سے کمائی ہوتی تھی اور میرے پاس اتنا آرڈر تھا کہ دن رات کام کروں تب بھی آرڈر پورا نہ ہوتا تھا، اللہ تعالیٰ اس جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں کسی کا گمان بھی نہ ہو۔ (قرآن کریم، سورہ طلاق آیت: ۲/۳)

تسبیحات پڑھنے کے بعد بے شک اللہ نے مجھے ایسی جگہ سے رزق دیا جہاں میرا گمان بھی نہ تھا اور بے حساب دیا۔

فرزانہ خان (اُتر پردیش)

کیو۔ایس۔خان ہمارے رشتہ دار ہیں اور میں ایک ٹیچر ہوں، ۱۹۹۹ء میں مجھے انہوں نے برکت کے لئے کچھ تسبیحات بتائی تھیں، جو میں مسلسل پڑھ رہی ہوں، اللہ کے کرم سے اپنے پیشے میں میں مسلسل ترقی کر رہی ہوں، آج میں پرنسپل ہوں، تسبیحات پڑھنے کے بعد زندگی کے مسائل بہت کم ہوگئے ہیں، اس لئے ہر ماہ اچھی خاصی رقم کی بچت ہوتی رہی اور اس بچت سے میں نے اپنا گھر بھی خریدا، آج اللہ کے کرم سے زندگی ایک دم پُرسکون ہے۔